مرآة الاولیاء

تالیف

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرهٔ

متوفی ۱۲۳۸ هجری / ۱۸۲۳ میلادی

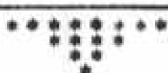
با تصحیح و مقدمهٔ دربارهٔ احوال و مختصات نثر نگاری وی

برای اخذ درجهٔ دکتری
از دانشگاه پیشاور
۱۴۰۶ هجری / ۱۹۸۶ میلادی

از
غلام ناصر مروت
دانشیار زبان و ادبیات فارسی
بخش فارسی - دانشگاه پیشاور

راهنمای
دکتر کے . بی . نسیم
پرفسور فارسی
و
رئیس کلیهٔ السنهٔ شرقیه
دانشگاه پیشاور

خلاصہ



خداوند بزرگ و برتر نے انسان کو اپنی معرفت و عبادت کی خاطر تخلیق کیا اور اس کی راہنمائی کے لئے ہر دور میں آسمانی ہدایات پر مشتمل صحائف و کتب مقدس نازل فرمائے ۔کتب سماوی کے علاوہ عملی طور پر ان تعلیمات کو بروئے کار لانے کے لئے مختلف ادوار میں مختلف قوموں کے لئے انبیاء علیہم السّلام کا سلسلہ جاری فرمایا ، یہ تمام انبیاء علیہم السّلام تعلیمات خداوندی کا عملی نمونہ ہوتے تھے ۔بنی نوع انسان کے یہ بہی خواہ اپنے قول و فعل کے ذریعے انسانوں کو ظلمت سے نور کی طرف ، ضلالت سے ہدایت کی طرف اور من چاہی زندگی سے رب چاہی زندگی کی طرف دعوت دیتے تھے ، ان کے مقابلے میں انسانیت کا ازلی دشمن شیطان اور اس کی ذریت ہمہ وقت اس کوشش میں لگی رہی کہ اولاد آدم (علیہ السّلام) کو نبوی تعلیمات سے ہٹاکر اپنے راستے پر لگا دے اور یوں خیر و شر اور حق و باطل کی کشمکش ازل سے ابھی تک جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا :

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

تمام انبیاء علیہم السّلام کے سرخیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم خاتم النبیّن بن کر آئے اور آپ کو خداوندتعالی نے قرآن پاک کی صورت میں ہدایات و تعلیمات رحمانی کا وہ اکمل و اتم مجموعہ عطا فرمایا جس میں بنی نوع انسان کو مبداء سے لے کر معاد تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے "مَا كَانَ حَدِيثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" (1) (یوسف : 111)۔

---

(1) "یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو نہیں بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہوچکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا اور ہربات کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اور ایمان والوں کیلئے ذریعۂ ہدایت و رحمت ہے مراد یہ ہے کہ قرآن میں ہراس چیز کی تفصیل موجود ہے جس کی دین میں انسان کو ضرورت ہے ،عبادات، معاملات، اخلاق معاشرت، حکومت، سیاست وغیرہ انسانی زندگی کے ہر انفرادی یا اجتماعی حال سے متعلق احکام و ہدایات اس میں موجود ہیں " (ماخوذ از معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع ، طبع کراچی 1400ھ ، ص 151/5)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا لیکن شیطانی ذریت کے مقابلے میں نبوی تعلیمات کی دعوت اور نفسانی خواہشات کے مقابلے میں رحمانی ہدایات پھیلانے کی جنت کو جاری رکھنے کے لئے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت ایسے طرز پر کرائی گئی کہ ان میں سے ہر ایک سیرت نبوی کا مکمل نمونہ اور آسمانی ہدایات کا درخشندہ ستارہ بن کر چمکا ، چنانچہ ارشاد نبوی ہے "اصحابی کالنّجوم فبایّہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ، ان میں سے جس کسی کی پیروی کروگے ہدایت پا جاوگے) - (1)

آپ کے صحابہؓ آپؐ کے رنگ میں رنگے ہوئے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے کامل پیکر تھے ممکن ہے کوئی صحابی پورے قرآن کا حافظ نہ ہو لیکن پورے قرآن کی عملی تفسیر ضرور تھا ، ممکن ہے کسی صحابی کو آپ کے کسی حدیث کے بارے میں علم نہ ہو لیکن اپنے نبی کی ہر منشاء کو سمجھنے والا اور اس پر پورا اترنے والا ضرور تھا - لہذا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد اسوۂ رسول کے یہ حاملین اور کار نبوت کے یہ امین سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے فرمان "فلیبلّغ الشّاہد الغائب " پر لبّیک کہتے ہوئے صحرائے عرب سے نکل کر چار دانگ عالم میں پھیل گئے اور ہدایات ربّانی کے یہ مجسم نمونے اپنے قول و فعل سے انسانوں کو دین فطرت کی طرف دعوت دیتے رہے - دعوت الی اللہ کی یہ اہم ترین اجتماعی ذمہ داری آپ کے تربیت یافتہ اصحاب اولو الالباب نے بطریق احسن نبھائی - چونکہ یہ مشن وقتی نہیں بلکہ ہمہ وقتی تھا اور کسی خاص علاقے کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم کے لئے تھا اس لئے ان وفا شعاروں نے اپنے تابعین کی تربیت بھی انہی خطوط پر کی جن خطوط پر انہوں نے خود ختم الرّسل صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی صحبت میں رہ کر تربیت حاصل کی تھی۔

صحابہؓ و تابعینؒ کی یہ ہدایت یافتہ جماعتیں ظاہر و باطن کی جامع اور ہمہ جہتی صفات کی حامل تھیں ، حق و باطل کا میدان کارزار ہو ، درس و تدریس کا مدرسہ و مکتب ہو

(1) جمع الفوائد مؤلفہ محمد بن محمد بن سلیمان ، طبع مدینہ منورہ 1381ھ ج2 ص249

ذکر و عبادت کا گوشۂ خلوت ہو یا ارشاد و تلقین کی مجلس جلوت ہو حق و صداقت کے یہ علمبردار دین متین کے ہر شعبے کا احاطہ کئے ہوئے تھے اور "رہبان اللّیل و فرسان النّہار" [1] بن کر "دست بکار دل بہ یار" کی تصویر پیش کرتے تھے ۔

قرون اولیٰ کے بعد جب دور رسالت کو بعد ہوتا گیا ، اسوۂ رسول کے عملی پیکر حیات مستعار میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ایک کرتے رخصت ہوتے گئے ، مسلمانوں کا غیر قوموں کے ساتھ میل ملاپ بڑھتا گیا ، عقلی علوم (فلسفہ و حکمت) مسلمانوں کے اندر راہ پانے لگے ، حق پرستوں کی محنت میں سستی آگئی اور طاغوتی قوتیں نئے نئے روپ میں اور بھیس بدل بدل کر اولاد آدم کو بہکانے میں سرگرم عمل رہیں ، طبیعتوں پر شریعت کی گرفت ڈھیلی پڑتی گئی ، شریعت و طریقت کی دوئی اور ظاہر و باطن کی تفریق کے فتنے سر اٹھانے لگے ، الحاد و زندقہ کا دروازہ کھل گیا ، دین حق کے روشن اصولوں کی من مانی تأویلیں کی جانے لگیں ، امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے لگا اور اس حصن حصین کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے لگیں ، سیاسی انحطاط کے ساتھ ساتھ اعتقادی اور عملی لحاظ سے بھی مسلمانوں کے اندر اضمحلال کے آثار پیدا ہوگئے ۔ وہ امت جو قرآن و حدیث اور ظاہر و باطن کی تمام خوبیوں کو اپنے ایک جسم کے اندر سمیٹے ہوئی تھی اس کے مختلف حصے بکھرے ہوگئے ، کوئی اپنے کو "اہل القرآن "کہنے لگا ، کوئی "اہل حدیث" بن بیٹھا ، کوئی "اہل ظاہر "کہلانے لگا اور کوئی باطنیت کا علمبردار بن کر "باطنیہ کی صف میں شامل ہوگیا ۔

یہ سب کچھ ہو رہا تھا ــــــ لیکن قربان جاؤں اس "شجر طیبہ کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں اونچائی میں جارہی ہیں " [2] ، اس کی تخم ریزی خود خداوند قدوس نے اپنے دست قدرت سے کی ہے اور اس کی آبیاری و حفاظت خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے [3]

---

(2) "كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ " (ابراہیم : 24)۔

(3) إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ (ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں (الحجر: 9

(1) رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے اور دن کو (جہاد کی غرض سے)گھوڑوں پر سوار رہتے تھے ۔

خیرالامم کے سالار اور جن و انس کے غمخوار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مژدۂ جانفزا ہے " ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا ، کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالی کا حکم آوے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہونگے (1) حق پرستوں کا یہ طبقہ ہر دور میں موجود رہا جس کے افراد کبھی شمشیر بکف باطل کے مقابلے پر میدان جہاد میں سرگرم عمل رہے ، کبھی مصحف بدست مدرسہ و مکتب میں مسند آرا رہے اور کبھی عشق حقیقی کے یہ متوالے ارشاد و تلقین کی خانقاہوں میں ذکر محبوب سے رطب اللسان رہے ۔ربع مسکون کے ہر گوشے میں اور حیات مستطار کی ہر گھڑی میں "رجال اللہ "کا یہ طبقہ حق و صداقت کی آواز بلند کرتا رہا اور فتنہ و فساد کے ہر دور میں "حزب اللہ "کے یہ افراد اپنی اپنی فہم و فراست اور استعداد کے مطابق اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہے ۔

زیر نظر کتاب" مرأۃ الاولیاء" (قلمی) کے مصنف شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا شمار انہی مردان حق میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتلاء و آزمائش کے ماحول میں آنکھ کھولی ، فتنہ و فساد کے زمانے میں پرورش پائی اور جہد مسلسل کے دور میں اپنی زندگی گذار دی۔ ۔ بارھویں/تیرھویں صدی ہجری کے اس مجاہد صوفی کے آبا و اجداد 1174 / 1175ھ مطابق 1760 / 1761ع میں احمد شاہ ابدالی کی فوج کے ہمراہ جہاد کے لئے افغانستان سے یہاں تشریف لائے ،غازی احمد شاہ کی واپسی کے وقت انہوں نے ضلع مردان تحصیل صوابی کے موضع تورڈھیر میں اقامت اختیار کی ،یہیں پر شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی ولادت ہوئی۔

شیخ محمد شعیبؒ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار شیخ رفیع القدر المعروف بہ حافظگل قدس سرہ سے حاصل کی ،بعد ازاں موضع ہوزیؒ کے مشہور بزرگ حافظ محمد قدس سرہ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور اپنے استاد سے تصوف کے مشہور رائج الوقت سلسلوں قادریہ جنیدیہ اور نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے ۔ اپنے استاد کے ہاں سے فارغ ہو کر واپس اپنے آبائی قصبہ تورڈھیر تشریف لائے اور یہاں

(1) مسلم کتاب الامارۃ

پر درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری رکھا ۔ اپنے مستقل حلقۂ تدریس کے علاوہ آس پاس کے دیہاتوں میں چھوٹے چھوٹے مکاتب کے اجراء کی ترغیب و معاونت بھی جاری رکھی۔

اس زمانے میں شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سکھوں کی فتنہ پردازیاں زوروں پر تھیں اور مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کوئی چیز محفوظ نہ تھی ۔ ادھر مسلمان حاکمان وقت آپس کی مخالفتوں اور مناقشتوں کا شکار تھے جن کی وجہ سے سکھوں کی مزید حوصلہ افزائی اور مسلمان عوام کی مشکلات میں اضافہ ہورہا تھا ۔ ان حالات میں دیگر اہل اللہ کی طرح شیخ محمد شعیب قدس سرہ بھی تنگ آکر اپنی جائے پیدائش کو خیرباد کہتے ہوئے پہاڑی علاقہ خواہ خیل کے موضع چینگلئی کو ہجرت کر گئے ۔ وہاں پر آپ نے ایک مسجد تعمیر کی اور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ آپ کی رگوں میں چونکہ مجاہد باپ دادا کا خون گردش کر رہا تھا اس لئے اپنے روز مرہ کے معمولات کے ساتھ ساتھ اپنے آبائی مشن جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری بھی جاری رکھی ۔ جب مجاہدین کا ایک معتدبہ گروہ آپ کے گرد جمع ہوگیا تو آپ نے سکھوں کے خلاف ایک فیصلہ کن معرکے کا اعلان کر دیا ، ادھر افغانستان میں بارکزئی سردار محمد عظیم خان بھی اپنی باقاعدہ افغان فوج کے ہمراہ اس مجوزہ معرکے میں مجاہدین کے ساتھ شامل ہونے کے لئے افغانستان سے روانہ ہو پڑا ۔ رجب 1238ھ مطابق مارچ 1823ع میں نوشہرہ کے مقام پر حق و باطل کا یہ معرکہ ہوا جس میں افغان فوج اور سرحدی پٹھانوں نے دل کھول کر داد شجاعت دی اور ہزاروں کی تعداد میں مقتول و مجروح ہوئے ۔ اسی لڑائی میں شیخ محمد شعیب قدس سرہ بھی شدید زخمی ہوئے جنہوں نے چند روز کے بعد زخموں کی تاب نہ لاکر جان جہان آفرین کے سپرد کردی ۔

شیخ محمد شعیب قدس سرہ ہمہ جہتی صفات کے مالک تھے ، جہاد بالسّیف کا جذبہ اپنے باپ دادا کی جانب سے ورثہ میں ملا تھا ، ایک عالم فاضل باپ کے زیر سایہ تربیت پاکر اور ایک پاک طینت بزرگ حافظ محمد عمرزیؒ قدس سرہ کی نگرانی میں علوم ظاہری و باطنی کی

تکمیل کرکے آپ کی جامع الصّفات شخصیت کی خفیہ صلاحیتوں کو ابھرنے کا خوب موقع فراہم ہوا تھا -

سیاسی انتشار کے علاوہ آپ کا عہد مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے بھی انحطاط و اضمحلال کا دور تھا ، بدعات کا شیوع زوروں پر تھا ، تصوف کے میدان میں نئے نئے طالع آزما کود پڑے تھے ، پورے برصغیر میں عموماً اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں خصوصاً ذہنی بے چینی اور دماغی انتشار کا دور دورہ تھا - ان حالات میں جہاں آپ اپنی قوت بازو کے ساتھ باطل کے خلاف سینہ سپر رہے وہاں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے ذریعے حق و صداقت کی آواز بلند کرتے رہے - ان مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے جاہل اور نام نہاد صوفیاء کے غیرشرعی اور مبتدعانہ کار روائیوں اور شریعت حقہ کی من مانی تاویلات و تصریحات سے اہل حق صوفیاء کے مسلک کی حفاظت و اشاعت کے لئے آپ نے اپنے قلم کو بھی جنبش دی اور اپنے رشحات قلم اور قیمتی یاد داشتوں کو "مرآۃ الاولیاء" کی صورت میں مرتب کرکے چھوڑ گئے -

مرآۃ الاولیاء جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اولیاء کرام کے حالات و ملفوظات کے علاوہ علم تصوف کی اصطلاحات اور اشغال و معمولات کا مجموعہ ہے - کتاب کا ایک بڑا حصہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کی حیات طیبہ اور اہل بیت عظام و خلفائے راشدین رضی اللّٰہ عنہم اجمعین کے فضائل و کمالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے ، گویا زیر نظر کتاب سیرۃ النّبی اور تصوف کے موضوع پر ایک قابل قدر جامع مجموعہ ہے - موضوعات کی جامعیت کے علاوہ مرآۃ الاولیاء کی بعض دیگر خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں -

(1) آج تک فارسی ادب کے قلمی نسخوں کی جتنی اہم اور مشہور فہرستیں تیار کی جا چکی ہیں ان میں سے کسی فہرست میں بھی اس قلمی نسخے کا ذکر نہیں ملتا اور مشار الیہ چار نسخوں (سح - غع - عر - مظ) جن سے راقم الحروف نے استفادہ کیا ، کے سوا کہیں بھی کسی اور نسخے کے بارے میں تادم تحریر معلوم نہ ہو سکا ، اس لحاظ سے یہ کتاب صرف کمیاب ہی

نہیں بلکہ نایاب ہے -

(2) مصنف مرحوم نے شریعت و طریقت میں امتزاج قائم کرکے تصوف کو ایک نیا رنگ دیا ہے جو عام صوفیاء کے لئے ایک نئی چیز تصور کی جاتی تھی کیونکہ بیشتر صوفیاء پر جذب و مستی کی کیفیت طاری رہتی تھی اور شریعت کی حیثیت ان کے ہاں ثانوی ہوتی تھی - مصنف مرأۃ الاولیاء کا شمار ان معدودے چند صوفی علماء میں ہوتا ہے جو شریعت و طریقت کو ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم سمجھتے ہیں اور ان بے شمار بدعات کا قلع و قمع کیا ہے جو شریعت کے مخالف ہیں -

(3) سلوک و عرفان کے مشکل اور پیچیدہ مسائل کی وضاحت ایسے دلچسپ اور عام فہم انداز میں کی ہے کہ عام آدمی بھی انہیں سمجھنے میں دقت محسوس نہیں کرتا - گویا طریقت کو جو ابھی تک خواص کے ایک طبقے کے لئے مختص سمجھا جاتا تھا اور عوام النّاس اسے اپنی سمجھ اور اپنے لئے قابل عمل ہونے سے بالاتر سمجھتے تھے ، شریعت کی طرح عام فہم اور قابل عمل بناکر پیش کیا ہے -

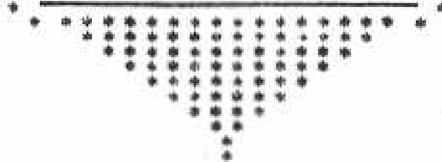
(4) چونکہ فارسی ادب اور تصوف کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اس لئے کتاب مذکور میں ان فارسی شعراء کا تذکرہ بھی پایا جاتا ہے جو میدان تصوف کے شہسوار سمجھے جاتے ہیں جیسے مولائے رومؒ ، عراقیؒ ، عطار نیشاپوریؒ ، سنائی غزنویؒ ، حافظ شیرازیؒ اور مولانا جامیؒ وغیرہ ، اس لحاظ سے مرأۃ الاولیاء فارسی کے قدیم شعراء کا تذکرہ بھی ہے -

(5) فارسی زبان و ادب کے لئے اس کتاب کی اہمیت اظہر من الشّمس ہے کیونکہ مغرب کی مادی اور سائنسی ترقی اور مشرق کی غفلت و انحطاط کی وجہ سے جہاں مشرق کا پورا معاشرہ مختلف پہلوؤں سے مثلاً نظریات و افکار اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے مغرب سے متأثر ہوکر اپنے اسلاف کے ورثے اور اپنے قومی و ملی شعائر کو داؤ پر لگاکر مغربیت کے قعرِ ذلت کی طرف رواں دواں ہے وہاں مشرقی زبان و ادب اور تہذیب و ثقافت پر مغرب کا سایہ پڑکر

اپنا تشخص کھو دینے کی طرف آمادہ نظر آرہا ہے ، اس لحاظ سے مشرقی زبانیں خصوصاً عربی اور فارسی خاص طور پر متأثر ہوئیں اور ہورہی ہیں ۔ 700 سال قبل رومی ، سعدی اور حافظ کی قدیم فارسی زبان اور آج کی جدید فارسی میں نمایاں فرق ہے ، جہاں ان بزرگوں کی زبان عربی سے متأثر تھی اور اس لحاظ سے عرب و عجم کے اتحاد اور اسلامی اخوت کا مظہر تھی وہاں جدید فارسی زبان عربی کے بجائے انگریزی اور اطالوی وغیرہ جیسی مغربی زبانوں سے متأثر ہو کر تجدد کے نام سے مغربیت کا طوق گلے میں ڈال رہی ہیں ۔

چونکہ زبان بھی دیگر قومی شعائر کی طرح کسی ملت کی انفرادیت اور قومی تشخص کا مظہر ہوتی ہے اس حقیقت کے پیش نظر پندرہویں صدی ہجری جہاں ہر طرف اسلامی اقدار کے احیاء کی کوششیں جاری ہیں وقت کی اہم پکار ہے کہ دیگر اسلامی شعائر کی طرح اسلامی ممالک کی زبان و ادب کی اپنی اصلی حالت برقرار رکھنے اور مغرب کی طرف سے آنے والے اثرات سے انہیں محفوظ رکھنے کی طرف خاص توجہ دیجائے ۔ اس سلسلے میں غزالیؒ ، سعدیؒ اور رومیؒ کے انداز بیان میں لکھی گئی دیگر متون کی طرح "مرأۃ الاولیاء" کی ترتیب و اشاعت امت مسلمہ کی اس روز افزوں ضرورت کو پورا کرنے میں انشاء اللہ اہم کردار ادا کریگی ۔

گر قبول افتد زہی عزّ و شرف



فہرست موضوعات



موضوعات	متن	صفحات

موضوعات	صفحات

موضوعات	صفحات

موضوعات	صفحات

موضوعات	صفحات

موضوعات	صفحات

موضوعات | صفحات

موضوعات	صفحات

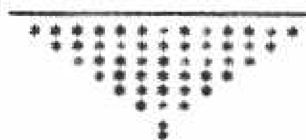
موضوعات	صفحات

موضوعات | صفحات

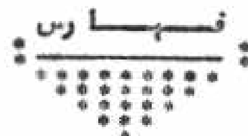
سلسلۂ سہروردیہ

ذکر ازواج طاہرات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

پایان



فهارس



تمت بالخیر

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

اظہار تشکّر



خدا در انتظار حمد ما نیست — محمّد چشم بر راہ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمّد حامد حمد خدا بس

تمام تعریفیں اس خدائے قدوس کے لئے ہیں جو اپنی ہر حیثیت میں واحد و یکتا اور بے مثل و بے مثال ہے، جس کی قدرت و حکمت سب پر غالب ہے، جو اپنے کسی فعل میں کسی مخلوق کا محتاج نہیں، جس کے ارادے کا نام وجود ہے "فعّال لما یرید"، جس نے بنی نوع انسان کو جہالت کی ظلمتوں سے نکالنے کے لئے انبیاء و رسل علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا نظام قائم فرمایا اور سرورکائنات، فخر موجودات، رحمۃ اللّعٰلمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کو خاتم النّبیّن بناکر اپنے بندوں پر انعامات و احسانات کی تکمیل فرمائی۔

بے حد و بے پایان درود و سلام ہوں خدا کے ان معصوم نبیوں اور رسولوں پر جو اپنے اپنے زمانے میں ہدایت و دعوت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور تمام انبیاء علیہم السّلام کے قافلہ سالار و سرخیل محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم پر اور بے شمار رحمتیں ہوں آپ کے ہدایت یافتہ اہل و عیال اور وفاشعار صحابہ کرام پر، رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امّا بعد! فرمایا محسن انسانیت محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم نے "من لّم یشکر النّاس لم یشکراللّٰہ" (جس نے انسانوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللّٰہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا) (1)۔

بمقتضائے فرمان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم میں سراپا شکر و سپاس ہوں اپنے محسن و مشفق استاد جناب پروفیسر ڈاکٹر کے۔بی۔نسیم رئیس کلیۃ السنۃ شرقیہ

(1) ترمذی ابواب البر والصّلۃ باب ما جاء فی الشّکر لمن احسن الیک جلد اول ص 704۔

پشاور یونیورسٹی کے لئے جنہوں نے اپنے مشفقانہ تربیت سے میرے قلب و دماغ میں تحقیق و تلاش علم کی تخم ریزی کی اور جنہوں نے بڑے مخلصانہ طور پر اپنی مہارت کے سارے جوہر مجھ پر نچھاور کرکے اپنی منزل تک پہنچایا ۔فجزاہ اللہ خیر الجزاء ۔

میں انتہائی ممنون ہوں اپنے استاد جناب پروفیسر ڈاکٹر اختر مسعود رضوی صدر شعبۂ فارسی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر سید مرتضیٰ اختر جعفری صدر شعبۂ اردو پشاور یونیورسٹی کا جنہوں نے زیر نظر قلمی نسخے کے اشعار کی تحقیق و تصحیح کرنے میں میری راہنمائی فرمائی ۔

اساتذۂ کرام کے شکریہ کے بعد میری احسان مندی کے خاص طور پر مستحق ہیں میرے عزیز شاگرد صاحبزادہ سلطان العارفین ساکن قاضی آباد (مردان) جس نے "مرآۃ الاولیاء" کے مختلف قلمی نسخوں کے حصول اور اس کے مصنف حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے حالات زندگی کی تحقیق و جستجو کے سلسلے میں میرے ساتھ مختلف دیہات کے سفر کئیے اور ذاتی طور پر گرانقدر معلومات فراہم کرنے میں میرے ساتھ شریک رہے ۔

میں شکر گذار ہوں شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے ان تمام صاحبزادوں خاص طور پر جناب صاحبزادہ فضل قدوس (تورڈھیری)، صاحبزادہ تاج العارفین (قاضی آباد) اور صاحبزادہ احمد جان (سخاکوٹ) کا اور آپ کے ان تمام عقیدتمندوں خصوصاً جناب زرد اللہ خان بلدیاتی ممبر یونین کونسل چینگلئ اور جناب سعید خان ساکنان چینگلئ کا جنہوں نے حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے بعض سینہ بسینہ محفوظ حالات و واقعات اور بعض تبرکات کی فراہمی میں میرے ساتھ تعاون کیا اور مختلف مطالعاتی اسفار کے دوران میری خاطرداری اور حوصلہ افزائی کی ۔

شکریے کا یہ باب نامکمل رہیگا اگر میں مولوی محمد یوسف استاد شعبۂ عربی، سرفراز خان لائبریرین پشتواکیڈیمی اور محمد ریاض لائبریرین شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی کا ذکر نہ کروں جنہوں نے ضروری مواد فراہم کرنے میں حتی المقدور میری اعانت کی ۔میں ان حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مقدمہ



انسان کی شخصیت اور اس کے افکار اپنے گردوپیش کے ماحول سے متأثر ہوتے ہیں ۔ جس قسم کی فضا میں انسان آنکھ کھولتا ہے، پرورش پاتا ہے اس کے اخلاق و عادات اور عقائد و نظریات پر انہی حالات کی چھاپ ہوتی ہے ۔ اسی طرح کسی ادیب یا شاعر کے رشحات قلم بھی اپنے ماحول کے اثرات سے بے نیاز نہیں رہ سکتے ۔ زیر نظر تذکرہ "مرآۃ الاولیاء" کے مؤلف حضرت شیخ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1238ھ / 1823ع) کے حالات زندگی پر خامہ فرسائی کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بارھویں اور تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان، ایران اور افغانستان کے سیاسی اور مذہبی واقتصادی حالات کا مختصر جائزہ پیش کیا جائے ۔

باب اول : سیاسی حالات

ہندوستان بارھویں صدی ہجری کا دور سیاسی اعتبار سے انحطاط کا دور تھا کیونکہ اس وقت ہند اور ایران کی دونوں عظیم سلطنتوں کا سیاسی نظام سرعت کے ساتھ منہدم ہورہا تھا جس کی وجہ سے گردوپیش کی سیاسی فضا نہایت مکدّر تھی ، دہلی سے لیکر پشاور تک کا علاقہ سلطنت دہلی کے زیر تصرف تھا مگر بادشاہتوں میں آئے دن کے انقلابات امراء کی باہمی مخاصمت، شیعیت اور سنیت کی کشمکش اور مرہٹہ، جاٹ اور سکھ تحریکوں کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا آفتاب زوال پذیر ہوچکا تھا ، مرکز کمزور ہوجانے کی وجہ سے ہرطرف بد نظمی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا ۔

محیّ الدّین اورنگ زیب عالمگیر (متوفی 1118ھ) کے بعد جس کی سلطنت اپنی وسعت اور استحکام کے لحاظ سے اشوک کے بعد برصغیر پاک و ہند میں قائم ہونے والی سلطنتوں

میں سب سے زیادہ وسیع تھی ۔[1] 1176ھ تک نصف صدی کی مدت میں گیارہ بادشاہ تخت نشین ہوئے[2] ، ان میں سے کسی کی مدت حکومت صرف دس مہینے[3] ،کسی کی چار مہینے سے کم[4] ،کسی کی سلطنت برائے نام[5] اور کسی کی چند دن کی حکومت رہی[6] ۔یہ سارے حکمران ایک دوسرے سے بڑھ کر نااہل ثابت ہوئے جن میں سے بعض نے[7] تو نہ صرف عالمگیر کے عقیدہ و مزاج کے خلاف بلکہ پوری تیموری سلسلۂ فرمانروایان سلطنت کے عقیدہ و مسلک کے خلاف شیعی مسلک اختیار کیا جو بظاہر اس سلطنت کے مصالح کے بھی خلاف تھا (جس کی مسلمان آبادی کا نوے فیصدی حصہ ہندوستان کے مشرقی حدود بنگال سے لے کر سلطنت کے مغربی حدود کابل و قندھار تک سنی فرقہ اور حنفی مسلک کا پیروکار تھا)اور جس کی ہندوستان میں کامیابی اور مقبولیت کے امکانات نہ تھے ۔[8]

اس تبدیلی کا نتیجہ عوام اور خود فوج میں بددلی کی شکل میں نکلا اور اس میں وہ مذہبی جوش نہیں رہا جو گذشتہ مغل بادشاہوں کے دور میں ایک بڑی قوت متحرکہ تھی ۔

---

(1)"اس کی حکومت غزنی سے چٹاگانگ تک اور کشمیر سے کرناٹک تک پھیلی ہوئی تھی "

(1) Cambridge Hist. of India by Lt. Col. Sir Woleley Haig eidited by Sir Richard Burn, New Dehli 1957 Vl.4 P. 316.

(2) محمد معظم بہادرشاہ، معزالدّین جہاندارشاہ، فرخ سیر ابن عظیم الشّان ، نیکوسیر ، رفیع الدّرجات ابن رفیع القدر ، محمد شاہ بن جہان شاہ ، احمد شاہ بن محمد شاہ، عزیزالدین عالمگیر ابن جہاندار شاہ، محیّ السّنہ بن کام بخش بن عالمگیر ، شاہ عالم بن عزیزالدّین (ملاحظہ ہو تاریخ دعوت و عزیمت مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی ، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی 404 جلد 5 ص 46۔47)۔ (3) معزالدّین جہاندار شاہ ۔ (4) رفیع الدّرجات (تین ماہ دس روز)۔ (5) رفیع الدّولہ ۔ (6)محیّ الدّین ابن کام بخش ابن عالمگیر ۔ (7) مثلاً اورنگ زیب عالمگیر کا پہلا جانشین شاہ عالم بہادر اول (1118ھ ـــــ 1124ھ)۔

(8) غلام حسین طباطبائی (جو خود اثنا عشری فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں)کے بیان کے مطابق بہادرشاہ کے شیعہ مذہب اختیار کرنے سے اور خطبہ میں کلمہ "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ"کے داخل کرنے کا حکم دینے پر لاہور میں جہان بادشاہ کا قیام تھا شورش برپا ہوئی ،وہ لکھتے ہیں "بہادرشاہ بدستور اصرار باین کارداشتہ در ترویج وتقویت مذہب شیعہ می کوشید و مدتہای دراز در مباحثہ بخط باز بود ،امّا فائدہ برآن مترتب نمی شد "

(سیر المتأخرین طبع کلکتہ 1836ع ،جلد دوم، ص 38)۔

اس حقیقت کا احساس بعض غیر مسلم مؤرخون تک کو ہوا ہے ۔ ڈاکٹر ستیش چندر لکھتے ہیں ۔ "حکومت کی پالیسی پر مذہب کا اثر کمزور پڑگیا" (1) اور محمد شاہ بن جہان شاہ جیسے بعض بے عزم، کمجرأت اور تعیش پسند حکمرانوں نے اگرچہ مذہب تو نہیں بدلا لیکن مشرب ضرور بدل دیا، ابر سیاہ ان کا نقیب قرار پایا، عام حکم تھا کہ ادھر مطالبہ کے دامن سے گھٹا اٹھے، بادل گرجے کہ میرا خیمہ و خرگاہ صحرا روانہ ہو :

می دوید صبح کله بسته سحاب الصبوح الصبوح یا اصحاب !

ژاله بارید برزخ لا لــه المدام المدام یا احباب ! (2)

آخر اس عیش و عشرت کا نتیجہ وہی نکلا جس کو خود محمد شاہ نے ع

"شامت اعمال ما صورت نادر گرفت"

کے بلیغ مصرع میں ادا کیا ہے ۔ 1151ھ میں نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا ، اس حملے کی تفصیلات اور اس کی تباہ کاریون سے ہندوستان کی تاریخوں کے صفحات بھرے پڑے ہیں ۔ بقول مولوی ذکاء اللہ دہلوی "نادر شاہ کے جانے کے بعد شہر مردوں سے پر تھا اور زندوں سے خالی تھا ، محلے کے محلے جلے پڑے تھے ، نہ کوئی کسی کو کفن دینے والا تھا اور نہ گور میں دفن کرنے والا ، مرکر ہندو مسلمان ایک ہوگئے تھے .... خزانہ میں پھوٹا دام نہ تھا ، محاصل اور خراج کا کہیں پتہ نہ تھا ، سپاہ تباہ اور خستہ حال تھی ۔ (3)

محمد شاہ کے زمانے اگر سلطنت مغلیہ کو اخلاقی اور انتظامی طور پر زوال ہوا اور معاشرے کا رجحان "الناس علی دین ملوکھم" کے مصداق عیش و عشرت اور تن آسانی کی طرف ہوا تو شاہ عالم کے زمانے میں (جو 1759ع میں تخت نشین ہوا) سیاسی طور پر زوال اپنے آخری

---

(1) Parties and Politics in the Mughal Court, Aligard 1959, Page 40.

(2) تاریخ دعوت و عزیمت جلد پنجم ص 53 ۔

(3) تاریخ ہندوستان طبع مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ 1919ع جلد 9 ص 27 ۔

مرحلہ تک پہنچ گیا ۔ وہ اپنے 47 سالہ عہد حکومت میں دوسروں کے ہاتھ کٹھ پتلی بنا رہا۔ 1764ء میں اس نے انگریزوں کی اطاعت قبول کرکے ان کا وظیفہ خوار بن گیا جبکہ 1765ء میں اس نے اپنے آپ کو مرہٹوں کے پناہ میں دیدیا۔ اگر چہ 1761ء میں احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کی طاقت کو ملیا میٹ کردیا تھا اور شاہ عالم کی والدہ نواب زینت محل کے ہاتھوں خط لکھواکر دہلی بلانے کی کوشش کی (اگر شاہ عالم میں سلطنت کی اہلیت ہوتی تو پانی پت کی جنگ کے نتیجے سے فائدہ اٹھاکر اپنا اقتدار بحال کرلیتا) لیکن شاہ عالم عزم و ہمت ہی نہیں ، حمیت اور غیرت سے بھی عاری ہوچکا تھا ، ع

"حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے"

بادشاہ پورے 10 برس بعد 1771ء میں دہلی آیا لیکن وقت گذر چکا تھا ، 1788ء میں غلام قادر روہیلہ نے دہلی پر قبضہ کرلیا اور مغل شہنشاہ کی آنکھیں نوک خنجر سے نکال لیں ۔ 1789ء میں غلام قادر کو قتل کیا گیا اور اندھے شاہ عالم کو دوبارہ تخت پر بٹھاکر نولاکھ روپے سالانہ اس کے اخراجات مقرر کیے گئے ۔ آخر 45 برس تک تخت نشین اور 18 سال نابینا رہ کر 1806ء میں اس دار فانی سے چل بسا ۔

اقتصادی حالت

"ملک کا اقتصادی ڈھانچہ اس حد تک تباہ ہوچکا تھا کہ احمد شاہ (متوفی 1168ھ) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں ، مجبوراً انہوں نے ہنگامہ برپا کردیا اور امراء کے محلات کے دروازے روک کر کھڑے ہوگئے ، ایک امیر کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا اور سپاہیوں نے اس کو دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں ، ایک موقع پر شاہی محلات کے ساز و سامان کی فہرست بنا کر دکانداروں کو دی گئی تھی تا کہ اس کو فروخت کرکے فوجیوں کی تنخواہیں ادا کردی جائیں۔"(1) فوجیوں نے افلاس سے تنگ آکر اپنے گھوڑے بیچ دیئے تھے ، پیدل فوج کے پاس وردیاں نہ رہی تھیں ،

(1) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ، مرتبہ خلیق احمد نظامی ، طبع ادارہ اسلامیات لاہور 1978ء ص 170

جانوروں کو چارہ نہ ملتا تھا اس وجہ سے وہ مرنے لگے "۔[1] عالمگیر ثانی (متوفی 1174ھ/1760ع)
کے زمانہ میں ایک دفعہ حرم کی بیگمات نے بھوک کی شدت سے بیتاب ہوکر محل سے باہر
نکل کر شہر میں جانے کا ارادہ کرلیا تھا اور شدت گرسنگی کے مارے ان کو اپنی بے پردگی
کا خیال نہ رہا تھا ۔[2]

ایران ایران میں خاندان صفوی کی سلطنت پر دو صدیاں گذر چکی تھیں اور شاہ عباس
اعظم (متوفی 1038ھ/1668ع) کے بعد زوال کے آثار سرعت کے ساتھ نمایاں ہورہے تھے
ایک طرف ازبک، ترک اور روسی ایرانی حکومت کے خلاف تخریبی سرگرمیوں میں مصروف تھے
تو دوسری طرف اندرونی طور پر کردوں نے اصفہان کے قرب و جوار میں فساد برپا کردیا تھا۔
اس داخلی اور خارجی انتشار سے ہمسایہ ملک افغانستان نے فائدہ اٹھایا اور اپنے جری
حکمران محمود بن میرویس خان غلزئی (متوفی 1137ھ/1725ع) کی قیادت میں 1135ھ/
1722ع میں ایران پر حملہ کیا، حسین شاہ نے بصد حسرت و یاس صفوی حکومت محمود کے
سپرد کردی۔[3] محمود خان نے تین سال حکومت کرنے کے بعد 1137ھ میں انتقال کیا، اس
کے جانشین اشرف خان کے زمانے میں ملک میں بدنظمی پھیل گئی، ادھر حسین شاہ کے
شاہزادہ طہماسپ کو نادرشاہ افشار جیسا ایک قابل اور صاحب عزم و صلاحیت قائد مل گیا
جو اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر آندھی کی طرح اٹھا اور سارے ملک پر چھا گیا، اس
نے ایرانیوں میں ایک نئی روح پھونک دی، ایک طرف 1143ھ/1730ع میں افغانوں کو
ایران سے بے دخل کردیا اور دوسری طرف روسیوں کو بحیرۂ خزر (   ) پر
روک دیا، سلطان روم کو شمال سے پسپا ہونے پر مجبور کیا اور 1148ھ/1735ع میں ایران

---

(1) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص170 (حاشیہ) بحوالہ تاریخ عالمگیر ثانی قلمی ص15-23-
(2) تاریخ سلطنات پاکستان و بھارت مؤلفہ ہاشمی فرید آبادی، طبع انجمن ترقی اردو بورڈ
کراچی 1953ع جلد دوم ص3 -
(3) تاریخ ایران مؤلفہ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی، طبع لاہور 197ع، ج2، ص329-357-

کی سلطنت کو اپنی قدیم صورت پر استوار کرکے خود واحد تاجدار بن گیا۔ (1)

ایران کا نظم نسق سنبھالنے کے بعد نادرشاہ کے جرنیلوں نے 1737ع میں بلوچستان اور بلخ فتح کرلئے، 1738ع میں نادرشاہ نے قندھار پر قبضہ کیا، وہاں سے تسخیر ہند کے لئے روانہ ہوکر کابل، پشاور اور لاہور کو تسخیر کیا، 1739ع میں کرنال میں مغل شہنشاہ کی ایک بہت بڑی فوج کو شکست دی، دہلی پر قبضہ کرکے قتل عام کیا، بخارا و خوارزم (خیوہ) کی (1740ع) میں تسخیر عمل میں آئی، لیکن ان تمام فوجی اور انقلابی صلاحیتوں کے باوجود انتظامی نکتۂ نظر سے اپنے عروج و کمال کو برقرار نہ رکھ سکا اور ع

" جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا "

نادرشاہ افشار کی زندگی ہی میں مذکورہ فتوحات کے بعد بہت جلد ایک زبردست انقلاب شروع ہوا۔ (2) نادرشاہ نے مخلوق خدا پر ناقابل یقین مظالم ڈھانے شروع کردیئے اور جس ملک کو غیروں سے بچایا تھا اسے پھر سے مصائب و آلام میں مبتلا کردیا، اس کے مظالم سے تنگ آکر اہل ایران جو اس کو آیۂ رحمت سمجھتے تھے موجب زحمت سمجھنے لگے۔

نادرشاہ کا درباری مؤرخ مرزا مہدی خان استرآبادی اس حالت کی تصویر کشی کرتے ہوئے

---

(1) نادرشاہ افشار کی تاجپوشی کی تاریخ کا مادہ "الخیر فی ما وقع" سے برآمد ہوتا ہے، 1148ھ
ایک ظریف طبع شاعر نے اس تاریخ کے بارے میں کہا ہے :-
بریدیم از مال و از جان طمع بتاریخ الخیر فی ما وقع
(بیان واقع مؤلفہ خواجہ عبدالکریم کشمیری مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر کے بی - نسیم، اشاعت اول دانشگاہ پنجاب لاہور 1970ع، ص 21)۔
محمد کاظم کا بیان ہے کہ نادرشاہ نے جب یہ شعر سنا توکئی شعراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا (Nadir Shah, by Lockhart, London, 1938, Page 103.)

(2) ولیم ایل لینگر کے مطابق نادرشاہ نے ایران کی بادشاہت اس لئے قبول کی تھی کہ ایرانی شیعیت سے دستبردار ہوجائیں کیونکہ وہ خود نسلاً ترک اور مذہباً سنی تھا، جب ایرانیوں کی شیعیت کو ختم کرنے میں وہ ناکام رہا اور ہر طرف بے چینی پھیل گئی تو اس نے بدامنی کو دبانے کے لئے ظلم و جور شروع کئے (انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم مؤلفہ ولیم لینگر، ترجمہ وتہذیب مولانا غلام رسول مہر، طبع لاہور 1958ع، ص 126-127)۔

لکھتا ہے :

" ایرانیان که او را آیۂ رحمت انگاشته و بر صفحۂ دل نقش محبتش را نگاشته و نہال ولایش را در زمین جان بتمنای اجتنای میوۂ مراد بدو دست دعا پیوسته از چشمۂ سار چشم ، آبیاری ریاض دولتش کرده با نتظار گلزار نزہت آثار شگوفه وار دیده سفید نموده بودند ، آخر از احراز مدط حرمان گزیده به خار مغیلان برخورد ند وزہر گیاه و حنظل بجای برخورد ند " (1)

نادرشاہ کے ظلم و ستم سے نہ صرف اہل ایران کی زندگی دوبھر ہوگئی تھی بلکہ فتح دہلی کے بعد ہند کے مسلمانوں پر بھی عرصۂ حیات ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ انہوں نے مجبور ہوکر "جوہر" کے ذریعہ خود کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا تھا ۔ (2)

نادرشاہ کو 1160ھ/1747ع میں قتل کیا گیا۔اس کی موت کے بعد ایران میں افراتفری اور طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا ۔کبھی اس کا بھتیجا علی قلی عادل شاہ (1747ـ48ع) اور کبھی عادل شاہ کا بھائی ابراہیم ایران پر حکومت کرتے رہے ۔ان دونون کے قتل کے بعد زند خاندان ایران پر غالب آیا اور کریم خان زند نے 1164ھ/1750ع سے 1193ھ/1779ع تک ایران پر حکومت کی۔زند خاندان کا اقتدار 1209ھ/1794ع میں لطف علی کے قتل کے ساتھ اختتام کو پہنچا اور ایران کا تخت خاندان قاچاریہ کے لئے خالی ہوا جو 1794ع سے 1925ع تک ایران پر حکومت کرتا رہا لیکن یہ دور بھی اہل ایران کے لئے کچھ زیادہ اچھا ثابت نہ ہوا جس کا مختصر نقشہ ڈاکٹر غلام سرور نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے :

"شاہان قاچاریہ برای تعیش خود و اعضای خانوادۂ خود پولہای گزاف خرج مینمودند و از

---

(1) درۂ نادرہ مؤلفہ میرزا مہدی خان ، مرتبہ ڈاکٹر سید جعفر شہیدی ، طبع دانشگاہ تہران 1341، ص 648 ۔

(2) جوہر : راجپوتوں کو جب شکست ہوتی تھی تو وہ اپنے مال و متاع و اہل و عیال کو جلاکر خاک کردیتے تھے اور یہ رسم جوہر کہلاتی تھی ۔(شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ، مقدمہ از خلیق احمد نظامی ص 44) ۔

....

کارهای رفاه رعیت بی چاره غفلت ورزیدند .... علاوه برین نظم و نسق حکومت وقت این قدر نا قص و ناتمام بود که نه ارتش منظمی در ایران وجود داشت و نه رعیت از حملات بیگانه ایمن بود ند ، راه ها پرخطر و حمل و نقل امتعهٔ تجارتی بازحمات فراوان بعمل می آمد ، قاطعان طریق بر سر کاروانها می ریختند و اموال آنها را بغارت و مردم را باسیری می بردند "(1)

افغانستان | اٹھارہویں صدی عیسوی سے پیشتر افغانستان کا ایک حصہ ایران کے ماتحت تھا ، دوسرا حصہ ہندوستان کے زیر تسلط اور تیسرے حصے پر بخارا کے خوانین حکمران تھے ۔ 1737ع میں نادرشاہ نے قندھار سے افغانوں کو بے دخل کردیا ۔ 1160ھ / 1747ع میں نادرشاہ کے قتل کے بعد ایک افغان نوجوان احمد شاہ ابدالی خلف محمد زمان خان (جو پہلے ایک جنگی قیدی کی حیثیت سے نادرشاہ کے پاس لایا گیا تھا بعد میں اپنی خداداد صلاحیتوں سے نادرشاہ کے بااعتماد لوگوں میں شامل ہوگیا) اپنا افغان لشکر لےکر اپنے وطن قندھار چلے آئے ۔

احمد شاہ ابدالی قبیلہ سدوزئی شاخ سے تعلق رکھتا تھا ، وہ ایک تجربہ کار مرد میدان وبیدار مغز سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ اصول جہانبانی سے بھی اچھی طرح واقف تھا ، انہی خوبیوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک سنی العقیدہ ، شریعت کا پابند صوفی منش مسلمان تھا اس لئے اس نے اپنی مؤمنانہ فراست اور مجاہدانہ شجاعت و مہارت کے بل بوتے پر بہت جلد تاریخ میں نمایاں مقام حاصل کرلیا ۔ قندھار پہنچنے کے بعد افغانوں کے مختلف قبائل نے متفقہ طور پر احمد شاہ کو اپنا بادشاہ منتخب کرلیا(2) اور اس نے "درّ درّان" کا لقب اختیار کرکے تاریخ میں احمد شاہ درّانی کے نام سے مشہور ہوا(3) ۔

---

(1) آثار جاویدان ، طبع مکتبہ درخشان 968 الٰہی بخش کالونی کراچی 1966ع ، ص 10 ۔

(2) احمد شاہ کے انتخاب کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے ۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ افغان قبائل نے اپنا بادشاہ منتخب کرنے کے لئے نو دن کا طویل مشورہ کیا ، ہر قبیلہ اپنے اپنے سردار کا نام پیش کرتا رہا جن میں بارکزئی خاندان کا سردار جمال خان زیادہ مشہور تھا ۔ سدوزئی شاخ کا نمائندہ احمد خان نامی نوجوان خاموش رہا اور بڑے غور سے یہ سارا ـــــ

بحیثیت بادشاہ اور کشورکشا احمد شاہ ابدالی کا قابل فخر کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اپنے مدبرانہ قوانین اور سیاسی حکمت عملی سے افغانستان کے مختلف النّسل اور مختلف الخیال قبائل کے باہمی اختلافات کو ختم کرکے ان میں اتحاد پیدا کیا اور ان کی جنگجویانہ صلاحیتوں کو باہمی رقابتوں کے بجائے دشمنان اسلام کے خلاف استعمال کیا ۔ اس نے اپنے دور میں حقیقی جمہوری اصولوں کو رواج بخشا ۔ افغانوں کے بڑے بڑے قبیلوں کے نو سرداروں کی ایک وزارت قائم کی اور کوئی کام بغیر ان کے مشورے کے انجام نہیں دیتا تھا ۔ (1) اولف کیرو کے مطابق احمد شاہ درّانی نے درّانی اور غلجئی (غلزئی) قبائل کے مشیروں سے رابطوں کو برقرار رکھا حتی کہ بقول ایلفنسٹن "اگر کوئی افغان قبیلہ ان کے خلاف کبھی بغاوت پر اتر آتا تو (2) احمد شاہ ان کے خلاف جنگ سے ہمیشہ گریز کرتا کہ مبادا افغانوں کی جان و مال کو نقصان پہنچ جائے" (3) چنانچہ اسی غیرت ملی ، حب الوطنی اور اسلامی حمیت کی وجہ سے اس نے دنیا کے نقشے پر نہ صرف افغانستان کے نام سے افغانوں کی ایک آزاد حکومت کا نام ثبت کرادیا بلکہ

= منظر دیکھتا رہا ، آخرایک درویش محمد صابرشاہ (بعض نے مستان شاہ لکھا ہے) نے گندم کی ایک بالی احمد خان کے سرپررکھ کر اسے بادشاہ تجویز کیا جسے سب نے منظورکرلیا ۔ عبدالکریم کشمیری کے بیان کے مطابق اس درویش نے نادرشاہ کے قتل سے پیشتر احمد خان کی بادشاہت کی پیش گوئی کی تھی (بیان واقع ص188) ، نیز ملاحظہ ہو

(i) Ahmad Shah Durrani by Ganda Sing, Bombay 1959, P. 25-26.
(ii) The Pathans by Olf Caroe, London 1958, P. 255.
(iii) History of Afghanistan from the earliest to 1878 by Malleson G.B., London 1879, P. 273-74.

(3) شیرمحمد خان گنڈاپور کے بیان کے مطابق احمد شاہ درانی نے موضع چھکنی کے مشہوربزرگ میاں محمد عمر (رح) کے کہنے پر درد راں کا لقب اختیار کیا تھا (بیان واقع ص188 بحوالہ انساب روسائے ڈیرہ اسمعیل خان ص13ب) جبکہ دوسری تاریخوں مثلاً مجمل التواریخ مؤلفہ ابوالحسن بن محمد امین گلستانی ، بیان واقع اور سیرالمتأخرین وغیرہ میں لکھا ہے کہ محمد صابرشاہ نے ہی احمد شاہ کو درد راں کا لقب دیا تھا ۔

* * * * * * * * * * * * *

(1) د پشتنو تاریخ مؤلفہ قاضی عطاء اللّٰہ طبع کابل 1977ع ، جلد اول ص116 ۔

(2) The Pathans by Olf Caroe, London 1958, P. 259.

(3) سوات نامہ مؤلفہ خوشحال خان خٹک ، دیباچہ از عبدالحی حبیبی ، طبع سائنسز اکیڈیمی افغانستان 1358 ، ص50 ۔

کفارِ ہند کے فسادات کو مٹانے کے لئے پے در پے کئی بار ہندوستان پر حملے کئے یہاں تک کہ 1761ع میں مرہٹوں اور جاٹوں کی مشترکہ قوت کو پانی پت کے میدان میں نیست و نابود کردیا ، اس فتح کے بعد سلطنت مغلیہ اس کے اصل ورثاء کو حوالے کرکے خود اپنے دارالسلطنت واپس ہوا - اس سفر میں احمد شاہ درانی کی فوج میں شیخ محمد شعیب (رح) کے والد ماجد مولانا رفیع القدر المعروف بہ حافظ گل اور دادا ملک غازی خان المعروف بہ اخوند (یااخون) غازی بابا (رح)بھی شامل تھے ،واپسی پر چند یوسفزئی دوستوں کے کہنے پر موضع کنڈہ (2) (تحصیل صوابی ،ضلع مردان)جس کو مقامی لوگ "رواہ یوسفزئی "(1) بولتے تھے میں مقیم ہوگئے -

درانی خاندان کا زوال احمد شاہ درانی 26سال فاتحانہ اور بلا شرکت غیرے آزادانہ انداز میں حکومت کرنے کے بعد باختلاف روایات اکتوبر 1772ع یا جون 1773ع میں انتقال کرگئے لیکن عالمگیر اعظم کی طرح اس کے جانشین بھی کمزور اور نااہل تھے ، احمد شاہ کے بیٹے تیمورشاہ نے بیس سال کمزوری کے ساتھ حکومت کرکے 1793ع میں انتقال کیا ، اس کے دور میں افغان سلطنت میں زوال کے آثار نمایاں ہوچکے تھے - اس کے بعد اس کے 23بیٹوں میں باہمی چپقلشوں اور رقابتوں نے طوائف الملوکی کی شکل اختیار کی ،آخر بڑی مشکل سے بارکزئی سردار پائندہ خان کی مدد اور اثر و رسوخ سے زمان شاہ کو بادشاہ بنادیا گیا - زمانشاہ نے اپنے دادا احمد شاہ درانی کے برعکس افغانوں کے جمہوری حقوق ختم کردئیے ، وہ کسی امر میں بھی کسی سردار سے مشورہ کرتا تھا صرف ایک وفادار خان سدوزئی (جس کا

---

(1) افغانوں کی تمام آبادیاں ایران ،توران اورہندوسندھ کے درمیان واقع ہیں چنانچہ ان کی مشرقی حد کشمیر ہے اور مغربی دریائے ہلمند جو ہرات کے قریب بہتا ہے اور ان دو ولایتوں کے درمیان تقریباً ڈھائی مہینے کا کم وبیش فاصلہ ہے -ان کی شمالی حد کاشغار (چترال)اور جنوبی حد بروہی بلوچستان کا بکھر کا علاقہ ہے اور یہ تمام زمین جو اس حدود اربعہ کے درمیان ہے روہ کہلاتی ہے -(خلاصہ الانساب مصنفہ حافظ رحمت خان بامترجمہ پروفیسر محمد نواز طائر و مولوی فضل ودود ،طبع پشتو اکیڈیمی پشاور 1973م صفحہ 15)
(2) احوال العارفین مؤلفہ حافظ غلام فرید ،طبع نذیر سنز لاہور 1979ع ، ص83 -

اصل نام رحمت اللہ خان تھا) پر اس کا مکمل اعتماد تھا[1] ، وفادار خان کے اکسانے پر اس نے اپنے محسن پائندہ خان کو بھی قتل کروادیا جس کی وجہ سے پائندہ خان کے بیٹے فتح خان سمیت دوسرے قبائلی سردار زمان شاہ کے بھائی محمود کے حق میں متحد ہوئے اور زمان شاہ کو گرفتار کرکے اندھا کردیا ۔ محمود نے بارکزئی قبیلے کے فتح خان کو اپنا وزیر مقرر کیا لیکن جلد ہی وہ بھی اپنے نوجوان بیٹے کامران کے ایماء پر فتح خان کا دشمن بن گیا اور اسے اندھا کرکے اور بعد میں اسے بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور پھر اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردئیے[2] ۔

بارکزئی خاندان کا اقتدار فتح خان کے علاوہ پائندہ خان کے بیس اور بیٹے تھے جن میں عظیم خان ، دوست محمد خان ، یارمحمد خان ، کندل خان ، جبارخان ، پردل خان ، سلطان محمد خان ، پیرمحمد خان زیادہ قابل ذکر ہیں[3] ۔ فتح خان کے دور وزارت میں یہ سارے بھائی افغانستان کے مختلف علاقوں کے حاکم تھے ، محمد عظیم خان کشمیر ، یارمحمد خان پشاور ، دوست محمد خان کابل اور پردل خان قندھار پر قابض تھے ۔ ان لوگوں نے پہلے اپنے باپ اور پھر اپنے بھائی کے قتل کی بنا پر سدوزئی خاندان کی حکومت کے خلاف بغاوت کرکے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختاری کا اعلان کردیا ، محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہزادہ کامران کوشش کے باوجود اس وسیع بغاوت کو فرو کرنے میں ناکام رہے ، اس طرح درانی خاندان کی حکومت کی طاقت ختم ہوگئی اور (موجودہ پاکستان کے) صوبہ سرحد سمیت پورے افغانستان

---

(1) د پشتنو تاریخ جلد اول ص 184 ۔

(2) مقتل وزیر فتح خان کے بارے میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے ، ایچ ۔ ڈبلیو ۔بیلیو کہتا ہے کہ اسے حیدرخیل کے مقام پر قتل کیا گیا (A general report on the Yusafzais, Sangi Meal Pub. Lahore, 1977, P.82) جبکہ منشی عطا محمد شکارپوری کے بیان کے مطابق اسے "منزل بینی بادام" کابل میں قتل کیا گیا (نوای معارک طبع کراچی 1959ع ، ص 83)۔ نوائی معارک کے مصحح و حاشیہ نگار عبدالحی حبیبی نے "شید آباد وردک" بتایا ہے ۔ یہ واقعہ 1818ع میں پیش آیا (تعلیقات نوای معارک ، تعلیق 16 ص 855)

(3) افغانستان درمسیرتاریخ مؤلفہ میرغلام محمد غبار ، چاپ دوم ایران ، ص 509 ۔

پر پائندہ خان بارکزئی کے بیٹوں کی حکومت قائم ہوگئی ۔

بارکزئی خاندان کا افتراق اور اس کے نتائج

یہ افغانستان اور صوبہ سرحد کی طاقت اور سیاسی وحدت کے لئے بڑا نادر اور زرین موقع تھا اس لئے کہ افغانستان سے لے کر پشاور اور کشمیر تک ایک ہی باپ کے فرزندوں کی حکومت تھی ۔ اگر ان بھائیوں میں اتحاد و یکجہتی اور باہمی اعتماد وسیاسی شعور ہوتا تو وہ ایک ایسی مضبوط افغانی سلطنت قائم کرسکتے تھے جو نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ہندوستان تک مسلمانوں کی مدد کرسکتی تھی لیکن جس نفاق و افتراق کا شکار درانی خاندان تھا وہی اس بارکزئی خاندان کے افراد پر مسلط تھا اور ایک باپ کے فرزند ہونے کے باوجود کبھی بھی ان میں اتحاد ، باہمی اعتماد اور اشتراک عمل پیدا نہ ہوسکا ۔ اقتدار اعلی کے لئے ان کے درمیان حریفوں اور رقیبوں کی طرح باہمی کشمکش جاری رہی جس کے نتیجے میں درہ خیبر سے پشاور کی طرف سارا علاقہ کھودیا اور آخر میں انکو خود پشاور اور کشمیر سے بھی ہاتھ دھونا پڑا ۔ (1)

1798ع میں زمان شاہ نے سکھوں کے ساتھ سمجھوتہ کرکے رنجیت سنگھ کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا ، وہ اپنی قوت برابر بڑھاتا رہا تا آنکہ زمان شاہ کی شکست کے بعد اس نے (2) وہاں خود مختاری کا اعلان کردیا اور 1818ع میں اس نے بارکزئی سرداروں کی باہمی (3) خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی سرعت کے ساتھ پشاور تک کے علاقے پر قبضہ کرلیا ، یار محمد خان نے پشاور سے بھاگ کر یوسفزئی پہاڑوں میں پناہ لی ، ارباب اور شہر کے سربرآوردہ لوگوں سے 25 ہزار کی رقم نذرانے کے طور پر وصول کی ۔ لیکن رنجیت سنگھ نے

---

(1) درانی اور بارکزئی خاندانوں کی کشمکش اور واقعات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو :
"Afghan History" جو اس کے سفرنامہ "Lieut Arthur Conolly"
"A Journey to th North of India" کے ضمیمے کے طور پر شامل کتاب ہے ، یہ کتاب 1838ع میں لندن سے شائع ہوئی ۔

(2) د پشتنو تاریخ جلد اول ، ص 171 ۔

(3) ایضاً ، ص 230 ۔

اس علاقے کی انتظامی مشکلات کو سمجھتے ہوئے دوست محمد خان سے 50 ہزار کی ہنڈی اور گھوڑے وصول کرکے اور اسے اپنی طرف سے پشاور کا باجگذار حاکم بناکر لاہور چلا گیا ۔ اس وقت سے پشاور اور یوسفزئی کا علاقہ حکومت لاہور کا باجگذار بن گیا ، ہر سال خالصہ لشکر اس علاقے میں سالانہ نذرانہ وصول کرتا اور واپس چلا جاتا ۔

سکھ لشکر اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نمائندوں کی آمد سے اس (سرحدی) علاقے میں کتنا خوف و ہراس اور دہشت پھیلتا تھا ، اس کا اندازہ اس بیان سے ہوگا جو سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب "رنجیت سنگھ" میں کیپٹن جیمس کے حوالے سے نقل کیا ہے ، وہ لکھتا ہے "سکھوں کا وقتاً فوقتاً اس سمت میں آنا وہاں کے باشندوں کے لئے بلائے جان تھا .... یہ نفرت زدہ دشمن جہاں تک آگے بڑھتے تمام قطعہ ملک کو برباد کرتے جاتے اور جوکچھ سامنے آتا اسے تاخت و تاراج کرتے اور کھیتوں اور زراعتوں کو تباہ کردیتے ، راوی کے دہانے سے لیکر دریائے سندھ تک شاید ہی کوئی ایسا موضع ہو جسے سکھ فوجی افسر نے نہ لوٹا ہو اور وہاں آگ نہ لگائی ہو ، ان کی آمد سے اس درجے خوف برپا ہوتا تھا کہ مائیں اپنی ضدی بچوں کو ان کا نام لیکر خاموش کراتیں ، اس ملک میں آج بھی سفر کرتے وقت بوڑھے جن کی لمبی سفید داڑھیاں اور چہروں پر کثرت سے زخموں کے نشان ہیں ، ان پہاڑیوں کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں سکھ بھیڑ بکریوں کی طرح ان کو ہنکا دیتے تھے" (1)

معرکۂ نوشہرہ سکھوں کے ظلم و ستم نے حساس افغانوں اور یوسفزئی قبائل کے غیرت ملی اور مذہبی جذبے کو گرمادیا ، وہ حاکمان وقت یار محمد خان اور دوست محمد خان کی اس بےحمیتی کو دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور سکھوں کے خلاف مسلح جہاد کی از سرنو تیاری شروع کی ، علاقے کے علماء و مشائخ نے عملی جہاد کے لئے تبلیغی دورے شروع کردئیے ، ان

---

(1) سیرت سید احمد شہید (رح) مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی ، طبع سعید ایچ ۔ ایم کمپنی کراچی 1975ع ، جلد اول ، ص 341 (بحوالۂ رنجیت سنگھ از سر لیپل گریفن مترجمہ مولوی نصیر حسین فاروقی ، جامعہ عثمانیہ ص 4) ۔

مبلغین میں شیخ محمد شعیب(رح) اور ان کے خلفاء و مریدین نے ہراول دستے کا کام کیا -
ادھر بارکزئی خاندان کے جرأت مند اور حساس فرد عظیم خان بھی اسی موقع کی تلاش میں
(1)
تھا ،اس نے اپنے بھائی عبدالصّمد خان (جسے اللہ بخش یوسفی نے سمند خان لکھا ہے)
کو یوسفزئی قبائل میں جہاد کی تیاری کے لئے بھیج دیا جس سے یہاں کے یوسفزئی اور
خٹک قبائل کے حوصلے اور بلند ہوگئے ،سوات، بنیر، آفریدی ، یوسفزئی اور خٹک کےعلاقے
سے ہزاروں مجاہدین نے اپنے علماء و مشائخ کی سرکردگی میں پیر سباق کے قریب دریا
(جو لنڈی سند کے نام سے مشہور ہے)کے بائیں جانب ڈیرے ڈالدئیے - دریا کے دائیں
جانب محمد عظیم خان اپنے بھائی دوست محمد خان کے ہمراہ باقاعدہ افغان فوج کے ساتھ
موجود تھا - مہا راجہ رنجیت سنگھ نے سردار کھڑک سنگھ کو جنرل الارڈ (General
Allard)کے ساتھ محمد عظیم خان کو روکنے کے لئے دریا کے اس پار بھیج دیا اور خود
رنجیت سنگھ جنرل وینٹورا (General Ventura)کے ہمراہ دریا کے اس جانب یوسفزئی
مجاہدین کے مقابلے پر رہا -

جب لڑائی کا آغاز ہوگیا تو افغان جوش جہاد سے دیوانہ وار سکھ فوج پر ٹوٹ پڑے اور
انہیں کافی جانی نقصان پہنچایا -ایک ہندو مصنف گلشن لال چوپڑہ کے بقول "افغانوں نے
کمال بہادری سے جنگ لڑتے ہوئے سکھوں کے چھکے چھڑادئیے یہاں تک کہ سکھوں کے
پاؤں اکھڑنے لگے"(3) - شیخ محمد شعیب(رح)بذات خود اس لڑائی میں شریک تھے(2) ، پھولا سنگھ
سے آپ کی دست بدست لڑائی ہوئی جس میں پھولا سنگھ واصل بجہنم ہوا(4) - لیکن جب

(1) یوسفزئی پٹھان مؤلفہ اللہ بخش یوسفی طبع محمد علی ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی 1960ع صفحہ 294

(2) ایضاً ، ص 295 -

(3) احوال الطارفین ص 91 - نیز ملاحظہ ہو سلسلۂ اولیای سرحد نمبر 32 "حضرت شیخ محمد شعیب تورڈیری "مؤلفہ نصراللہ خان نصر ، طبع ادبی ٹولنہ تھکال بالا پشاور 1953ع صفحہ 9

(4) احوال الطارفین ص 91 -

رنجیت سنگھ نے سکھوں کی پسپائی کے آثار دیکھے تو خود علم اٹھائے ہوئے حملہ آور ہوا ۔ دن چھپتے ہی سکھوں کا پلڑا بھاری ہوگیا ۔ بالآخر افغانوں نے رنجیت سنگھ کی مقام اور نواحد دان فوج سے شکست کھائی اور تین ہزار اور ایک روایت کے مطابق دس ہزار مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے ۔ (1)

اس لڑائی میں افغانوں کی شکست کی اصلی وجہ خود افغان سرداروں یار محمد خان اور دوست محمد خان کی غداری اور بے حمیتی تھی ۔ وہ پشاور کی حکمرانی کے وعدے کے لالچ میں رنجیت سنگھ کے ساتھ ملے ہوئے تھے ۔ ان کا بھائی محمد عظیم خان بھی دریا کے اس پار محض تماشائی بنا رہا اور اپنے خزانے اور حرم جو ہجنی میں تھا کے سکھوں کے ہاتوں میں چلے جانے کے خوف سے جنگ میں شریک نہ ہوا ۔ میر غلام محمد غبار لکھتے ہیں

"سردار عظیم خان باخزانۂ اندوختۂ خود بمقابلہ رفت، این خزانہ کہ از مرد م کشمیر وغیرہ جا ہا درحدود دو ملیون وہفت ہزار روپیہ جمع شدہ بود آنی از سردار جدا نمی ماند ......بہ مجھکہ فشار دشمن دید بدون جنگ برگشتہ باخزانہ در پشاور آمد و بدون درنگ راہ جلال آباد و کابل را برداشت" (2)

تہکال بالا (پشاور) کے ایک صوفی شاعر عبدالعظیم بابا نے پائندہ خان بارکزئی کے بیٹوں کی بے حمیتی کے متعلق اس وقت پشتو زبان میں ایک غزل کہی تھی جس کے تین شعر ملاحظہ ہو

(ا) خدائے ہشتہ کڑہ پیشورکسے سکھان حکہ بارکزو نہ چہ انصاف او عدالت لاڑ

(ب) دایوازے پائندہ خان کڑوخدائے بےہمتہ کہ لہ واڑو بارکزو نہ شرافت لاڑ

(ج) د غزا توری ئے خلاصے کڑے لہ ملا نہ پہ یو وار، مؤمنانو نہ ہمت لاڑ

ترجمہ : ۔خدا نے اس لئے سکھوں کو پشاور میں بسایا کہ بارکزئی خاندان سے انصاف اور عدل رخصت ہوگئے ۔کیا یہ صرف پائندہ خان کو ہی خدا نے ایسا بے مروت بنادیا یا بارکزئی قبیلے کے سارے لوگ شرافت سے عاری ہوگئے ۔ چونکہ مؤمنوں نے اپنی کمر سے جہاد کی تلواریں کھول دیں اس لئے ان کی ہمت یکسر ختم ہوگئی ۔ (3)

---

(1) د پشتنو تاریخ جا ص 62-261 ۔ (2) افغانستان در مسیر تاریخ ص 12-5 ۔ (3) سلسلۂ اولیائے سرحد ص 10

باب دوم :- مذہبی اور اخلاقی حالات

سیاسی حالات کی طرح اس دور کے مذہبی حالات بھی نہایت حوصلہ شکن تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ در اصل مذہبی اور اخلاقی پستی ہی قوموں کی سیاسی اور فوجی و اقتصادی زبون حالی کا باعث ہوا کرتی ہے تو بے جا نہ ہوگا - اس زمانے میں سرزمین ہند و ایران مذہبی اختلافات کی لپیٹ میں آچکے تھے اور موجودہ افغانستان اور سرحد کے باشندے ان مناقشات سے بری طرح متأثر تھے - اگلے چند صفحات میں ہم ہند و ایران کے مذہبی اور اخلاقی حالات کا عموماً اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے حالات کا خصوصاً جائزہ لینگے اس لئے کہ شیخ محمد شعیب (رح) کی شخصیت اور آپ کی مذہبی اور سیاسی خدمات کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ جس دور، جس خطے اور جس قوم میں زندگی گذار رہے تھے، اس دور، اس خطے اور اس قوم کے مذہبی حالات قارئین کے سامنے ہوں -

دین اسلام کی اولین دعوت و اشاعت کے لئے علیم و خبیر خدا نے سرزمین حجاز میں بسنے والی عرب قوم کو پسند فرمایا، عربوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تربیت اور صحبت سے استفادہ کرکے اسلام کو اس کی صحیح روح، صحیح منشاء اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقصد کے عین مطابق سمجھا، اس لئے جہاں جہاں اسلام ان کے ذریعے پہنچا اپنی صحیح اور ابتدائی شکل میں تھا، اس میں جذب کی قوت بھی زیادہ تھی چنانچہ اس نے وہاں کے عقائد، مذاہب، اخلاق اور معاشرت کو تسخیر کر لیا اور مغرب اور یونانی اقوام کے اختلاط کے باوجود بڑی حد تک دین اسلام کی اصلی شکل قائم رہی -

بد قسمتی سے ہندوستان میں اسلام ایران اور افغانستان سے ہوتا ہوا پہنچا اور راستے میں ایران کے علوم عقلیہ (فلسفہ وحکمت) کے اثرات اپنے ساتھ لیتا ہوا آیا، ادھر یہاں کی

اپنی ایک خاص تہذیب ، ایک مذہب اور تصوف تھا ۔ بقول سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ "جس وقت حریفوں کی تلواریں میدان جنگ میں دست و گریبان ہوتیں اس وقت ان کی تہذیبیں استفادہ و تعارف میں مشغول ہوتیں " ۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بقول ڈاکٹر لبان "اسلام ہندوستان میں جتنا اثر انداز ہوا اس سے زیادہ متأثر ہوا " ۔ یہاں تو ایران اور افغانستان کے اثرات کے علاوہ ہندو مذہب ، تہذیب اور تصوف کے ملاپ سے اور بھی زیادہ کمزوریاں پیدا ہوگئیں ۔ تھوڑے دنوں میں ایک بین الاقوامی اور بین المذاہب عربی ، ایرانی اورافغانی وہندوستانی مذہب و تہذیب پیدا ہوگئی تھی ۔

اس بیماری کا علاج اور اسلام کی اصلی شکل کو محفوظ رکھنے کے لیے دنیا میں دو چیزیں تھیں قرآن اور حدیث ۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ہندوستان میں پہلا فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی (رح) نے کیا ۔ دوسری طرف حدیث شریف گیارہویں صدی ہجری میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی (رح) کے ساتھ ہندوستان آئی اور آپ کے بعد بھی شاہ ولی اللّٰہ اور ان کے جانشینوں سے پہلے حدیث کا سکہ ہندوستان میں نہیں چلا تھا ۔ ان حالات میں جب ایک طرف مغربی مشنریوں کی سرگرمیاں پورے زوروں پر ہوں اور دوسری طرف یہاں کی مقامی تہذیب کے زیر اثر بہت سی مذہبی و دینی خصوصیات ، عقائد اورخیالات نومسلموں کے رگ و پے میں موجود ہوں اور ستم بالائے ستم یہ کہ بعض مسلمان حکمراں نہ صرف یہ کہ دین اسلام کی سرپرستی و حمایت سے غافل ہوں بلکہ نام نہاد رواداری کے پردے میں غیرمسلموں کی دلجوئی کے لئے شعائر اسلام سے غفلت بلکہ ان کی بیخ کنی میں مصروف ہوں تو بقول اکبر الہ آبادی مرحوم :

خدا حافظ مسلمانوں کا اکبر مجھے تو ان کی خوشحالی سے ہے یاس

رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں جس طرح مسلمان سیاسی طور پر حاکم ہونے کے باوجود محکوم تھے اسی طرح مذہبی اور اخلاقی لحاظ

سے عموی طور پر مسلمان کہلانے کے باوجود مشرکانہ عقائد و اعمال اور غیر اسلامی بدعات و رسومات میں ملوث ہوچکے تھے ۔

"سنت و شریعت بے معنی الفاظ تھے جو صرف کتابوں میں رہ گئے تھے ، ہر بدعت بدعت حسنہ تھی ، قرآن و حدیث کے بہت سے احکام منسوخ سمجھے جاتے تھے مثلاً بیوہ کا نکاح اور تقسیم میراث شرفائے اسلام کی نئی شریعت میں مستحب و فرض سے حرام و متروک ہو گئے تھے ، شعائر و آداب اسلام کے زوال و انحطاط کا حال اس سے معلوم ہو کہ معتبر لوگوں کی شہادت ہے کہ سلام مسنون کی رسم ہی اٹھ گئی تھی اور اس کے بجائے "آداب" و "تسلیمات عرض" کا رواج تھا حتی کہ عالمگیر جیسا متشرع اور فقیہہ مغل بادشاہ کے بارے میں سید عبدالجلیل بلگرامی کے صاحبزادے میر سید محمد اپنی کتاب "تبصرہ الناظرین" (قلمی صفحہ 9) میں 1087ھ کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں :

"بیست وهفتم شعبان آمداری بر زینہ ہای مسجد جامع نزدیک رسیدہ سلام علیک گفت، حکم شد حوالۂ کوتوال نمایند" (1) ۔

فسق و معصیت ان کے آداب و معاشرت میں ان کی تہذیب کا جزء بن گئی تھی ، شراب نوشی اور دیگر اخلاقی برائیاں عام ہوچکی تھیں ، دہلی اور لکھنؤ کی معاشرت اور مجلسی و خانگی زندگی کا نقشہ "دریائے لطافت" (2) میں صاف نظر آتا ہے ، اس سے تہذیب کی آنکھیں نیچی اور حیا کی پیشانی عرق آلود ہے ۔

ڈاکٹر لوتھراپ اسٹاڈرڈ (Lothrop Stoddard) مشہور امریکی مصنف نے اپنی اپنی کتاب "جدید دنیائے اسلام" (New world of Islam) میں اس دور کی مذہبی اور اخلاقی تصویر کھینچی ہے جس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے ۔

---

(1) مستفاد از سیرت سید احمد شہید (رح) مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی، ج اول ص 1 5

(2) ملاحظہ ہو دریائے لطافت مصنفہ سید انشا ۔ طبع آفتاب عالم تاب مرشد آباد 1850ع

"اٹھارویں صدی (عیسوی) تک اسلامی دنیا اپنے ضعف کی انتہا کو پہنچ چکی تھی، ہر جگہ جمود و تنزل پایا جاتا تھا، آداب و اخلاق قابل نفرت تھے، ...... مذہب بھی دیگر امور کی طرح پستی میں تھا، تصوف کے طفلانہ توہمات کی کثرت نے خالص اسلامی توحید کو ڈھک لیا تھا، مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں، عوام جہاں ان سے بھاگتے تھے اور تعویذ، گنڈے اور مالا میں پھنس کر گندے فقراء اور دیوانے درویشوں سے اعتقاد رکھتے تھے .... افیون اور شراب خوری عام ہو رہی تھی، زناکاری کا زور تھا اور ذلیل ترین اعمال قبیحہ کھلم کھلا بے حیائی کے ساتھ کیے جاتے تھے۔ فی الجملہ اسلام کی جان نکل چکی تھی، اگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیرووں کے ارتداد اور بت پرستی پر بیزاری کا اظہار فرماتے"۔ (1)

ڈاکٹر لوتھراپ کا مندرجہ بالا تبصرہ ایک تلخ حقیقت ہونے کے باوجود ایک انگریز مستشرق ہونے کی وجہ سے شاید بعض طبائع کو ناگوار گزرے اس لئے ہم یہاں ایک مسلمان مفکر مؤرخ اسلام اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (رح) کے خلیفۂ راشد علامہ سید سلیمان ندوی (رح) کے ایک مضمون کا اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے بڑے بلاغت اور اختصار کے ساتھ اس مجموعی صورت حال کا نقشہ کھینچا ہے:

"مغلیہ سلطنت کا آفتاب لب بام تھا، مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور تھا، جھوٹے فقراء اور مشائخ اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کے مزاروں پر چراغ جلائے بیٹھتے تھے، مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق و حکمت کے ہنگاموں سے پرشور تھا، فقہ و فتاوی کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیش نظر تھی، مسائل فقہ تحقیق و تدقیق مذہب کا سب سے بڑا جرم تھا، عوام تو عوام خواص تک قرآن پاک کے معانی اور مطالب اور

---

(1) ماخوذ از سیرت سید احمد شہید، مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی ج 1 ص 56-57
(بحوالہ جدید دنیائے اسلام مترجمہ جمیل الدین صاحب بدایونی علیگڑھ)۔

احادیث کے احکامات ، ارشادات اور فقہ کے اسرار و مصالح سے بے خبر تھے "۔ (1)

پچھلے سطور میں بیان شدہ حقائق سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں ہوگا کہ بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کا یہ زمانہ علمی ، ذہنی اور روحانی لحاظ سے بالکل تاریک تھا بلکہ اجتماعی بدنظمی اور انحطاط کے باوجود یہ دور انفرادی طور پر علمی کمالات ، تدریسی و تصنیفی انہماک ، باطنی ترقی اور نفوس کے تزکیہ و اصلاح کا دور تھا جس میں متعدد ایسی باکمال شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کو اس دور انحطاط سے کوئی مناسبت اور جن پر حالات سے یاس و ہراس کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا ۔ ان بزرگوں میں جہاں مولانا احمد بن ابوسعید عرف ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1130ھ) مصنف نور الانوار اور تفسیرات احمدیہ ، امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی 1176ھ) مولانا محمد حسن عرف ملاحسن فرنگی محلیؒ (متوفی 1199ھ) صاحب شرح سلّم ، سراج الہند شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (متوفی 1239ھ) اور بیہقی وقت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ (متوفی 1225ھ) جیسے اکابر وقت اسی عہد کی زینت تھے وہاں سلوک و طریقت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس دور میں تصوف کے چاروں مشہور سلسلوں کے شیوخ کاملین مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز تھے جن میں نقشبندیہ کے مرزا مظہر جان جاناں (متوفی 1195ھ) اور ان کے خلیفہ شاہ غلام علی (متوفی 1240ھ) ، چشتیہ کے شاہ فخرالدّین دہلوی (متوفی 1199ھ) اور ان کے خلیفہ و چشم و چراغ مولانا قطب الدّین (متوفی 1233ھ) اور قادریہ کے شاہ محمد غوث قادری لاہوری (متوفی 1152ھ) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں ۔ بقول شاہ عبدالعزیز دہلوی (رح) :

"در عہد محمد شاہ بیست و دو بزرگ صاحب ارشاد از ہر خانوادہ در دہلی بودند و این چنین اتفاق کم میشود "۔ (2)

---

(1) تاریخ دعوت و عزیمت ج 5 ص 64 (بحوالۂ مقالات سلیمانی ص 44) ۔

(2) ملفوظات شاہ عبدالعزیز ، مرتبہ قاضی بشیرالدّین ، مطبع مجتبائی میرٹھ 1314ھ ص 106 ۔

یہ حضرات ایک طرف دین حجازی میں بدعات کے شیوع کے خلاف علم جہاد بلند کئے ہوئے تھے اور خود شریعت حقہ پر کاربند رہتے ہوئے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو قرآن و سنت کی طرف دعوت دے رہے تھے اور دوسری طرف قلوب کو غیراللہ کے خوف ورجا عجب و کبر، طمع و حرص اور ہویٰ و ہوس جیسے نفسانی امراض سے پاک و صاف کرکے تزکیۂ نفوس اور اصلاح احوال کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صوبہ سرحد کو ایک اہم گذرگاہ حیثیت حاصل ہے لہذا برصغیر پاک و ہند میں مغربی جانب سے اسلام کے اکثر داعی ومبلغ اسی راستے سے ہو کر آئے ہیں، بعد میں مسلمانوں میں دوسرے فرقے یعنی باطنیہ، رافضیہ، جبریہ، قدریہ، معتزلہ، حلولیہ اور تناسخیہ وغیرہم پیدا ہوئے تو ان کے عقائد کے علمبردار بھی اسی علاقے سے ہو کر سرزمین ہند میں وارد ہوئے تھے۔ افغان لوگ بقول علامہ اقبال (1)

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

چونکہ اسلام پسند اور مرد میدان تو تھے لیکن بعض طبعی خصوصیات اور اسباب علم کی کمی کے باعث یہاں اصحاب علم و قلم کی کمیابی تھی اس اہل سنت والجماعت کے علاوہ دیگر عقائد کے مبلغین نے بھی پہلے پہل ان علاقوں کو اپنی تبلیغ و تلقین کا مرکز بنایا جہاں افغان آباد تھے اور ان داعیوں میں سے بیشتر پیری و مریدی کا لبادہ اوڑھ کر یہاں کے مختلف قبیلوں میں پھیل جاتے تھے اور اپنے عقائد کی اشاعت شروع کرتے۔ افغان عوام علمائے حقانی کی کمی، اپنی سادہ لوحی اور دین کے شوق میں ہر نئے داعی کے دام ہمرنگ زمین میں پھنس کر گمراہ ہوجاتے اور اس طرح ان کے عقائد میں عظیم فساد رونما ہوجاتا۔ (2)

---

(1) کلیات اقبال (اردو) طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور 1973ع ص 640 (ضرب کلیم صفحہ 78)

(2) حضرت اخوند درویزہ (رح) نے اپنی تصنیف "تذکرۃ الابرار والاشرار" میں اس علاقے کے مقامی حالات اور افغان قوم کی طبعی خصوصیات پر بڑے بلیغ انداز میں روشنی ڈالی ہے وہ لکھتے ہیں "اما مردم ہی یافتم سادہ دل کہ در حقیقت ہمگی ایشان دین طلب و

(بقیہ برحاشیہ صـ 22)

شیخ محمد شعیب (رح) بارھویں صدی ھجری کے ربع آخر کے ابتدائی سالوں میں پیدا ھوئے اور تیرھویں صدی ھجری کی چوتھی دھائی کے آخر تک بقید حیات رھے، جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ھے آپ نے جب آنکھ کھولی تو افغانستان اور سرحد کے عوام سیاسی اور اجتماعی بدنظمی کا شکار تھے، ھر طرف افراتفری اور طوائف الملوکی کا سا عالم تھا، سکھوں کے ظلم و ستم بڑے زوروں پر تھے اور بارکزئی سرداروں کی باھمی اختلافات و مناقشات کی وجہ سے امن و امان کی صورت حال ناگفتہ بہ تھی، سیاسی انتشار کی طرح افغان قبائل کے عقائد و اعمال میں بھی عظیم فساد آچکا تھا ـ

افغانوں میں یوسفزئی قبیلہ کو تاریخی اھمیت حاصل ھے، ابتداء سے یہ لوگ سنی العقیدہ اور الحاد و بدعت سے مجتنب رھتے تھے مگر ایسا معلوم ھوتا ھے کہ گیارھویں صدی ھجری میں یہ لوگ بھی بدعات اور غیر شرعی رسومات کی زد میں آچکے تھے ـ اخوند درویزہ (رح) اس حقیقت کی نشاندھی کرتے ھوئے رقمطراز ھیں :

خدا طلب بودند، جوانان ایشان از پیران در دین استوار تر، زنان ایشان از مردان هنوز مؤکد تر، اطفال ایشان در حد طفولیت دین طالب و دین جویان و خادمان ایشان نیز از مخالفات و منهیات شوبه گریزان، امّا از جهت نابودن درس و مدرسۂ علم و علماء اتقیاء همگی آن مردم جاهل بوده و بسبب بسیاری شیخان باطل و پیران بی حاصل ایشان را براه های مخالف شریعت می نموده، ایشان از ساده دلی و نادانی اجابت کرده آن مخالفات را دین دانسته، اکثر این ضعفاء مسلمانان بر غلط رفته و لیکن از قواعد افغانان است هرگاه آوازۂ نو شنوند از درآمدن و پیدا شدن عالمی یا شیخی یا صالح یا عابد درمیان ایشان، همگی اولریو او اجتماع نمایند، جماعت جماعت بزیارت او می رسند تا چیزی ازو شنوند، چون محبت افغانان در استماع و اجتماع است نه در عمل کردن آن مسموعات و از مو تغلب جهل امتیاز نمی توانند کرد میان اهل حق و اهل باطل، تا تفحص کنند که این شخص نو آئنده بر حق است یا بر باطل " (تذکرۃ الابرار والاشرار طبع ادارہ اشاعت سرحد، پشاور ص 29ـ 30)ـ

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ھیں "هرگاهی که شیخی و ملا و ملوک و کتخدای ایشان براهی رود از راه های دین و دنیا سائر مردم تبعیت نمایند چه این مردم در امور دین و دنیا مقلد آمده اند نه مدلّل " (ایضاً ص 153) ـ

"در زمان اول یوسفزئی اکثر مردم اهل صلاح بودند و درین ایام اکثر اهل ہوی گشتند"[1]

کوہ سفید (درہ خیبر) کے حدود میں آباد چمکنی افغانوں کے عقائد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"اکثر این مردم چمکنی در سفید کوہ بل ہمہ ایشان بلکہ اکثر افغانان سفید کوہ کافر مطلق شدہ اند ، درین ایام چہ ایشان متابعت پیر تاریک[2] اختیار کردہ اند ، نماز و روزہ و زکوہ از میان برداشتہ اند و علم علماء را دشمن گرفتہ اند ، امرو نہی را حجاب دانستہ اند ، قرآن ربانی را و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم را بسوزانند و تہ باندازند و علماء و مؤمنان دیگر را بامید ثواب می کشند ، نعوذ باللہ من کفرہم"[3]۔

علاقہ باجوڑ میں آباد ترکلان قبیلہ کے حالات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"این مردم ترکلان درین ایام نیز اکثر متابعت پیر تاریک می ورزند و بالکلیہ حرام خور اند کہ مردم حلال خور و بادیانت درمیان ایشان کم یافتہ میشوند"[4]۔

مہمند قبیلہ کے حالات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اکثر مردم مہمندزئی تبعیت ملا دولت خان نمودہ مرید آن لعین گشتند زیرا کہ این مردم در سفاہت و حماقت از سائر افغانان مشہور تر اند"[5]۔

اخوند درویزہ کے بیان کے مطابق اس زمانے میں (بقول ان کے) جن ملاحدہ و زنادقہ نے دین مبین کو مسخ کرکے حلول و تناسخ ، رفض و بدعت ، احکام شرعیہ کا سقوط ، شراب نوشی

---

(1) ارشاد المریدین ، طبع پشاور 1303ھ ، ص 2 ۔ 4 ۔

(2) پیر تاریک جس کا اصل نام بایزید انصاری تھا اپنے زمانے میں پیر روشن (یا روشان) کے نام سے معروف تھا ، اخوند درویزہ (رح) نے اس کی مبینہ بدعات اور غیر شرعی رسومات کی بنا پر اپنی تصنیفات میں اسے پیرتاریک کے نام سے یاد کیا ہے ۔ اس کی تحریک روشنائیہ کا مختصر خاکہ اگلے باب "تصوف اپنے تاریخ کے آئینے میں" ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ۔

(3) تذکرۃ الابرار ص 87 ۔ (4) ایضاً ص 88 ۔

(5) ایضاً ص 153 ۔

سطح بالمزامیر اور غیر محرموں کے ساتھ اختلاط جیسے غیر شرعی عقائد اور اعمال کو رواج دیا
(6) (5) (4) (3) (2) (1)
ان میں شہباز قلندر ، پیر پہلوان ، پیر طیب ، پیر ولی ، کریم داد اور بایزید انصاری زیادہ مشہور ہیں جن میں بایزید انصاری نے اپنے خاص مسلک اور تحریک (روشنائیہ) کے لئے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی ۔ تحریک روشنائیہ جو صوبہ سرحد کے جنوبی وزیرستان (کانی گرم) سے لے کر میران شاہ اور تیراہ سے ہوتے ہوئے افغانوں کے مختلف قبائل (یوسفزئی ، مہمند) کے وسیع علاقہ میں گو مختصر وقت کے لئے سہی کافی سرعت کے ساتھ پھیل گئی ، نے افغانوں کے اندر اپنے خاص انداز میں مذہبی اثر و نفوذ کے علاوہ ان کو سیاسی طور پر بھی متحد کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ۔ قطع نظر اس کے کہ بایزید انصاری اور اس کے مخالفین خاص طور پر اخوند درویزہ ننگرہاری (رح) کے اختلافات خالص مذہبی نوعیت کے تھے یا ان اختلافات میں سیاسی رنگ کارفرما تھا۔ (کیونکہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے) اس قدر مسلم ہے کہ اس دور میں حدود قندہار سے لے کر حدود ہند تک بحیثیت مجموعی ایک فکری انتشار اور مذہبی و اخلاقی زبون حالی کا دور دورہ تھا ، اخوند درویزہ نے ان حالات پر اپنے تأثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے :

---

(1) یہ شخص موضع لنگر میں آیا اور قبیلہ منجکزئی میں مقیم ہوگیا ، لوگوں کو نماز ، روزہ اور اوامر شرعیہ سے ہٹاکر منہیات شرعیہ مثلاً شراب و زنا پر لگادیا ، اکبر بادشاہ نے موضع لنگر کا نام لنگرکوٹ اور اس کے مقبرے کا نام شہباز گرہ رکھدیا (تذکرہ الابرار والاشرار ص 159 ۔ 160)
(2) یہ شخص خراسان سے آیا تھا اور قبیلہ مندڑکے موضع چکدرہ (سوات) میں اقامت اختیار کرکے شادی کرلی ۔ اس کا مدفن چکدرہ میں ہے (تذکرۃ الابرار والاشرار ص 163 ۔ 164) ۔
(3) پیرطیب خلجی افغانوں میں سے تھا اور تناسخ کا ماننے والا تھا (تذکرۃ الابرار ص 162)
(4) پیرولی افغان بڑیچ میں سے تھا اور قبیلہ مندڑ میں مقیم تھا ، عقیدۂ تناسخ اور وحدۃ الوجود کا قائل تھا ، اخوند درویزہ نے اس کے ساتھ اپنے ایک مناظرے کا حال بھی لکھا ہے (ایضاً)
(5) یہ بھی قبیلہ مندڑ میں مقیم تھا اور اصلاً افغان غرغشتی میں سے تھا (تذکرۃ الابرار ص 164)
(6) بایزید انصاری نسلاً پٹھان اور قبیلہ ارمڑ سے تعلق رکھتا تھا ، والد کا نام عبداللہ تھا ۔ ڈاکٹر محمد جہانگیر نے تذکرۃ الانصار کے حوالے سے اس کی ولادت جالندھر میں بتائی (اورینٹل کالج میگزین فروری 1955ع ص 56) ۔ بایزید کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو

" الیوم اکثر مردم افغانان بل جملۂ ایشان در دین مشکک آمدہ اند چہ از کثرت اشرار و قلت ابرار مذبذب اند تا بتبعیت کدامی راہ اختیار کنند چہ از غایت جہل حق را از باطل نہ دریابند ، معلوم نیست کہ مسلمانان زیند و مسلمانان میرند چہ جہل در اسلام مذ روحجت نیست "۔ (1)

حق اور باطل اور خیروشر کی معرکہ آرائی روز ازل سے جاری ہے ، ان حوصلہ شکن حالات میں بھی بعض حق گو اور حق پرست علماء موجود تھے جو اپنی تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید اور دین حق کے احیاء و تبلیغ کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہے جن میں سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 991ھ)، اخوند درویزہؒ (متوفی 1048ھ) ، حاجی بہادر کوہاٹیؒ (متوفی 1090ھ) ، شیخ رحمکارؒ (1063ھ) اور شیخ حبیب پشاوریؒ (متوفی 1093ھ) کے نام زیادہ مشہور ہیں ۔ یہ لوگ باطل پرست اور نام نہاد درویشوں کی تلاش میں دشت و صحرا اور کوہ و بیابان میں پھرتے اور ان کے خلاف حق کی آواز بلند کرکے مخلوق خدا کو ان کے فاسد عقائد کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ۔

علماء حق کی ان اصلاحی کوششوں کے مقابلے میں باطل بھی مختلف قسم کے روپ دھار کر سرگرم عمل تھا اور بدعات و رسومات بھی نئے نئے رنگ میں ظاہر ہوتی رہتیں ، چنانچہ بارہویں صدی ہجری کے مشہور صوفی بزرگ حضرت میاں محمد عمر چمکنی (رح) آئے دن کے مذہبی فسادات و فتن کے بارے میں لکھتے ہیں :

"در سنہ یک ہزار و یک صد و پنجاہ و ہشت آفات گوناگون و روز بوقلمون بظہور آمد کہ آناً فاناً نوع نوع چیزہا سر زدند و انقلاب در عقائد صریح گشت خصوصاً فتنہا ابحاث علمی

بایزید کی خود نوشت سوانح "حالنامہ" (قلمی) مائیکروفلم پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی اور ڈاکٹر میرولی خان کا "انگریزی ترجمہ مقصود المؤمنین" طبع پشاور 1980ع ، ص1 تا 10۔

(1) تذکرۃ الابرار والاشرار ص151 ۔

پر وسواس تردید انداختند و تقلیب در قواعد مذاهب کثیر الوقوع پیدا شد و کتابهای معتبرہ مخلوط و مملو شدند از مخترعات ناشائستہ و افتراء بد اندیشان نو خاستہ و دلائل زنادقہ و ملاحدہ بمثل نوبادہ از خود تراشی بر فساد عقائد شائع شدند "(1) ۔

اسی طرح اس علاقے کے ایک اور معاصر عالم اور شاہ ولی اللہ دہلوی (رح) کے شاگرد مولانا شیر محمد گگیانی اپنی مایۂ ناز تصنیف "الفج العمیق" کے مقدمے میں لکھتے ہیں :

"بہ سبب بدو جہل و ضلال و ہوی و فشو ترفض و تشیع و غوا این نسخۂ غریبہ بطریق ایجاز تالیف نمودم امتثالاً لا مرہ علیہ السّلام اذا ظہرت الفتن او قال البدع و سب اصحابی فلیظہر العالم علمہ ، فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنة اللہ والملئکة والنّاس اجمعین "(2) ۔

خود حضرت شیخ محمد شعیب رحمة اللہ علیہ نے بھی اپنے دور کے گمراہ اور نام نہاد جاہل صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے ، وہ لکھتے ہیں :

"چون این احوال درمیان صوفیان جاہل و عامی تا این غایت باقی است زیرا کہ جاہلان را در خلوت درآرند و رقص و سماع و سرود میکنند و بعضی میگویند کہ ذات خدای دیدم و بعضی گویند صفات خدای دیدم و بعضی گویند کہ حور و باغ دیدم ۔ پس پرہیز بکنید از صوفیان جاہل کہ از آن شیطان بدتر اند بلکہ خود شیطان اند کہ حق سبحانہ در کلام اللہ شیطان جن و انس یاد کرد ، قال اللہ تعالی من الجنة والنّاس "(3) ۔

الغرض شیخ محمد شعیب (رح) نے انہی ہوشربا سیاسی اور مذہبی حالات میں آنکھ کھولی اور پروان چڑھے ۔ علم ، حق گوئی اور باطل قوتوں کے خلاف علمی جہاد کا جذبہ اپنے آبا و اجداد سے ورثے میں ملا تھا ، عالم والد اور مجاہد دادا کی پرورش کے ساتھ ساتھ علمائے حقانی اور صوفیائے ربّانی کے ماحول میں ان کی پوشیدہ صلاحیتوں اور مخفی استعداد

(1) شمس الہدی (قلمی) کتابخانۂ اسلامیہ کالج پشاور ، ورق 16 ۔

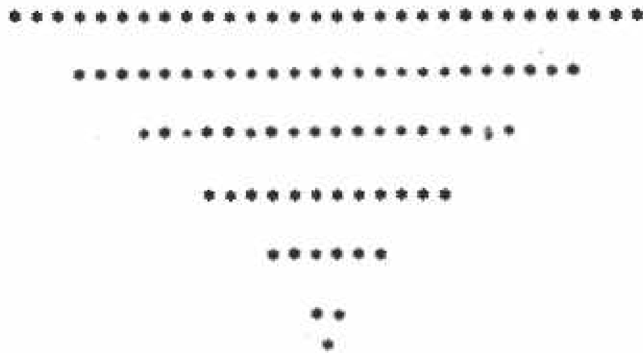
(بقیہ بر حاشیہ ص 27)

کو ابھرنے کا موقع مل گیا ، رائج الوقت ظاہری علوم (تفسیر ، فقہ ، حدیث) حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قوائے باطنی کی ترقی اور روحانی بالیدگی کے لئے طویل ریاضتیں اور مجاہدے کئے اور اپنی تکمیل کرنے کے بعد ایک طرف تشنگان علوم دینیہ کے لئے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ بندگان خدا کے اصلاح احوال اور تزکیۂ نفس کا بیڑا اٹھایا اور دوسری طرف جہاں امت مسلمہ کے اندر سے اٹھنے والے رفض و بدعت کے فتنوں کو ختم کرنے کے لئے اپنے قلم کو جنبش دی وہاں اغیار کی ریشہ دوانیوں کے خلاف سینہ سپر ہوکر اپنے تیغ براں کو نیام سے باہر نکالا اور حیات مستعار کے اسی جہد مسلسل میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے جان جہان آفرین کے سپرد کردی :

بنا کردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

(مرزا مظہر جان جاناں شہید)



---

(2) الفتح العین (قلمی) کتبخانۂ ریکارڈ آفس شمال مغربی سرحدی صوبہ پشاور ص 3 ۔

(3) مرأۃ الاولیاء (قلمی) مملوکہ صاحبزادہ سلطان العارفین ، ساکن قاضی آباد (ضلع مردان) ص 24 ۔

باب سوم : تصوف اپنے تاریخ کے آئینے میں

- دین حق کے تین شعبے | دین حق کے تین شعبے ہیں (ا) شعبۂ ایمانیات (ب) شعبۂ اعمال صالحہ (ج) شعبۂ کیفیات روحانی -

(ا) شعبۂ ایمانیات | اللہ تعالی کی ذات و صفات، وحی و رسالت، ملائکہ و قیامت، حشر و نشر، جنت و دوزخ، غیر مرئی اور غیبی امور کو جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے خبر دی ہے بلا کم و کاست دل سے ماننا اور تصدیق کرنا، دین حق کا یہ شعبہ سب سے اہم اور ضروری ہے، یہی پورے دین کی اساس اور بنیاد ہے جس کے بغیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں، یہی شعبہ علم عقائد کا موضوع ہے اور اسی سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے

(ب) شعبۂ اعمال صالحہ | دین اسلام کا وہ تمام عملی حصہ ہے جو اعضاء و جوارح سے تعلق رکھتا ہے جس میں عبادات، معاملات، آداب معاشرت، ہجرت، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ سب امور داخل ہیں - یہی شعبہ دین کا قالب اور یہی اسلام کا عملی نظام ہے، یہی شعبہ علم فقہ کا موضوع ہے اور فقہاء دین کے اسی شعبے سے بحث کرتے ہیں -

(ج) شعبۂ کیفیات روحانی | اعتقادات، اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے علاوہ حق تعالی کی محبت و خشیت، یقین و توکل، تواضع و قناعت، صبر و تحمل، عفو و درگذر اور احسان و اخلاص اسی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں - یہ باطنی و روحانی کیفیات بھی اپنے درجہ میں دین حق کا ایک مستقل اور اہم شعبہ ہیں اور عام طور پر صوفیاء اسی شعبے سے بحث کرتے ہیں اور یہی شعبہ تصوف کا خاص موضوع ہے - مشہور حدیث جبریل (1) (علیہ السّلام) میں پہلے شعبہ کو ایمان، دوسرے کو اسلام اور تیسرے کو احسان سے تعبیر کیا گیا ہے اور آخر میں ان تینوں شعبوں کے مجموعے کو دین کہا گیا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ و

---

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ و سلم کی ذات اقدس ان تینوں شعبوں کی جامع تھی چنانچہ آپ کی حیثیت قرآن کریم نے

ان الفاظ میں بیان کی ہے :

ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین (الجمعہ : 2)	وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کرسناتا ہے اوران کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اوردانشمندی سکھلاتا ہے اور یہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے ۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت میں بعثت نبوی کے تین اہم مقاصد بیان کئے گئے ہیں ، یعنی

لوگوں میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں ؟آپ (ص)نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اسکے فرشتوں کا اور اس سے ملنے کا اور اسکے پیغمبروں کا یقین کرے اور مرکر جی اٹھنے کو مانے "۔اس نے پوچھا اسلام کیا ہے ؟آپ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پوجے ،اس کے ساتھ شرک نہ کرے اورنماز کو ٹھیک کرے اور فرض زکوٰۃ اداکرے اور رمضان کے روزے رکھے "۔اس نے پوچھا احسان کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ اللہ کو (ایسا دل لگا کر)پوجے جیسا تو اس کو دیکھ رہا ہے ،اگر یہ نہ ہوسکے تو خیر اتنا تو خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے "۔ (اس کے بعد اس نے قیامت کی نشانیاں پوچھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بتائیں)۔ .... جب وہ شخص جانے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے (تیسیرالباری شرح بخاری عربی اردو مؤلفہ علامہ وحید الزمان ، طبع امجد اکیڈیمی لاہور ، جلد 1 ص 109۔110)۔مسلم میں بھی حضرت عمر (رض)سے یہ حدیث بہ اختلاف الفاظ منقول ہے ۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی (رح)اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "اسلام اشارت بفقہ است کہ متضمن بیان اعمال و احکام شرعیہ است و ایمان اشارت باعتقادات است کہ مسائل اصول کلام اند و احسان اشارت باصل تصوف کہ عبارت از صدق توجہ الی اللہ است .... و تصوف وکلام لازم یکدیگر اند کہ ہیچ یکی بی دیگری تمام نپذیرد و تصوف بی فقہ صورت نہ بندد زیرا کہ حکم الھی بی فقہ شناختہ نشود و فقہ بی تصوف تمام نشود زیرا کہ عمل بی صدق توجہ تمامی نپذیرد و ہر دو بی ایمان صحیح نگردد بر مثال روح و جسد کہ ہیچکدام بی دیگری وجود نگیرد و کمال نپذیرد "

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمہ اللہ علیہ طبع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر 1976ع ،جلد اول ص 42) ۔

(ا)خدا کی ذات و صفات، نبوت ،آخرت ،جزا و سزا کے متعلق خدائی احکام پر مشتمل وحی جلی (قرآن) یا وحی خفی (حدیث) امت تک پہنچانا جسے ہم نے ایمانیات سے تعبیر کیا ہے ، (ب)آیات قرآنیہ سے اپنی بصیرت اور نور ایمانی و فراست کے ذریعے استنباط احکام (جس کا تعلق علم فقہ سے ہے اور) جسے ہم نے اعمال صالحہ کے شعبے سے تعبیر کیا ہے ، (ج)تزکیہ نفوس یعنی اخلاقی رذائل (بغض، حسد ،کینہ ،نفاق ،ریا ، کبر وغیرہ)سے قلوب انسانی کو پاک کرنا اور اخلاق محمودہ یعنی خشیت و محبت الہی ،توکل ،صبر ،تقویٰ اور اخلاص سے آراستہ کرنا جسے ہم نے شعبۂ روحانیات سے تعبیرکیا ہے -

اگلے چند صفحات میں ہم دین حق کے اس تیسرے شعبے کا مختصر تاریخی جائزہ لینگے کہ بعثت نبوی کا یہ مقصد قرون اولی میں کس طرح پورا ہورہا تھا اور بعد میں کیا صورت اختیار کی -

تصوف کی ابتداء تصوف کا (اپنے اصطلاحی معنوں میں) باقاعدہ آغاز کب اور کہاں سے ہوا ؟ اس بارے میں تھوڑا سا اختلاف پایا جاتا ہے جو چنداں اہمیت کا حامل نہیں تاہم مضمون کی تشنگی کو ختم کرنے کے لئے ان آراء میں سے چند ایک کا ذکر یہاں کئے دیتے ہیں۔

(الف) مولانا عبدالرحمن جامیؒ (متوفی 898ھ) ابوہاشم صوفی قدس اللہ سرہ (معاصر ابوسفیان ثوریؒ متوفی 161ھ) جو اصلاً کوفہ کے تھے اور شام میں مقیم تھے ، کے احوال میں لکھتے ہیں " اول کسی کہ ویرا صوفی خواندند وی بود و پیش از وی کسی را باین نام نخواندہ بودند و ہمچنین اول خانقاہی کہ برای صوفیان بنا کردند آنست کہ بہ رملہ شام کردند "(1) -

(ب) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 728ھ)رقمطراز ہیں "صوفیاء کی جماعت سب سے پہلے بصرہ سے ظاہر ہوئی اور سب سے پہلے جس نے خانقاہ بنائی عبدالواحد بن زید (رح)متوفی 177ھ) کے مرید تھے اور عبدالواحد بن زید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(1) نفحات الانس مرتبہ مہدی توحیدی پور، طبع کتاب فروشی محمودی تہران، ص 31 -

(متوفی 110ھ) کے خلفاء میں سے تھے اور اس زمانہ بصرہ میں سب جگہوں سے زیادہ زہد عبادت اور خوف خداوندی میں اہتمام پایا جاتا تھا اور اسی وجہ سے یہ مقولہ مشہور تھا کہ فقہ کوفی ہے اور عبادت بصری "۔ (1)

(ج) حضرت شاہ گل حسن قلندر قادری (رح) اپنی تالیف تعلیم غوثیہ فرماتے ہیں :

" 149ھ میں حضرت شیخ الوان نے بمقام جدہ طریقت تصوف کو ایک سلسلہ کی صورت میں مرتب کرکے اس سلسلے کا نام الوانیہ رکھا ، کئی لاکھ آدمی اس سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوگئے (2)

(د) شہرۂ آفاق محدث اور صوفی بزرگ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری (متوفی 465ھ) فرماتے ہیں "صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے بعد جب دوسرے زمانہ کے لوگ آئے تو صحابہ کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین کہا گیا ، پھر ان کے بعد کے لوگوں کو اتباع التابعین کہا گیا ، اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا چنانچہ اس خاص قسم کے لوگوں کو جنہیں دینی امور کے ساتھ خاص لگاؤ تھا زاہد اور عابد کہنے لگے ، پھر بدعتیں رونما ہونے لگیں ، ہر فرقہ مدعی بن بیٹھا کہ ان میں زاہد پائے جاتے ہیں چنانچہ اہل سنت میں سے ان خاص لوگوں نے جنہوں نے اپنے انفاس کو اللہ کے لئے وقف کردیا اور اپنے دلوں کو غفلت طاری ہونے سے محفوظ کرلیا ، اپنے لئے ایک الگ نام تصوف رکھ لیا ۔ ان بزرگوں کے لئے یہ نام دوسری صدی ہجری سے پہلے مشہور ہوچکا تھا "۔ (3)

مندرجہ بالا اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری کے نصف آخر تک تصوف کا اصل رنگ قائم تھا ، نام تصوف کا استعمال ہو یا زہد و قناعت اور تقوی و پرہیزگاری کا ، بہر حال روح ایک تھی ، اس کے بعد جب مسلمانوں کا دیگر اقوام کے ساتھ میل جول اور اختلاط بڑھ گیا اور یونانی فلسفہ اور ہند و عجم کے افکار مسلمانوں میں داخل ہوئے تو اثر انگیزی

---

(1) فتاوی ابن تیمیہ (رح) ، طبع رباط ، المغرب (سال طباعت درج نہیں) ج 11 ، ص 6-7 ۔
(2) تعلیم غوثیہ الموسوم بہ "مرآۃ الوحدت" طبع نفیس اکیڈیمی کراچی 1967ع ، ص 32 ۔
(3) رسالہ قشیریہ طبع مصر 1330ھ ، ص 7

اور اثر پذیری کا عمل شروع ہوگیا - مسلمانوں نے دوسروں کو دیا بھی اور ان سے لیا بھی اس لئے کہ بقول سرسید مرحوم جب رواج عام کا راجا ہولی کھلیتا ہے تو بڑے بڑے معزز افراد بھی اس کی چھینٹیں اپنی پگڑی و دستار پر لینے میں فخر محسوس کرتے ہیں ، بعض صوفیہ بیچارے بھی ہند و عجم کے اثرات اور یونان کے فلسفیانہ خیالات سے اپنا دامن نہ بچاسکے بیرونی اثرات کے یہ سوتے تیسری صدی ہجری کے اختتام سے ہی پھوٹ نکلے تھے جو چوتھی صدی اور پانچویں صدی ہجری میں ایک سیلاب کی طرح ظاہر ہونے لگے ، گویا تیسری صدی ہجری کے بعد سے تین قسم کا تصوف پروان چڑھ رہا تھا ایک حقیقی اسلامی تصوف ، دوسرا غیر شرعی یا عجمی و ہندی تصوف اور تیسرا فلسفیانہ تصوف - اس حقیقت کو خود اہل حق صوفیہ نے بھی محسوس کیا اور اسکا مداوا کرنے کے لئے کمربستہ ہوگئے - ہمارے اس خیال کی تائید چوتھی صدی ہجری کے بزرگ صوفی امام ابوبکر بن ابو اسحق محمد بن ابراہیم البخاری الکلاباذی (رح) متوفی 380ھ ، کی تصنیف "التعرف لمذہب اہل التصوف" جس کے بارے میں کہا گیا " لولا التعرف لما عرف التصوف " کے مقدمے سے ہوتی ہے جس میں موصوف نے اپنی کتاب کی سبب تالیف بیان کرکے لکھا ہے :

"......... یہی لوگ اس نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی زندگی میں اس کے اہل صفہ تھے اور ان کی وفات کے بعد امت کے بہترین لوگ ، پہلا شخص دوسرے کو اور پہلے آنے والا بعد میں آنے والے کو زبان عمل سے (اس سلسلہ کی طرف) دعوت دیتا رہا اور اس عملی دعوت نے انہیں قولی دعوت سے مستغنی کردیا - رفتہ رفتہ اس کی طرف رغبت رکھنے والے کم ہوگئے اور طالب سست پڑگئے ، حال جواب و سوال (یعنی قال ہی قال) بن کر رہ گیا ، کتابیں اور رسالے لکھے گئے - پھر یہ ہوا کہ روح تو جاتی رہی اور نام رہ گیا ، حقیقت غائب ہوگئی اور رسم موجود رہی .... ان لوگوں نے اس (تصوف) کو اپنا زیور بنا لیا جو اس کی صفات

(1) کشف الظنون مصنفہ حاجی خلیفہ ، طبع ترکی ، ذیل مادہ التعرف -

سے متصف نہ تھے ، جنہوں نے زبان سے اقرار کیا مگر عملاً انکار کیا ۔ انہوں نے تصوف میں وہ امور داخل کئے جو اس میں نہ تھے ، انہوں نے حق کو باطل بنادیا اور اس کے عالم کو جاہل کہا مگر جو لوگ صاحب تحقیق تھے وہ الگ ہو بیٹھے تا کہ یہ نااہل کے ہاتھ میں نہ آئے اور جو اس حقیقت کو بیان کرنے والے تھے وہ غیرت کے مارے خاموش ہوگئے ۔ لہذا تصوف سے دل متنفر ہوگئے اور جاہل عالم بن بیٹھے اور عالم ذلیل ہوگئے ۔ اس بات نے مجھے دعوت دی اور میں نے اس کتاب میں ان کے طریقے کا تعارف کرایا اور انکا طرز عمل اور سیرت بیان کی ......" ۔ (1)

یہ تھی ایک جھلک تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کی ابتدائی صورت حال کی جس کا رونا امام کلاباذی (رح) نے رویا ہے ۔ آگے چل کر چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے دوران تصوف کی زرخیز زمین میں کیا کیا بوم و خس اگ آئے اس کا حال پانچویں صدی ہجری کے محقق صوفی امام ابوالقاسم القشیری (رح) کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیے ، وہ فرماتے ہیں :

" تمہیں معلوم ہو اللہ تم پر رحم کرے کہ صوفیاء کی جماعت کے محققین تو بیشتر ختم ہو چکے ہیں اور اب صرف ان کا نشان ہی نشان باقی رہ گیا ہے ۔ ان کی مثال اس شعر کی مصداق ہے

اما الخیام فانھا کخیامھم وأری نساء الحی غیر نسائھا

ترجمہ : ان کے خیمے تو بعینہ ویسے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسے کہ (محبوب کے) لوگوں کے خیمے دکھائی دیتے تھے مگر قبیلہ کی عورتیں ان خیموں کی عورتوں جیسی نہیں ہیں ۔

طریقت میں خلا پیدا ہوگیا ہے ، نہیں بلکہ در حقیقت طریقت مٹ چکی ہے ...... پرہیزگاری جاتی رہی اور اس کی چادر لپیٹ لی گئی اور لالچ بڑھ گیا اور اس کی طنابیں مضبوط ہوگئیں لوگوں کے دلوں سے شریعت کا احترام اٹھ گیا ...... عبادات کے ادا کرنے کو حقارت سے دیکھتے

---

(1) التعرف لمذھب اھل التصوف طبع قاہرہ ، تحقیق عبدالحلیم محمود 1380 ھ (مقدمہ) ص 19 ـ 20

ہیں .... اور اپنی خواہشات کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں .... بازاری لوگوں ،عورتوں اور شاہی ملازمین سے مال لے کر استعمال میں لاتے ہیں ،یہ لوگ اس قسم کی بداعطالیوں پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر حقائق اور احوال کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم تو طوق غلامی کو اتار کر آزاد ہوچکے ہیں اور اس بات کے مدعی ہیں کہ وہ حق پر قائم ہیں اور حق کے احکام ان پر جاری ہوتے ہیں ۔وہ تو محو ہوچکے ہیں جو چاہیں وہ کریں یا نہ کریں .... بشریت کے احکام ان سے زائل ہوچکے ہیں....

جب میں نے دیکھا .... کہ اہل طریقت کو برائی سے یاد کیا جاتا ہے اور مخالفین ان پر نکتہ چینی کرنے میں لطف اٹھاتے ہیں....... تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں لوگ یہ خیال نہ کربیٹھیں کہ طریقت کے قواعد کی بنیاد انہی امور پر ہے اور ان کے اسلاف بھی اس قسم کی روش اختیار کرتے رہے ہیں ، لہٰذا میں نے یہ رسالہ لکھ کر آپ لوگوں کیطرف بھیجا ہے (1)

امام قشیری (رح) اپنے رسالہ کی ابتداء میں حمد و صلوہ کے بعد لکھتے ہیں "یہ ایک رسالہ ہے جسے اللہ کے محتاج بندے عبدالکریم بن ہوازن القشیری نے 437ھ میں اسلامی ممالک کے صوفیاء کی طرف لکھ کر روانہ کیا "جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری کے ربع اول تک ہی غیر شرعی یا عجمی تصوف کے سیلاب نے پوری اسلامی دنیاکو اپنے لپیٹ میں لے لیا تھا جس پر اس وقت کے اہل حق صوفیاء خون کے آنسو بہارہے تھے ۔

آئیے تھوڑی دیر کے لئے تاریخ تصوف کے مختلف ادوار کا اجمالی جائزہ لے لیں کہ مختلف زمانوں میں اس میں کیا کیا تحولات و تغیرات رونما ہوئیں ۔

تصوف پہلی اور دوسری صدی ہجری میں

اس سے پہلے اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ صحابہ (رض) (پہلی صدی ہجری) اور تابعین (دوسری صدی ہجری) کے دور میں تصوف بالکل سادہ اور ناپختہ شکل میں تھی ،ابھی تصوف یا صوفی کا کہیں کہیں صرف

---

(1) رسالہ قشیریہ ،تلخیص از غایت کتاب ، ص 2 ۔3 ۔

نام ہی سننے میں آتا تھا حالانکہ تصوف کی حقیقت زہد و قناعت اور عبادت و تقوی اپنے پورے کمال پر موجود تھی البتہ وہ غلو اور انتہا پسندی نہیں تھی جو بعد کے ادوار میں دیکھنے میں آئی ۔اس دور کے صوفیاء کو صوفیہ کے بجائے زہاد اور عباد کہا جاتا تھا ، زیادہ سے زیادہ اگر صوفیہ کی کوئی ممتاز خصوصیت نظر آتی تھی تو وہ صوف کا لباس تھا حالانکہ وہ بھی اپنے کو صوفی کہلوانے کے خیال سے نہیں بلکہ یا تو حسب موسم عادۃً یا چونکہ بعض صحابہ (رض) اور نیک و متقی لوگوں کو اس لباس میں ملبوس دیکھا گیا تھا تو صالحین کے اتباع میں کہیں کہیں اور کبھی کبھی یہ لباس پہنے ہوئے نظر آتا تھا ۔ (1)

468

(1)اگرچہ بعض مسلمان مفکرین مثلاً مؤرخ ابن خلدون نے (رک "مقدمہ طبع مؤسسہ الاعلمی بیروت) اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے (رک "الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطن طبع بیروت 1390ھ ، ص 42)نے خیال ظاہر کیا ہے کہ صوفی کی وجہ تسمیہ ہی صوف کا لباس ہے جسے غلط رنگ دے کر مغربی مفکرین مثلاً پروفیسر براؤن اور پروفیسر نکلسن نے یہاں تک لکھنے کی جرأت کی ہے کہ مسلمان صوفیاء نے نصاری سے اختلاط کے نتیجے میں ان کی پیروی کرتے ہوئے یہ لباس اپنایا ۔ نکلسن لکھتا ہے "

The name was derived from suf (wool), and was originally applied to those Moslem ascetics who, in imtitation of Christian hermits, clad themselves in coarse wollen garb as a sign of penitence and renunciation of worldly vanities"
(The Mystics of Islam Bondon 1966 P. 3-4).
(Literary history of Persia Cambrige - University Press 1955. Vol.1 P. 417)
ایضاً ملاحظہ ہو لٹریری ہسٹری آف پرشیا ، طبع کیمبرج یونیورسٹی پریس 1956ع ج1 ص 417 ۔

لیکن ہم مغربی مفکرین کے اس دعوے سے اتفاق کرنے کیلئے ہرگز تیار نہیں کیونکہ ایسی بہت سی مستند شہادتیں موجود ہیں کہ قرون اولی میں بھی جبکہ مسلمان نصرانی تہذیب سے بڑی حد تک نا آشنا تھے ، صوف کا لباس مسلمانوں کے زیر استعمال تھا چنانچہ علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی لکھتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بادشاہ حبشہ کے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالب (رض) کی سرکردگی میں جو وفد بھیجا تھا یہ لوگ ستر تھے اور ان کے بدن پر صوف کا لباس تھا " (شرح مواہب اللدنیہ طبع مصر 1326ھ ، ج 3 ص 345)۔اسی طرح حضرت حسن بصری (رح)فرماتے ہیں "میں نے ستر بدری صحابہ (رض) کو دیکھا جو صوف کا لباس پہنے ہوئے تھے " (کشف المحجوب طبع مرکز تحقیقات فارسی پاکستان و ایران اسلام آباد 1398ھ / 1978ع ، ص 38)۔ "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالت تجرید میں صوف کا لباس پہنتے تھے " (ایضاً ص 2)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (عہد حکومت 41ھ ــــ 60ھ) نے اپنے مندرجہ ذیل شعر میں یہ کلمہ استعمال کیا ہے :

(بقیہ بر حاشیہ ص 36)

اس دور میں جن کو صوفی کہا گیا یا جنہوں نے صوفی کا کلمہ استعمال کیا ان میں سے ابو ہاشم صوفی الکوفی (رح) اور حضرت حسن بصری (رح) وغیرہ تھے ۔ انہی میں رابعہ بصری عدویہ (رح) کا بھی شمار ہوتا ہے جس کے محبت خداوندی اور خشیت الٰہی کے قصے زبان زد خلائق تھے ۔ اس دور میں تصوف کی صورت ایک نظری مذہب کی نہیں تھی بلکہ ایک عملی طریقہ تھا اور ایک صوفی اور عام متبع مسلمان میں کوئی خاص فرق دیکھنے میں نہیں آتا تھا زیادہ سے زیادہ اگر کوئی صوفی کسی حد تک فقر ، گوشہ نشینی اور ترک دنیا اختیار بھی کرتا تو صرف اس لئے تا کہ یکسوئی کے اپنے رب کی عبادت کرکے اس کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرسکے لیکن یہ گوشہ نشینی راہبانہ انداز کی نہیں تھی بلکہ ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کے علوم کی درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا چنانچہ حسن بصری اور سفیان ثوری (رحمہما اللہ) ان علوم میں اپنے وقت کے امام مانے جاتے تھے

غرضیکہ ابتداً تصوف بالکل سادہ شکل میں تھا حتی کہ ان اصطلاحات کا نام تک سننے میں نہ آتا تھا جو بعد کے ادوار میں فن تصوف میں استعمال ہونے لگیں یعنی فنا و بقا ، قبض و بسط ، وقت و حال ، وجد و تواجد ، جمع و تفرقہ اور صحو سکر وغیرہ ۔

تصوف تیسری صدی ہجری میں

تیسری صدی ہجری میں یونانی علوم و فلسفہ کا مطالعہ مسلمانوں میں عام ہوگیا جس کا اثر غیر محسوس طور پر بعض صوفیہ پر بھی ہوا چنانچہ اس دور میں تصوف میں تفکر و تدبر اور امعان نظر کا عنصر نمایاں ہے ، اس زمانے میں فنافی اللہ کی اصطلاح اور اسکا تصور صوفیہ میں شروع ہوگیا ۔ اگر چہ مسلمان صوفیہ کے ہاں فنا کے بعد بقا کا لافانی تصور موجود تھا لیکن پھر بھی یہ ایک نئی اصطلاح اور کسی حد تک ایک نیا

قد کنت تشبہ صوفیاً لہ کتب ۔۔۔ من الفرائض او آیات فرقان

(ترجمہ) حالانکہ تو ایسے صوفی سے مشابہت رکھتا تھا جو فرائض اور احکام دین کی کتابوں کا مالک ہے ۔

(مصارع العشاق مؤلفہ ابی محمد جعفر بن احمد بن الحسن السّراج ، طبع قسطنطنیہ 1301ھ) ص 224

تصور تصوف میں داخل ہوگیا جسے مستشرقین نے ہندی افکار کی نظریۂ فنائیت کے ساتھ ملا دیا ۔

اس دور کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ بعض صوفیہ نے روح و باطن تصوف کو ظاہر شریعت پر فوقیت دی اور اس طبقے میں یہ خیال عام ہوگیا کہ شریعت کے اعمال ظاہری تو مبتدی کے لئے ہوتے ہیں ، جب صوفی اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو احکام ظاہری کی بجاآوری سے آزاد ہوجاتا ہے :

ولی تا ناقص زنہار زنہار   قوانین شریعت را نگہدار

اور راقم الحروف کے نزدیک یہ اس دور کے عظیم ترین فتنوں میں سے ایک تھا جس سے دین متین کی مضبوط اور دلکش عمارت کو منہدم کرنے کا خطرہ لاحق ہوگیا ۔ اس فتنے کی مختصر سی نشاندہی امام کلاباذی (رح) کی تالیف "التعرف" کے مقدمے میں کی جاچکی ہے تاہم یہ تأثر بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ تیسری صدی ہجری میں یہ تصور تمام صوفیۂ اسلام نے اپنایا تھا بلکہ قرائن شاہد ہیں کہ اس وقت بھی اہل حق صوفیہ موجود تھے جو کتاب و سنت سے تمسک اور شریعت مطہرہ کی پابندی کو تصوف کا اصل قرار دیتے تھے ۔ سید الطائفہ جنید بغدادی ، سہل تستری اور بایزید بسطامی رحمہ اللہ علیہم کے مندرجہ ذیل اقوال سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے ۔

حضرت جنید بن محمد (متوفی 297ھ) فرماتے ہیں :

"ہمارا یہ (تصوف کا) مذہب کتاب و سنت اور اصول سے مقید ہے ، جس شخص کو کتاب یاد نہیں اور حدیث نہیں لکھتا اور فقہ نہیں سیکھتا اس کی پیروی نہیں کی جائیگی "۔ (1)

ابو عبداللہ سہل بن عبداللہ تستری (رح) کا قول ہے کہ ہمارے طریقے کے سات اصول ہیں ، کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنا ، سنت کی پیروی کرنا ، حلال کھانا ، اذیت رسانی

(1) تلبیس ابلیس مترجمہ ابو محمد عبدالحق ، طبع مرکز علم وادب آرام باغ کراچی ، ص 233۔

سے رکنا ، معصیتوں سے اجتناب ، توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ۔ (1)

حضرت بایزید بسطامی (رح) فرماتے ہیں " اگر تم کسی کو دیکھو کہ اس کو کرامتیں ملی ہیں حتی کہ ہوا میں معلق دوزانو بیٹھ جاتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جب تک کہ اس امر کو نہ دیکھو کہ امر و نہی اور حدود شرعی کی نگہداشت میں اس شخص کی کیا کیفیت ہے "۔ (2)

تیسرا قابل ذکر نظریہ جس نے تیسری صدی ہجری کے اواخر میں جنم لیا "وحدۃ الوجود" کا نظریہ تھا جس کے غلط تعبیرات نے خود صوفیۂ اسلام کے درمیان الحاد و زندقہ اور ایک دوسرے کی تضلیل و تکفیر کا فتنہ کھڑا کردیا ۔ بایزید بسطامی (رح) کا دعوی "سبحانی ما اعظم شانی " اور منصور حلاج (رح) کا نعرۂ "انا الحق "جیسی شطحیات اس نزاع کا باعث بن گئیں جس کے نتیجے میں منصور حلاج المقتدر عباسی کے عہد میں 309ھ میں سولی پر چڑھا دئے گئے ۔

منصور کے تختۂ دار پر لٹکانے کے بعد اس قبیل کے صوفیہ نے بھی احتیاط سے کام لینا شروع کیا اور اپنے اسرار برملا کہنے کے بجائے رازدارانہ طرز پر گفتگو شروع کی کہ "عارف وہ ہے کہ خدا اس کے اسرار کے بارے میں بتائے اور عارف خود خاموش رہے "۔ (3)

ہر لبش قفل است و ہر دل رازہا　　لب خموش و دل پر از آوازہا

عارفان کہ جام حق نوشیدہ اند　　رازہا دانستہ و پوشیدہ اند

صوفیاء کی شطحیات کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

شطح کسے کہتے ہیں ؟ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "شطح ایسا کلمہ ہے جس سے خود پسندی یا کسی دعوی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ امر محققین کے ہاں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے"۔ (4)

---

(1) اسلامی تصوف مصنفہ سید احمد عروج قادری ، طبع لاہور (سال طباعت درج نہیں)ص 4
(2)تلبیس ابلیس ص 232۔　　(3)جنید بغدادیؒ : کشف المحجوب ص 378 ۔

علامہ علی بن محمد شریف جرجانی رقمطراز ہیں "شطح محققین کی لغزشوں میں سے ہے اس لئے کہ یہ حق کے ساتھ ایسا دعوی ہے جو عارف بغیر اذن الہی کے کرتا ہے"۔(1)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (رح) شطحیات کے ضمن میں فرماتے ہیں :

"بعض اہل حال سے غلبۂ حال میں ایسے کلمات صادر ہوجاتے ہیں جو شریعت پر منطبق نہیں ہوتے"۔(2) اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "اگر سکر و غلبہ میں صوفی کے منہ سے کچھ نکل جائے تو اس پر اعتراض نہ کرو نہ تقلید ، طریق اسلم سکوت ہے"۔(3)

مندرجہ بالا تصریحات سے واضح ہوجاتا ہے کہ (ا) شطحیات کا تعلق حالت سکر یا غلبۂ حال سے ہے ، حالت صحو سے نہیں ۔(ب) محققین صوفیاء اسے ناپسند کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے لئے قطعاً ناقابل تقلید سمجھتے ہیں ، (ج) استثنائی حالات میں شاذ و نادر اگر کسی صوفی سے غلبۂ حال میں کوئی بات خلاف شرع صادر ہوجائے تو یہ ایک لغزش ہے اور اس صورت میں اس صوفی کو معذور سمجھا جائے گا ۔

اس قسم کی شطحیات کا صدور مختلف صوفیاء سے مختلف زمانوں میں ہوتا رہا ہے اور علماء اور صوفیاء کے درمیان ان پر کافی لے دے ہوتی رہی ہے ، شیخ منصور حلاج کے نعرۂ "اناالحق" کی تائید میں شیخ محمود شبستری (رح) نے فرمایا ہے:

روا باشد انا الحق از درختی   چرا نبود روا از نیک بختی

اس کے جواب میں اکبر الہ آبادی مرحوم کا شعر بھی ملاحظہ ہو :

چڑھے جو دار پہ منصور راہ تھی ہی غلط   خدا بنے تھے تو چھپنا بھی انکولازم تھا

مندرجہ بالا دونوں شعر اپنے اپنے لحاظ سے کافی دلچسپ ہیں ، ہم شطحیات کی تائید یا مخالفت کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتے ، عام مسلمان قرآن کریم اور سنت نبوی پر

---

(4) اصطلاحات ابن عربی ، طبع بیروت 1969ع ، ص 285 (منسلکہ تعریفات) ۔

* * * * * * * * * * * *

(1) تعریفات ، مصنفہ علی بن محمد شریف جرجانی طبع بیروت 1969ع ، ص 519 ۔

مشتمل شریعت مطہرہ کے مکلف ہیں ، خواہ اور مغلوب الحال لوگوں کا معاملہ ہم علیم و خبیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں ۔ واللہ علیم بذات الصّدور۔ البتہ شطحیات کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں ۔

حدیث نبوی علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں آیا ہے "اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ ایک آدمی سفر پر جارہا ہو اور اس کی اونٹنی پر کھانے پینے کا سارا سامان ہے اور ایسے جنگل میں جو بڑا خطرناک و ہلاکت کا محل ہے تھوڑی دیر کے لئے لیٹا ، ذرا سی آنکھ لگی اور جب آنکھ کھلی تو اس کی اونٹنی کہیں بھاگ گئی تھی ، وہ ڈھونڈتا رہا اور گرمی اور پیاس کی شدت بڑھ گئی تو وہ اس نیت سے اسی جگہ آکر لیٹ گیا کہ مرجاؤنگا اور بانہہ پر سر رکھ کر لیٹ گیا ، آنکھ لگ گئی اور تھوڑی دیر میں آنکھ کھلی تو اس کی اونٹنی پاس کھڑی تھی اس پر سارا سامان کھانے پینے کا موجود تھا ، اس وقت اس کی خوشی کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا اور خوشی میں کہنے لگا اے اللہ ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ وہ شدت فرح سے چوک گیا ۔" (1)

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں "اس حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس غلطی کو نقل کرکے نکیر نہیں فرمائی اگرچہ وہ فرح ہی سے ہو جو کہ ایک حالت ناشی من الدّنیا ہے تو بھلا جو محبت اورشوق سے مغلوب ہو اسکا تو پوچھنا کیا ہے جو کہ ناشی من الدّین کیفیت ہے" ۔ (2)

---

(2) التکشف مصنفہ اشرف علی تھانوی (رح) طبع سجاد پبلشرز لاہور 1960ء ، ص 519 ۔

(3) تعلیم الدّین مصنفہ اشرف علی تھانوی (رح) طبع دارالاشاعت کراچی 1977ع ، ص 140 ۔

* * * * * * * * * * * * *

(1) مسلم الصّحیح ، کتاب التّوبہ ۔

(2) التّشرف مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ، طبع الجنہ العلمیہ چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن ، ص 108

علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن القیم الجوزیہ (رحمہما اللہ) بھی سالک کو جبکہ وہ غلبۂ حال میں "سبحانی" یا "ما فی الجبتی الا اللہ" کہدے معذوری کے لائق سمجھتے ہیں۔ ایک دوسرے مقام پر اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "جس طرح انوار مخلوق نور حق کے سامنے اور علم خلق علم حق کے سامنے اور مخلوق کی قدرت خدا کی قدرت کے سامنے مضمحل ہے اسی طرح زمان، دہر اور وقت دوام الہی کے سامنے مضمحل ہے۔ جب سالک پر یہ استغراق طاری ہوجاتا ہے قوت تمیز ختم ہوجاتی ہے اور حال غالب ہو جاتا ہے تو اہل استقامت کی زبان سے نکل جاتا ہے "ما فی الوجود الا اللہ او ما ثم موجود علی الحقیقۃ الا اللہ او ہناک یفنی من لم یکن ویبقی من لم یزل" بے شبہ وجود حق اور اسکا دوام ما سوی پر غالب آجاتا ہے تو ہر چیز ایسی ہوتی ہے جیسے کہ وہ بنی ہے اور یہیں سے وحدۃ الوجود کے قائلوں کو غلط فہمی ہوگئی کہ واقعی کوئی دوسرا وجود نہیں اور اس قسم کے مشتبہ کلمات کو (جو اہل استقامت کی زبان سے غلبۂ حال میں نکل گئے) انہوں نے اپنے کفر کا سنگ بنیاد قرار دیا"۔ (1) (2)

آخر میں دو دلچسپ واقعات پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم المدنی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں کہ دہلی کی جامع مسجد کی سیڑھیاں ساری عمر سے کسی نہ کسی مجذوب کا مستقر رہتی ہیں، بہت سے مجاذیب کے قصے مشہور ہیں۔ ایک مجذوب کا قصہ نقل کرکے فرماتے ہیں کہ بہت بڑا مجذوب تھا، ایک دن اسنے رٹ لگانا شروع کی "نہ میں تیرا بندہ نہ تو میرا خدا" اور زور زور سے کہنا شروع کیا، لوگ اس کو پکڑ کر قاضی صاحب کے پاس لے گئے، قاضی صاحب بھی

---

(1) تصوف کیا ہے؟ مقالہ مولانا محمد اویس ندوی طبع ادارہ اسلامیات لاہور 1408ھ، ص 105۔ (بحوالہ مدارج السالکین)۔

(2) مدارج السالکین مصنفہ ابن قیم الجوزیہ، طبع قاہرہ 1375ھ، ج 3، ص 138۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو طریق الہجرتین مصنفہ ابن قیم، طبع مکتبہ سلفیہ قاہرہ 1376ھ)

کوئی بزرگ آدمی تھے ، انہوں نے اس مجذوب سے پوچھا کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ دو گھنٹے سے شیطان مجھ پر مسلط ہے اور مجبور کررہا ہے کہ میں یوں کہوں کہ تو میرا خدا ہے میں تیرا بندہ ، میں اس کو ڈانٹ کر کہتا ہوں کہ نہ تو میرا خدا ، نہ میں تیرا بندہ (1)

شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ شطحیات کو سمجھے بغیر ان پر نکیر نہیں کرنا چاہئیے

ارواح ثلثہ میں بانی دارالعلوم دیو بند مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حکایت منقول ہے کہ ایک بزرگ خواجہ احمد جام (رح) مستجاب الدّعوات مشہور تھے ، ایک عورت ان کی خدمت میں اپنا نابینا بچہ لائی اور عرض کیا کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ پر پھیر دیجئے اور اس کی آنکھیں اچھی کردیجئے ۔ اس وقت آپ پر شان عبودیت غالب تھی اس لئے نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں ۔ اس عورت نے اصرار کیا مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا ۔ غرضیکہ تین چار مرتبہ یونہی رد و بدل رہا ، جب آپ نے دیکھا کہ وہ مانتی ہی نہیں تو آپ وہاں سے اٹھ کر جانے لگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ کام تو حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا تھا وہ اندھوں اور مبروصوں کو اچھا کرتے تھے میں اس قابل نہیں ہوں ۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ الہام ہوا تو کون ؟ عیسٰی کون؟ اور موسٰی کون؟ پیچھے لوٹ اور اس کے منہ پر ہاتھ پھیر ، نہ تم اچھا کرسکتے ہو نہ عیسٰی (ع) ، ما میکنیم (ہم کرتے ہیں) آپ یہ سن کر لوٹے اور "ما میکنیم ما میکنیم" فرماتے ہوئے جاکر اس کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا اور آنکھیں اچھی ہوگئیں ۔ یہ قصہ بیان فرماکر حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ احمق لوگ یوں سمجھ جایا کرتے ہیں کہ یہ ما میکنیم خود کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا قول نہیں ہوتا بلکہ وہ حق تعالٰی کا قول ہوتا ہے ، جب کوئی کسی گوئیے سے عمدہ شعر سنتا ہے تو اس کو اپنی زبان سے بار بار دہراتا ہے اور مزے لیتا ہے اسی طرح وہ اس الہام کی لذت سے حق تعالٰی کا ارشاد "ما میکنیم" بار بار دہراتے تھے ۔

---

(1) شریعت و طریقت کا تلازم ، طبع دارالاشاعت کراچی 1399ھ ، ص 214 ۔ 215 ۔

حضرت تھانوی (رح) اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں "قولہ و حق تعالی کا قول ہوتا ہے، اقول منصور حلاج کے اناالحق کی سب سے اچھی تاویل یہی ہے"۔ (1)

مندرجہ بالا واقعات سے یہ ہرگز مفہوم نہ لیا جائے کہ شطحیات کا اظہار یا مغلوب الحال ہونا صوفیاء اور اولیاء کے کمالات میں سے ہے، نہیں ہرگز نہیں بلکہ بعض اوقات تو بقول حضرت خواجہ محمد معصوم (رح) "راہ سلوک کے خس و خاشاک "انی انا اللہ" کا نعرہ لگا کر سالک بیچارہ کو مطالب اعلی سے ہٹا کر اپنی پرستش کی دعوت دینا چاہتے ہیں"۔ (2) اہل سنت والجماعت کے نزدیک خلاف شریعت شطح تو کیا موافق شریعت کرامت اور الہام بھی لوازمات ولایت میں سے نہیں، بلکہ "الاستقامۃ فوق الکرامۃ" خداوند قدوس کے احکام پر ثابت قدم رہنا سب سے بڑی کرامت ہے۔

تصوف چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں

دوسری صدی ہجری میں تصوف کی بنیاد پڑی تو تیسری صدی ہجری میں اس نے ترقی کی اور اپنے رشد و جوانی کو پہنچی۔ اس دور میں ہم نے دو ممتاز خصوصیات کا ذکر کیا ہے یعنی ایک فلسفیانہ اثرات کا اور دوسرے وحدۃ الوجود کے نظریے کا ، چوتھی و پانچویں صدی ہجری میں تصوف اپنے کمال اور پختگی کو پہنچی اور نظری و عملی دونوں لحاظ سے ایک منظم و مستحکم مسلک کی صورت اختیار کی۔ اس دور کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مختلف صوفیاء نے اپنے اعلی مقاصد کے حصول کی خاطر اپنے لئے ایک خاص مسلک اختیار کیا جس کا وہ خود رہنما ہوتا تھا ، اس مقصد کے تحت مختلف خانقاہیں وجود میں آگئیں ، اگرچہ ان سب کا مقصد ایک تھا لیکن حصول مقصد کے طریقے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے راستے مختلف تھے۔

---

(1) ارواح ثلثہ (مجموعۂ رسائل امیر الروایات از امیر شاہ صاحب ، روایات الطیب از قاری محمد طیب اشرف التنبیہ از مولانا اشرف علی تھانوی) طبع اسلامی اکادمی لاہور 1976ع ، ص 226 - ص 227۔

(2) شریعت و طریقت کا تلازم ص 107 (بحوالہ مکتوبات خواجہ محمد معصوم نمبر 73 ص 121 ج 1)

اس دور میں جو مختلف مکاتب فکر رونما ہوئے ان میں حسب ذیل زیادہ مشہور ہیں :

(ا) محاسبیہ جس کا بانی حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 243ھ) ہے۔

(ب) قصاریہ یا ملامتیہ جس کا بانی ابوصالح حمدون بن احمد بن عمارہ القصار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 271ھ) ہے۔

(ج) طیفوریہ جس کا پیشوا بایزید طیفور بن عیسی بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 261ھ) ہے۔

(د) جنیدیہ، اس مکتب فکر کی بنیاد جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 297ھ) نے رکھی تھی

(ر) النوریہ، اس جماعت کے رہنما اور مؤسس ابوالحسین احمد بن محمد النوریؒ (متوفی 295ھ) ہیں۔

(س) سہیلیہ، اس مکتب فکر کا بانی سہل بن عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 273ھ) ہے۔

(ص) حکیمیہ، جس کی بنیاد ابوعبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی۔

(ط) خرازیہ، اس مکتب فکر کے بانی ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 277ھ) ہیں ۔

(ع) خفیفیہ، اس مکتب فکر کی بنیاد ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی

(ف) سیاریہ، اس کے بانی ابوالعباس القسم بن مہدی السیاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 342ھ) ہیں۔

ان مکاتب فکر کے اصول و عقائد پر حضرت شیخ علی بن عثمان الہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف اور فارسی زبان میں تصوف پر لکھی گئی قدیم ترین کتاب " کشف المحجوب " (باب 14 فی فرقہم و مذاہبہم) میں مفصل بحث کی ہے

تصوف اپنے ارتقائی مراحل طے کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ ایک مستقل فن کی شکل اختیار کئے جا رہا تھا ، نتیجتاً دوسرے فنون کی طرح اسے بھی اپنی اصطلاحات کی ضرورت پیش آرہی تھی جو وقتاً فوقتاً صوفیائے کرام کے ہاں رائج ہو رہی تھیں ۔ ان اصطلاحات کے علاوہ صوفیاء کے اقوال اور تصوف کے اصول و عقائد بھی ساتھ ساتھ مرتب و مدون ہو رہے تھے۔ اصطلاحات اور اصول و قواعد کے علاوہ اس وقت کے محققین صوفیاء کے سوانح حیات اور ان کی عملی زندگی بذات خود ایک بہت بڑے ماخذ کی حیثیت رکھتی تھی ۔ محمد بن اسحق ندیم

(متوفی 385ھ) نے "الفہرست" مقالہ پنجم فن پنجم میں ان تمام تالیفات کا ذکر کیا ہے جو اس کے عہد تک مختلف صوفیاء نے لکھی تھیں، تفصیل وہاں سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس دور میں تصوف نے نہ صرف نظری و عملی لحاظ سے ایک منظم صورت اختیار کی بلکہ اس کے اصول و مبانی اور صوفیائے سلف کے احوال و اقوال بھی مستقل کتابی صورت میں مدون ہوئے اور یہ وقت کا ایک اہم تقاضا تھا کیونکہ تفلسف کے غلبے اور ہندی و عجمی افکار کی اثر اندازی کے خطرے نے اس دور کے اہل حق صوفیاء کو چونکا دیا تھا اور اب وقت آچکا تھا کہ دین متین کے اصول و قواعد کے حقیقی علمبردار، ظاہر و باطن کے جامع اور علم و عمل کے شہسوار کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان میں اتر آئیں اور ان موذی عناصر کا قلع قمع کردیں جو شریعت و طریقت کی دوئی کا راگ الاپ رہے تھے، جو ایک عملی دین اور مکمل ضابطۂ حیات کو محض ما بعد الطبیعیاتی نظریات کا ایک مذہب ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے جو اپنے اسلاف کے اقوال کی من چاہی تاویلیں کر کے اپنا الّو سیدھا کرنے کی سعی میں مصروف تھے اور جو نام نہاد حقیقت کے بہانے شریعت مطہرہ کے سنہری اور ابدی احکام سے راہ فرار اختیار کر رہے تھے۔ یہ وہ تلخ حقیقتیں تھیں جو اس دور کے اہل حق صوفیاء نے محسوس کیں اور ایک باہمت سالار کی طرح اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگے دیکھو خبردار! راہزن سر پر آچکے ہیں، تمہاری اپنی ہی قافلے کے بہت سے ساتھیوں کو اپنا ہمخیال بنالیا ہے، اگر غافل رہے تو چشم زدن میں تمہاری پونجی برباد ہوجائیگی۔ شریعت و طریقت میں موافقت پیدا کرنے والوں میں سے امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری (رح) نے اسی مقصد کے تحت جو رسالہ اسلامی ممالک کے صوفیاء کے پاس ارسال کیا تھا اس کا خلاصہ گذشتہ صفحات (ص 33-34) میں نقل کیا جا چکا ہے۔

اس دور میں رسالہ قشیریہ کے علاوہ جو دیگر تصنیفات وجود میں آگئیں ان میں ابو نصر

عبداللہ بن علی السّراج الطّوسیؒ (متوفی 377ھ) کی تصنیف "کتاب اللّمع فی التّصوف" کا نام سر فہرست ہے جو تصوف کے متعلق قدیم ترین کتب میں شمار ہوتی ہے ۔ دوسری کتاب امام ابو بکر محمد بن ابراہیم البخاری الکلاباذیؒ (متوفی 380ھ) کی "التعرف لمذہب اہل التصوف" ہے جو بقول مؤلف کشف الظنون حاجی خلیفہ صوفیہ نے کہا ہے "لو لا التعرف لما عرف التصوف" ۔ تیسری کتاب ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ الحارث المکیؒ (متوفی 386ھ) کی "قوۃ القلوب" ہے جو بقول مولانا عبد الرّحمن جامی "قالوا لم یصنف فی الاسلام مثلہ فی دقائق الطریقۃ"(1) چوتھی کتاب ابو عبدالرّحمن محمد بن الحسین السّلمی النیشاپوریؒ (متوفی 412ھ) کی "طبقات الصّوفیہ" ہے جسے مولانا جامی نے تلخیص و تہذیب کر کے اور بعض اضافوں کے ساتھ نفحات الانس کی صورت میں مرتب کیا ہے ۔ پانچویں تصنیف ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (متوفی 430ھ) کی "حلیۃ الاولیاء" ہے جو محققین کے نزدیک ابھی تک لکھی گئی احوال صوفیاء پر مفصل ترین کتاب ہے ۔ چھٹی کتاب ابوالحسن علی بن عثمان الہجویریؒ (متوفی حدود 470ھ) کی "کشف المحجوب لارباب القلوب" ہے جو فارسی زبان میں علم تصوف و احوال صوفیاء اور ان کے مختلف مکاتب فکر کے متعلق قدیم ترین کتاب ہے اور ساتویں کتاب "منازل السّائرین" ہے جو خواجہ عبداللہ انصاری الہرویؒ (متوفی 481ھ) کی تالیف ہے جس کی شرح کمال الدّین عبدالرّزاق کاشانی (730ھ یا 735ھ) نے کی ہے ، دوسری شرح علامہ ابن تیمیہ (رح) کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم الجوزیہ (رح) نے مدارج السّالکین کے نام سے کی ہے ۔

تصوف چھٹی صدی ہجری میں

چھٹی صدی ہجری اور ساتویں صدی ہجری کے ربع اول میں فلسفہ اور علم کلام اپنے پورے عروج پر تھا ، تصوف بھی خاموش تماشائی بن کر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اس لئے خاندان تصوف میں بھی ایسے جیالے سپوت پیدا

(1) نفحات الانس ص 121

ہونے لگے جنہوں نے اپنے عقائد کو جنہیں اس سے قبل قرآن و حدیث پر پرکھا جاتا تھا فلسفہ و عرفان کے دلائل اور علم کلام کے براہین سے مزین کر کے پیش کرنا شروع کردیا کیونکہ تفلسف زدہ ذہنیت کو مطمئن کرنے کے لئے ان حضرات نے بھی ناگزیر سمجھا ۔ شیخ محی الدّین ابن العربیؒ (متوفی 638ھ) کی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم اور ابن الفارضؒ (م 632ھ) کا قصیدۂ تائیہ اسی انداز فکر کا مظہر ہیں ۔

فلسفہ و علم کلام کے اثرات کی اس عمومیت کے باوجود میدان پھر بھی اسی تصوف کے ہاتھ رہا جس کی بنیاد بلند بانگ دعوؤں کے بجائے علم و عمل ، فلسفیانہ موشگافیوں کے بجائے علوم نبوت پر کامل یقین اور استدراجی شعبدہ بازیوں کے بجائے کتاب و سنت سے تمسّک پر ہے جو خود اپنے طور پر کامل و مکمل ہے اور جو آئینے کی طرح صاف و شفاف ہے جسے کسی رنگ و روغن کی ضرورت نہیں ۔ فلسفہ و علم کلام کی شکست کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اسی سپاہ کے بعض شہسوار ان سے الگ ہوکر صوفیاء کی صف میں شامل ہوگئے تھے ، انہیں علم کلام کی خامیوں اور کمزوریوں کا علم ہوچکا تھا ، یہاں ان کی حقیقت طلبی کی تشنگی بجھ نہ سکی تھی ۔ امام محمد الغزالیؒ (متوفی 505ھ) کا شمار انہی شخصیتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے علم کلام سے مایوس ہوکر راہ فرار اختیار کی اور کئی سالوں تک دشت طلب اور بیابان جستجو میں مارے مارے پھرنے کے بعد آخر کار تصوف کے تسکین بخش آغوش میں پناہ لی ۔ یہی غزالی ہی تھے جنہوں نے "المنقذ من الضّلال" لکھ کر واشگاف الفاظ میں واضح کردیا کہ صوفیاء ہی وہ واحد طبقہ ہے جن کے پاس روح انسانی کے تمام امراض کے علاج کا نسخۂ شافی موجود ہے جس کی نظیر حکماء ، عقلاء اور مصلحین کے کسی طبقے کے پاس نہیں ملتی چنانچہ "المنقذ" میں رقمطراز ہیں :

"انّی علمت یقیناً انّ الصّوفیۃ ہم السّالکون لطریق اللّٰہ تعالیٰ خاصۃً	مجھے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوا کہ صوفیاء ہی وہ گروہ ہے جو خصوصیت کے ساتھ اللّٰہ کی راہ پر گامزن ہے

وانّ سیرتهم احسن السّیر و طریقتهم اصوب الطّرق و اخلاقهم ازکی الاخلاق بل لو جمعوا عقل العقلاء وحکمة الحکماء و علم الواقفین علی اسرار الشّرع من العلماء لیغیروا شیئاً من سیرتهم و اخلاقهم و یبدلوه بما هو خیر منه لم یجدوا الیه سبیلاً فانّ جمیع حرکاتهم وسکناتهم فی ظاهرهم و باطنهم مقتبسة من نور مشکوٰة النّبوة ولیس وراء نور النّبوة علی وجه الارض نور یستضاء به"۔ (1)

انہیں کی سیرت سب سے بہتر سیرت ہے، انہیں کا طریقہ زیادہ صحیح اور انہیں کے اخلاق سب سے زیادہ پاکیزہ اور بلند ہیں، بلکہ اگر تمام عقلاء و حکماء کی عقل و حکمت کو جمع کیا جائے اور واقفان اسرار شریعت کے علم کو ملایا جائے تا کہ ان سے بہتر سیرت کی تشکیل ہو سکے تب بھی ان کے اخلاق و سیرت کے ڈھانچے کو بدلنا ضروری نہ ہو کیونکہ صوفیاء کی تمام حرکات و سکنات، چاہے ظاہری ہوں چاہے باطنی، مشکوٰۃ نبوت ہی سے مستنیر ہیں اور نور نبوت سے بڑھ کر کوئی نور روئے زمین پر اس لائق نہیں کہ اس سے روشنی حاصل کی جائے۔

اسی صدی کے ایک دوسرے بزرگ جن کا نام نامی آج تک چاردانگ عالم میں عزت واحترام کے ساتھ لیا جارہا ہے شیخ المشائخ، غوث الثّقلین، محبوب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (متوفی 561ھ) ہیں۔ شیخ موصوف کی تصانیف فتح الرّبانی اور فتوح الغیب اور امام غزالی کی تصانیف "احیاء العلوم فی الدّین" (عربی) اور "کیمیای سعادت" (فارسی) میں شریعت و طریقت یک جان دو قالب نظر آتے ہیں جنہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔

اس دور کے تصوف میں ایک اہم اور نمایاں تبدیلی نمودار ہوئی کہ نثر کے ساتھ نظم میں بھی صوفیانہ افکار راہ پانے لگے بلکہ اس میدان میں شعر نثر سے بھی چند قدم آگے بڑھ گیا کیونکہ نثر میں علمی اور فلسفیانہ مسائل تو بیان کئے جاسکتے ہیں لیکن صوفیہ کے واردات قلبی اور ذوقیات و دقیق عرفانی افکار کے لئے دل کی زبان یعنی شعر ہی اپنے اندر سموسکتا

(1) المنقذ من الضّلال مطبع [illegible] مصر، ص 28

ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم سنائی (متوفی 545ھ) اور شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری (م 627ھ) نے اپنے حکیمانہ و صوفیانہ اشعار میں تصوف و عرفان کے وہ دقیق مسائل بیان کئے جن کا نثر کے لئے اپنے تنگ دامن میں سمو لینا اگر ناممکن نہیں مشکل ضرور تھا ۔ عطار (رح) کی منطق الطّیر اور الٰہی نامہ اور سنائی کی حدیقۃ الحقیقت، طریق التّحقیق اور سیرالعباد جیسی مثنویات اس دور کی قابل قدر یادگاریں ہیں ۔

چھٹی صدی ہجری میں جب تصوف شعر کے لباس میں جلوہ گر ہونے لگا تو اس میں بعض باتیں ما قبل صدیوں کے بہ نسبت نمایاں صورت میں ظاہر ہونے لگیں مثلاً سادگی کے بجائے غلو اور مبالغہ ، چنانچہ اب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم کی سیدھی سادی مدح و تعریف کے بجائے معراج و براق کی تعریف میں ہزار طرح کی سخن پردازی اور نکتہ سنجی سے کام لیا جانے لگا ۔ دوسری طرف چونکہ چھٹی صدی ہجری میں مرکز خلافت کمزور ہوگئی تھی ، مختلف اطراف و جوانب میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا اور باہمی اختلاف و کشمکش زوروں پر تھی ، اس افراتفری ، بدامنی اور نامساعد حالات میں دنیا سے بیزاری اور یاس و قنوطیت جیسے منفی احساسات کا پیدا ہو جانا اس دور کی ایک دوسری بڑی خصوصیت ہے جو صوفیاء کے کلام میں بھی صاف نظر آتی ہے ۔

تصوف ساتویں ، آٹھویں اورنویں صدی ہجری میں

ساتویں صدی ہجری عالم اسلام کے ابتلاء و آزمائش کا زمانہ ہے ، اس صدی کے اوائل میں مسلمانان عالم کو اپنی تاریخ کا وہ جانکاہ حادثہ پیش آیا جس کی مثال بنی نوع انسان کی تاریخ میں شاید ہی مل جائے یہ تاتاری غارتگروں کا حملہ تھا جو مور و ملخ کی طرح مشرق سے بڑھے اور سارے عالم اسلام پر چھاگئے ، ملک کے ملک ان کی بربریت اور وحشیانہ مظالم سے تاراج ہوگئے ، شہروں کا امن و سکون اور شرفاء کی عزت و ناموس خاک میں مل گئے ، رے ، ہمدان ، زنجان ، قزوین ، مرو ، نیشاپور ، خوارزم اور بالآخر مرکز خلافت اور عروس البلاد بغداد اس فتنۂ جہانسوز کی لپیٹ

میں آگیا اور قدیم تہذیب و ثقافت کا مدفن بن کر رہ گیا ۔ اس بلائے ناگہانی سے پورے قدیم عالم اسلام پر سیاسی زوال اور فکری و علمی اضمحلال کے سیاہ بادل چھاگئے ۔

فتنۂ تاتار کی داستان خونچکاں اتنی دلدوز اور جگرسوز ہے کہ ایک مؤرخ اس کی تفصیلات لکھنے کی ہمت نہیں کر سکتا ۔ مؤرخ اسلام علامہ ابن الاثیر کے لفظوں میں "یہ حادثہ اتنا ہولناک اور ناگوار ہے کہ میں کئی برس تک اس پس و پیش میں رہا کہ اس کا ذکر کروں یا نہ کروں اب بھی بڑے تردّد و تأمل کے ساتھ اس کا ذکر کر رہا ہوں ، کاش میں نہ پیدا ہوا ہوتا ، کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر چکا ہوتا ، یہ وہ حادثۂ عظمی اور مصیبت کبری ہے کہ دنیا کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں مل سکتی "۔ (1)

بالآخر یہ وحشی تاتاری عالم اسلام کو زیر و زبر کرتے ہوئے ، خون کے دریا بہاتے ، آگ لگاتے اور باغ و بستان کو اجاڑتے ہوئے 656ھ میں ہلاکوخان کی سرکردگی میں دنیائے اسلام کے دارالخلافہ اور اس زمانے کے سب سے بڑے علمی مرکز اور متمدن شہر بغداد میں داخل ہوئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔ بغداد کی تباہی اور مسلمانوں کے قتل عام کی تفصیل بہت طویل اور دردناک ہے ، کچھ اندازہ حافظ ابن کثیر کے بیان سے ہوگا جس نے اس حادثہ کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھے ، وہ لکھتے ہیں :

"بغداد میں چالیس دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا ، چالیس دن کے بعد یہ گلزار شہر جو دنیا کا پررونق ترین شہر تھا ایسا ویران و تاراج ہوگیا کہ تھوڑے سے آدمی دکھائی دیتے تھے ، بازاروں اور راستوں پر لاشوں کے ڈھیر اس طرح لگے تھے کہ ٹیلے نظرآتےتھے" (2)

بقول علامہ تاج الدین سبکی جب ہلاکو نے مقتولین کو شمار کرایاتو اٹھارہ لاکھ مقتول شمار ہوئے ۔ (3)

---

(1) الکامل فی التاریخ مصنفہ علامہ ابن الاثیر ، طبع بیروت 1966ع ، جلد 12 ص 358۔

(2) البدایہ والنہایہ ، طبع مکتبہ معارف بیروت 1977ع ، جلد 13 ص 202۔203 ۔

شیخ نجم الدّین الرّازی المعروف بہ نجم الدّین دایہ (متوفی 664ھ) جو اس تاتاری حملے کے عینی شاہد ہیں اور جن کا مولد رے اور مسکن ہمدان اس تاتاری غارتگری کی نذر ہوچکے تھے، لکھتے ہیں :

"در تاریخ شہور سنہ عشر و سبع و ستمائہ (617ھ) لشکر مغول کفار تتار خذ لھم اللہ تعالی و دمرھم استیلا یافت بر آن دیار و فتنہ و فساد و قتل و ھدم و حرق کہ از آن ملاعین ظاہر شد، در ہیچ عصر در بلاد کفر و اسلام کس نشان نداده است و در ہیچ تاریخ نہادہ، قتل ازین بیشتر چگونہ بود کہ از در ترکستان تا در شام و روم چندین شہر .... ولایت قتل و خرابی کردند تا از یک شہر ری کہ مولد و منشأ این ضعیف است قیاس کردہ اند کما بیش ہفت صد ہزار آدمی بقتل رسیدند"۔ (1)

ساتویں صدی ہجری کی ان تباہ کاریوں کے نتیجے میں جب مسلمانوں پر ایک عمومی قنوطیت طاری ہوگئی اور ان میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیر و تفنگ اٹھانے کی ہمت باقی نہ رہی تو عالم اسلام کے شریف خاندان جن کو اپنا ایمان عزیز تھا اور بہترین دل و دماغ جو اپنے بد قسمت وطن میں سکون و اطمینان سے محروم ہوگئے تھے کسی دارالامن کی تلاش میں نکلے، یہ سعادت شاید قدرت نے قدرتی خزانوں سے معمور اور انسانی صلاحیتوں سے مالا مال پاک و ہند کی قسمت میں لکھی تھی جس کے لئے مستقبل قریب میں اسلامی دعوت کا عالمگیر مرکز اور اسلامی علوم و فنون کا محافظ و امین بننا مقدر ہوچکا تھا، فتنۂ تاتار کے وقت پورے عالم اسلام ہندوستان ہی ایک ایسا ملک تھا جو اس فتنۂ عالم آشوب سے محفوظ رہ گیا تھا، یہاں تازہ دم، قوی اور پرجوش ترکی النّسل خاندانوں کی حکومت تھی جو ان تاتاریوں اورمغلوں سے بخوبی پنجہ آزمائی کرسکتے تھے۔

---

(3) طبقات الشّافعیہ، مطبع حسینیہ المصریہ، طبع اول، جلد پانچ، ص 115۔

* * * * * * * * * * * * *

(1) مرصاد العباد من المبدأ الی المعاد، قلمی نمبر 305، شیرانی کلیکشن، پنجاب یونیورسٹی لاہور ورق 7-8۔

ان خصوصیات کی بنا پر علماء، فضلاء، حکماء اور صوفیاء کا یہ سیلاب ایران، ترکستان اور عراق کی طرف سے بار بار امنڈتا رہا اور ان کی وجہ سے دہلی رشک بغداد و قرطبہ بن گیا۔ نہ صرف دہلی بلکہ ہندوستان کے دیگر شہر اور قصبات شیراز و یمن کی ہمسری کرنے لگے۔ مؤرخین ہندوستان ضیاء الدّین برنی وغیرہ جب ان شریف خاندانوں، اساتذۂ وقت، علماء نامدار اور مشائخ کبار کی فہرست سناتے ہیں جو فتنۂ تاتار میں ہجرت کرکے ہندوستان آگئے تھے تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے عالم اسلام کا جوہر شرافت و فضیلت یہیں آگیا تھا۔ (1)

اس انقلاب سے ہندوستان نہ صرف عالم اسلام کا ایک اہم حصہ بن گیا تھا بلکہ تاریخ کا صاف اشارہ تھا کہ وہ اسلام کی فکری و روحانی قوت، علمی تحریکات اور احیاء و تجدید دین کا نیا مرکز بن رہا ہے۔ گویا اگر ہندوستان کی فتح کا سہرا اسکندر اسلام محمود غزنوی (متوفی 421ھ) کے سر تھا تو مستحکم اور مستقل اسلامی سلطنت کے قیام کی سعادت شہاب الدّین محمد غوری (متوفی 602ھ) کے حصے میں آئی تھی اور آخری طور پر اس کی روحانی تسخیر اور اخلاقی و ایمانی فتح ساتویں صدی ہجری کے شہرۂ آفاق روحانی پیشوا حضرت خواجہ بزرگ شیخ الاسلام معین الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 627ھ) کے لئے مقدر ہوچکی تھی۔

ساتویں صدی ہجری کے اس تاریخی پس منظر کے بعد اب اپنے اصل موضوع "اس دور کے صوفیانہ مذاق" کی طرف آتے ہیں۔

متقدمین صوفیاء کی زبان سے جو مغلوب الحال ہوتے تھے "اتحاد نما" اقوال صادر ہوئے ہیں جو ظاہری شریعت کے خلاف ہوتے تھے اور جن کے بارے میں "شطحیات" کے عنوان سے پہلے بحث گذر چکی ہے۔ ان میں حضرت بایزید بسطامی (رح) کا قول "سبحانی ما اعظم شانی" اور منصور حلاج (رح) کا نعرہ "انا الحق" خاص طور پر مشہور ہے، لیکن ساتویں صدی ہجری میں اس ذوق نے ایک خاص مسلک کی صورت اختیار کی جو "وحدۃ الوجود"

---

(1) تاریخ فیروز شاہی، طبع کلکتہ 1862ع باہتمام کپتان ولیم ناسولیس، ص 111 - 112 -

کے نام سے مشہور ہے ، شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 638ھ) اس ذوق اور اس مسلک کے مجدد اور خاتم اور علمی طور پر بانی اور مؤسس ہیں ـ بقول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اس کے اس طرح ابواب اور فصول مقرر کئے جس طرح علم نحو و صرف میں دستور ہے ـ (1)

شیخ اکبر (رح) کے نزدیک وحدۃ الوجود کی حقیقت کیا ہے اور وہ اس کو کس طرح بیان کرتے ہیں ، پیش نظر مقدمے میں اس کا اجمالی تذکرہ بھی مشکل ہے ، یہ مسئلہ فلسفہ و تصوف دونوں کا دقیق ترین مسئلہ ہے جس کے لئے تصوف و فلسفہ کی دقیق اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے اور اس کا باطنی تجربات اور علمی سیر و سلوک سے بھی گہرا تعلق ہے ، علمی طور پر سمجھنے کے لئے شیخ موصوف کی مشہور تصانیف فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کی طرف رجوع کیا جائے ، ہم یہاں پر علامہ عبدالعلی بحرالعلوم لکھنوی (متوفی 1225ھ) جو شیخ اکبر (رح) کے نظریۂ وحدۃ الوجود کے شارح و ترجمان ہیں ، کے "رسالہ وحدۃ الوجود" کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے کسی قدر شیخ اکبر ر کے منشأ و مراد کو سمجھنے میں مدد ملے گی ـ

"جو دو وجود کا قائل ہوا کہ ایک اللہ کا وجود ہے اور ایک ممکن کا تو وہ شرک کر رہا ہے اور اس کا یہ شرک شرک خفی ہے اور جو شخص صرف ایک وجود کا قائل ہے اور اس نے کہا کہ وجود صرف اللہ ہی کا ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے مظاہر ہیں اور مظاہر کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں تو یہ شخص موحد ہے" ـ (2)

وحدۃ الوجود کے مسئلے کا اثر ساتویں صدی ہجری میں اتنا ہمہ گیر بلکہ عالمگیر تھا کہ بقول مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی "کہا جاسکتا ہے کہ صوفیاء ، فلاسفہ اور شعراء میں نوے فیصد اس مسئلہ کے قائل یا اس سے مرعوب ہوکر اس کے ہمنوا بن گئے تھے" ـ (3)

---

(1) مکتوبات امام ربانی مرتبہ محمد ہاشم کشمی ، طبع رؤف اکادمی لاہور ، جلد 3 ، مکتوب نمبر 89 ص
(2) رسالہ وحدۃ الوجود مترجمہ شاہ زید ابوالحسن فاروقی ، طبع ندوۃ المصنفین دہلی ، ص 56
(3) تاریخ دعوت و عزیمت ، جلد 3 ، ص 264 ـ

شیخ اکبر (رح) کے مسلک کے حاملین میں عبدالحق ابن سبعین (متوفی 667ھ) ، عفیف الدّین سلیمان بن علی التّلمسانی (متوفی 690ھ) اور صدر الدّین قونوی (متوفی 672ھ) جو شیخ اکبر کے براہ راست شاگرد تھے ۔ شیخ سے اختلاف رکھنے والوں میں زیادہ تر محدثین ، فقہاء اور وہ علماء کرام شامل ہیں جن کو عام طور پر علمائے ظاہر کہا جاتا ہے ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی ، علامہ سخاوی ، ابوحیان مفسر ، حافظ ابوزرعہ ، ملاعلی قاری اور علامہ تفتازانی (رحمہم اللہ)جیسے نامور علماء اور ائمہ فن تھے لیکن ان سب کے سرخیل اور مسئلۂ وحدۃ الوجود کی مخالفت کے سب سے بڑے علمبردار شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (رح)کا نام سب سے زیادہ روشن ہے ۔

ایک حکیم کے قول کے مطابق "درخت اپنی جڑسے/ نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے" عقیدۂ وحدۃ الوجود کا درخت جس طرح کے برگ و بار لانے لگا تھا وہ ایک حامی شریعت اور غیور عالم و داعی کے لئے باعث تشویش تھے مثلاً حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں :

"مجھ سے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ وہ تلمسانی سے فصوص الحکم کا درس لیتا تھا اور اس کو اولیاء اللہ اور عارفین کا کلام سمجھتا تھا ، جب اس نے فصوص کو پڑھا اور دیکھا کہ اس کے مضامین تو قرآن شریف کے صریح خلاف ہیں تو اس نے تلمسانی سے کہا کہ یہ کلام تو قرآن کے خلاف ہے تو اس نے جواب دیا کہ قرآن تو سارا شرک سے بھرا ہوا ہے اس لئے کہ وہ تو رب العٰلمین اور عبد میں فرق کرتا ہے توحید تو ہمارے کلام میں ہے" [1] ۔ اس قسم کے بےباکانہ اقوال کی تفصیل کے لئے علامہ ابن تیمیہ (رح) کی کتابیں "الفرق بین الحق والباطل" اور "الرّد الاقوم علی ما فی فصوص الحکم" کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ۔

وحدۃ الوجود کے علاوہ ایک اور خطرناک فتنہ اس زمانے میں ظاہر ہوا ، یہ فتنہ باطنیہ کا ظہور تھا جن کا مذہب اور جن کی تعلیمات مجوسی عقائد ، افلاطونی تصورات اور خطرناک سیاسی اغراض کا عجیب و غریب مجموعہ تھا ، انہوں نے قرآن کے ظاہری معنوں کے بالکل خلاف

(1) تاریخ دعوت و عزیمت ، جلد 3 ، ص 268 (بحوالۂ الفرق بین الحق والباطل ص 145) ۔

اور ان کے خود ساختہ ہوتے تھے اور یوں شریعت مطہرہ کو مسخ کرنے کی ایک نئی تحریک وجود میں آگئی ۔ مثلاً "فظللنا علیکم الغمام" کے قرآنی لفظ غمام (بادل) سے مراد (نعوذ باللہ) وہ امام ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مقرر کیا تھا اور من و سلوی سے مراد وہ علم ہے جو آسمانی داعی کے لئے اترا تھا۔ (1)

مسلمان صوفیاء کے چاردانگ عالم میں پھیل جانے سے اگر ایک طرف اسلام کا نور پھیلا اور لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے وہاں غیر قوموں کے اختلاط اور دیگر مذاہب کے اثرات سے بعض مسلمان صوفیاء اور عام مسلمان بھی محفوظ نہ رہ سکے ۔ خاص طور پر تو افلاطونیت ہندوستان کا جوگ ، حلول و اتحاد کا عقیدہ ، ظاہر و باطن کی سرحد بندی ، کاملین و واصلین الی اللہ سے تکالیف شرعیہ کا سقوط اور احکام شریعت سے استثنا ، یہ سب وہ عقائد اور خیالات تھے جو اہل تصوف کے ایک بہت بڑے حلقے میں مقبول و مسلم تھے ۔علاوہ ازیں علماء کے تساہل و غفلت اور ان جاہل صوفیاء کی کرشمہ سازیوں سے عوام میں مشرکانہ عقائد اور اعمال پھیلتے جارہے تھے ، اولیاء اللہ اور صالحین کے بارے میں یہود و نصاری کا سا غلو پیدا ہوتا جارہا تھا اور "ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ" (2) (کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں) کا جاہلی خیال مسلمانوں میں ابھر رہا تھا ، بزرگان دین کے مزارات پر جو کچھ ہونے لگا تھا وہ ان سب اعمال و رسوم کی ایک کامیاب نقل تھی جو غیر مسلموں کی عبادتگاہوں اور مقدس شخصیتوں کی قبروں پر ہوتے تھے ، قبور کو سجدہ گاہ بنانے کا رواج عام ہوچکا تھا ، ساتویں صدی ہجری کے اخیر میں یہ غلو اور عمل کا فساد جس حد تک پہنچ گیا تھا اس کی تفصیل اسی زمانے کے ایک عظیم مصلح ، مجدد ، مجتہد شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (رح) کی تحریروں سے واضح ہوتی ہے ، وہ لکھتے ہیں :

"ان جہلاء میں سے بہت لوگ صاف صاف قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں ' بعض

---

(1) تاریخ دولت فاطمیہ مصنفہ رئیس احمد جعفری ، طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1965ع ص 24
(2) الزمر 3 ۔

لوگوں کو اس طرح دعا کرتے سنا گیا ہے کہ حضرت میری مغفرت فرمادیجئے ، مجھ پر رحم کھائیے بعض آدمی قبر کو سامنے رکھ کر اور کعبہ کی طرف پشت کرکے نماز پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبر تو خواص کا قبلہ ہے اور کعبہ عوام کا ، یہ بھی ان لوگوں کا مقولہ ہے جو عبادت و زہد میں ممتاز ہیں اور جن کے سینکڑوں ہزاروں مرید ہیں "۔ (1)

"مستصوفین" (2) کی ایسی ہی بدعات اور خود ساختہ تصوف کو دیکھ کر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (رح) کا قلم تیغ براں بن کر نیام سے باہر آیا اور نام نہاد تصوف پر وہ کاری زخم لگائے جن سے ہمیشہ کیلئے خون رستا رہیگا اور مستصوفین ہزاروں تاویلات کے باوجود اپنے غیر شرعی کرتوتوں کا دفاع نہیں کرسکینگے ۔ ایک ابن تیمیہؒ پر بس نہیں ، دین مبین کے سینکڑوں داعی اور گلزار شریعت کے ہزاروں پاسبان ہر دور میں اس قسم کے خس و خاشاک سے شریعت و طریقت کے خوشنما چمن کو پاک و صاف رکھنے کے لئے مستعد اور سر گرم عمل رہے ہیں چاہے وہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے امام غزالی (رح) ہوں یا ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے ابن تیمیہ (رح) ، دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے مجدد الف ثانی (رح) ہوں یا تیرہویں صدی ہجری کے شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمعیل شہیدؒ ہوں ۔

مذکورہ بالا تمام بدعات اور غیر شرعی رسوم کے باوجود قرائن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ماضی کی طرح اس دور میں بھی اہل حق صوفیاء کی ایک بڑی جماعت موجود تھی جو

---

(1) تاریخ دعوت و عزیمت، ج 2 ص 190 (بحوالہ الرّد علی البکری مصنفہ ابن تیمیہ ص 295)۔

(2) شیخ علی بن عثمان ہجویری (رح)فرماتے ہیں "صوفیاء کے تین درجے ہیں (ا)صوفی جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالٰی کے ساتھ باقی ہو اور اپنی طبیعت سے آزاد ہوکر حقیقت کے ساتھ ملا ہوا ہو (یعنی من چاہی زندگی چھوڑکر رب چاہی زندگی اختیار کرچکا ہو) ۔ (ب) متصوف جو صوفی کے درجے تک مجاہدے کے ذریعے پہنچنے کی کوشش کرے اور اس کوشش میں اپنی اصلاح کرے ۔(ج)مستصوف جو مال و دولت اور جاہ و مرتبہ کے حصول کے لئے خود کو صوفیاء کے مماثل بنائے حالانکہ ان دونوں (صوفی و متصوف)کے بارے میں اسے کسی بات کا علم نہیں ہوتا ، یہ بالکل بیہودہ ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے "المستصوف عند الصّوفیۃ کالذّباب و عند غیرہم کالذّئاب "یعنی مستصوف صوفیہ کرام کے نزدیک ایک حقیر مکھی کے مانند ہے اور عوام کے نزدیک ایک بھیڑیے کے مانند ہے (کشف المحجوب ص 31 ص 32)۔

کتاب و سنت پر سختی سے کاربند اور حدیث نبوی "لا یزال من امتی امۃ قائمۃً بامراللہ"(1) کے مصدا ق بندگان خدا کی رہبری و رہنمائی کے لئے سرگرم عمل تھی ۔ اس سلسلے میں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری (متوفی 627ھ) ، خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی (م633ھ) شیخ فرید الدّین گنجشکر (متوفی 664ھ) ، حضرت بہاء الدّین زکریا ملتانی (متوفی 666ھ) ، خواجہ نظام الدّین اولیاء (متوفی 725ھ) اور شیخ شرف الدّین یحیی منیری (متوفی 782ھ) رحمہم اللہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ان حضرات کی تبلیغی مساعی سے نہ صرف یہ کہ لاکھوں انسان مشرف باسلام ہوئے(2) بلکہ اپنے وقت میں رائج بدعات کے خلاف پوری قوت کے ساتھ کوشاں رہے اور کتاب و سنت کے اتباع کی تلقین کرتے رہے ۔ سیرالاولیاء میں خواجہ نظام الدّین اولیاء (رح) کا ارشاد منقول ہے "استقامت می باید کہ بر متابعت رسول علیہ السّلام باشد و ہیچ مستحبی و آدابی فوت نشود"(3) ۔ اسی طرح شیخ شرف الدّین یحیی منیری (رح) کے مکتوبات میں مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "شیطان کبھی کبھی صوفیوں اور اہل ریاضت پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ ترک معصیت کا مقصد یہ ہے کہ خواہشات نفس شکستہ اور صفات بشریت مغلوب ہوجائیں اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ حق تعالی کی یاد ان پر غالب آجائے اور دل ظلمات بشریت سے ذکر الہی کے اثر سے صاف ہوجائے اور اس کے نتیجے میں معرفت خداوندی

---

(1) مشکوٰۃ ص583 بحوالہ بخاری و مسلم ۔

(2) آئین اکبری کا مصنف ابوالفضل خواجہ معین الدّین چشتی (رح) کے بارے میں لکھتا ہے : "عزلت گزین باجمیر شد و فراوان چراغ برافروخت و از دم گیری او گروہا گروہا مردم بہرہ گرفتند" (آئین اکبری طبع نولکشور پریس لکھنؤ ، جلد 3 ، ص168) ۔

پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں "پنجاب کے مغربی صوبوں کے باشندوں نے خواجہ بہاء الحق ملتانی اور بابافرید پاک پتنی (رحمہما اللہ) کی تعلیم سے اسلام قبول کیا ، یہ دونوں بزرگ تیرہویں صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودہویں صدی عیسوی کے شروع میں گذرے ہیں بابافرید کا تذکرہ نگار لکھتا ہے کہ سولہ قوموں کوانہوں نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا" ۔

The Breaching of Islam by T.W. Arnold, published by Shirkat-i-Qualam Lahore P. 281.

(3) سیرالاولیاء مؤلفہ سید محمد بن مبارک المعروف بہ میر خورد ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد 1398ھ / 1978ع ، ص195 ۔

کی حقیقت حاصل ہوجائے، شریعت کی پابندی کعبۂ وصال تک پہنچنے کی ایک راہ ہے جو شخص کعبۂ وصال کو پہنچ گیا اس کو راستہ، توشے اور سواری کی اب کیا ضرورت ہے۔ در حقیقت یہ خود ابلیس کا حال اور اس کا واقعہ ہے، قرآن مجید میں اس کا قصہ افسانے کے طور پر نہیں بلکہ ایسے ہی شیطانی مغالطہ میں گرفتار لوگوں کی عبرت کے لئے بیان کیا ہے تا کہ ان کو معلوم ہوجائے کہ کسی بھی مقرب کو شریعت کی فرمانبرداری کے بغیر چارہ نہیں"[(1)]۔

ایران میں ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں تصوف اسلامی کے دو مکتب فکر زیادہ نمایاں تھے، ایک مکتب مولوی جس میں وجد و سماع کی بڑی اہمیت تھی اور دوسرا مکتب فکر سہروردیہ جو زہد و عبادت اور اذکار و اوراد پر زیادہ زور دیتا تھا، مولوی مکتب فکر کے لوگوں میں الہی نامۂ عطار، حدیقہ الحقیقت حکیم سنائی اور مثنوی معنوی مولانا روم پڑھا اور سناجاتا تھا اور سہروردی مکتب فکر کی مجلسوں میں عوارف المعارف، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم رسالۂ قشیریہ اور احیاء العلوم کی تعلیمات کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں بعض اور سلسلہ ہائے تصوف نے زیادہ شہرت حاصل کی جن میں چشتیہ، قادریہ اور نقشبندیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ہم مندرجہ ذیل چند سطور میں ان سلسلوں کے اشغال و معمولات پر اجمالی طور پر روشنی ڈالینگے۔

چشتیہ ان حضرات کے ہاں کلمہ شہادت پڑھتے وقت الّا اللّٰہ پر خاص طور پر زور دیا جاتا ہے بلکہ وہ عموماً ان الفاظ کو دہراتے وقت سر اور جسم کے بالائی حصے کو ملاتے ہیں۔ مرید خلوت میں ذکر جلی و خفی دونوں میں مشغول رہ کر پاس انفاس کے ذریعے غیر خدا کے تعلق کو دل سے نکالنے اور محبت خداوندی کو دل کے اندر جاگزیں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذکر کو پختہ کرنے کے بعد سالک مراقبہ کی عادت ڈالنے لگتا ہے اور اس مقصد کے لئے چلہ کشی کرتا ہے روزے رکھتا ہے، شب بیداری کرتا ہے، تقلیل طعام و منام کرتا ہے اور اپنے شیخ کے ساتھ

---

(1) مکتوبات صدی، جلد اول ترجمہ اردو از شاہ نجم الدّین و شاہ الیاس فردوسی، طبع سعید ایچ۔ ایم کمپنی کراچی 1396ھ، مکتوب نمبر 17، ص 144۔

ہمیشہ دل بستگی رکھتا ہے ، سماع کے وقت سالک پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔

قادریہ سلسلۂ قادریہ والے ذکر جلی و خفی دونوں کو جائز سمجھتے ہیں لیکن ذکر جلی کو ترجیح دیتے ہیں ، ان کے ہاں بھی نفی و اثبات کے ذکر کے ذریعے غیر اللہ کو دل سے نکالنے اور ایک اللہ کی محبت کو اپنے دل میں راسخ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ، یہ ذکر یک ضربی ، دوضربی ، سہ ضربی اور چہارضربی قسم کی ہوتی ہے ۔عام طور پر بعد از نماز فجر و عصر اجتماعی طور پر ذکر کرتے ہیں ۔ان کا سالک ذکر کے بعد مراقبہ شروع کرتا ہے اور ہر قسم کے وسوسے کو دل سے نکال کر استغراق و محویت میں اپنے کو مشغول رکھتا ہے ، سماع سے پرہیز کرتے ہیں ۔ قادری درویش عموماً سبز پگڑی پہنتے ہیں ۔

نقشبندیہ یہ حضرات ذکر جلی کے خلاف ہیں فقط ذکر خفی کو جائز سمجھتے ہیں اسی طرح موسیقی اور سماع کے بھی خلاف ہیں ۔بالعموم مراقبہ میں سرجھکائے اور آنکھ بند کئے توجہ الی اللہ میں مشغول رہتے ہیں ۔ان کے ہاں مرشد اپنے مریدوں سے علیحدہ نہیں بلکہ ان کے حلقے میں شریک ہوکر توجہ الی الباطن کے ذریعے ان کی رہنمائی کرتا ہے ۔اس سلسلہ کے سالکین بعض مخصوص اذکار و اشغال کے ذریعے اپنے کو سرگرم عمل رکھتے ہیں مثلاً ہوش در دم ، نظر بر قدم ، سفر در وطن ، خلوت در انجمن ، یاد کرد ، بازگشت ، نگہداشت ، یاد داشت ۔احکام شریعت پر سختی سے کاربند رہتے ہیں ۔

سہروردیہ ان کے ہاں سانس بند کرکے " اللہ ہو " کے ذکر کرنے کا رواج ہے ، ذکر جلی و خفی دونوں کے قائل ہیں ۔سماع سے بے اعتنائی برتتے ہیں اور احکام شریعت کے سخت پابند رہتے ہیں اور اطاعت ہی کو تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کی تمرین سمجھتے ہیں ۔تلاوت قرآن پر خاص زور دیتے ہیں اور شیخ المشائخ شہاب الدّین سہروردی (رح) کی تصنیف عوارف المعارف میں بیان شدہ اخلاق و اعمال کو سرچشمۂ تصوف و طریقت سمجھتے ہیں ۔

تصوف دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں دسویں صدی ہجری اس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ اس کے اختتام پر اسلامی تقویم کے ایک ہزار سال کی تکمیل اور

دوسرے ہزار سال (الف ثانی) کا آغاز ہوتا ہے ،عام حالات میں یہ تبدیلی کوئی اہمیت نہیں رکھتی ، دنیا کی طویل عمر اور حیات انسانی کی وسیع تقویم میں جس طرح ہر صدی پر ایک ورق الٹتا ہے ایک ہزار سال پر گیارہویں صدی کا نیا ورق الٹنے والا تھا لیکن جب ذہنوں میں شدید انتشار، عقائد میں تزلزل اور کتاب و سنت کے علم سے نہ صرف غفلت بلکہ وحشت و نفرت ہو ،یونانی علوم کو عقل انسانی کی آخری منزل قرار دیا جائے ، ایک طرف فلسفہ اور علوم عقلیہ ،دوسری طرف اشراق و باطنیت کے ذریعے نبوت و رسالت کی عظمت کو گھٹانے اور عقلیت و تفلسف یا ریاضت و مجاہدہ اور نفس کشی کو معرفت الہی اور وصول الی اللّٰہ کے لئے کافی سمجھا جارہا ہو، وحدۃ الوجود کے غالی عقیدہ کی وجہ سے آزادی و بے قیدی بلکہ الحاد و زندقہ کا دروازہ کھل رہا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عالم اسلام کی دوسری سب سے بڑی سلطنت (ہندوستان) اور اس میں بسنے والے مسلم معاشرے کا رخ چند ذاتی رحجانات، خارجی اثرات اور موہوم سیاسی مصالح کی بناپر دین حجازی سے وابستگی سے بدل کر ہندی فلسفہ اور"وحدت ادیان"کی طرف موڑا جارہا ہو ـــــــ ان حالات میں اگر نئے نئے طالع آزما افراد بھی پیدا ہوجائیں جو ذہانت اور اس وقت کے علم و حکمت سے بھی مسلح ہوں اور نئے دور کا بانی اور راہنما بننے کے سہانے خواب بھی دیکھ رہے ہوں تو ان کے نزدیک اس دین کی تاریخ اور دنیا کی تقویم میں الف اول کا ختم ہونا اور الف ثانی کا شروع ہونا ایک اہم حادثہ اور ایسا زرین موقع ہوتا ہے جو جلد جلد اور بار بار نہیں آتا ۔

دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عالم اسلام کے مختلف حصوں میں اور خاص طور پر اس کے سب سے بے چین ،طباع اور تخلیقی و اختراعی صلاحیت رکھنے والے خطہ ایران میں اس خیال کے عکس نظر آتے ہیں ـ ہر صدی کے سرے پر مجدد کا ظاہر ہونا حدیث سے ثابت ہوتا ہے[1] اور تاریخ بھی اسکا ثبوت فراہم کرتی ہے ، اس لئے بعض ذہین لوگ دوسرے ہزار سال کے شروع ہونے پر مجدد سے زیادہ دین جدید کے مؤسس اور عالم کے نئے دور کے

(1) "ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا" تذکرہ الموضوعات، ص 9۔

فاتح کے ظہور کے خواب دیکھنے لگے تھے ، اگر اس دور کوئی ذہنی و فکری تاریخ مرتب کی گئی ہوتی جس میں اس عہد کے قلب و دماغ ، جذبات و خیالات کی پرچھائیاں نظر آتیں تو ہمیں صاف نظر آتا کہ الف ثانی کے قرب نے کتنے دلوں میں تمنائے خام کے چراغ روشن کردئے تھے اور انہوں نے ایک نئی سیادت و قیادت کا خیمہ نصب کرنے کیلئے چوب اور طنابیں مہیا کرنی شروع کردی تھیں ۔

یہ دور تصوف اور سلاسل تصوف کے انتہائی عروج کا تھا ، عالم اسلام کا کوئی خطہ اور ملک ایسا نہ تھا جہاں کوئی سلسلہ نہ پایا جاتا ہو ۔ اس سلسلہ میں ترکستان کے دو مشہور شہر اور علمی و روحانی مرکز بخارا و سمرقند ، افغانستان میں ہرات و بدخشان ، مصر میں اسکندریہ اور طنطا ، یمن میں تعز اور صنعاء ، حضرموت میں تریم ، شحر اور سیون علماء ، صوفیاء اور مشائخ کا بڑا مرکز تھے ۔

ہندوستان میں دسویں صدی ہجری میں اگرچہ سلسلۂ قادریہ اور چشتیہ کی دونوں شاخیں (صابریہ اور نظامیہ) پھیلی ہوئی تھیں لیکن حقیقتاً یہ صدی سلسلۂ عشقیہ شطاریہ کی صدی ہے جس کے بانی شیخ عبداللہ شطاری خراسانی ہیں جو غالباً نویں صدی ہجری کے اوائل میں ہندوستان تشریف لائے اور مانڈو میں سکونت اختیار کی ، 832ھ میں ان کی وفات ہوئی ۔ اس سلسلہ کی دو شاخیں ہیں ، ایک شاخ کا تعلق شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے اور دوسرے شاخ کے بانی شیخ علی بن قوام جونپوری ہیں ۔ اس سلسلہ نے غالباً پہلی بار جوگ کو تصوف کے ساتھ ملا دیا اور ان کے سلوک کے بعض طریقے اور اذکار اور بعض آسن و حبس دم کا طریقہ اختیار کیا نیز علم سیمیا کو بھی شامل کیا ۔ ان آسنوں کی تشریح اور اس کے اذکار کی تفصیل رسالہ شطاریہ مصنفہ بہاء الدین ابن ابراہیم الانصاری القادری (1) میں موجود ہے ۔ شیخ محمد شطاری کی تصنیف "کلید مخازن" میں مصنف کا ایک مستزاد ہے جس سے وحدۃ الوجود بتخانہ و مسجد اور شیخ و برہمن کی مساوات اور ان سب چیزوں میں خدا کی تجلی بلکہ ظہور

---

(1) نسخہ قلمی مملوکہ کتبخانہ ندوۃ العلماء فن تصوف نمبر 48 ، ص 47 ـ 49 ۔

کا صاف صاف اظہار ہوتا ہے کہ یہ سب اسی وحدت کے الوان و مظاہر ہیں ، آخر کا شعر ہے

عشقی شد و در مشرب عطار بر آمد ـــــ خود غوث جہان شد (1)

رسالۂ عشقیہ میں کافری کو"جلال عشق"اور مسلمانی کو "جمال عشق" کہا گیا ہے اور یہ شعر ملتا ہے :

کفر و ایمان قرین یکدیگر اند ـــ ہر کرا کفر نیست ایمان نیست (2)

اس سلسلہ کے سب سے بڑے بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری کی تصانیف جواہر خمسہ، معراجیہ کنزالوحدۃ اور بحر الحیٰوۃ ہیں ،"بحر الحیٰوۃ" امرکنڈ کا ترجمہ ہے ،اس میں ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں کے اطوار و اشغال کو فارسی میں منتقل کیا گیا ہے" (3) ۔

سلسلۂ عشقیہ شطاریہ کے علاوہ ہندوستان میں دوسرے سلسلوں کے جلیل القدر مشائخ بھی موجود تھے جن میں شیخ چائیں لدہ سہنوی (متوفی 998ھ) ـــــ سہنہ ضلع گڑگانوہ (مشرقی پنجاب) میں ایک قصبہ ہے جہاں کا گرم چشمہ مشہور ہے ـــ شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی قادری چشتی (886ھ ـــــ 949ھ) شیخ عبدالعزیز شکربار (858ھ ـــ 975ھ) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں ۔ یہ سب حضرات اپنے عہد میں وحدۃ الوجود اور شیخ اکبر (رح) کے مسلک کے علمبردار تھے ،ان کے علاوہ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (متوفی 944ھ) جن سے سلسلۂ چشتیہ کو نئی تازگی ملی بھی وحدۃ الوجود کے اسرار برملا کہتے اور اس کے داعی تھے ۔

ذہنی بے چینی اور اعتقادی انتشار خیال

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اسلامی تصوف کی بنیاد قرآن و سنت سے تمسک پر ہے اور قرون اولی میں شریعت و طریقت ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم بلکہ ایک ہی حقیقت کے دو نام تھے لیکن مرور ایام کے ساتھ ساتھ دو چیزوں نے خاص طور پر اسلامی تصوف کو نقصان پہنچایا اور تصوف ایک متنازعہ فیہ

---

(1) تاریخ دعوت وعزیمت مصنفہ سید ابوالحسن علی ندوی ، طبع لکھنؤ 1400ھ، ج 4 ، ص 35 ۔
(2) ایضاً ۔
(3) رود کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام مرحوم ، طبع فیروز سنز لاہور 1958ع ، ص 39 ۔

مسئلہ بن گیا ، ایک یونانی فلسفے کی آمیزش نے اور دوسری غیر مسلم اقوام خاص طور پر عیسائیوں بدھ مت کے ماننے والوں اور ہندوؤں کے ساتھ اختلاط کے نتیجے میں ان کی غیر اسلامی رسومات اور بدعات نے ۔ نتیجتاً ایک طرف عقلیت و تفلسف اور دوسری طرف اشراق و باطنیت اور غیر شرعی ریاضتوں نے مسلمانوں کو انتشار پسند دعوتوں اور گمراہ فرقوں کی آسان چراہ گاہ بنادیا ، نیز وحدۃ الوجود کے غالیانہ عقائد اور غیر شرعی تصوف کی مائل بہ افراط تعلیمات کے نتیجے میں وہ آزادی و بے قیدی پیدا ہونے لگی جو کسی شیخ کامل اور کتاب و سنت کے علم راسخ کے بغیر اکثر بطور خود ریاضت کرنے والوں میں پیدا ہوجاتی ہے ۔ اس سلسلے میں چند مشہور فرقوں کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جو دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں مصروف کار تھے اور جن کے افکار کا اصل منبع عجمی تصوف یا اشراقی فلسفہ تھا ۔

(ا) فرقہ ذکریہ اس فرقے کی بنیاد نبوت محمدی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والسّلام کے الف اول پر اختتام اور الف ثانی سے ایک نئی نبوت اور ہدایت کے آغاز پر ہے ۔ اس فرقہ کی کتاب "ذکری کون ہیں ؟ " کے مصنف کے بیان کے مطابق بانی فرقۂ ذکریہ ملا محمد کا ظہور 977ھ میں بمقام اٹک ہوا ، اس فرقہ کی کتابوں "معراج نامہ (قلمی) " "ثنائے مہدی (مطبوعہ) " ، "سفرنامہ مہدی " اور "ذکرالہٰی " وغیرہ میں ایسی صریح عبارتیں موجود ہیں جن سے ملا محمد موصوف کی تنزیہ و تقدیس اور ان کے بارے میں ایسے مبالغہ آمیز عقائد کا اظہار ہوتا ہے جن سے ان کی تمام انبیاء علیہم السّلام پر ترجیح اور دجل و تلبیس کے عجیب نمونے ظاہر ہوتے ہیں ۔ انہوں نے ایک مستقل کلمہ بھی وضع کیا تھا جو "لا الہ الاّ اللّٰہ نور پاک محمد مہدی رسول اللّٰہ" تھا ، نماز پڑھنے والوں کی تکفیر کرتے تھے ، اسی طرح روزہ اور زکوٰۃ کے وہ منکر ہیں (1)

(ب) فرقہ روشنائیہ اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری المعروف بہ پیر روشان (روشن) تھا ، تذکرہ نگاروں کے بیان کے مطابق ان کی ملاقات سلیمان اسمعیلی سے ہوئی ، جوگیوں کی صحبت

---

(1) ذکری فرقہ کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو "ذکری مذہب کا تفصیلی جائزہ" از ڈاکٹر ضیاء الحق صدیقی ملتان ، مشمولہ ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جنوری 1980ء نیز "ذکری مذہب اور اس کی تاریخ " از عبدالمجید قصرقندی ، ماہنامہ الحق جلد 12 ، شمارہ 6 مارچ 1977ع ۔

کا حاصل ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے ۔بعض روایات کے مطابق انہیں خواب نظر آنے لگے اور عالم غیب سے آوازیں سنائی دینے لگیں، جب وہ اکتالیس برس کی عمر کو پہنچے تو انہیں ہاتف نے ندا دی کہ اب انہیں طہارت شرعی کو ترک کردینا چاہئیے اور مسلمانوں کی نماز کی جگہ انبیاء علیہم السّلام کی نماز پڑھنا چاہئیے ۔اس کی تصانیف میں سے تین کتابیں (خیرالبیان، مقصود المؤمنین، صراط التوحید) موجود ہیں جن میں انہوں نے اپنے بناکردہ فرقے کے اصول و عقائد بیان کئے ہیں ۔ان کے سب سے بڑے مخالف اخوند درویزہ ننگرہاری (رح) تھے جو سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا (متوفی ۹۹۱ھ) کے مرید تھے، انہوں نے اس کی تردید میں کتاب "مخزن الاسلام" لکھی ۔

داستان ترکتازان ہند کا مصنف مرزا نصر اللّٰہ خان فدائی دولت یار جنگ رقمطراز ہیں:

"روشنائی اس فرقے کا نام ہے جس کی بایزید نامی ایک شخص نے جو اہل ہند میں سے تھا بنیاد ڈالی، اس نے افغانوں میں جاکر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اپنے کو پیغمبر روشنائی کہلایا اور ان کو اپنا پیرو بنایا، انہوں نے آسمانی صحیفوں کو جواب دیا اور خدا کی عبادت ترک کی، اس کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کا قائل تھا "۔ (1)

"حالنامہ نوشتۂ بایزید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو الہام ہوتا تھا اور جبرائیل علیہ السّلام (نعوذ باللّٰہ)ان پر نزول کرتے تھے، وہ خود اپنے کو نبی سمجھتا تھا، پانی سے غسل کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے، اپنے مخالفین کا قتل جائز سمجھتے تھے، عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں ان کی متعدد تصانیف ہیں، ان کی ایک تصنیف خیرالبیان ہے جو چار زبانوں میں ہے اور وہ حق تعالیٰ کا ان کو براہ راست خطاب اور ان کے عقیدے میں آسمانی کتاب ہے"۔یہ فتنہ شاہجہان کے عہد (1058ھ) میں ختم ہوا ۔

تحریک مہدویت اس عہد کی سب سے زلزلہ انگیز تحریک "تحریک مہدویت" تھی جس کے بانی

---

(1) داستان ترکتازان ہند، طبع چاپخانۂ خانگی دولت دکن 1307ھ، کالم دوم، ص 304 ۔
(2) دبستان مذاہب مصنفہ ملا محسن فانی، طبع نولکشور کانپور 1904ع، ص 306تا 309 ۔

سید محمد (بن یوسف) جونپوری (ولادت 847ھ) کی وفات اگرچہ دسویں صدی کی ابتداء (910ھ) میں ہوئی تھی لیکن اس کے اثرات دسویں صدی ہجری کے اختتام تک باقی رہے، اس تحریک کے وسعت اثر کی اصلی وجہ اس کے بانی کی ذاتی صلاحیتیں اور باطنی قوی تھیں جن کی بنا پر اسے اپنے زمانے میں اسد العلماء کا خطاب مل گیا تھا، سلوک کی تعلیم اس نے شیخ دانیال سے حاصل کی اور شدید ریاضت و مجاہدہ کیا، پہاڑوں اور وادیوں میں عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کی جس کا اکثر نتیجہ (بالخصوص جب شیخ کامل کی نگرانی حاصل نہو) ایسے واردات و اشارات ہوتے ہیں جن سے لغزش کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض اوقات غلط یقین کا حصول ہوتا ہے چنانچہ اس نے اسی دوران اپنے کسی سفر میں مہدی ہونے کا دعوی کیا اور اسی پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ اس کی دعوت کے پانچ ارکان تھے (ا) ترک دنیا، (ب) عزلت من الخلق، (ج) ہجرت من الوطن، (د) صحبت صدیقین اور (ر) دوام ذکر۔ وہ مشاہدۂ الہی کو ضروری اور شرط ایمان قرار دیتا تھا۔

حالت سکر میں، یا مفہوم و مراد صحیح طور پر نہ سمجھنے کی بنا پر ان سے اپنی ذات کے متعلق متعدد بار اور صریح طریقہ پر ایسے اقوال اور دعاوی صادر ہوئے جن کی تاویل مشکل ہے اور جنہوں نے ان کے متبعین کو (چاہے ابتداء میں ان کی نیت کتنی ہی صحیح ہو) ایک مخالف جمہور اور مخالف اہل سنت فرقہ کی شکل دیدی، بعد کے ادوار میں آنے والوں اور غالی معتقدین نے (جیسا کہ قاعدہ ہے) ان کی تقدیس و تعظیم میں اتنا غلو سے کام لیا کہ ان کو انبیاء علیہم السلام کا ہمسر بنا دیا اور بعض نے یہاں تک غلو کیا کہ اگر کتاب و سنت ان کے کسی قول و فعل کے مخالف ہوں تو کتاب و سنت کا اعتبار نہیں (1)۔ عام مسلمانوں اور اس فرقہ کے درمیان یہ خلیج مرور زمانہ کے ساتھ وسیع تر ہوتی گئی یہاں تک کہ مہدوی ایک الگ فرقہ بن کر اہل سنت والجماعت سے کٹ گئے۔

~~(د) نقشوی تحریک — عالم اسلام کے سبسے طباع اور تخلیقی و اختراعی صلاحیت رکھنے~~

(1) ملخص از تاریخ ہندوستان مولفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی جلد چہارم۔

والے خطہ ایران کو بہت سی مماثلتوں کی بنا پر مشرق کا یونان کہا جاسکتا ہے ۔ اس خطہ نے اگرچہ ایک طرف میدان تصوف میں امام غزالی ، شیخ فرید الدّین عطار نیشاپوری ، مولانا جلال الدّین رومی ، مولانا عبدالرّحمن جامی ، شیخ شہاب الدّین سہروردی اور خواجہ معین الدّین چشتی (رحمہم اللہ) جیسے عارف و محقق پیدا کئے تو دوسری طرف تاریخ اسلام کو مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری ، ابوعیسی ترمذی ، ابوداؤد سجستانی ، ابن ماجہ قزوینی اور حافظ ابو عبدالرّحمن نسائی (رحمہم اللہ) جیسے امام حدیث اور مصنفین صحاح عطا کئے ۔ جب مسلمانوں میں یونانی علوم کا شیوع شروع ہوا تو دوسرے مسلمان ممالک کی نسبت ایران میں یونانی علوم و حکمت (فلسفہ و حکمت) زیادہ تیزی سے پھیلنا شروع ہو گئے ۔ اس انقلاب نے ، جس طرح نبی عربی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور ان کی سنت و احادیث سے اس مردم خیز اسلامی ملک کا رشتہ پہلے ہی کاٹ دیا تھا ، ملک کے ذہین اور طباع طبقہ کا رابطہ نبوت محمدی علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام ، عقیدۂ ختم نبوت اور دین اسلام کی خلود و بقا کے عقیدے سے اگر منقطع نہیں کیا تو کمزور ضرور کردیا اور اگر اہل بیت کرام (رضی اللہ عنہم) سے (شیعیت کی بنا پر) عقیدت و نسبت نہ ہوتی تو اس ملک کا مجوسیت اور شاہنامۂ فردوسی کے رستم و اسفندیار کے دور کی طرف واپس چلے جانے کا خطرہ تھا ۔

نویں صدی ہجری کے اخیر اور دسویں صدی ہجری کے ابتداء کی نقطوی تحریک اس عقلیت اور تفلسف زدہ فکر کی سب سے ترقی یافتہ مثال ہے جو ایران کی اس بےچین روح کا مظہر ہے جس نے کبھی مزدک کی شکل میں ، کبھی مانی کے روپ میں اور کبھی حسن بن صباح کے لباس میں ظہور کیا تھا اور جو بقول اسکندر بیگ منشی :

"آنطائفہ بمذہب حکماء عالم را قدم شمردہ اند و اصلاً اعتقاد بحشر اجساد و قیامت ندارند و مکافات حسن و قبح اعمال را در عافیت و مذلت دنیا قرار دادہ بہشت و دوزخ ہمانرا شمردہ اند"۔ (1)

---

(1) تاریخ عالم آرای عباسی جلد دوم ص 325 (بحوالۂ تاریخ دعوت و عزیمت جلد 4 ص 65)۔

شاہنواز خان رقمطراز ہیں " علم نقطہ سے مراد الحاد ،زندقہ، اباحت اور توسیع مشرب ہے اور فلاسفہ کی طرح وہ لوگ دنیا (مادہ) کی قدامت کے قائل ہیں ۔حشر اور قیامت کا انکار کرتے ہیں ۔مکافات حسن و قبح اعمال اور جنت و دوزخ کو دنیا کی عافیت اور تکلیف قرار دیتے ہیں ۔العیاذ باللہ "۔ (1)

وہ نظریہ ارتقاء کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ جمادات و نباتات ترقی کرتےکرتے انسان کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں ۔ (2) قرآن پاک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تصنیف سمجھتے ہیں اور مسائل شریعت کو اہل الرائے کا طبع زاد قرار دیتے ہیں ۔اس فرقہ کے پیرو نماز، حج اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں ، وہ نقلیات کے منکر اور عقلیات کے داعی ہیں (3)

اس فرقہ کا بانی محمود پسیخوانی بتایا جاتا ہے ۔ (4) اس فرقہ نے دسویں صدی ہجری میں ہندوستان اور ایران میں ہزاروں لوگوں کو متأثر کیا اور ایران میں بھی اس کے پیرووں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ۔نقطویوں کا عقیدہ تھا کہ اول ظہور سے محمود پسیخوانی تک آٹھ ہزار سال کی مدت ہوتی ہے جو عربوں کی سیادت کا دور تھا کیونکہ اس مدت میں پیغمبر صرف عربوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں ۔محمود پسیخوانی کے ظہور سے عربوں کی سیادت ختم ہوگئی ہے (5) لہذا آئندہ آٹھ ہزار سال تک پیغمبر عجمیوں ہی میں پیدا ہوا کرینگے ۔ (6)

---

(1) مآثرالامراء مترجم اردو ازمحمد ایوب قادری ،طبع مرکزی اردوبورڈ لاہور 1969ع ،ج2ص621

(2) دبستان مذاہب ،ص 300 ۔

(3) مبلغ الرجال قلمی مصنفہ خواجہ عبید اللہ بن باقی باللہ، مولانا آزادکلیکشن مسلم یونیورسٹی علیگڈھ، ورق 25 ۔

(4) محمود پسیخوانی نے استرآباد میں 800ھ میں اس نئے مذہب کا اعلان کیا ، 832ھ میں اس کی وفات ہوئی ،دسویں اور گیارہویں صدی ہجری میں ایران و ہندوستان میں اس فرقہ کے پیرووں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ چونکہ محمود کے نزدیک ہرچیز کی تخلیق خاک سےہوئی ہے اوروہ خاک کو نقطہ کہتاہے یا اس لئے کہ اس نے مطالب قرآن کو اپنے خیال میں بیان کرنے میں حرفوں اور نقطوں کی تعداد سے مدد لی ہے اس فرقہ کو نقطوی کہتے ہیں ۔(ماخوذ ازمضمون "فرقہ نقطوی پرایک طائرانہ نظر "مشمولہ تاریخی و ادبی مطالعے ، مصنفہ ڈاکٹر نذیر احمد ،طبع مسلم یونیورسٹی علیگڑھ 1961ع) ۔

(5) محمود یا اس کے کسی پیرو کا شعر ہے :

رسید نوبت رندان عاقبت محمود — گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم می زد

ایران کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس فرقہ کے کافی لوگ تھے، شریف آملی جو ایران میں صفویوں (جنہوں 1002ھ میں نقطویوں کا قتل عام کیا تھا)[1] کی سخت گیریوں سے تنگ آکر ہندوستان آیا تھا اس فرقے کے اکابر میں سے تھا اور اکبر کے دین الہی کا داعی تھا، دین الہی کے معتقدوں کے سامنے اکبر کی نیابت بھی کرتا تھا۔

مذکورہ بالا فرقوں اور تحریکات کے علاوہ اس دور میں دین متین اسلام کے متوازی ایک نئے "دین الہی اکبر شاہی" کا اجرا ہوا جو چند ابن الوقت انسانوں کی دماغی اختراع اور اپنی چند روزہ جاہ و جلال اور دنیاوی منفعت کے حصول و بقا کی خاطر ہندوؤں کے عقائد ورسومات کے ساتھ ہلکا سا اسلامی رنگ شامل کرکے ایجاد کیا گیا جس میں توحید کے بجائے شرک صریح، کواکب پرستی، ایمان بالبعث کے بجائے عقیدۂ تناسخ تھا۔اس دین میں داخل ہونے کیلئے جو کلمہ پڑھوایا جاتا تھا اس میں لا الہ الاّ اللّٰہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللّٰہ بھی شامل کیاجاتا تھا اور ایک اقرارنامہ بھی لیا جاتا تھا "کہ میں اپنی خواہش و رغبت اور دلی شوق کے ساتھ مجازی و تقلیدی دین اسلام جو باپ داداؤں سے سنا اور دیکھا تھا سے علیحدگی اختیارکرتا ہوں اور اکبرشاہی دین الہی میں داخل ہوتا ہوں"۔[2]

تاریخ اسلام کے اس سنگین اور خطرناک موڑ پر اگر ایک ہمہ جہتی دین اور تہذیبی ارتداد کی رفتار یہی رہتی اور اس کا راستہ روک کر کھڑی ہوجانے والی کوئی طاقتور شخصیت نمودار نہ ہوتی تو عالم اسلام کے اس عظیم خطے کا انجام گیارہویں صدی ہجری میں بظاہر وہی ہوتا جو نویں صدی ہجری میں اسلامی اندلس کا یا چودہویں صدی ہجری میں (انقلاب روس کے بعد) ترکستان کا ہوا، لیکن، ع

مردی از غیب برون آید و کاری بکند

مؤرخ اسلام سید سلیمان ندوی (رح) "ہندوستان کے فرشتکدہ میں مسافر اسلام" کی

---

(1) تاریخ دعوت و عزیمت، جلد چہارم، ص 67۔
(2) منتخب التواریخ مؤلفہ عبدالقادر بدایونی، طبع نولکشور لکھنؤ، ص 273۔
(بقیہ حاشیہ صفحہ 67) (6) دبستان مذاہب ص 301۔

داستان سفر سناتے ہوئے لکھتے ہیں :

" اس غفلت کی نیند پر چار سو برس گذر گئے اور مسافر کے آغاز سفر پر ہزار واں برس گذر رہا تھا ، یہ اکبر کا دور تھا جب عجم کے ایک جادو گر نے آکر بادشاہ کے کان میں یہ منتر پھونکا کہ دین عربی کی ہزار سالہ عمر پوری ہوگئی اب وقت ہے کہ ایک شہنشاہ امّی کے ذریعے نبی امّی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا دین منسوخ ہوکر دین الٰہی کا ظہور ہو ، مجوسیوں نے آتشکدے گرمائے ، عیسائیوں نے ناقوس بجائے ، برہمنوں نے بت آراستہ کئے اور جوگ اور تصوف نے مل کر کعبہ و بتخانہ کو ایک ہی چراغ سے روشن کرنے پر اصرار کیا ، اس پچ میل تحریک کا جو اثر ہوا اس کی تصویر اگر کوئی دیکھنا چاہے تو " دبستان مذاہب " کا مطالعہ کرے ، کتنے زنارداروں کے ہاتوں میں تسبیح اور کتنے تسبیح خوانوں کے گلوں میں زنار نظر آئینگے ، بادشاہی آستانہ پر کتنے امیروں کے سر سجدہ میں پڑے اور شہنشاہ کے دربار میں کتنے دستار بند کھڑے دکھائی دینگے اور مسجدوں کے منبر سے یہ صدا سنائی دے گی " تعالٰی شانہ ـ اللہ اکبر " " یہ ہو ہی رہا تھا کہ سرہند کی سمت سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی " راستہ صاف کرو کہ راستہ چلنے والا آتا ہے " ایک فاروقی مجدد فاروقی شان سے ظاہر ہوا ، یہ احمد سرہندی (رح) تھے " ۔ (1)

اسلامی تاریخ کے الف ثانی کی مذہبی و روحانی حالت کے پیش نظر حضرت مجدد (رح) کا کام اور ان کی جامع الصّفات شخصیت ما قبل مصلحین کی نسبت زیادہ ممتاز ہے اس لئے کہ اس دور میں صوفیاء کے عقیدہ وحدۃ الوجود نے اتنی وسعت و عالمگیری حاصل کی تھی کہ امّت کا ایک بہت بڑا طبقہ اس کا قائل ہو چکا تھا ، دوسری طرف فلسفہ اور غیر اسلامی افکار کے اختلاط کی وجہ سے بدعات کے شیوع کا طوفان پورے زوروں پر تھا چنانچہ گذشتہ صفحات میں مذکورہ گمراہ فرقوں کے عقائد و افکار (جن کی طرف مختصراً اشارہ کیا جا چکا ہے) کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان کے افکار و خیالات کا رشتہ کسی نہ کسی درجہ میں عقیدہ وحدۃ الوجود کے ساتھ جڑا ہوا تھا جس نے مرورِ ایام کے ساتھ ہندی جوگ اور مسیحیت

(1) مقدمہ سیرت سید احمد شہید (رح) مصنفہ سید ابوالحسن علی ندوی ، جلد 1 ، ص 22 ۔

کی آمیزش سے الحاد و زندقہ کی شکل اختیار کی تھی ۔ اب حالت یہاں تک پہنچی تھی کہ مسلک تصوف سے الگ رہ کر ان بدعات کی بیخ کنی کرنا آسان نہیں تھا ، اس مرحلے پر ایک جامع الصّفات داعی کی ضرورت تھی جو ایک طرف اگر قرآن و سنت کے اسرار و رموز کے ہتھیار سے لیس ہو تو دوسری طرف بحرِعرفان و طریقت کا شناور بھی رہ چکا ہو اور جو یہ دعوی بجا طور پر کرسکتا ہو ع

که میں ہوں محرم راز درون میخانہ

حضرت مجدد الف ثانی (رح) نے انہی صفات سے متصف ہوکر وقت کے تقاضوں کے مطابق اس ضرورت کو پورا کیا چنانچہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے مقبول عام نظریہ اور سکۂ رائج الوقت پر اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی صورت میں تنقید کی اور یہ ثابت کردیا کہ وہ اس دریا میں غوطہ لگا کر اور اس کی تہہ تک پہنچ کر ابھرے ہیں ۔ مغربی مستشرق پیٹر ہارڈی Peter Hardy نے صحیح لکھا ہے:

" شیخ احمد سرہندی (رح) کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ انہوں نے ہندی اسلام کو متصوفانہ انتہا پسندی سے خود تصوف کے ذریعہ نجات دلائی ، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جس نظریہ کی انہوں نے تردید کی اس کے مطلب و مفہوم اور قدر و قیمت کا ان کو ذاتی طور پر عمیق ادراک تھا "۔ (1)

وحدۃ الوجود کے سلسلے میں اس وقت تک اثبات و نفی کرنے والوں کے تین مسلک رہے ہیں ، ایک وحدۃ الوجود کا مکمل اثبات ، دوم وحدۃ الوجود کا مکمل انکار اور سوم وحدۃ الوجود کے متوازی وحدۃ الشّہود کا نظریہ ۔ (2)

---

(1) Sources of Indian Traditions, Part four: Islam in Medieval India by Dr. Peter Hardy, New York 1958 P. 449.

(2) وحدۃ الشّہود کا نظریہ سب سے پہلے شیخ شرف الدّین یحیی منیری (متوفی 782ھ) کے ہاں ملتا ہے جنہوں نے اپنے مکتوبات (سہ صدی) میں بڑی خوبی کے ساتھ اس مسئلہ کو پیش کیا ہے ، وہ اپنے ذاتی تجربہ کی روشنی میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ عام طور پر جس کو وحدۃ الوجود اور غیر حق کو عدم محض سمجھا جاتا ہے وہ دراصل وجود حقیقی کے

حضرت مجدد کا اضافہ اور تجدیدی کارنامہ

حضرت مجدد الف ثانی (رح) نے ان تینوں مسلکوں کے مقابلے میں ایک چوتھا مسلک اختیار کیا ، وہ یہ کہ وحدۃ الوجود سالک کے سیر و سلوک کی ایک منزل ہے ، اس کو عیاناً و مشاہدۃً نظر آتا ہے کہ وجود حقیقی کے علاوہ کسی چیز کا وجود نہیں ، باقی سب تلوینات و تنوعات ہیں یا شیخ اکبر (رح) کے بقول تنزلات ہیں ، لیکن اگر توفیق الٰہی شامل حال اور شریعت کا چراغ راہنما ہوتا ہے اور سالک کی ہمت بلند ہوتی ہے تو دوسری منزل بھی سامنے آتی ہے اور وہ وحدۃ الشہود کی منزل ہے ۔

اس طرح حضرت مجدد وحدۃ الوجود کی نفی اور اس کے سب سے بڑے علمبردار شیخ محی الدین ابن عربی (رح) کے علو مقام اور اخلاص کا انکار کئے بغیر بلکہ بلند بلند الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے ایک اضافہ فرماتے ہیں اور ایک نئی یافت و دریافت کا اعلان کرتے ہیں (1) جو عقیدۂ جمہور مسلمین ، کتاب و سنت اور شریعت کے عین مطابق ہے ۔ آپ کے روحانی ارتقاء اور وحدۃ الوجود کے مشرب سے وحدۃ الشہود تک پہنچنے کا حال آپ کے ایک اہل تعلق شیخ صوفی کے نام تحریر کردہ مکتوب میں موجود ہے (2) ۔ ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :

"وہ توحید جو سلوک کے دوران حضرات صوفیاء کو حاصل ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں ، توحید شہودی اور توحید وجودی ، توحید شہودی نام ہے ایک دیکھنے کا یعنی سالک کا مشہود سوائے ایک کے نہ ہو اور توحید وجودی نام ہے ایک کو موجود جاننے کا اور غیر کو معدوم جاننے کا " (3) ۔

عقائد میں تزلزل کے علاوہ توحید وجودی کے قائلین اور غالی داعیوں کے ہاں قیود شرعی

ــــــ سامنے دوسری موجودات کا اس طرح ماند پڑجانا اور مغلوب ہوجانا ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑجاتی ہے اور ذرات کا وجود بے حقیقت ہوجاتا ہے ، وہ دو لفظوں میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں "نابود ن دیگر است و نادید ن دیگر" تفصیل کے لئے ملاحظہ شیخ موصوف کی مکتوبات سہ صدی ، مکتوب نمبر 86 ۔

* * * * * * * * * * * * *

(1) ملاحظہ مکتوبات امام ربانی ، جلد 1 ، مکتوب نمبر 226 بنام خواجہ عبداللہ و خواجہ عبیداللہ

(2) ملاحظہ ہو مکتوب نمبر 31 ، جلد 1 ۔

(3) مکتوب نمبر 43 ، جلد 1 ۔

اور فرائض و واجبات اسلامی سے آزادی و بے نیازی ایک ایسا فتنہ تھا جس کی وجہ سے طبیعتوں پر سے شریعت کی گرفت ڈھیلی اور اس کا تقدس و احترام نگاہوں میں کم ہوتا جارہا تھا۔ وحدۃ الوجود کے انتہا پسند مبلغوں کے ہاں یہ خیال پروان چڑھ رہا تھا کہ جب سب حق کی طرف سے ہے بلکہ سب حق ہے تو یہ حق و باطل کی تفریق اور کفر و ایمان کے امتیاز کا کیا سوال؟ (1) انہوں نے شریعت اور اس پر عمل کو عوام کے درجہ کی ایک چیز سمجھ لیا تھا، دسویں صدی ہجری کے عارفانہ ذوق رکھنے والے بیشتر شعراء اس کے گیت گاتے تھے اور کفر وایمان کو مساوی قرار دیتے تھے:

کفر و ایمان قرین یک دگر اند ہر کرا کفر نیست ایمان نیست

عشق را با کافری خویشی بود کافری در عین درویشی بود

حضرت مجدد (رح) کو قاسم ازل نے حمیت دینی اور غیرت فاروقی کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، آپ جب کتاب و سنت اور جمہور اہل سنت کے عقیدے کے خلاف کوئی صوفیانہ تحقیق یا حال سنتے اور اس کی سند تصوف کی کسی کتاب یا بزرگوں کے اقوال و احوال سے لائی جاتی تو ان کی رگ فاروقی حرکت میں آجاتی اور ان کے قلم سے حمایت شریعت اور غیرت سنت کا طوفان امنڈ پڑتا، جمہور اہل سنت والجماعت اور عقائد اسلامیہ کے خلاف ایک عارف شیخ عبدالکریم یمنی کی ایک تحقیق سن کر ان کے قلم سے بے اختیار یہ فقرے نکل گئے:

"مخدوما! فقیر کو ایسی باتیں سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور تاویل و توجیہ کا موقع نہیں دیتی، ایسی باتوں کے قائل شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم درکار ہے نہ کہ کلام محیّ الدّین ابن العربی، صدرالدّین قونوی اور شیخ عبدالرزّاق کاشی، ہم کو نص سے کام ہے نہ کہ فص سے، فتوحات مدینہ نے فتوحات مکیہ سے مستغنی بنادیا ہے"۔ (2)

---

(1) تیرھویں صدی ہجری کے مشہور شاعر مرزا غالب نے انہی لوگوں کی ترجمانی مندرجہ ذیل شعر میں کی ہے:

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں

(2) مکتوبات، ج 2، مکتوب نمبر 100 بنام ملا حسن کشمیری (رح)۔

حضرت مجدد الف ثانی (رح) نے اس نازک دور میں کہ ہندوستان میں مسلمان سلطنت کے ہاتوں اسلام کی بیخ کنی اور خانقاہوں میں سنت کی ناقدری کی جارہی تھی اور صاف صاف کہا جارہا تھا کہ شریعت و طریقت دو الگ الگ کوچے ہیں جن کی راہ و رسم ایک دوسرے سے جدا ہے اور جہاں کسی امر کا شرعی ثبوت پوچھنے والے صاحب علم طالب حق کو یہ کہہ کر خاموش کردیا جاتا تھا ؂

بہ می سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید   کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

پوری بلند آہنگی سے آواز لگائی کہ " طریقت طابع و خادم شریعت ہے ، (1) کمالات شریعت احوال و مشاہدات پر مقدم ہیں ، (2) ایک حکم شرعی پر عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے ، اتباع سنت میں خواب نیمروز (قیلولہ) (3) احیائے لیل (شب بیداری) سے افضل ہے ، حلت و حرمت میں صوفیا کا عمل سند نہیں کتاب و سنت اور کتب فقہ کی دلیل چاہئیے ، (4) اہل ضلالت کی ریاضتیں موجب قرب نہیں باعث بعد ہیں ، (5) صور و اشکال غیبی داخل لہو و لعب ہیں ، (6) تکلیف شرعی کبھی ساقط نہیں ہوتی" (7) ۔

تصوف بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں (زمانۂ شیخ محمد شعیبؒ مصنف مرأۃ الاولیاء)

چونکہ اس دور کے تاریخی مطالعہ کا تعلق براہ راست زیر نظر کتاب مرأۃ الاولیاء (قلمی) کے مصنف شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ (متوفی 1238ھ / 1823ع) کے عہد حیات سے ہے اس لئے اس کا تفصیلی جائزہ تو مصنف کے احوال کے باب میں پیش کیا جائیگا یہاں مختصراً اس دور کے عمومی روحانی ، فکری اور اعتقادی حالت اور صوفیانہ تابناکیوں کا خاکہ پیش کیا جاتا ہے

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری عالم اسلام کے عمومی سیاسی انتشار (کہ اس دور میں اسلامی ممالک باہمی اختلافات اور اندرونی طور پر منصب امارت کے لئے رقیبانہ و حریفانہ کشمکش ، مقامی سلاطین کی مطلق العنانی اور نظم و نسق کی کمزوری کی بنا پر پوری اسلامی

(1) مکتوبات ، ج 1 ، مکتوب نمبر 36 بنام ملا حاجی لاہوری ۔ (2) ایضاً ، نمبر 29 بنام شیخ نظام تھانیسری ۔
(3) ایضاً ، نمبر 114 بنام صوفی قربان ۔ (4) ایضاً ، نمبر 266 بنام خواجہ عبد اللہ ، عبید اللہ ۔
(5) ایضاً ۔ (6) ایضاً ، مکتوب نمبر 36 ۔ (7) ایضاً ، مکتوب نمبر 276 ۔

دنیا اپنے ضعف کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی) کے باوجود علمی اشتغال اور سلاسل و طرق صوفیہ کی مقبولیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور شاذلیہ کے مشائخ ترکی سے لے کر انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ ایران میں ڈھائی سوسالہ باجبروت صفوی حکومت کے عقلیت و تفلسف کی طرف عمومی رجحان کی بدولت ملا باقر داماد (متوفی 1041ھ) مولف "الافق المبین" ، علامہ صدرالدّین شیرازی (متوفی 1050ھ) مصنف "الاسفار الاربعہ" اور "شرح ھدایۃ الحکمہ" جیسے فلسفی اور اشراقی حکیم پیدا ہوئے ۔ ایران کا یہ اثر نہ صرف ہمسایہ ممالک، افغانستان و ہندوستان پر بلکہ شام اور عراق پر بھی پڑا اور بقول علامہ سید ابوالحسن علی ندوی مد ظلّہ العالی "دسویں صدی ہجری کے عجم سے لے کر بارھویں صدی کے عرب تک تدریسی و تصنیفی حلقہ پر علوم حکمت کی حکومت قائم تھی" ۔ (1)

عالم اسلام کے دوسرے حصوں کی طرح ہندوستان میں بھی (سیاسی انتشار اور اجتماعی بدنظمی و انحطاط کے باوجود) یہ دور علمی کمالات ، تدریسی و تصنیفی انہماک اور نفوس کے تزکیہ و اصلاح کا دور تھا ۔ یہاں ایک طرف تو وفور علم، ذہانت اور حسن تصنیف کے لحاظ سے مولانا احمد بن ابوسعید عرف ملاجیون امیٹھوی (1047ھ ـــ 1130ھ) مصنف نورالانوار و تفسیرات احمدیہ ، ملاحمداللہ سندیلوی (متوفی 1160ھ) صاحب شرح سلّم ، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی (1110ھ ـــ 1200ھ) ، قاضی محب اللہ بہاری (متوفی 1119ھ) مصنف سلّم العلوم و مسلّم الثبوت اور مولانا محمد اعلیٰ تھانوی صاحب کشاف اصطلاحات الفنون اور ملا نظام الدّین لکھنوی جیسے مصنف نزھۃ الخواطر نے "فیض الافادہ المھتون ، العالم بالرّیح المسکون ، استاذ الاساتذہ و امام الجہابذہ" کے القاب سے یاد کیا ہے ، اس صدی کے رجال و اعیان میں سے تھے (2)

دوسری طرف سلوک و طریقت کے لحاظ سے اس صدی میں سلسلۂ نقشبندیہ کے شاہ نور محمد بدایونیؒ (متوفی 1135ھ) ، شیخ محمد عابد سنامیؒ (متوفی 1160ھ) ، مرزا مظہرجان جاناںؒ (1111ھ ـــ 1195ھ) ، سلسلۂ قادریہ کے سید عبدالرزّاق بانسویؒ (متوفی 1136ھ)

(1) تاریخ دعوت و عزیمت، طبع کراچی جلد پنجم، ص 37 ۔
(2) مستفاد از نزھۃ الخواطر مصنفہ سید عبدالحی ، طبع حیدرآباد دکن 1942 ـــ 1970 ، جلد 6 ۔

اور شاہ محمد غوث لاہوری (متوفی 1154ھ) ، سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے مجدد شاہ کلیم اللّٰہ جہان آبادی (متوفی 1140ھ) اور شاہ فخرالدّین دہلوی (متوفی 1199ھ) اس عہد میں مسند آرا و فیض رساں نظر آتے ہیں۔

غرضیکہ یہ زمانہ طرق ثلاثہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ) کے شیوع کا زمانہ ہے اوراس دور میں تینوں سلسلوں کے شیوخ کاملین موجود تھے چنانچہ دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں حضرت مجدد (رح) نے رشد و اصلاح کی جو تحریک چلائی تھی اسے آپ کے خلف الرّشید خواجہ محمد معصوم سرہندی (رح) اور آپ کے خلیفۂ راشد حضرت سید آدم بنوری (رح) نے مزید آگے بڑھایا ، نو 9 لاکھ انسانوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم (رح) سے بیعت کی جن میں آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار ہے اور چار 4 لاکھ مسلمانوں نے سید آدم بنوری (رح) سے بیعت کی جن میں ایک ہزار نے علم و معرفت کا وافر حصہ پایا۔(1) ہندوستان سے باہر عراق ، شام اور ترکی میں بھی سلسلۂ مجددیہ کے خلفاء کا فیض جاری رہا جن میں مولانا خالد رومی (رح) کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ مجددی تحریک اور نظریہ وحدۃ الشّہود کے علمبرداروں کے علاوہ بعض مشائخ و علماء شیخ اکبر ابن العربی (رح) کی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کا درس دیتے تھے حتی کہ علماء و محدثین میں بھی شیخ عبدالغنی النّابلسیؒ اور متعدد مشائخ وحدۃ الوجود کا ذوق رکھتے تھے۔

لیکن ان نامور اہل کمال اور مسیحا نفس شیوخ کاملین کی موجودگی میں واقعہ یہ ہے کہ عالم اسلام میں عموی طور پر اخلاقی تنزل اور اعتقادی کمزوریاں پائی جاتی تھیں ، قرون اولی کے بعد غیر مسلموں کے اختلاط کے نتیجے میں بہت سے حلقوں میں توہّمات کا زور تھا ، توحید خالص سے تجاوز ، قبرپرستی اور ان کا طواف وغیرہ بہت سے عقائد فاسدہ اور رسوم جاہلیت عام ہو چکی تھیں۔

عام طور پر ان جاہلانہ رسوم اور بدعات کے شیوع میں غیر مسلم معاشرے کے اثرات کے

---

(1) یہ اعداد و شمار تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم، ص 358، 359سے ماخوذ ہیں۔

علاوہ بعض جاہل صوفیاء کے بے باکانہ اقوال و افعال ، خاص طور پر وحدۃ الوجود کے غالی ملقین کی شرعی قیود سے آزادی کے رحجان کو بڑا دخل رہا ہے ، علماء ربانیین کے تساہل اور غفلت سے عوام میں مشرکانہ عقائد و اعمال کا پھیل جانا اور مستصوفین کے لئے انہیں دام ہمرنگ زمین میں پھنسانا مشکل نہیں رہا ہے جس کا منطقی نتیجہ اکثر و بیشتر تصوف سے بیزاری کی شکل میں نمودار ہوتا رہا ہے جیسا کہ آٹھویں صدی ہجری میں حافظ ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بحث گذر چکی ہے - بارھویں اور تیرھویں صدی ہجری میں اس کا رد عمل نسبتاً زیادہ شدید تھا جس کی واضح مثال نجد و حجاز میں شیخ محمد بن عبدالوہاب (1115ھ - 1206ھ) کی تحریک وہابیہ ہے (جو ہمارے موضوع سے خارج ہے) حتی کہ شیخ موصوف کے معاصر و ہمدرس بارھویں صدی ہجری کے آفتاب رشد و ہدایت (اور سلسلۂ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا شاہ عبدالرحیم دہلویؒ متوفی 1131ھ کے خلف الصدق) حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی ایک بڑا طبقہ یہی تاثر دینے کی کوشش کرتا رہا ہے کہ وہ بھی تصوف کے مسلک سے بیزار تھے - شاید شاہ صاحب کی بعض تصانیف (مثلاً تفہیمات الٰہیہ) جن میں انہوں نے اپنے عصر کی بے راہروی خاص طور پر جاہل صوفیاء کے غلط عقائد اور غیر شرعی امور پر سخت تنقید کی ہے[1]، کی وجہ سے یہ اشتباہ واقع ہوا۔

لیکن عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتی ، شاہ صاحب کی تصانیف انفاس العارفین (فارسی) ، لمعات (فارسی) ، سطعات (فارسی) ، الطاف قدس (فارسی) ، تفہیمات الٰہیہ (عربی - فارسی) ، الخیر الکثیر (عربی) ، فیوض الحرمین ، القول الجمیل (عربی) نے اس غلط فہمی کے تارو پود بکھیر دیئے ، ان کتابوں کے مندرجات سے صاف عیاں ہے کہ حضرت شاہ صاحب اسی بحر ذخار کے شناور تھے (حد یہ ہے کہ آپ نے اپنے فارسی رسالہ سطعات میں شیخ ابن عربیؒ کے نظریہ وحدۃ الوجود کی جو تعبیرات کی ہیں اور وحدۃ الوجود والشہود میں جس فلسفیانہ

---

(1) "سچ پوچھو تو آج ہر گروہ میں دین کی تحریف پھیلی ہوئی ہے ، صوفیہ کو دیکھو تو ان میں ایسے اقوال زبان زد ہیں جو کتاب و سنت سے مطابقت نہیں رکھتے خصوصاً مسئلۂ توحید میں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شرع کی انہیں بالکل پرواہ نہیں" (تفہیمات الٰہیہ صفحہ 135/2)

اور حکیمانہ انداز سے تطبیق کی جو کوشش کی ہے اس سے بعض محققین یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ آپ ابن العربی (رح) کے نظریہ وحدۃ الوجود سے متأثر تھے، واللہ اعلم۔ اس مختصر مقدمے میں ان کتابوں کے اقتباسات پیش کرنے کی گنجائش نہیں، البتہ عام صوفیاء کی طرح شاہ صاحب اپنے والد محترم شاہ عبدالرّحیم (جو سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ کامل سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب حال مرید تھے) کے زیر تربیت ہونے کے باوجود کسی خاص سلسلہ کے پابند نہ تھے بلکہ بیعت کے وقت نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ اور قادریہ چاروں سلاسل کے بزرگوں کے نام لیتے، البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاہ صاحب کی شخصیت ایک ہمہ جہتی مصلح اور داعی کی تھی اور آپ اپنے دور میں صوفیانہ کمالات سے زیادہ اپنے مجددانہ و مجتہدانہ صلاحیتوں، شریعت اسلامی کے مربوط و مدلل ترجمانی اور حدیث نبوی کے اسرار و مقاصد کی نقاب کشائی کی خصوصیات کے لئے مشہور تھے۔

بارہویں صدی ہجری کی ولی اللّٰہی تحریک نے ہندوستان میں اسلام کے خانقاہی نظام کو ایک نئے انقلابی رنگ میں رنگ دیا، مغل متأخرین کے زمانے میں انگریز سامراج کے علاوہ تین نوخیز جنگجو قوتوں یعنی مرہٹے، جاٹ اور سکھوں نے مسلمانان ہند کی زندگی دوبھر کردی، مسلمان کی جان و مال اور آبرو نہ انگریزوں کے ماتحت علاقوں میں محفوظ تھی اور نہ رنجیت سنگھ کے زیر تسلط علاقوں میں، پنجاب کی اکثر مساجد کو سکھوں نے اصطبلوں میں تبدیل کردیا اور مساجد کے مینارے مؤذنوں کی آواز کو ترس گئے تھے، خون مسلم کی ارزانی کا یہ عالم تھا کہ سکھوں کی بھیڑ کی بھیڑ مسلم قصبات و دیہات کو لوٹتی، جلاتی اور تہہ تیغ کرتی تھی اس کی ایک جھلک ایک سکھ مؤرخ کے قلم سے ملاحظہ ہو:

"افواج در حدود گرد و نواحی بہ تخریب معمورہ ہا و شکست و ریخت مقابر و مساجد و مزارات مسلمین برگماشتند"۔

" القصّہ این قوم بسیار مملکت را ابتر ساخت ...... مزارات و مقبرات مسلمین ویران میکردند آتش بہ خانمان کسان می زدند و اسپان در مسجد می بستند و بزغالہ ہا را در خانقاہ ہا می

کشتند و مساجد ہا را ست گرہ نام نہادند "۔ (1)

شاہ ولی اللہؒ نے مصائب و حوادث کے اس دور میں اصلاح و تنظیم کا ایک پروگرام بنایا ، عوام کو بیدار کیا ، مسلم امراء کو دعوت فکر دی ، مسلم معاشرے کے مختلف طبقات کو جھنجھوڑا اور مسلمانوں میں ملی و قومی بیداری کی ایک لہر دوڑا دی ۔ایک طرف اندرون و بیرون ملک دینی حمیت رکھنے والے مسلمان امراء سے مراسلت شروع کی (2) اور ان کی خاکستر میں غیرت اسلامی کی دبی ہوئی چنگاریوں کو فروزاں کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف اسلامی سپاہ کی تربیت گاہوں (مدرسوں اور خانقاہوں) سے رابطہ قائم کیا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب شاہ صاحب کی تحریک و دعوت پر مجاہد اسلام غازی احمد شاہ ابدالی کی تیغ براں دشمنان اسلام کے خلاف بے نیام ہوتی ہے تو ان کی فوج میں دوسرے مجاہدین کے ساتھ علماء ومشائخ کی کثیر تعداد شانہ بشانہ لڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے جن میں "مرآۃ الاولیاء" کے مصنف شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے جد امجد شیخ محمد رفیق المعروف بہ اخوند غازی بابا (3) کی بمعہ اپنے فرزندوں کی شمولیت خاص طور قابل ذکر ہے (جو ہمارے موضوع سے براہ راست متعلق ہے)۔اخوند غازی بابا (رح) کے بعد ان کی اولاد نے جہاد کے اس مشن کو جاری (4) رکھا ۔ادھر شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مشہور روحانی پیشوا میں محمد عمر چمکنی قدس سرہ (5)

---

(1) چار باغ پنجاب مصنفہ گنش داس وڈیرہ ، مرتبہ پروفیسر کرپال سنگھ ، طبع خالصہ کالج امرتسر 1965 ص 119 ۔ 126 ۔

(2) اس مقصد کے لئے شاہ صاحب کی نظر انتخاب اندرون ملک نواب نجیب الدّولہ (م 1184ھ) اور بیرون ملک افغان فرمانروا احمد شاہ درانی (متوفی 1186ھ) پر پڑی جن کے ساتھ ان کی مراسلت کے لئے ملاحظہ ہو "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات"، مکتوب نمبر 4 تا 10 اور مکتوب 12۔

(3) اخوند غازی بابا کا مزار مشرقی افغانستان میں دریائے کنڑ کی شمالی جانب موضع مانوگی (علاقہ پیچ) میں مرجع خاص وعام ہے جو اخون غازی بابا کے نام سے مشہور ہے (احوال العارفین ص 84)

(4) چنانچہ اخوند غازی بابا کے پوتے اور شیخ محمد شعیب (رح) کے فرزند ارجمند شیخ سعد الدّین المعروف بہ دکنیر بابا نے 1230ھ / 1815ع میں ایسے ہی ایک معرکے میں جام شہادت نوش کیا تھا (احوال العارفین ص 92) ۔

(5) میاں محمد عمر چمکنی (متوفی 1190ھ) کا مزار موضع چمکنی ضلع پشاور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے (تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو "حیات و آثار میاں محمد عمر چمکنی" مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی از ڈاکٹر محمد حنیف استاد شعبۂ دینیات اسلامیہ کالج پشاور 1979ع)۔

کی خانقاہ کی طرف سے اس علاقے میں سکھوں کے خلاف بر سر پیکار لشکر اسلام کو دعاؤں کی رسد کے علاوہ ساڑھے سترہ ہزار پاک طینت مریدوں پر مشتمل نقد فوجی امداد مہیا کی گئی (1) جنہوں نے احمد شاہ درانی کے ساتھ مل کر 1174ھ/1761ع میں پانی پت کے میدان میں دشمنان اسلام کے دس لاکھ افراد پر مشتمل فوج کو شکست فاش دیدی۔ (2)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد صوفیائے اسلام کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس اللہ سرہ کی سرکردگی میں ایک منظم تحریک جہاد کی شکل (3) اختیار کرلی جس کے لئے شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ، ان کے خلیفۂ کامل حافظ عبدالغفور بہ سیدو باباجی (سوات متوفی 1295ھ)، مولانا نجم الدین المعروف بہ ہڈے ملا (متوفی 1319ھ) حاجی فضل واحد ترنگزئی (متوفی 1356ھ/1937ع)، حاجی محمد امین (متوفی 1377ھ/ 1902ع) جیسے سپہ سالاروں کے علاوہ غازیوں کی بیشتر تعداد بھی تصوف اسلامی کے سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی خانقاہوں سے تیار ہوکر نکلتی تھی جو بیک وقت مجاہدین اسلام کی فوجی چھاونیوں، معلمین و متعلمین دین متین کی درسگاہوں اور سالکان راہ عرفان و طریقت کی تربیت گاہوں کا کردار ادا کرتی تھیں۔ تحریک ولی اللٰہی کے

ـــــ احمد شاہ ابدالی میاں صاحب موصوف کے مرید تھے، 1167ھ میں جب پہلی بار پشاور آئے تو میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے، ملاحظہ ہو "مناقب میاں صاحب چمکنی" مولفہ مولانا مسعود گل، طبع دہلی 1299ھ، ص 28، ایضاً ملاحظہ ہو "مجموعہ نظم ہای افغانی" مرتبہ مولوی عبدالرحیم (قلمی) مملوکہ کتبخانہ پشتواکادمی پشاور یونیورسٹی، ورق 2۔

* * * * * * * * * * * * * * * * *

(1) روحانی رابطہ مصنفہ عبدالحلیم اثرافغانی طبع دارالاشاعت باجوڑ (ملاکنڈ ایجنسی) 1965ع ص 777۔ نیز ملاحظہ ہو ماہنامہ "پشتو" پشتواکادمی پشاوریونیورسٹی، سوات باباجی نمبر فروری/مارچ 1982ع، ص 32 (مقالہ ڈاکٹر محمد حنیف استاد شعبۂ دینیات اسلامیہ کالج)۔

(2) تازہ نوای معارک، تعلیقات، تعلیق نمبر 3۔

(3) سید احمد شہید (1201ھ ـــ 1246ھ) نے 22 سال کی عمر میں شاہ عبدالعزیز دہلوی سے طریقۂ نقشبندیہ میں بیعت کرکے سلوک کی تکمیل کی اور شاہ موصوف کے داماد مولانا عبدالحی، شاہ ولی اللہ کے پوتے مولانا اسمعیل شہید اور شاہ عبدالعزیز کے نواسے شاہ محمد اسحق نے آپ سے بیعت کی۔ آپ معرفت الہی اور طریق سلوک کے شرعی آداب پرزور دیتے تھے آپ کا دستور تھا کہ پہلے طریقہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ میں باواز بلند بیعت لےکر پھر طریقہ محمدیہ میں بیعت لیتے تھے (موج کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام طبع لاہور 1975ع، ص 16-18)۔

اوّلین سپہ سالاروں (شاہ اسمعیل شہید اور سید احمد شہید بریلوی رحمہما اللہ)نے تو 1246ھ میں بالاکوٹ کے مقام پر جام شہادت نوش کیا :۔

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

لیکن چند سال بعد سرفروش مجاہدین معرکۂ امبیلا (1863ع) میں انگریزوں سے برسر پیکار نظر آتے ہیں ، وہ سرفروش خاک و خون میں لوٹ کر "خوش رسمی " کی ابتداء کرگئے تو قلندران دیوبند کا گروہ آگے بڑھا اور نان شعیر پر گذارہ کرنے والے یہ مردان بے نوا فقر و غنا کے خیال سے بے نیاز ہوکر میدان جہاد میں کود پڑے ، ابوبکر ، عمر ، عثمان ، علی (رضی اللہ عنہم)کے (1) نسبی و روحانی فرزند اور خواجگان چشت و نقشبند کے جانشین زور و زر کے مقابلے میں اترآئے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن ، مولانا عزیر گل مدظلہ العالی اور مولانا حسین احمد مدنی نے مالٹا میں سنت یوسفی پر عمل کیا ، انہی جانبازوں اور ان کے سرفروش ساتھیوں کے یقین محکم اور عمل پیہم نے برصغیر سے انگریزوں کو بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کردیا -

احبّ الصّلحین و لست منہم

لعلّ اللہ یرزقنی صلاحاً

* *

* * * * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * *

* * * * * *

* * * *

---

(1) اکابر دیوبند میں مولانا قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ اور مولانا یعقوب قدس اللہ سرہ نسباً صدیقی ہیں ، حاجی امداداللہ مہاجر مکی ،حضرت رشید احمد گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ اسرارہم فاروقی ہیں ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس اللہ سرہ عثمانی اور شیخ الاسلام حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ سید ہیں اور یہ سب حضرات سلسلۂ چشتیہ سے تعلق رکھتے ہیں -

باب چہارم
فارسی ادب پر تصوف کے اثرات

* * * * * * * * * * * * * * * *

عرفان و تصوف نے فارسی شعر و ادب کو رونق بخشی ، اس میں جان ڈالدی اور اس کے دامن کو وسیع کردیا ۔ تصوف نے فارسی ادب کو وہ روشنی عطاکی جس نے اس کے چشم بصارت کو نور بصیرت سے نوازا ، اس نے فارسی ادب کے تخیل و تعقل کے دامن کو ذوق و وجدان اور تفکر و تعمق کے گل بوٹوں سے مزین کردیا ۔ وہ ادب جو پہلے الفاظ کی رعایت ، فصاحت وبلاغت کے اظہار ، امراء و وزراء کی مدح و ستائش ، طبعی مناظر کی منظرکشی ، رزم و بزم کی داستان سرائی اور گل و بلبل ، شمع وپروانہ اوریاعاشق و معشوق کے ذکر کے لئے مخصوص تھا ، عرفان و تصوف نے اس میں نیا رنگ بھر دیا ، اس کا رخ ظاہر سے باطن ، مجاز سے حقیقت اور الفاظ سے معانی کی طرف پھیر دیا ، گویا فارسی ادب جو پہلے آب و گل کا ایک معجون مرکب تھا تصوف نے نے اسے جان و دل کا ایک مرغوب اکسیر بنادیا ۔

اگر صرف فارسی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جو شاعری تصوف سے پہلے حاکمان وقت کے تقرب اور وسیلۂ معیشت و شہرت کے حصول کا ایک ذریعہ تھی وہی شاعری تصوف کی برکت سے تہذیب اخلاق ، تصفیۂ قلب و روح اور تزکیۂ باطن کا ذریعہ بن گئی ، دوسرے لفظوں میں شعراء کے افکار و خیالات کا رخ "عالم سازی "کے بجائے "آدم سازی " کی طرف منعطف ہوگیا اور فارسی شعراء کا میلا کچیلا کچکول گدائی بے نیازی کے کاسۂ زرین میں تبدیل ہوگیا ۔ مکتب عرفان کے اندرریاضت و مجاہدہ کے مراحل سے گذرے ہوئے صوفی شعراء کے بےغل و غش افکار پر مشتمل کلام اور سیر و سلوک سے بےخبر فارسی شعراء کے کلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے :

میان ماہ من تا ماہ گردون　　تفاوت از زمین تا آسمان است

جہاں پانچویں (چھٹی) صدی ہجری کے نصف آخر کا شاعر (جسکا مسلک تصوف سے تعلق نہیں رہا)

ظہیر الدّین طاہر بن محمد فاریابی (متوفی598ھ) کہتا ہے :

صد قرن بر جہان گذرد ، تا زمان ملک اقبال ، در کف چو تو صاحبقران دہد (1)

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پای تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلان دہد (2)

وہاں ایک سو سال بعد ~~چھٹی~~ ساتویں صدی ہجری کے نصف آخر کا صوفی مزاج شاعر سعدی شیرازی فرماتے ہیں :

چہ حاجت کہ نہ کرسی آسمان نہی زیر پای قزل ارسلان

مگو پای عزت بر افلاک نہ بگو روی اخلاص بر خاک نہ

وہی حکیم سنائیؒ غزنوی جو ابتداء میں سلاطین کی مدح و ستائش میں قصیدے کہتے ہوئے تھکتے نہیں تھے اور نان کے ٹکڑے ، سیم و زر کے ایک سکے اور در و گوہر کے ایک دانے کے لئے اپنے سے کمتر ایک سپاہی کی تعریف میں رطب اللّسان رہتے تھے اور اس کے سامنے جھکتے :

ای سنای نشود کار تو امروز چو چنگ تا بخدمت نشوی و نکنی قامت چنگ

سر سرہنگان ، سرہنگ محمد ہروی کہ سرآہنگان خوانند ، مراورا سرہنگ

گر سقاب برد باد نہیبش ، نشگفت کہ سیہ روی شود مردم سقاب ، چو زنگ

بر پلنگ ار بنہد دست ، ز روی شفقت نجم سیارہ نماید نقط از پشت پلنگ (3)

لیکن عرفان و تصوف کے مکتب میں انہوں نے بے نیازی کا وہ سبق پڑھا جس نے انہیں دنیا اور اس کے مزخرفات سے یکسر بے نیاز کردیا چنانچہ ایک قطعہ میں فرماتے ہیں :

من نہ مرد زر و زن و جاہم بخدا ! گر کنم و گر خواہم

ور تو تاجی دہی ز احسانم بسر تو ، کہ تاج نستانم ! (4)

---

(1) دیوان ظہیر فاریابی ، مرتبہ تقی بینش چاپ اول ، طوس مشہد اسفند 1337 ، ص 114 ۔

(2) ایضاً ص 112 ۔

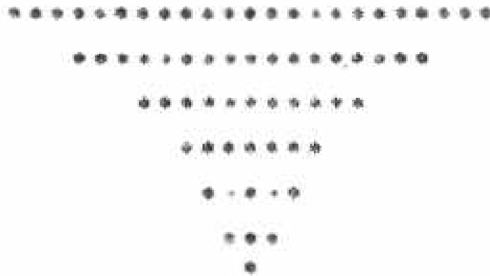
(3) دیوان سنائیؒ غزنوی مرتبہ مظاہر مصفا ، چاپ امیر کبیر تہران ، ص 187 (قصیدہ در مدح سرہنگ امیر ہروی) ۔

(4) حدیقۃ الحقیقت مرتبہ مدرس رضوی چاپ تہران 1329 ، ص 736 (در وصف بی طمعی و خویشتن داری) ۔

تصوف نے فارسی ادب میں نہ صرف فکری انقلاب برپا کردیا ، بلکہ اس کے دامن کو موضوعات کے تنوع اور الفاظ و معانی کی جدت و فراوانی سے بھی بھردیا ۔اس نے جہاں شعر میں دیوان حافظ، حدیقۃ الحقیقت سنائی ،گلشن راز محمود شبستری ، غزلیات و مثنوی معنوی مولوی جیسے گرانبہا ذخیرے کا اضافہ کردیا وہاں نثر میں اس نے فارسی ادب کو تذکرۃ الاولیاء عطار نیشاپوری ،اسرار التوحید محمد بن منور بن ابوسعید ابوالخیر ، نورالعلوم ابوالحسن خرقانی اور نفحات الانس مولانا عبدالرحمن جامی جیسے جواہر پاروں سے نوازا ۔علاوہ ازیں ایران کی مردم خیز سرزمین سے جو صوفیاء کرام اٹھے وہ ایران کے حدود سے نکل کر ترکستان اور برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا پیغام لے کر پہنچے ۔ان صوفیاء کی زبان عام طور پر فارسی ہوا کرتی تھی ۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ جہاں جہاں بھی گئے فارسی ادب کو بھی ساتھ لیتے گئے ۔دوسری اہم بات یہ کہ صوفیہ ایسے نہیں تھے کہ جن کے کلام کی گونج درباری شعراء کی طرح مدحیہ قصائد کی صورت میں شاہی محلات کی چاردیواری تک محدود رہی بلکہ ان کا تعلق براہ راست عوام النّاس کے ساتھ ہوتا تھا ، ان کی مجالس میں ان کے گوہر بار و دررنثار ملفوظات سننے کے لئے جہاں شہروں کے رؤسا و امراء شریک ہوتے تھے وہاں دور دراز علاقوں کے سادہ لوح دیہاتی بھی بڑی عقیدت کے ساتھ شامل ہوتے تھے اور اس طرح قدرتی طور پر فارسی کی شیرین زبان سے ان کا قلبی تعلق پیدا ہوجاتا تھا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی جہاں اس دور کے عرفی و نظیری کے مدحیہ قصائد کا ایک شعر بھی کسی کو ازبر نہیں ،وہاں سعدی ،حافظ ،حضرت معین الدّین چشتی ،حضرت نظام الدّین اولیاء ،سید محمد گیسو دراز اور سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللّٰہ اسرارھم کے سینکڑوں صوفیانہ اشعار و ملفوظات زبان زد خلائق ہیں ۔ برصغیر پاک و ہند میں اکثر صوفیاء کرام کے سوانح و ملفوظات فارسی زبان کے الفاظ و بیان سے استوار ہوئے جن میں سیر الاولیاء مؤلفہ سید محمد بن مبارک المعروف بہ میر خورد ، سیر العارفین مؤلفہ حامد بن فضل اللّٰہ جمالی ؒ سلک السّلوک ابو تراب ضیاء الدّین نخشبی ، فوائد السّالکین (ملفوظات قطب الدّین بختیار کاکی اوشی قدس اللّٰہ سرہ) مرتبہ

خواجه فرید الدّین گنجشکر (رح) ، راحت القلوب (ملفوظات فرید الدّین گنجشکر)مرتبه خواجه نظام الدّین اولیاء قدس اللّہ سرہ، فوائد الفواد (ملفوظات خواجه نظام الدّین اولیاء)مرتبه حسن سنجری (رح) وغیرہ فارسی زبان و ادب کے لاجواب جواہر پارے ہیں -

اگر یہ کہا جائے که یہ صوفیاء لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے ،ان کی زبان کی محبت عوام کے دلوں میں رچ بس گئی تھی جس کی وجہ سے نه صرف خانقاہ و مدرسه میں فارسی زبان کا طوطی بول رہا تھا بلکه شاہی دربار و دفتر میں بھی اس کا راج قائم ہو گیا تھا ، تو مبالغه نه ہوگا چنانچه سارے مغلیه دور حکومت میں سرکاری ، ثقافتی اور کاروباری زبان فارسی ہی رہی -



باب پنجم

شیخ محمد شعیب (مصنف مرآۃ الاولیاء)
قدس اللہ سرہ کے حالات زندگی

****

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کا شمار تاریخ اسلام کے ان گمنام مجاہدوں اور صوفیاء کرام میں ہوتا ہے جنہیں اپنی زندگی میں بہت کم لوگوں نے پہچانا اور خود انہوں نے بھی غالباً حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر عمل کیا کہ جب آنحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی رحلت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت عمر (رض) سے پوچھا "اے عمر ! تم خدا کو پہچانتے ہو ؟" انہوں نے فرمایا "کیوں نہیں ضرور پہچانتا ہوں" آپ نے فرمایا "پھر خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کو پہچاننے کی کوشش نہ کرنا" پھر دریافت کیا "کیا خدا تمہیں پہچانتا ہے ؟" حضرت عمر (رض) نے جواب دیا "جی ہاں" فرمایا "پھر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا تمہیں نہ پہچانے" ۔

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ نے اپنی زندگی درس و تدریس، ارشاد و تلقین اور جہاد فی سبیل اللہ میں گذاردی اور ہر ایک شعبہ میں شاگرد ہی نہیں استاد بھی رہے، مرید ہی نہیں مرشد بھی رہے ، سپاہی ہی نہیں سپہ سالار بھی رہے لیکن بایں ہمہ آج ہمارے سامنے انہی کے رشحات قلم " مرآۃ الاولیاء " کی صورت میں ان کے حالات نہیں بلکہ ان کی تعلیمات موجود ہیں جبکہ ان کے سلسلۂ تصوف میں جہاں ایک طرف غوث زمان وقطب دوران حافظ عبدالغفور (متوفی 1295ھ) اور ان کے خلیفہ جناب شاہ عبدالرّحیم رائپوری قدس سرہ (متوفی 1337ھ/1919ع) کے علاوہ شاہ عبدالقادر رائپوری (متوفی 1962ع) ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (متوفی 1371ھ/1961ع) ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (متوفی 1402ھ) جیسی بزرگ ہستیاں اور دوسری طرف جناب حافظ عبدالغفور کے خلیفہ بطل حریت مولانا نجم الدّین المعروف بہ ہڈے ملا قدس اللہ سرہ (متوفی 1913ع) اور ان کے خلیفہ

مجاہد ملت حاجی فضل واحد ترنگزئی قدس اللہ سرہ (متوفی 1356ھ / 1937ع) جیسے مردان حر کے مفصل حالات مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ خود اس شجر طوبی کے بیخ و بن اور اس دائرۂ رشد و ہدایت کے مرکز شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی تاریخ ولادت تک کسی تذکرے میں نہیں ملتی ۔ شاید اس میں شیخ موصوف کے مستورالحال رہنے کی اپنی خواہش کا بھی دخل ہے جیسا کہ موضع یعقوبی کے مولانا عبدالعلی مرحوم کا (1) کہنا ہے کہ "حضرت محمد شعیب قدس اللہ سرہ اپنے آپ کو اس قدر مستور الحال رکھتے تھے کہ اگر ان کے خلیفہ شیخ عبدالغفورؒ نہ ہوتے تو آپ کے نام تک کا کسی کو علم نہ ہوتا یہ تو جناب حافظ عبدالغفور ہی تھے جس نے آپ کا تعارف لوگوں میں کرایا"۔ اور غالباً آپ کے اسی جذبے کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کی اولاد نے آپ کے مزار کی سادگی میں کوئی فرق نہ آنے دیا اور آج کل کے بعض دیگر مزارات کی طرح اسے دنیوی منفعت کا مرکز نہیں نہیں بنایا چنانچہ راقم الحروف نے 12 فروری 1983ع کو اپنے مطالعاتی سفر کے دوران صاحبزادہ فضل قدوس بن عبدالقدوس بن عبداللہ یر بن عبدالقدیر بن عبدالقادر بن فضل اللہ بن حضرت محمد زبیر بن رفیع القدر حافظ گل سے سنا کہ قیام پاکستان کے بعد توردھیری (تحصیل صوابی ، ضلع مردان) (2) کے جناب عبدالرازق خان (سابق صوبائی وزیر صوبہ سرحد) سردار عبدالرّب نشتر مرحوم کو اپنے ساتھ توردھیری لے آئے ، انہوں نے شیخ باباجی (محمد شعیب) کے مزار کے بارے میں دریافت کیا تو چونکہ خود عبدالرازق خان کو بھی اس مزار کا صحیح علم نہیں تھا اس لئے وہ انہیں میاں گلو بابا (رح)توردھیروی کے مزار پر لے گئے (جس پر خوبصورت گنبد ہے اور جسے زائرین

---

(1) مولانا عبدالعلی کے والد کا نام مولانا جاندار تھا جو علوم متداولہ کے ایک متبحر عالم اور اپنے وقت کے ایک قابل مدرس تھے ، ان کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو "تذکرہ علماء ومشائخ سرحد" مؤلفہ مولوی امیرشاہ قادری ، طبع عظیم پبلشنگ پشاور 1972ع ، حصہ دوم ص 244-45 مذکورہ روایت راقم الحروف نے مولانا عبدالباقی عرف گل لالا توردھیروی سے یکم اکتوبر 1983ع کو اپنے مطالعاتی سفر کے دوران سنی ۔ مولانا عبدالباقی مولانا عبدالعلی مرحوم کے شاگرد تھے ۔

(2) حضرت رفیع القدر شیخ محمد شعیب کے والد تھے ۔ اس نسب نامے کے لئے ملاحظہ ہو "شجرہ مطبوعہ باہتمام صاحبزادہ احمد جان ساکن پلوشئی (سخاکوٹ ۔ شمال مغربی صوبہ سرحد) ۔

(3) آپ کا نام گل محمد اور والد کا نام مراد تھا ، آپ شیخ رحمکار المعروف بہ کاکا صاحب

کے لئے دلکش بنادیا گیا ہے) ۔ سردار عبدالرّب نشتر کی صاحب نسبت شخصیت نے اسے پہچان لیا اور فوراً بولے " یہ اس شخص کا مزار نہیں " چنانچہ جب انہیں شیخ باباجی (رح) کے مزار پر لے جایا گیا تو کہا یہی مزار شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کا ہے ۔

بہر حال ہمارے معلومات کے مطابق اب تک جن لوگوں نے شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے تھوڑے بہت حالات قلمبند کئے ہیں ان کے نام اور تصنیفات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :-

(1) نصراللہ خان نصر "سلسلۂ اولیائے سرحد نمبر 32 حضرت محمد شعیب تورڈھیر" (پشتو) مطبوعہ ادبی ٹولنہ تہکال بالا پشاور، اشاعت اول 1953ع ۔

(2) پروفیسر عبدالرؤف نوشہروی، سابق صدر شعبہ کیمیا پشاور یونیورسٹی "بحرالانوار" (پشتو) مطبوعہ عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور، اشاعت اول 1384ھ ۔

(3) عبدالحلیم اثر افغانی، "روحانی رابطہ" (پشتو) مطبوعہ دارالاشاعت باجوڑ (مالاکنڈ ایجنسی) 1965ع ۔

(4) اعجازالحق قدوسی "تذکرۂ صوفیائے سرحد" مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور 1966ع ۔

(5) مولوی محمد امیرشاہ "تذکرہ علماء ومشائخ سرحد حصہ دوم" (اردو) مطبوعہ عظیم پبلشنگ ہاؤس خیبر بازار پشاور، اشاعت اول 1972ع ۔

(6) روشن خان، " اردو ترجمہ و تحشیہ تواریخ حافظ رحمت خانی "مطبوعہ پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی 1976ع ۔

(7) جناب حافظ غلام فرید، "احوال العارفین" مطبوعہ تنویر سنز پبلشرز اردو بازار لاہور 1979ع

(8) جناب آصف خان، "تاریخ ریاست سوات" مطبوعہ فیروز سنز پشاور 1958ع ۔

(9) ڈاکٹر محمد حنیف ایسوسئیٹ پروفیسر شعبہ دینیات، اسلامیہ کالج پشاور "حضرت اخوند

(متوفی 1063ھ) کے مرید اور خلیفہ تھے (تاریخ پشاور مصنفہ گوپال داس طبع لاہور ص 334) پروفیسر عبدالرؤف نوشہروی کے بیان کے مطابق احمد شاہ ابدالی جنگ پانی پت کے موقع پر آپ سے دعا کروانے کے لئے تورڈھیر تشریف لائے تھے (بحرالانوار ص 217)۔ آپ نے 10 رمضان 1180ھ کو وفات پائی ۔

(4) راقم الحروف نے 12 فروری 1983ع کو آپ کے مزار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ۔

عبدالغفور د حضرت میاں عمر د خانقاہ سرہ تعلق" مشمولہ ماہنامہ پشتو، پشتو اکیڈیمی پشاور شمارہ 1-2، جلد 13، فروری / مارچ 1982ع -

مذکورہ کتب کے علاوہ جن کتابوں میں حافظ عبدالغفور قدس اللہ سرہ کے حالات درج ہیں وہاں ضمنی طور پر آپ کا ذکر بھی آیا ہے - علاوہ ازیں ہم نے اپنے مطالعاتی سفر کے دوران تورڈھیری، صوابی اور مردان کے دیگر دیہاتوں بیکی، کنڈہ، قاضی آباد (جہاں آپ کی اولاد آج تک آباد ہے)، علاقہ بنیر کے پہاڑی گاؤں چینگلئی و کلاں شریف اور سوات کے موضع اوڈیگرام، میں شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی اولاد اور ان کے معتقدین سے ملاقاتوں کے دوران آپ کے حالات زندگی کے متعلق جو معلومات حاصل کیں ان کا خلاصہ اگلے چند صفحات میں پیش کیا جاتا ہے -

آبا و اجداد | آپ کے جد امجد مجاہد اعظم شیخ محمد رفیق المعروف بہ اخوند غازی بابا (1)

---

(1) شیخ محمد رفیق "اخوند یا اخون غازی بابا" کے علاوہ ملک غازی خان کے نام سے بھی مشہور تھے (حواشی تواریخ حافظ رحمت خانی ص 616) - واضح رہے کہ اخوند اور ملک کے القاب افغانوں میں عام طور پر مستعمل ہیں، اخوند تورانی لفظ ہے اور متبحر عالم کے لئے استعمال ہوتا ہے، ملک قبیلے یا قوم کے سردار کے لئے بولا جاتا ہے - چونکہ دور قدیم کے اکثر افغان مورخین (مثلاً مخزن افغانی کے مصنف نعمت اللہ ہروی اور تواریخ خورشید جہانی کے مصنف شیر محمد خان گنڈاپور) افغان قوم کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالار افغان بن ارمیا کی اولاد قرار دیتے ہیں اور افغان مذکور حضرت یعقوب علیہ السلام (الملقب بہ اسرائیل) کی اولاد میں سے تھا اس لحاظ سے افغانی النسل لوگ نسباً اسرائیلی ہیں - اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے سردار طالوت کو ملک کہہ کر یاد فرمایا ہے، "اور ان لوگوں سے ان کے نبی نے کہا کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے طالوت کو (ملک) امیر مقرر کردیا ہے" (البقرہ 247) اس بنا پر افغان بھی اپنے ہر سردار کو ملک کے نام سے یاد کرتے ہیں - اخوند درویزہ نے ایک دوسری دلچسپ توجیہہ کی ہے اور وہ یہ کہ افغان قوم اپنے تکبر اور خود بینی کی بنا پر کسی دوسرے کی بادشاہت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس لئے ان کے اندر ایک بڑے بادشاہ کے چھوٹے بڑے ملک ہوتے ہیں "این مردم افغانان را از قدیم رسم و آئین بر آن بود کہ از غایت جہل و صلابت دل در میان یکدیگر بادشاہی را برخود جائز نداشتند چہ ایشان را تکبر و خود بینی بر آن داشتہ کہ چگونہ در حضوریکی از اقربای خویش عجز و فروتنی کشیم، خود نوکر و آن دیگر را بادشاہ گوئیم بل مساوی یکدیگر باشیم، اسم از آنست کہ افغان را ملک گویند در عرف دیار ما زیرا کہ ایشان را ملکان می باشند و بادشاہان کم می باشند بل ہر کدام از خورد و بزرگ ایشان خود را ملک گویند چہ

کابلی قندھاری بن علی بن رجو (Rajar) مطابق انگریزی ترجمہ حیات افغانی شیل تمرا و و مخزن افغانی، اردو ترجمہ ص 423 ـــ زختر مطابق تواریخ خورشید جہانی ص 181) بن ابدل بن ترین بن شرخبون (شرف الدین)بن سڑبن (سربن)بن قیس عبدالرشید ، ابدالی (2) (3) قبیلے کی علیزئی شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔

آن ملکان بی اتفاق سائر جماعت خویش کار نمی توانند کرد ، پس ہر کدام ایشان بنفس خویش ملک اند " (تذکرۃ الابرار والاشرار ص 83) ۔

* * * * * * * * * * * * * * *

(1) افغانستان میں قندھار کو آپ کا زادبوم قرار دینے کے بارے میں تذکرہ نگار خاموش ہیں ، البتہ اس قدر محقق ہے کہ سڑبنی قبیلے کی ابدالی شاخ کا مسکن قندھار ہے (سوات نامہ دیباچہ از عبدالحی حبیبی ص 50) نیز اخوند قازی بابا نے اپنے بعض اشعار میں واضح طور پر کہا ہے کہ وہ قندھاری ہیں اور ابدالی قبیلے کی علیزئی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ،

محمد رفیق خط نامہ دہ ‏ ‏ سکونت بنہر خط کنشدہ دہ

د اودل (ابدل) د ذاتہ یمہ

زہ پہ اصل درانی یم ‏ ‏ پہ درانو کسے علیزی یم

وطن م قندھار دے

(ترجمہ) محمد رفیق میرا نام ہے ، میں (فی الحال) کنشدہ (تحصیل صوابی ، ضلع مردان) میں سکونت پذیر ہوں ، اودل کی ذات سے ہوں ، اصل میں درانی (قبیلے سے میرا تعلق ہے ، درانیوں میں (میں)علیزئی (شاخ) سے ہوں ، میرا (اصلی)وطن قندھار ہے ۔

یہ اشعار رسالہ " حضرت حافظجی مبارک " کے ص 11 پر درج ہیں جو موضع عمرزئی (تحصیل چارسدہ ، ضلع مردان) کی عرس کمیٹی (جس کے ناظم اعلی فقیر محمد صاحب ہیں) نے کچھ عرصہ قبل (سال اشاعت درج نہیں) سرحد پریس پشاور سے شائع کیا ۔

(2) قیس عبدالرشید کے تین بیٹے تھے سربن ، بٹن اور غورغشت جن میں سربن سب سے بڑے بیٹے کا نام ہے ، تمام افغان انہی تینوں کی اولاد ہے جس کی تفصیل تاریخ مخزن افغانی اور تواریخ خورشید جہان میں درج ہے ۔

قیس عبدالرشید کون تھے اور ان کے اوپر افغانوں کے نسب کا سلسلہ کس طرف اور کہاں تک پہنچتا ہے ، اس بارے میں افغانوں کے قدیم و جدید مورخین اور مستشرق محققین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے ، اکثر قدیم افغان مورخین مثلاً نعمت اللہ ہروی ، شیر محمد خان اخوند درویزہ وغیرہ (جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے)کے خیال کے مطابق افغان اسرائیلی النسب ہیں جبکہ بعض جدید محققین مثلاً احمد علی کہزاد مصنف تاریخ افغانستان کی رائے میں افغان لوگ آریا نسل سے تعلق رکھتے ہیں ، علاوہ ازیں ایک جدید خیال کے مطابق افغان یا پٹھان نہ بنی اسرائیلی ہیں اور نہ آریائی بلکہ پٹھانوں یا پشتونوں کی ایک جداگانہ تاریخی حیثیت ہے (ملاحظہ ہو " پشتون کون ہیں ؟ " مصنفہ پروفیسر پریشان خٹک ، طبع پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ، اشاعت اول 1984ء) ۔

حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی اولاد میں سے صاحبزادہ احمد جان جو (1) اصلاً عمرزئی کا باشندہ ہے اور فی الحال پلوشل (سخاکوٹ) میں مقیم ہے، نے حضرت اخوند غازی بابا (رح) کا شجرہ نسب مرتب اور طبع کرایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ شجرہ (2) اوڈیگرام (سوات) کے نظام الدین سے ملا ہے، یہی شجرہ صاحبزادہ مولانا عبدالقدوس بن (3) صاحبزادہ عبداللہ پر ساکن تورڈھیر کے خاندانی کاغذات میں موجود ہے اور یہی شجرہ مولانا ولی النبی عرف باچا صاحب ساکن بیکی (تحصیل صوابی) کے پاس محفوظ ہے - یہ تینوں شجرے ایک جیسے ہیں اور اس میں رجر اور ترین بن شرخبون کے نام درج نہیں، اس لئے ہم نے تاریخ مخزن افغانی، حیات افغانی اور تواریخ خورشید جہان کے بیان کو ترجیح دی ہے -

اخون غازی بابا (رح) اپنے بیٹوں سمیت (جن کی تفصیل اگلے سطور میں درج ہے) 1174ھ/1175ھ مطابق 1760ع / 1761ع میں احمد شاہ درانی (متوفی 1186ھ/1772ع) کے ہمراہ جہاد کی غرض سے ہندوستان آئے، احمد شاہ درانی کی فوج سرہند ریاست پٹیالہ

بہرحال یہ مضمون ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے مزید تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں البتہ جہاں تک قیس عبدالرشید کی صحابیت کا تعلق ہے جیسا کہ مخزن افغانی اور تواریخ خورشید جہان میں لکھا ہے، تو یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی، خود ان کتابوں میں اس روایت کا کوئی مستند حوالہ درج نہیں اور رجال کی مستند مآخذ وں الاصابہ فی تمییز الصحابہ مصنفہ ابن حجر عسقلانی، اسد الغابہ مصنفہ علامہ ابن الاثیر اور سیراعلام النبلا مصنفہ علامہ ذہبی میں اس کا کوئی ذکر نہیں، خود افغان مؤرخ حیات محمد خان نے اپنی تصنیف حیات افغانی میں اسے ایک ادبی افسانہ قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو حیات افغانی کا انگریزی ترجمہ (Afghanistan and its inhabitants by Henry Priestley, Sang-i-Meel Publications Lahore 1981, P: 50-56).

(3) ابدالی قبیلہ ابدال بن ترین (یا تارین) بن شرخبون (شرف الدین) بن سربن بن قیس عبدالرشید کے نام سے موسوم ہے، جب نادر شاہ افشار کے قتل کے بعد احمد شاہ ابدالی نے افغانستان کے سلطنت کا زمام اقتدار سنبھالا تو اس نے در دراں کا لقب اختیار کیا اور یوں ابدالی قبیلہ درانی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

* * * * * * * * * * * * * *

(1) احمد جان بن فرید الدین بن آفتاب الدین بن بدرالدین بن سعد الدین (شہید 1230ھ) بن محمد شعیب

(2) اس مطبوعہ شجرہ کی قلمی نقل جو خادم الانبیاء بن علاء الدین بن سراج الدین بن نورالحق قطب زمان بن سعد الدین شہید الخ کے ہاتھ کا نوشتہ ہے (تاریخ تحریر 17 ذی الحجہ 1340ھ) راقم الحروف نے 12 اکتوبر 1983ع کو دیکھی جو صاحبزادہ احمد جان کے پاس پلوشل (سخاکوٹ) میں ہے

(3) نظام الدین بن نورالحق قطب زمان بن سعد الدین شہید بن محمد شعیب قدس سرہ (شجرہ مطبوعہ)

سے ہوتی ہوئی ضلع کرنال میں واقع پانی پت کے میدان میں پہنچ گئی ۔ یہاں پر ہندوستان کی ایک ابھرتی ہوئی جنگجو قوت مرہٹوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک تاریخی جنگ لڑی گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی ۔ چونکہ احمد شاہ درانی کا اپنے وطن افغانستان سے شدید محبت کی وجہ سے ہندوستان پر مستقل حکومت کرنے کا ارادہ نہیں تھا اور اتنی دور سے اتنی بڑی سلطنت پر حکومت کرنا کچھ آسان کام بھی نہ تھا خاص طور پر ایسے ایسے حالات میں جہاں سکھوں جیسی ایک اور ابھرتی ہوئی قوت موجود تھی ۔ اس لئے 29 جنوری 1761ع کو عالمگیر ثانی کے بیٹے شاہزادہ علی گوہر جس نے شاہ عالم ثانی کا لقب اختیار کرکے 1759ع سے بہار میں اپنی حکومت قائم کی تھی کو دہلی کے تخت پر متمکن کرکے اپنے ملک افغانستان واپس چلا گیا ۔ (1)

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے ضلع مردان میں افغانوں کے بہت سے قبائل عرصہ سے آباد چلے آرہے ہیں ، پانی پت کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد اخوند غازی بابا اور ان کے صاحبزادے یہاں کے یوسفزئی دوستوں کی خواہش پر موضع کنڈہ (تحصیل صوابی) جسے مقامی لوگ "زوہ یوسفزئی" بولتے تھے ، مقیم ہوگئے (2) جہاں آپ کا سکونتی مکان آج بھی موجود ہے اور

---

(1) تفصیل کے لئے ملاحظہ Ahmad Shah Durrani by Ganda Singh, P: 249-261

(2) سلسلۂ اولیائے سرحد نمبر 32 ص 3 ، ۔ احوال العارفین ص 83 ۔ روحانی رابطہ ص 960 (حاشیہ) تذکرہ صوفیائے سرحد ص 463 ، 464 ۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ، حصہ دوم ص 264 ۔ اگرچہ نصراللہ خان نصر (مصنف سلسلۂ اولیائے سرحد نمبر 32) ، اعجاز الحق قدوسی (صاحب تذکرہ صوفیائے سرحد) ، مولوی امیر شاہ قادری (مؤلف تذکرہ علماء و مشائخ سرحد) اور روشن خان (مترجم و حاشیہ نگار تواریخ حافظ رحمت خانی) کے بیان کے مطابق اخوند غازی بابا احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ 1161ھ / 1747ع میں جبکہ اس نے ہندوستان پر پہلا حملہ کیا تھا یہاں پر تشریف لاکر مقیم ہوگئے تھے لیکن جیسا کہ قاضی عطاء اللہ کی تصنیف "د پشتنو تاریخ" ج 1 ص 121 سے ظاہر ہے کہ احمد شاہ اپنے پہلے حملے بعد ملتان ، ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسمعیل خان میں اپنے حاکم مقرر کرکے اسی راستے قندھار واپس ہوا تھا ، نیز بقول میر غلام محمد غبار "احمد شاہ از راہ دیرہ جات بر قندھار مراجعت کرد" (افغانستان در مسیر تاریخ ص 362) اور مردان اس راستے میں نہیں پڑتا جہاں یہ لوگ مقیم ہوگئے تھے اس لئے ہم نے احوال العارفین اور روحانی رابطہ کے بیان کو ترجیح دی ہے ۔

آپ کی بیویوں کے مزارات موضع انبار (تحصیل صوابی) کے عام قبرستان میں "مزارات بی بی صاحبہ" کے نام موجود ہیں ۔آپ نے امارت و سرداری چھوڑکر فقر و تجرید کی زندگی اختیار کی ،بعد میں بغرض جہاد مشرقی افغانستان میں تشریف لے گئے اور کفار سے جہاد کرتے ہوئے 6 رجب بروز جمعرات شہید ہوگئے ۔آپ کا مزار صوبہ کنڑ کے علاقہ پیچ موضع مانڑوگئی کے ایک بڑے قبرستان میں واقع ہے اور غازی بابا (رح) کے نام سے مشہور ہے ۔ (1)

اخوند غازی بابا کی اولاد

اخوند غازی بابا نے پہلا نکاح قندھار میں کیا تھا جس سے دو فرزند پیدا ہوئے ،صاحبزادہ عبدالرّحمن اور صاحبزادہ محمد نسیم (حافظ غلام فرید نے احوال العارفین ص 82 پر ایک اور بیٹے صاحبزادہ محمد نعیم کا ذکر کیا ہے جس کا نام شجرہ مطبوعہ میں درج نہیں) ۔دوسرا نکاح صوابی ضلع مردان میں کیا جس سے چار بیٹے پیدا ہوئے بحر عرفان حافظ قرآن حضرت رفیع القدر المعروف بہ حافظ گل بابا قدس اللّٰہ سرہ ،صاحبزادہ عبدالخالق ،صاحبزادہ محمد نجیب اور صاحبزادہ عبدالصّمد (رحمہم اللّٰہ) ۔ان میں سے حضرت رفیع القدر اور صاحبزادہ عبدالخالق نے موضع کنڈہ میں سکونت اختیار کی جبکہ صاحبزادہ محمد نسیم ،صاحبزادہ محمد نجیب اور صاحبزادہ عبدالصّمد "بازار" (تحصیل صوابی)میں قیام پذیر ہوگئے ۔ (2)

صاحبزادہ عبدالرّحمن نے مواضعات باجا بامخیل کے درمیان حاجی خیل میں قیام فرمایا۔ آپ کی اولاد موضع حاجی خیل اورموضع بیکی (تحصیل صوابی) میں آباد ہے ۔مولانا حبیب النّبی ،مولانا ولی النّبی ، مولانا مطیع النّبی جو باچگان کےنام سے مشہور ہیں ۔ان کےاجداد میں صاحبزادہ محمد عمرشاہ بن صاحبزادہ عبدالرّحیم کا نکاح حضرت محمد شعیب قدس اللّٰہ سرہ کی صاحبزادی سے ہوا جن سے تین فرزند صاحبزادہ محمد شفا ،صاحبزادہ غلام سرور اور صاحبزادہ محمد انور ہوئے یہ تینوں بھائی حضرت حافظ عبدالغفور (خلیفۂ محمد شعیب قدس سرہما)

---

(1) احوال العارفین ص 82 ۔شجرۂ مطبوعہ مرتبہ صاحبزادہ احمد جان ۔
(2) شجرۂ مطبوعہ ۔

کے خلفاء میں شامل تھے اور اولاد باچگان کے نام سے مشہور ہوئے ، یہ حضرات حضرت اخوند صاحب سوات (حافظ عبدالغفور) کی خدمت میں گھی ، غلہ اور مالی امداد بھیجا کرتے تھے (1)

حضرت بحرعرفان حافظ القرآن مولانا رفیع القدر المعروف بہ حافظ گل بابا و گڑھی شاہ بابا نے بعد میں تورڈھیر (تحصیل صوابی) میں اقامت اختیار کی ۔ آپ بڑے بلند پایہ عالم تھے ، اپنے والد بزرگوار شیخ محمد رفیق کے ہمراہ جہاد میں مصروف رہتے تھے ۔ غازی احمد شاہ کی معیت میں پانی پت کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد آپ اسی علاقہ میں درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ میں مصروف ہوگئے ، وعظ و تبلیغ سے جو فارغ وقت ملتا تو عبادت و ریاضت میں لگے رہتے ۔ ہشت نگر کے مشہور بزرگ اور شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کے استاد و مرشد حافظ محمد قدس سرہ ساکن عمرزئی (تحصیل چارسدہ) آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے ، اپنے معصر بزرگوں کی نظر میں بلند مرتبہ رکھتے تھے ۔ عبدالحلیم اثر افغانی اور ڈاکٹر محمد حنیف رقمطراز ہیں کہ آپ حضرت میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ کے مرید تھے اور میاں صاحب موصوف آپ کی بڑی قدر کرتے تھے ، آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ آپ کے ہاں تشریف لاتے ۔ (2)

آپ صاحب تصنیف تھے ، آپ کے رشحات قلم "ہزار رسائل" جو فقہ کی کتاب ہے افغانی زبان میں جناب مولانا عبدالباقی بن صاحبزادہ عبدالمجید تورڈھیری کی تحویل میں ہے ، (3) آپ نے تورڈھیری میں وصال فرمایا ، وہیں مزار مبارک ہے اور گڑھی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہے ۔

شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی ولادت، بچپن، اور تعلیم وتربیت

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی ولادت باسعادت مولانا رفیع القدر کے ہاں موضع کنڈہ میں ہوئی ، (4)

---

(1) احوال العارفین ص 85 (شجرہ مطبوعہ میں اس خاندان کے نام درج نہیں) ۔
(2) روحانی رابطہ ص 960 (حاشیہ) ، ماہنامہ پشتو ، سوات باباجی نمبر فروری / مارچ 1982ع ۔
(3) جب راقم الحروف نے یکم اکتوبر 1983ع کو اپنے مطالعاتی سفر کے دوران مولانا عبدالباقی مدظلہ سے ملاقات کے دوران اس کتاب کو دیکھنے خواہش ظاہر کی تو انہوں نے معذرت ظاہر کی کہ اسوقت موجود نہیں ، کسی کو دی تھی اور بار بار تقاضے کے باوجود ابھی تک واپس نہیں کی ۔
(4) احوال العارفین ص 86 ۔

بچپن ہی سے نیکی کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے :

بالای سرش ز ہوشمندی   می تافت ستارۂ بلندی

ایک بار آپ کے والد بزرگوار آپ کو اپنے ساتھ میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے تو حضرت میاں موصوف نے بڑی شفقت و محبت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا " آئندہ چل کر بہت بڑا (روحانی) آدمی بنے گا " (1) ۔ اسی طرح ایک بار میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ حافظ رفیع القدر قدس سرہ کے پاس تورڈھیر تشریف لائے اور دریافت فرمایا "صاحبزادہ محمد شعیب کہاں ہیں ؟ " عرض کیا گیا کہ کہیں بچوں میں کھیل رہا ہوگا ، حضرت میاں صاحب خود بچوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں وہ کھیل رہے تھے ، جاکر دیکھا کہ دوسرے لڑکوں سے الگ آپ چادر بچھائے درود شریف پڑھ رہے ہیں ، حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں ، اسی زمانے سے درود شریف کا معمول ہوگیا اور یہ لگاؤ عشق کے درجہ تک پہنچ گیا ، روزانہ ہزاروں کی تعداد پوری کرلیتے تھے (2) ۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور یہیں حفظ کلام اللہ ، صرف و نحو ، اصول فقہ ، حدیث اور تفسیر پڑھی ، مزید تعلیم کے لئے والد بزرگوار آپ کو اپنے شاگرد خاص حافظ محمد قادری قدس سرہ کی خدمت میں موضع عمرزئی لے گئے اور یہیں پر آپ نے تمام ظاہری علوم کی تکمیل کی ۔

بیعت اور خلافت جب جاذب حقیقی کی طلب نے آپ کو بے قرار کردیا اور بقول جناب حافظ غلام فرید اسی دوران سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی جس میں مزید روحانی استفادہ کے لئے اپنے استاد حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں رہنے کے لئے اشارہ کیا گیا (واللہ اعلم) چنانچہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد روحانی تربیت اور باطنی علوم کے حصول کے لئے بھی آپ نے اپنے استاد ہی سے رجوع کیا لیکن حضرت حافظ محمدؒ نے درس

---

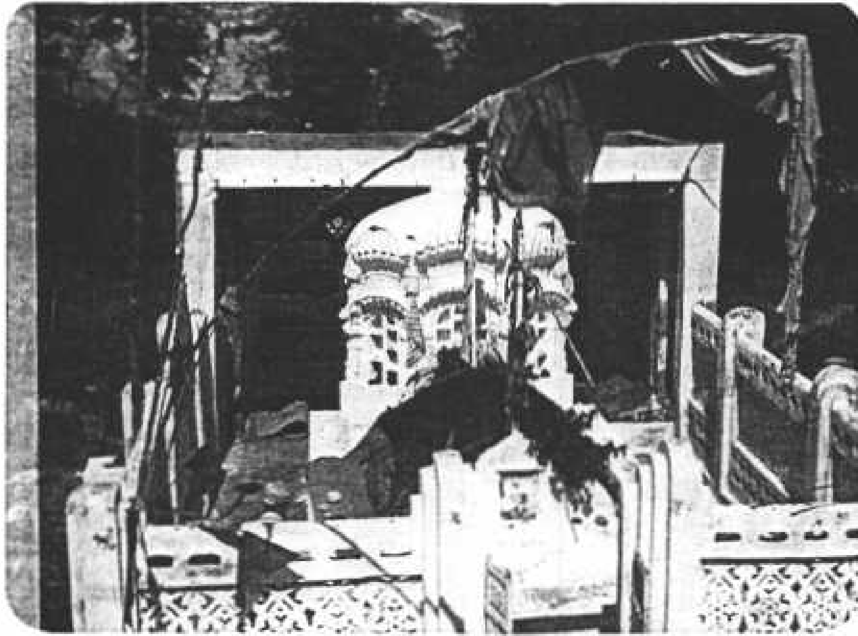
(1) سلسلۂ اولیای سرحد نمبر 32 ، ص 4 ۔ تذکرہ صوفیای سرحد ، ص 464 ۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ، ص 265 ، ج 2 ۔ احوال العارفین ص 86 ۔

(2) احوال العارفین ص 87 ۔

(1 — ص 94 ب)



حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے والد ماجد شیخ رفیع القدر المعروف بہ حافظ گل قدس سرہ کے مزار واقع توروڈھیر (مردان) کا ایک منظر ۔ یہ مزار "گوہی شاہ بابا" کے نام سے مشہور ہے ۔
(عکاسی بتاریخ یکم اکتوبر 1983ع)



(2 — ص 94 ب)

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے مرشد حضرت حافظ محمد عمرزئیؒ قدس سرہ کے مزار پر انوار واقع موضع عمرزئیؒ (تحصیل چارسدہ) کا ایک منظر ۔
(عکاسی بتاریخ یکم اکتوبر 1983ع)

و تدریس میں مشغولیت کی وجہ سے کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی - طبیعت جلالی تھی اور علوم ظاہری کی وجہ سے خود داری کا جذبہ بھی غالب تھا ، اپنے استاد کے عدم التفات کو دیکھ کر واپسی کا ارادہ فرمایا ، حضرت حافظ محمدؒ بھی اپنے محبوب شاگرد اور اپنے مشفق استاد جناب شیخ رفیع القدر قدس سرہ کے نور چشم کی شکستہ دلی کو کب برداشت کرسکتے تھے فوراً مخاطب ہوکر فرمایا "جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے انہوں نے مجھے بھی حکم فرمایا ہے ، آپ گھبرا کیوں گئے ؟ "- اب کیا دیر تھی ، کاہ و کہربا آپس میں مل گئے ، بہت سے مشرف ہوگئے جذب و انجذاب اور افادہ و استفادہ کا عمل شروع ہوگیا ، علوم ظاہر و باطن کے اس بحر بیکراں نے اپنے سارے موتی نچھاور کئے اورعشق حقیقی کے اس متوالے نے گوہرہائے مراد سے اپنی جھولی خوب خوب بھردی ، سلسلہ جنیدیہ قادریہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق حاصل کئے اور ذکر و اذکار ، عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئے - جب منازل سلوک طے ہوگئے تو حضرت حافظ محمد قدس سرہ نے دونوں سلسلوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا -

آپ نے اپنی بیعت و خلافت کا ذکر "مرأۃ الاولیا۔ "(قلمی - مملوکہ سلطان العارفین) کے صفحہ نمبر 105 پر ان الفاظ میں کیا ہے :

"این فقیر حقیر ، خاکپای کبیر و صغیر ، عاصی و جانی عفی اللہ عنہ دست بر دامن گنج انوار و مخزن اسرار ، پیشوای شریعت و مقتدای طریقت و رہنمای حقیقت و مخزن معرفت ، بحر عرفان ، حافظ قرآن حضرت حافظ محمد بنی اسرائیلی سرہ بنی قدس اللہ تعالی سرہ و برد اللہ مضجعہ زدہ و خدمت کفش مبارک آن صاحب کردہ و باجازت دو سلسلہ یکی عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقیہ و دیگر متبرکہ قادریہ جنیدیہ عالیہ مشرف شدہ" -

کہا جاتا ہے کہ عمرزیؒ میں قیام کے دوران آپ کو دو ناخوشگوار واقعات پیش آئے جن کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - صاحبزادہ محمد ادریس (1) (بن صاحبزادہ سلطان جان بن

---

(1) جناب محمد ادریس دراصل عمرزیؒ کا باشندہ اورآجکل پشاورشہر کے محلہ محتسبان نزد تحصیل گورگٹھڑی میں مقیم ہے ، وہ جس مکان میں سکونت پذیرہیں اس کے متعلق انکا بیان ہے کہ اس کا سنگ بنیاد حضرت میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ نے رکھا تھا (محمد ادریس 17 جنوری 1984ء

مفتاح الدّین بن حضرت بدرالدّین بن حضرت سعدالدّین شہید بن شیخ محمد شعیب قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ عمرزیؒ کے مقام پرجس حجرے میں شیخ محمد شعیب قدس سرہ ذکر و عبادت میں مشغول رہتے تھے وہاں قریب ہی ایک دن کچھ مخنث ساز و آواز میں لگے ہوئے تھے، چونکہ آپ ایک خاموش اور گوشہ نشین صوفی نہیں تھے بلکہ اپنے جد امجد اور والد بزرگوار کی طرح داعیانہ اور مجاہدانہ طبیعت کے مالک تھے اور ہر خلاف شرع امر کو دیکھ کر اس پرنکیر فرماتے تھے، اس بنا پر یہاں کے عیش پسند خوانین آپ سے تنگ آچکے تھے اور اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کسی طرح آپ کو یہاں سے چلے جانے پر مجبور کردیں، چنانچہ انہوں نے ایک مخنث کو اکساکر آپ کے پاس بھیجا، مخنث بن سج کر آپ کے پاس آیا اور تمسخر کے طور پر آپ سے دعا کے لئے کہا، آپ نے دعا فرمائی اور ذکر کی تلقین کی، مخنث جب باہر آیا تو اس کے دل کی دنیا بدل چکی تھی، وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔ (1)

" اس کے بعد ایک مرتبہ مخالفین نے ایک نوکر کو اس بات پر آمادہ کرلیا کہ ایک بڑا پتھر لے کر حجرے کی چھت سے آپ کے اوپر گرادیں (2) چنانچہ وہ نوکر چھت کے اوپر چڑھا اور چھت میں بنے ہوئے انگیٹھی کے سوراخ سے وہ پتھر آپ کے اوپر گرادیا، آپ نے جب اچانک پتھر کے گرنے کی آواز سنی تو "اللّٰہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا جس سے اوپر چھت کے اوپر کھڑے ہوئے اس نوکر پر بیہوشی طاری ہوگئی اور پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا، لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو نوکر کو نیچے اتار کر آپ سے دم کروایا اور عفو و درگذر کے اس پیکر کا رومال اس پر پھیر دیا، وہ ٹھیک ہوکر اپنے کئے پر نادم ہوگیا "۔ (3)

---

(1) یہ واقعہ راقم الحروف نے صاحبزادہ محمد ادریس سے 30 ستمبر 1983ع کو سنا۔

(2) اس حجرے کو آپ کے چلے جانے کے بعد ساکنان عمرزیؒ نے اپنے مکانات میں شامل کرنے کی بار بار کوشش کی لیکن ہر بار اس کے احاطے پر بنی ہوئی عمارت گرجاتی، اب ان لوگوں نے وہاں مسجد بنائی ہے اور اس مسجد کے نیچے تہہ خانہ ہے۔ (ایضاً)۔

(3) اس واقعے کے راوی صاحبزادہ محمد ادریس سے راقم الحروف نے اسی طرح سنا لیکن عرس کمیٹی عمرزیؒ کے شائع کردہ رسالے "حضرت حافظجی مبارک" کے صفحہ 18 پر درج ہے کہ پتھر گرانے والا شخص موقع پر ہی ہلاک ہوگیا تھا اور صاحبزادہ احمد جان کا بیان ہے کہ اس ——

تورڈھیر کو واپسی عمرزئی میں اپنے استاد اور مرشد حضرت حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں کتنا عرصہ رہے اس بارے میں آپ کے سوانح نگار خاموش ہیں اور آپ کی اولاد سے بھی تا دم تحریر اس سلسلے میں کوئی معلومات فراہم نہ ہوسکیں ، بہر حال ظاہری علوم اور باطنی کمالات سے مالا مال ہوکر اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے آبائی قصبہ تورڈھیر تشریف لائے ۔ یہاں پر ایک طرف ذکر و اذکار ، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و مراقبہ میں مصروف رہتے تو دوسری طرف طالبان علوم شریعت اور تشنگان راہ حقیقت کے لئے درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مشغول ہوگئے ، اپنے مستقل حلقۂ تدریس کے علاوہ آس پاس کے دیہاتوں میں بھی ابتدائی (1) مدارج کے مکاتب اور علمی مراکز قائم کرنے میں ترغیب و تشویق اور امداد و معاونت فرماتے ۔ تدریسی امور سے فارغ ہوکر عام لوگوں کے فائدے کے لئے وعظ و نصیحت کی مجلسیں بھی قائم فرماتے جس میں جوق در جوق سامعین و شائقین شریک ہوتے ، اپنے وعظ میں اتباع شریعت پر خاص طور پر زور دیتے ۔ حافظ غلام فرید لکھتے ہیں کہ آپ فتوی نویسی کا کام بھی کرتے تھے ۔ (2)

چینگلئی کو ہجرت جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا جا چکا ہے سیاسی اعتبار سے آپ کا دور انتہائی غیر اطمینان بخش تھا ، ہر طرف طوائف الملوکی اور افراتفری پھیلی ہوئی تھی ، عوام مصائب و آلام میں مبتلا تھے ، ابدالی قبیلے کے حکمران شاہ زمان ، شاہ محمود اور شاہ شجاع آپس میں برسر پیکار تھے ، شاہ شجاع کی مسلسل شکستوں کی وجہ سے پشاور تباہی و بربادی کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا ، بقول اللہ بخش یوسفی "پشاور کے علاقے میں قیام امن کی کوئی صورت نہ

وجہ سے حافظ محمدؒ نے شیخ محمد شعیب قدس سرہما سے ناراض ہوکر آپ کو تورڈھیر چلے جانے کے لئے کہا تھا لیکن بعد میں اپنے استاد (شیخ محمد شعیب کے والد بزرگوار) مولانا رفیع القدر قدس سرہ کے کہنے پر معاف فرمایا تھا ۔

(1) اعجاز الحق قدوسی کے بیان کے مطابق آپ نے تورڈھیری میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا (تذکرۂ صوفیائے سرحد ص 465) اس مدرسے کے محل وقوع کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے کیونکہ آج کل تورڈھیری قصبے میں کہیں بھی اس کا پتہ نہیں چلتا البتہ قصبے سے باہر جس قبرستان میں آپ کا مزار ہے اس کے احاطے میں لکڑی کا ایک بڑا موٹا چوکھاٹ ہنوز کھڑا ہے جس کے بارے میں آپ کی اولاد کا کہنا ہے کہ یہاں شیخ بابا جی کے فرزند صاحبزادہ صدرالدین (متوفی 1268ھ) جس کا مزار مغربی جانب آپ کے پہلو میں ہے درس دیا کرتے تھے ، غالباً یہی شیخ محمد شعیب کی درسگاہ بھی تھی ۔

تھی ، دوسری طرف بارکزئی خاندان جس کے تعاون سے درانیوں کو عروج حاصل ہوا تھا ، کے (1) سردار فتح خان کو سازشوں کا نشانہ بنا کر قتل کردیا گیا تھا جس کے بعد درانی اور بارکزئی خاندان کی باہمی چپقلش شروع ہوگئی تھی اور خود بارکزئی خاندان کے سردار ایک باپ پائندہ خان کے بیٹے ہونے کے باوجود اقتدار کی ہوس میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھے ادھر زمان شاہ نے 1798ء میں سکھوں کے ساتھ سمجھوتہ کرکے رنجیت سنگھ کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا جس نے درانی خاندان کے زوال اور بارکزئی سرداروں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر پشاور تک کے علاقے پر قبضہ کرلیا جس کے نتیجے میں یہ علاقہ سکھ مسلم فسادات کے ایک لامتناہی سلسلے کی لپیٹ میں آگیا تھا ۔

افرتفری اور بدامنی کے ان حالات نے دوسرے کئی اہل اللہ کی طرح شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا چین و سکون بھی منغص کردیا ، مسلمان حکمرانوں کے باہمی اختلافات اور اغیار کی ریشہ دوانیوں پر اندر ہی اندر کڑھتے رہتے تھے لیکن زوال و جمود کے اس ماحول میں چارہ جوئی کی بظاہر کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی ، بالآخر سکھوں کے روز افزوں مظالم سے تنگ آکر تورڈھیری کو خیرباد کہا اور صوابی سے دس میل دور خواہ خیل کے پہاڑی علاقے میں واقع موضع چینگلئی کو ہجرت فرمائی وہاں پر ایک مسجد بنائی (2) اور زندگی کے باقی ایام وہیں بسر کرنے کا ارادہ فرمایا ۔ چینگلئی میں قیام کے دوران درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے جب فرصت ملتی تو بستی سے مغرب کی جانب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹی (3) پر

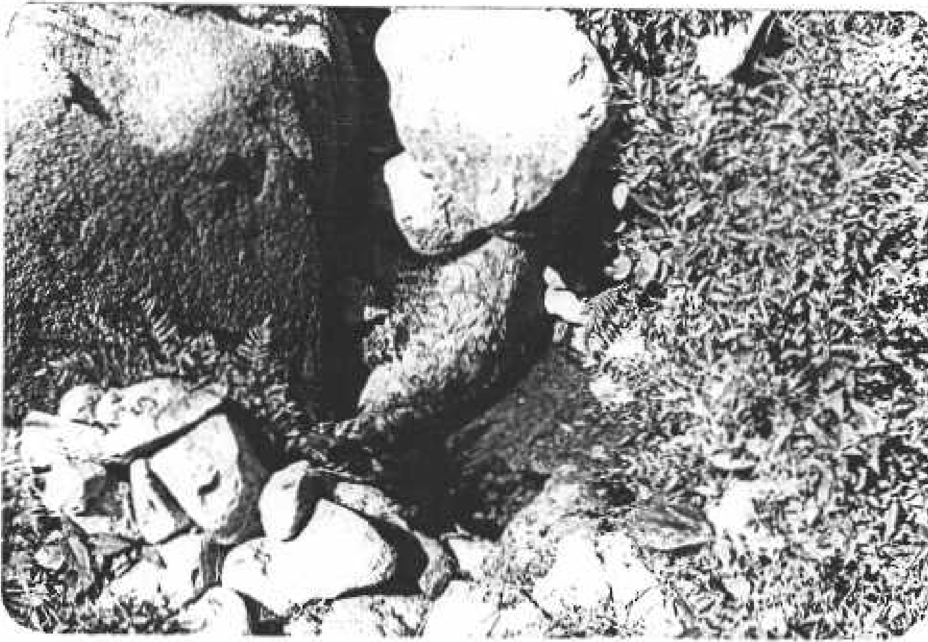
---

(1) یوسفزئی پٹھان ص 345 ۔

(2) آج کل یہ مسجد ویران ہے اور اس کے احاطے میں قبریں ہیں ، البتہ ایک بڑا سیاہ پتھر جس کی لمبائی تقریباً 4 فٹ (شرقاً غرباً) اور چوڑائی 3 فٹ (شمالاً جنوباً) ابھی تک زمین میں نصب ہے جس پر کھڑے ہوکر آذان دیا کرتے تھے ۔ موضع چینگلئی کے باشندوں سعید خان بن صاحب خان مرحوم محلہ یونس خیل ، زرداللہ خان ممبر بلدیاتی کونسل چینگلئی محلہ جعفر خیل اور غلام محمد عرف باباجی کلاں شریف نے بتاریخ 2 اکتوبر 1983ء راقم الحروف کو اپنے مطالعاتی سفر کے دوران اس مسجد اور اس کے احاطے میں نصب شدہ اس پتھر کی نشاندہی کی ۔

(3) پہاڑی کی اس چوٹی کو یہاں کے مقامی لوگ " ناڈکئی " کے نام سے یاد کرتے ہیں ، اس چوٹی سے صاف و شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہے جس کا پانی ایک خوبصورت آبشار کی صورت

(3ـــ ں 98ب)



چینگلئی کے قریب جانب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع پہاڑی چوش (جسے مقامی لوگ "ناڈکئی" کہتے ہیں) پر پھوٹنے والے چشمے کا ایک منظر جس کا پانی حضرت شیخ محمد شعیب نوش جان فرماتے تھے - اس چوش پر آپ ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے -

(عکاسی 2 اکتوبر 1983ع)



(4 ـــ ں 98ب)

مندرجہ بالا چشمے سے پھوٹنے والا پانی ایک خوبصورت آبشار کی صورت میں نیچے گرکر ایک جگہ جمع ہوتا ہے جسے مقامی لوگ "کوہی ڈنڈ" کہتے ہیں - یہاں شیخ محمد شعیب قدس سرہ غسل فرماتے اور کپڑے دھوتے - معرکۂ نوشہرہ کے موقع پر جب آپ زخمی ہوئے تو آپ کے وہ خون آلود کپڑے بھی اسی پانی سے دھوئے گئے تھے -

(عکاسی 2 اکتوبر 1983ع)

تشریف لے جاتے اور وہاں ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتے ۔

زندگی کے آخری ایام اور شہادت

شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی رگوں میں غازی دادا اور مجاہد باپ کا خون گردش کرتا تھا ، حق گوئی اور بیباکی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ،جذبۂ جہاد اور شوق شہادت سے آپ کا خمیر تیار ہوا تھا ،آپ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرکے ،ع

" زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز "

کے قائل نہیں تھے بلکہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ، ع

" زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز "

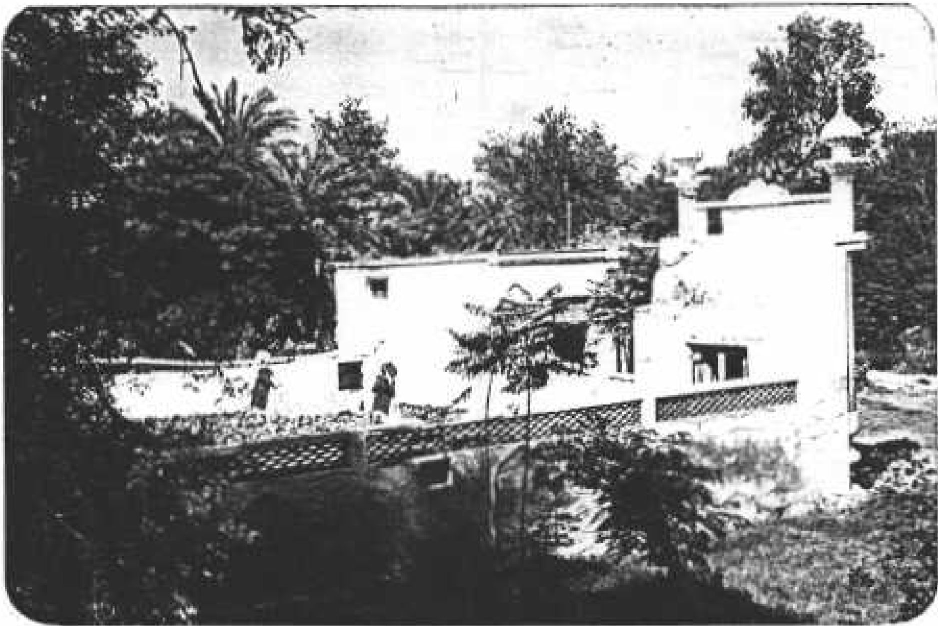
کے علمبردار تھے چنانچہ اپنے دارالہجرت چینگلئی میں قیام کے دوران آپ نے جہاں دعوت حق اور اصلاح نفوس کے دوسرے امور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری رکھا وہاں موقع و محل کی مناسبت سے عملی جہاد کی تیاری کے لئے تبلیغی دورے بھی شروع کردئیے ۔ سکھ کارروائیوں کا آپ بڑی گہری نظر سے مطالعہ کر رہے تھے ،ان کے خلاف معرکہ آرائی میں آپ کے ایک فرزند دلبند مولانا شیخ سعدالدین المعروف بہ دکنیر بابا قدس سرہ (1) پہلے ہی 1230ھ / 1815ع میں اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کرچکے تھے لہذا طبعی طور پربھی ان کے خلاف صف آرا ہونے کے لئے آپ کا خون جوش مار رہا تھا ۔

آپ کے خلفاء و مریدین کے تبلیغی دوروں سے سوات ، بنیر ، آفریدی اور یوسفزئی پٹھانوں میں جوش جہاد کا ایک نیا ولولہ پیدا ہوگیا اور لوگ جوق در جوق مجاہدوں کی اس جماعت

= میں نیچے گر کرایک جگہ جمع ہوتا ہے جسے "کومی ڈنڈ" کہتے ہیں ، اس پانی سے اہالیان چینگلئی کے بقول شیخ محمد شعیب قدس سرہ وضو اور غسل فرماتے ،آپ کے وہ خون آلود کپڑے جو نوشہرہ کے معرکے میں شرکت کے موقع پرآپ نے زیب تن فرمائے تھے ،بھی اسی پانی سے دھوئے گئے تھے ۔ راقم الحروف نے 2 اکتوبر 1983ع کو اس شفاف چشمے کا پانی نوش جان کرنے کی سعادت حاصل کی ۔

* * * * * * * * * * * *

(1) آپ کا مزار ضلع کیمبل پور کے موضع جابہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے ، موضع جابہ اٹک کے پل سے تین میل کے فاصلے پر ہے ۔



تورڈھیر (ضلع مردان) سے باہر حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ (متوفی 1230ھ) کا مزار پر انوار جہاں بارہویں / تیرہویں صدی ہجری کے اس بطل حریت کا جسد مبارک آسودۂ خاک ہے مغربی جانب ان کے پہلو میں ان کے خلف الرشید شیخ صدرالدین قدس سرہ (متوفی 1268ھ) کے مزار کی عکسی تصویر ہے ۔ (عکاسی بتاریخ یکم اکتوبر 1983ع)



(ع۔ص ۷۷ ب)

موضع چینگلئی کے مقام پر بنا کردہ مسجد (جو ان دنوں ویران ہے اور اس کے احاطے میں قبریں ہیں) میں نصب شدہ سیاہ پتھر کا عکس جس پر حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کھڑے ہوکر آذان دیا کرتے تھے ۔ (عکاسی بتاریخ 2 اکتوبر 1983ع)

میں شامل ہونے لگے ، جب آپ نے دیکھا کہ کوہستانی علاقے کے روئین تن مجاہدوں کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہوگیا ہے جن کے بازوؤں میں فولادی قوت اور جن کے سینوں میں شیروں کے دل ہیں تو آپ نے باقاعدہ جہاد کی تیاری کا اعلان کردیا ۔ جب سرحدی پٹھانوں کے جہاد کی تیاری کی خبر افغانستان میں بارکزئی سردار محمد عظیم خان تک پہنچی جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھا تو وہ بھی اپنی باقاعدہ افغان فوج سمیت پشاور کی طرف چل پڑا ۔ میدان جنگ نوشہرہ کے قریب تھا ، یوسفزئی ، افریدی اور خٹک قبائل کے تقریباً بیس ہزار مجاہدین اپنے علماء و مشائخ جن میں شیخ محمد شعیب قدس سرہ اور پیرزادہ محمد اکبر شاہ ترمذی (جو سید علی ترمذی المعروف بہ پیربابا قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے)زیادہ مشہور ہیں ، کی سرکردگی میں دریائے کابل کے بائیں جانب جمع ہوگئے اور سردار محمد عظیم خان اور اس کا بھائی دوست محمد خان اپنی باقاعدہ فوج کے ساتھ دریا کے دائیں جانب ۔ سکھوں کی جانب سے رنجیت سنگھ کے علاوہ اکالی سردار پھولا سنگھ ، کھڑک سنگھ ، جنرل وینٹورا اور جنرل الارڈ جیسے آزمودہ کار جرنیل فوج کی کمان کررہے تھے ۔ اس لڑائی کی تفصیل باب اول (سیاسی حالات) میں گذر چکی ہے جس کا یہاں اعادہ کرنا بے سود ہوگا ۔

شیخ محمد شعیب قدس سرہ اس لڑائی میں شدید زخمی ہوگئے ، آپ کے علاوہ تین ہزار سے دس ہزار تک افغان مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے ۔ آپ کو زخمی حالت میں چینگلئی لایا گیا ، بالآخر زخموں کی تاب نہ لاکر رجب 1238ھ/مارچ 1823ع میں جان جہان آفرین کے سپرد کردی ۔ وصال سے پہلے بڑے اشتیاق کے ساتھ جناب حافظ عبدالغفور (صاحب سوات) (1) کو سینے پر لٹاکر چاروں سلسلوں میں اپنی نسبت منتقل فرمائی ۔

آپ کی اولاد اور احفاد	آپ کے دو صاحبزادے تھے ، (1) صاحبزادہ سعدالدّین المعروف بہ

(1) آپ کا مزار توروڈھیر سے باہر ایک چھوٹے سے قبرستان کے احاطے میں ایک سادہ اور پروقار چاردیواری کے اندر واقع ہے جہاں بعض دیگر مزارات کی طرح چہل پہل اور میلے کا سماں تو نظر نہیں آتا ، البتہ قرآن حمید کی تلاوت کی چند دھیمی دھیمی آوازیں اور رب العلمین

دکنیر بابا شہید جو 1230ھ/1815ع میں سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے، عالم، فاضل، صاحب عبادت و ریاضت اور اپنے والد محترم کی طرف سے خلافت سے مشرف تھے ان کے چار صاحبزادے ہوئے، صاحبزادہ بدرالدّین، صاحبزادہ نورالحق، جو قطب زمان کے لقب سے مشہور ہوئے، صاحبزادہ عبدالحق اور صاحبزادہ زین العارفین - ان کی اولاد عمرزئی (چارسدہ)، اوڈیگرام (سوات) تورڈیری، قاضی آباد، بخشالی (تحصیل صوابی) میں آباد ہے

(2) آپ کے دوسرے فرزند کا نام صاحبزادہ صدرالدّین (متوفی 1268ھ) جس کا مزار اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مغربی جانب ہے، ان کے دو بیٹے ہوئے، صاحبزادہ عمادالدّین اور صاحبزادہ زین العابدین جن کی اولاد قاضی آباد (ضلع مردان) میں ہے -

اخوند حافظ عبدالغفور قدس سرہ

دونوں بیٹوں اور پوتوں کے علاوہ جس شخصیت نے آپ کے خلفاء میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی اور آسمان رشد و ہدایت پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکا وہ حضرت اخوند حافظ عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کی جانی پہچانی شخصیت ہے جنہوں نے ایک طرف ہزاروں سینوں کو عشق حقیقی سے گرمادیا تو دوسری طرف اپنے وقت کی طاغوتی قوتوں سکھوں اور انگریزوں کے دانت کھٹے کردئیے -

اخوند حافظ عبدالغفور قدس سرہ کی ولادت عبدالواحد خان المعروف راوت خان کے ہاں 1207ھ/1794ع میں سوات کے علاقہ شامیزئی موضع چپڑی میں ہوئی، آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا، اس کے بعد علوم متداولہ کے حصول کے لئے دور دراز کے سفر کئے، آپ کے اساتذہ میں مولانا سید عبدالحکیم بخاری نقشبندی موضع گوجرگڑھی، مولانا اخوندزادہ

کے حضور سجدۂ نیاز میں پڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں - تاریخ وفات کے بارے اختلاف ہے جناب آصف خان (مصنف تاریخ سوات)، اعجازالحق قدوسی (مصنف تذکرۂ صوفیای سرحد)، اور روشن خان مصنف "تذکرہ" اور مترجم و حاشیہ نگار تواریخ حافظ رحمت خانی) نے 1232ھ/1816ع لکھا ہے اور نوشہرہ کے معرکے میں آپ کی شمولیت کا ذکر ہی نہیں کیا جبکہ نصراللّٰہ خان نصر، عبدالحلیم اثرافغانی، مولوی امیرشاہ قادری اور حافظ غلام فرید نے 1238ھ/1823ع تحریرکیا ہے اور یہی درست ہے کیونکہ یہی تاریخ وفات آپ کے کتبۂ مزار پرکندہ ہے جس کے ساتھ مادۂ تاریخ "چراغ اجل" (جس کے ابجد 1238 ہی بنتے ہیں) بھی درج ہے، یہی تاریخ

محمد نقشبندی (موضع پڑانگ ،تحصیل چارسدہ)، میاں محمد حکم (موضع تنگی طاقہ ہشتنگر) حضرت عبداللہ میاں گل (موضع چمکنی ضلع پشاور) ،حضرت میاں محمد نعیم کاکاخیل (موضع زیارت کاکا صاحب ضلع پشاور) اور حضرت جیوشاہ فضل احمد معصومی (پشاور شہر) شامل ہیں۔

ظاہری علوم سے فارغ ہوکر 1231ھ میں 21 سال کی عمر میں تورڈھیر تشریف لائے اور شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی ،تقریباً آٹھ سال تک آپ کی خدمت میں رہے اور باطنی کمالات کے حصول کے علاوہ شیخ محمد شعیب کی مجاہدانہ سرگرمیوں میں بھی شریک رہتے ۔حضرت محمد شعیب قدس سرہ جب رجب 1238ھ/مارچ 1823ع میں نوشہرہ کے مقام پر سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے زخمی ہوئے تو آخری وقت میں آپ کی زبان پر عبدالغفور عبدالغفور کی پکار جاری ہوئی چنانچہ آپ کو اپنے سینے پر لٹاکر ہرچہار سلاسل میں خلافت سے مشرف فرمایا۔

حافظ عبدالغفور قدس سرہ نے اپنی زندگی میں اپنے مرشد کے وظیفۂ حیات ارشاد و تلقین کے ساتھ ساتھ آپ کے جہاد فی سبیل اللہ کے مشن کو بھی جاری رکھا ۔اپنے مرشد کی وفات کے بعد پہلے سید احمد شہید قدس سرہ کی تحریک جہاد میں شامل ہوکر سکھوں کے خلاف برسر پیکار رہے ،جب سکھ حکومت کا خاتمہ ہوا تو انگریزوں کے خلاف سینہ سپر رہے ، بالآخر 57 سال ارشاد و تلقین، دعوت اصلاح و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہ کر 1295ھ میں وصال فرمایا ،مزار شریف سیدو شریف (مینگورہ سوات) میں ہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں بتائی جاتی ہے جن میں شاہ عبدالرّحیم سہارنپوری مولانا نجم الدّین المعروف بہ ہڈے ملا اور مولانا عبدالوہاب مانکی شریف قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم زیادہ مشہور ہیں۔

آپ کے مطبوعہ خاندانی شجرہ مرتبہ صاحبزادہ احمد جان میں مسطور ہے ۔جناب روشن خان کی توجہ جب اس بات کی طرف دلائی گئی تو انہوں نے راقم الحروف کے نام اپنے مکتوب (مورخہ 21 مارچ 1985ع) میں 1238ھ کو سال وفات تسلیم کرکے اپنی تصنیف کی اگلی اشاعت میں تصحیح کرنے کا وعدہ کیا ۔فجزاہ اللہ خیر الجزا۔



موضع چینگلی کے جناب سعید خان ولد صاحب خان مرحوم اس مقام کی نشاندہی کررہے ہیں
جہاں حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ میدان جہاد سے چینگلی واپس آتے ہوئے زخمی حالت
میں اپنے گھوڑے سے گرے تھے ۔ اس مقام کو پر پتھروں اور مٹی کا ڈھیر ہے جسے مقامی لوگ
"سلی" کہتے ہیں اور اس پر اگے ہوئے درخت کا نام "گرنڈا" Carissa opaca
یہ جگہ چینگلی سے سمنونڈ ،دورن جانے والے راستے کے مشرقی کنارے پر "لالوگو ڈھیری"
(ایک پہاڑی چوٹی کا نام) کے قریب ہے ۔



موضع چینگلئی کے قریب پہاڑی وادی میں اس مقام کا منظر جس کے بارے میں حضرت شیخ محمد شعیب کے صاحبزادوں اور عقیدتمندوں کی روایت ہے کہ معرکۂ نوشہرہ (14 مارچ 1823ع) سے ایک روز پہلے آپ سارا دن اس وادی میں گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی تلوار سے پودے (جس کو مقامی لوگ "بہیکڑ" کہتے ہیں Adhatoda vasica) کاٹتے رہے، جس پودے پر آپ کی تلوار کا وار پڑتا اس سے خون کے قطرے ٹپکتے - شام کے وقت جب گھر تشریف لائے تو آپ کے کپڑے خون آلود تھے - (واللہ اعلم)

شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا مسلک تصوف

جیسا کہ آپ کے خاندانی ماحول اور خود آپ کی زندگی کے شب و روز کے مختصر خاکے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سلوک و تصوف میں صوفیای متقدمین کے مسلک کے قائل ہیں، آپ کی تصنیف "مرأۃ الاولیاء (قلمی)" کے موضوعات اور عنوانات کی ترتیب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کتاب اللہ کے احکامات، سرورکونین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اسوۂ حسنہ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار، تابعین اور تبع تابعین (ائمہ اربعہ وغیرہ) کی تعلیمات اور سلف صالحین کے اقوال و احوال کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے ہیں اور جہاں عقل پرست و خود بین اہل ظاہر کی تفریط سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں وہاں ہوئی پرست و جاہل اہل بدعت کے افراط سے احتراز کرنے کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور اعتدال کی راہ پر قائم رہنے کی ترغیب دیتے ہیں، نمونہ کے طور پر مرأۃ الاولیاء کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں ۔

شریعت، طریقت، حقیقت

انسان کی زندگی کا اولین مقصد معرفت و محبت خداوندی ہے "کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف" یعنی اللہ تعالی نے مخلوق کو اپنی معرفت کی خاطر پیدا کیا اور اس مقصد کی ابتداء شریعت سے ہوتی ہے یعنی اپنے خالق کی بندگی و اطاعت سے، چنانچہ ارشاد عزّاسمہ ہے "و ما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون" میں نے جن و انس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور بعض مفسرین نے یہاں یعبدون کی تفسیر "یعرفون" سے کی ہے ۔ اس عبادت اور بندگی کی تکمیل طریقت سے ہوتی ہے یعنی اعضائے ظاہری کے ساتھ اندرونی جذبات و خواہشات کی درستگی و شائستگی ۔ شریعت و طریقت پر کاربند رہنے کے بعد انسان کا اصل مقصد یعنی ہدایت کی روشنی اور بصیرت کا نور میسر آجاتا ہے اور مؤمن حدیث پاک "مؤمن کی فراست سے ڈرو، پس وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" (1) :

قلوب العارفین لہا عیون ترى ما لا یراہ النّاظرون (2)

(1) ترمذی (عربی ۔ اردو) طبع محمد علی کارخانہ کتب کراچی، ج 2، ابواب التفسیر باب 15 ص 484
(2) حلیۃ الاولیاء مؤلفہ ابونعیم اصفہانی، طبع قاہرہ 1933ع، جلد دوم، ص 200 ۔

کا مصداق بن جاتا ہے، یہی اصل مطلوب و مقصود مؤمن ہے، اس حقیقت کو آپ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

"........یعنی خلق را برای معرفت خود پیدا کردم تا مرا بشناسند و بما روی آرند و ابتدائی این راہ از شریعت است و آن فرائض و واجبات و سنت و مستحبات است و چنانچہ لقمہ وجامہ و تن خود را از حرام و شبہ و پلیدی و خیانت پاک دارد و حواس خمسہ را از الواث معصیت نگاہ دارد و این را طہارت جوارح گویند از معصیت و این جملہ شریعت است ۔ پس ازان راہ راہ طریقت است و آن آنست کہ خود را از اخلاق ذمیمہ چنانچہ حبّ الدّنیا و جاہ و شہوات و حسد و کینہ و کبر و حرص و بغض و بخل و غیر ذلک پاک دارد و بصفات حمیدہ چنانچہ صدق و صفا وحلم و سخا و مروت و وفا و احسان با خلق و جزآن آراستہ کند ، این را گردش و تبدیل و اخلاق گویند پس از آن راہ راہ حقیقت است و آن سریست کہ در سینۂ عارفان می باشد و این مطلوب است از شریعت و طریقت کہ آن پوست است و این مغز "۔ (1)

شریعت و طریقت لازم و ملزوم ہیں

قرون اولیٰ کے بعد جب مختلف فتنے پیدا ہوئے مثلاً باطنیہ اور اباحیہ وغیرہ، تو صوفیاء میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جن کا دعوی تھا کہ شریعت کے احکام تو مبتدی کے لئے ہوتے ہیں اور حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایک ذریعہ اور بس، جب صوفی حقیقت تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو ظاہری تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہوجاتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ کسی نے بھی اپنے آپ کو مندرجہ بالا مفہوم میں شرعی امور سے بے نیاز اور بالاتر نہیں سمجھا حتّٰی کہ کسی صحابی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں آیا بلکہ وہاں تو جتنا کسی کے علم و معرفت میں اضافہ ہوتا اتنا ہی شریعت کے اعمال میں انہماک میں اضافہ ہوتا :

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے　　اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

(1) مرآۃ الاولیاء (قلمی) مملوکہ سلطان العارفین ساکن قاضی آباد (مردان) ص 87 ۔

شریعت و طریقت دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں ، شریعت و طریقت کی دوئی کا نعرہ ملاحدہ و زنادقہ کے ذہنوں کی اختراع ہے ، دین مبین میں ایسے نظریات کی کوئی گنجائش نہیں ، اس حقیقت پر شیخ محمد شعیب قدس سرہ ان الفاظ میں روشنی ڈالتے ہیں :

" اقامت شریعت بی وجود حقیقت محال نباشد و اقامت حقیقت بی وجود شریعت محال ، و مثال این چون شخصی باشد زندہ بجان و چون جان از وی جدا شود آن شخص مردہ شود ، ہمچنین شریعت بی حقیقت ریائی بود و حقیقت بی شریعت نفاقی "۔ (1)

شیخ زادگی و سید زادگی اصل نہیں اصل اتباع سنت ہے

بعض لوگ "پدرم سلطان بود " کی غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں ، اپنی پونجی میں عمل کا توشہ کچھ نہیں ہوتا ، یہ ان کی خام خیالی ہے جس کا کتاب و سنت میں کوئی ثبوت نہیں ، شریعت کے احکام اس بارے میں بالکل واضح ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ، سیدنا ابراہیم علی نبینا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا باپ آذر ہو یا نوح علیہ السّلام کا بیٹا کنعان ہو یا آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کے چچا ابولہب ہوں ، ہر ایک اپنے رب کے سامنے اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہوگا ، کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا " ولا تزر وازرۃ وزر اخری " (2) اس دن نہ ابولہب کو قریش کا نسب اور شطے جیسا حسن کچھ فائدہ دے گا اور نہ سیدنا حضرت بلال حبشی رضی اللّٰہ عنہ کے درجات اور طوشان میں اس کی غلامی اور سیاہ فامی کی وجہ سے کوئی فرق آئیگا ۔ شیخ محمد شعیب قدس سرہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں :

"بدانکہ طلب حق در متابعت رسول صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم است لقولہ تعالیٰ : "وان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی " ہر کہ بغیر متابعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم بسبب شیخ زادگی و سید زادگی خود را پیری و پیشوائی سازد او ضال و مضل است"۔ (3)

پیر کامل کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ منزل حقیقی تک پہنچنے کے لئے کتاب اللّٰہ

---

(1) مرآۃ الاولیاء (قلمی) ص 89 ۔ (2) انعام : 164 ۔
(3) مرآۃ الاولیاء (قلمی) ص 242 ۔

سب سے بہترین رہبر ہے ، کتاب اللّٰہ کی تعلیمات قولاً و عملاً سمجھانے کے لئے خدا نے رہبر کامل سرورکونین محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے یہ امانت اپنے صحابہ رضی اللّٰہ عنہم کے حوالے کرکے ان کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا کہ "جس نے ایک بات بھی مجھ سے سنی وہ دوسروں تک پہنچائے" (1) گویا امت کا ہر فرد اس کا مکلّف ہے کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم کے لائے ہوئے دین کے جز و کل کو دوسروں تک پہنچائے اور نہ جاننے والے پر یہ فرض ہے کہ علماء ربانیین کی طرف رجوع کرے کہ بغیر کسی رہبر کے کسی راستے پر چلنا خطرے کا باعث بن سکتا ہے ، (2) مولانا نورکمال حزین فرماتے ہیں :

طرف منزل لیلی نتوان برد بخود　　　　نوز کردار تو بر راہ شناسان مربوط

اس حقیقت پرخامہ فرسائی کرتے ہوئے شیخ محمد شعیب قدس سرہ فرماتے ہیں :

"بدانکہ راہ خدای عزّ و جل در مغرب و مشرق و جنوب و شمال نیست و در زمین و آسمان نیست بلکہ در بہشت و عرش ہم نیست ، راہ خدای تعالی در درون تست کما فی قولہ تعالی "وفی انفسکم افلا تبصرون" - راہ خدای تعالی بدل تواند رفت نہ بہ قدم کہ کار جوارح عبادت است نہ معرفت چنانچہ در حدیث قدسی آوردہ است "لا یسعنی ارضی و لاسمائی و لکن یسعنی قلب عبدی مؤمن" لیکن این راہ مشکل است ، پس ترا رفیق می باید اگر بی رفیق روی در چاہ ضلالت افتی کہ حضرت رسالت پناہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرمود " الرّفیق ثم الطّریق" - (3)

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"پس طالب حق را بحکم طلب واجب است کہ خدمت کفش صدیق کند کہ درین راہ رفتہ باشد و مقتدای شریعت و حقیقت گشتہ باشد تا آن مرشد کامل این طالب صادق را راہنمودی کند ، لہذا مجتہدان شریعت با مشائخ طریقت بیعت کردند و مرید شدہ اند چنانچہ امام اعظم با امام جعفر صادق و امام محمد بن ادریس شافعی با ہبیرہ بصری و امام محمد بن حسن با

---

(1) بخاری ، کتاب الانبیاء 50 - ترمذی ، ابواب العلم 13 -
(2) مولانا نورکمال حزین کے حالات کےلئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون مشمولہ ماہنامہ "سروش" اسلام آباد شمارہ دسمبر 1981ع -　　(3) مرآۃ الاولیاء (قلمی) ص 89 -

داؤد طائی و قاضی امام ابو یوسف با حاتم اصم و امام احمد بن حنبل با بشر حافی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ۔ اگر چہ ایشان در علم از ہمہ فوقیت داشتہ اند لیکن درین رہ مسند مسلسل بہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم شرط است "۔ (1)

پیر کامل کے لئے علوم سہ گانہ ضروری ہیں ، جاہل صوفیاء کی مذمت

رہبر کامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود راستے کے نشیب و فراز اور تنگ و تاریک گھاٹیوں سے واقف ہو ، راہزنوں اور ان کی کمینگاہوں سے باخبر ہو ورنہ خود بھی بہک جائیگا اور جن کی رہبری کرتا ہے انہیں بھی بھٹکا دے گا ، اپنی پونجی سے بھی ہاتھ دھوبیٹھے گا اور اس کے پیروؤں کی زاد راہ پر راہزن ہاتھ صاف کردینگے ۔

مرشد کامل کے لئے ضروری ہے کہ علوم سہ گانہ قرآن ، حدیث اور فقہ کا ماہر ہو جیسا کہ شیخ محمد شعیب قدس سرہ شیخ جنید قدس سرہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

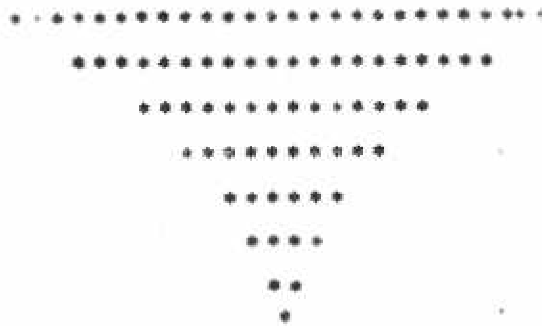
"قال الجنید للشبلی یا شبلی اذا رأیت صوفیاً و لم یکن بین یدیہ تفسیر و علی یمینہ احادیث و علی شمالہ کتب الفقہ تعلم انّہ شیطان و ما صدر منہ مکر و استدراج " یعنی جب تم کسی ایسے صوفی کو دیکھو جس کے سامنے تفسیر ، دائیں جانب حدیث اور بائیں جانب فقہ کی کتابیں نہ ہوں (یعنی اگر وہ ان تینوں علوم کا ماہر نہ ہو) تو سمجھ لو کہ وہ شیطان ہے اور اس سے ظاہر ہونے والی چیزیں مکر اور استدراج ہیں (نہ کہ کرامت) ۔

آگے چل کر شیخ محمد شعیب قدس سرہ پیر کامل کے شرائط کے ضمن میں لکھتے ہیں "پیر کامل کے لئے تین علوم لازمی ہیں (1) علم قرآن و حدیث اور یہ کہ وہ ناسخ ومنسوخ سے واقف ہو اور احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ کا علم رکھتا ہو (2) علم فقہ تاکہ وہ روزمرہ کے مسائل کا استنباط کرسکتا ہو (3) علم کلام و مناظرہ تاکہ اپنے مریدین کے عقائد میں پیش آنے والی لغزشوں کو دفع کرسکتا ہو "۔ (2) ورنہ بقول شیخ محمد شعیب قدس سرہ " پیر تا خود دانا نباشد و خود را نجات ندہد ، پس مریدان را چگونہ بیاگاہاند یا نجات دہد "۔ (3)

(1) مرآۃ الاولیاء ص 90۔ (2) تلخیص از مرآۃ الاولیاء ص 243 تا 245۔ (3) مرآۃ الاولیاء ص 245

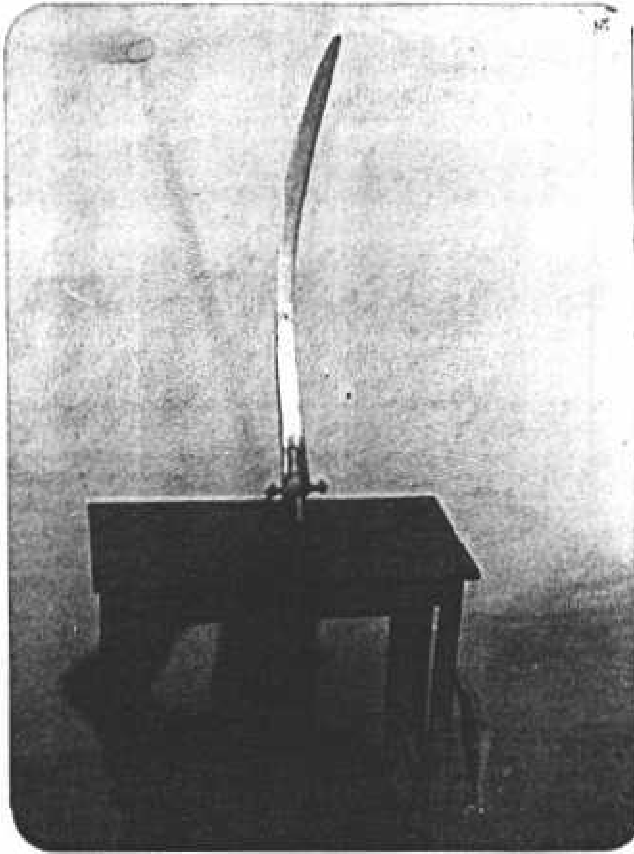
ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :

" این احوال درمیان صوفیان جاہل و عامی تا این غایت باقی است زیرا کہ جاہلان را در خلوت در آرند و رقص و سرور و سماع میکنند ، بعضی می گویند کہ ذات خدای تعالی دیدم و بعضی گویند صفات خدای دیدم و بعضی گویند کہ حور و باغ دیدم ، پس پرہیز بکنید از صوفیان جاہل کہ از آن شیطان اند بلکہ خود شیطان اند "۔ (1)

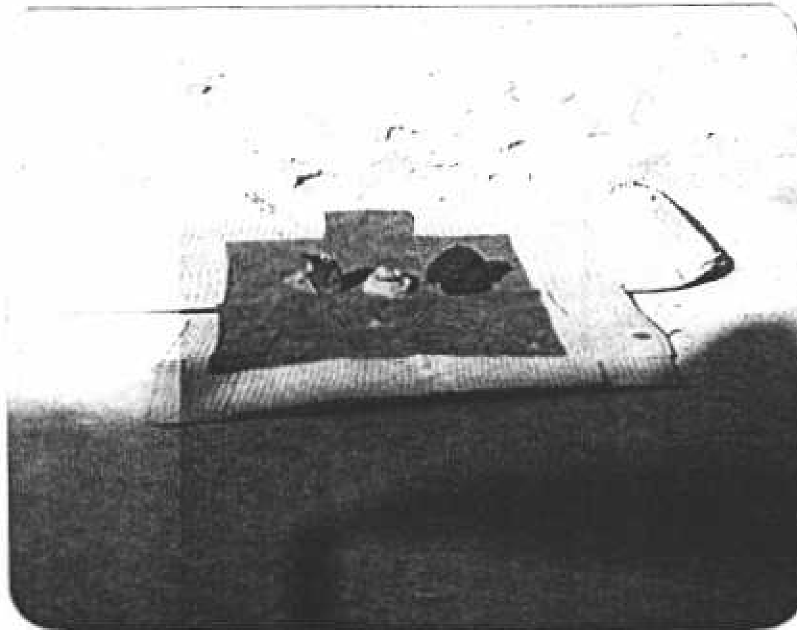


(1) مرأۃ الاولیاء (قلمی) ص 20 ۔

(9 — ص 108 ب)



حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ
سے منسوب شمشیر آبدار جو
صاحبزادہ احمد جان ساکن پلوشی
(سخاکوٹ) کے پاس محفوظ ہے۔



(10 — ص 108 ب)

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی اشیائے متبرکہ جاء نماز، ٹوپی، موزہ جو صاحبزادہ
تاج الطارفین ساکن قاضی آباد (مردان) کے پاس محفوظ ہیں۔

باب ششم :— مرآۃ الاولیاء (قلمی)

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

فارسی زبان میں تصوف پر تا حال جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ چار قسم کی ہیں

(1) پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو مختلف سلاسل کے صوفیاء کے تذکرے ، سوانح اور ضمنی طور پر ان کے اقوال و ملفوظات پر مشتمل ہیں ، کشف المحجوب مصنفہ شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ (متوفی درحدود 470ھ) ، تذکرۃ الاولیاء مولفہ شیخ فریدالدّین عطارنیشاپوریؒ (متوفی 627ھ) اور نفحات الانس مولفہ مولانا عبدالرّحمن جامیؒ (متوفی 898ھ) اسی قبیل سے ہیں ۔

(2) دوسری قسم وہ کتابیں ہیں جن میں تصوف کے مختلف موضوعات اور صوفیاء کے ذاتی تجربات اور واردات پر بحث کی گئی ہے ، مکتوبات شیخ شرف الدّین یحییٰ منیریؒ (متوفی 786ھ) جو مکتوبات سہ صدی کے نام سے مشہور ہیں ، مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ (متوفی 1034ھ) کے نام اسی ضمن میں لئے جاسکتے ہیں ۔

(3) تیسری قسم ان کتابوں کی ہے جو کسی خاص سلسلہ یعنی قادریہ ، چشتیہ یا نقشبندیہ وغیرہ کے مشائخ یا کسی ایک خاص بزرگ کے سوانح اور اقوال پر مشتمل ہیں ، رشحات عین الحیات (1) مؤلفہ مولانا فخرالدّین علی بن حسین واعظ کاشفی (متوفی 939ھ) ، سیرالعارفین (2) مؤلفہ حامد بن فضل اللّٰہ جمالی (متوفی 942ھ) ، زبدۃ المقامات (3) مؤلفہ خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ (متوفی 1054ھ) حضرات القدس (4) (سال تکمیل 1042ھ) مصنفہ خواجہ بدرالدّین سرہندیؒ اور سیرالاقطاب (5) (سال تکمیل 1056ھ) مؤلفہ شیخ الہدیہ چشتیؒ کا شمار ایسی ہی کتب کی فہرست میں ہوتا ہے

(4) چوتھی قسم کے ذیل میں وہ کتابیں آتی ہیں جو کسی خاص بزرگ کے ملفوظات اور

---

(1) یہ تذکرہ خواجگان نقشبندیہ رحمہم اللّٰہ کے حالات ، اقوال و ملفوظات پر مشتمل ہے ۔
(2) سیرالعارفین میں خواجہ معین الدّین چشتی سے لیکر شیخ سماء الدّین تک 13 مشائخ چشتیہ کے درج ہیں ۔
(3) زبدۃ المقامات مشائخ نقشبندیہ خواجہ باقی باللّٰہ اورمجدد الف ثانی کے احوال واقوال پرمشتمل ہے
(4) یہ بھی مشائخ نقشبندیہ کا تذکرہ ہے ۔
(5) یہ کتاب مشائخ چشتیہ کے احوال و کرامات پر مشتمل ہے ۔

اور مجالس پر مشتمل ہیں ، اس سلسلے میں دلیل العارفین[1] (مرتبہ 614ھ) ، راحت القلوب[2] (مرتبہ 655ھ) ، فوائد الفواد[3] (مرتبہ 707ھ) اور افضل الفوائد[4] (مرتبہ 713ھ) کے نام لئے جاسکتے ہیں ۔

مرآۃ الاولیاء کو جو چیز دوسرے تمام تذکروں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا ایک چوتھائی سے زیادہ حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی حیات طیبہ ، آپ کی سیرت پاک اور خلفاء راشدین ، ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات و فضائل پر مشتمل ہے جس سے تصوف کی دیگر اکثر کتابیں تشنہ ہیں ، وہاں اگر کسی کتاب میں سیرت پاک کا تذکرہ ملتا بھی ہے تو مختصر اور اجمالی طور پر ، یہاں پوری تفصیل پائی جاتی ہے یہاں تک کہ آپ کے خدام و موالی اور متروکات متبرکہ پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اس لحاظ سے "مرآۃ الاولیاء" مدارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ کی مشابہت اختیار کرلیتی ہے ، لیکن وہاں پھر تصوف اور صوفیائے کرام کے احوال نام کی کوئی چیز موجود نہیں ، بہر حال یہ نسخہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے ۔

مندرجات کتاب ویسے تو جیسا کہ اس کے نام مترشح ہوتا ہے یہ نسخہ اولیای کرام کے حالات ملفوظات اور ان کی تواریخ پیدائش و وفات کے علاوہ تصوف کی اصطلاحات اور اشغال و معمولات کا آئینہ ہے لیکن کتاب کا ایک بڑا حصہ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا حیات طیبہ ، اہل بیت عظام اور خلفاء راشدین کے کمالات و فضائل اور آپ کے متروکات متبرکہ کی تفصیل کا احاطہ کئے ہوئے ہے ، اس طرح مرآۃ الاولیاء نے سیرہ النبی کا روپ دھار لیا ہے ، گویا زیر نظر تذکرہ سیرہ النبی اور تصوف کے موضوع پر ایک قابل قدر جامع مجموعہ ہے جس کے مندرجات مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی حیات طیبہ از ولادت تا وفات ۔

---

(1) یعنی ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی اجمیری مرتبہ خواجہ بختیار کاکی قدس اللہ سرہما ۔
(2) یعنی ملفوظات بابا فرید گنجشکر مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما ۔
(3) یعنی ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء مرتبہ خواجہ حسن سنجری قدس اللہ سرہما ۔
(4) یعنی ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء مرتبہ امیر خسرو قدس اللہ سرہما ۔

(ب) ازواج مطہرات اور دیگر اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب ۔

(ج) خلفاء راشدین کے فضائل و کمالات ۔

(د) ائمہ اربعہ کے فضائل و مناقب ۔

(ر) سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) کے مشائخ عظام کے احوال و اقوال ۔

(س) دیگر اولیاء کرام کے حالات و ملفوظات جو سلاسل اربعہ سے مربوط نہیں ۔

(ص) علامات پیر کامل ۔

(ط) آداب سفر اور اس کے ادعیۂ مسنونہ ۔

(ع) علم طریقت کے مختلف اصطلاحات ۔

(ف) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے قاصدوں، کاتبوں، پہرہ داروں اورخدام وموالی کا ذکر

(ک) آپ کے جانوروں، اسلحہ اور دیگر متروکات متبرکہ کا ذکر ۔

(ل) مراقبہ و تفکر، علم تصوف کے متعلق بعض اہم مسائل اور فضائل درود شریف کے علاوہ درود شریف کے متعلق بعض فقہی مسائل کا ذکر ۔

مآخذ و مصادر کتاب مرأۃ الاولیاء کی تدوین میں جن مآخذوں سے فاضل مصنف نے استفادہ کیا ہے وہ سب کی سب مستند ہیں، خاص طور پر سیرہ النبی اور حیات طیبہ کا جو حصہ ہے اس میں اگرچہ اکثر و بیشتر مقامات پر مآخذ کا حوالہ تو نہیں ملتا تاہم ان واقعات و روایات کی تصدیق متقدمین علماء اور محققین مثلاً ابن سعد (متوفی 230ھ) مؤلف طبقات الکبیر، المسعودی (متوفی 346ھ) مصنف مروج الذہب، علامہ ابن الجوزی (متوفی 597ھ) مؤلف الوفا باحوال المصطفیٰ علامہ ابن الاثیر (متوفی 630ھ) مصنف الکامل فی التاریخ، حافظ عماد الدین ابن کثیر (م 747ھ) مصنف البدایہ والنہایہ و سیرۃ النبویہ، احمد بن محمد القسطلانی (متوفی 923ھ) مؤلف مواہب الدنیہ، محمد بن عبدالباقی الزرقانی (متوفی 1142ھ) شارح مواہب الدنیہ اور امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی 973ھ) مصنف طبقات الکبری اور المیزان وغیرہ کی تصنیفات سے ہوتی ہے ۔

اسی طرح صوفیاء کرام کے حالات و ملفوظات، تصوف کی اصطلاحات اور صوفیۂ کرام کی تواریخ

وفات و مزارات کے بارے میں جب معتبر تذکروں سے تفحص کیا گیا مثلاً الفہرست مصنفہ ابن ندیم (متوفی 380ھ)، التعرف لمذہب اہل التصوف مصنفہ ابوبکر بن ابواسحق محمد بن ابراہیم البخاری الکلاباذی (متوفی 380ھ)، حلیۃ الاولیاء مصنفہ ابی نعیم اصفہانی (متوفی 430ھ)، رسالۂ قشیریہ مصنفہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن القشیری (متوفی 465ھ)، تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ فریدالدّین نیشاپوری (متوفی 627ھ)، اصطلاحات مصنفہ شیخ محی الدّین اکبر ابن العربی (متوفی 638ھ)، تعریفات مصنفہ علی بن محمد الشّریف الجرجانی (متوفی 816ھ)، نفحات الانس مصنفہ مولانا عبدالرّحمن جامی (متوفی 898ھ) وغیرہ تو کسی نہ کسی تذکرے سے ضرور تصدیق ہو سکی ہے اور جہاں مذکورہ تذکروں کو خاموش پایا وہاں متأخرین کی تصنیفات سیرالاولیاء، رشحات عین الحیات، سیرالعارفین، سفینۃ الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء اور تاریخ مشائخ چشت وغیرہ کی طرف رجوع کیا گیا - ایسے ہی عقائد اور فقہ کے مسائل کے مآخذ بھی خلاصۃ الفقہ مصنفہ شیخ طاہر بن احمد بخاری، عقائد السّنیہ مصنفہ عثمان بن عیسی صدیقی، عقائد نسفی، کنزالدّقائق مصنفہ ابوالبرکات عبداللّٰہ بن احمد نسفی اور زاد الفقہاء مصنفہ ابوالمعالی بہاء الدّین وغیرہ جیسی اہم اورمستند کتابیں ہیں -

سب سے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ استخراج احادیث کا ہے، اپنی تحقیق اور جستجو کے دوران اگرچہ بیشتر حدیثیں تو صحاح کی کتابوں مثلاً بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ ابوداؤد، نسائی اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں مل سکی ہیں جو تغیر الفاظ کے ساتھ کسی نہ کسی طریق سے وہاں درج ہیں - علاوہ ازیں بعض دیگر احادیث جنکا مذکورہ مجموعوں میں سراغ نہ مل سکا انہیں تلاش کرنے کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑی جو ضعیف احادیث یا موضوعات کے مجموعے کہلاتے ہیں، پھر بھی چند ایک احادیث ایسی رہ گئی ہیں جن کے مآخذ معلوم نہ ہوسکے -

مرآۃ الاولیاء پردۂ گمنامی میں پڑی رہی ہے

فارسی مخطوطوں کی جتنی فہرستیں اب تک ہماری نظروں سے گذری ہیں ان میں سے کسی فہرست میں بھی اس نسخے کا ذکر

نہیں ملتاگویا کسی کتبخانے میں اس کی کوئی نقل موجود نہیں ، جو نسخے ہم کو ملے ہیں وہ بھی چند گمنام سی شخصیتوں کے پاس محفوظ ہیں جو صرف تبرکاً اس کی حفاظت کر رہے ہیں اس کتاب سے استفادہ کرنے کی ابھی تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی ہے ، جن کتابوں میں اس نسخے کا ذکر ملتا ہے وہاں صرف مصنف کے حالات کے حوالے سے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مثلاً دائرۃ المعارف اسلامیہ اردو جلد دوم، افغانوں کی نسلی تاریخ (1) ، روحانی رابطہ ، تذکرہ (پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ) (2) ، احوال الطارفین ، تذکرہ صوفیای سرحد اس کے مندرجات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے -

مرآۃ الاولیاء کا اسلوب نگارش مرآۃ الاولیاء کے مصنف کا شمار چونکہ صوفیاء کرام میں ہوتا ہے اس لئیے اس کا اسلوب نگارش اپنے زمانے کے دیگر انشاپردازوں کے اسلوب نگارش سے زیادہ متأثر نہیں ہوا ہے بلکہ بعض دیگر عوامل کی بنا پر اس کا انداز تحریر کسی حد تک جداگانہ اور ممتاز ہے ، وہ عوامل مندرجہ ذیل ہیں -

(1) صوفیہ کرام جس زمانے میں بھی گذرے ہیں ان کا سروکار عام طور پر عوام النّاس سے رہا ہے اور ان کا بسر اوقات زیادہ تر مسجد و خانقاہ اور مدرسہ میں ہوتا تھا ، اہل منصب و مال کان سے کا تعلق بہت کم رہتا تھا ، چونکہ صوفیہ کرام کے مخاطب عوام النّاس ہوتے ہیں اس لئیے وہ اپنے وعظ اور کلام میں سادہ اور عام فہم زبان استعمال کرتے ہیں اور چونکہ ان کا مقصد فصاحت و بلاغت کا اظہار نہیں ، بلکہ عوام کی اصلاح ہوتا ہے اس لئیے وہ اپنے بیان و کلام میں منطقی استدلال کے بجائے سادہ امثال و حکم کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے بیان و کلام کو زیادہ زوردار اور مؤثر بنانے کے لئے قرآنی آیات اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں -

(2) اہل حق صوفیاء کا ذہن تصنع سے مبرا ہوتا ہے اور جس طرح وہ عمل میں اپنے قیاس و اجتہاد سے زیادہ اپنے پیشرو بزرگوں کی پیروی کو ترجیح دیتے ہیں ، اسی طرح انداز میں بھی اپنے اسلاف کے اقوال کا زیادہ سے زیادہ استعمال پسند کرتے ہیں چنانچہ عام طور

---

(1) مصنفہ روشن خان ، نواں کلی ، ضلع مردان - (2) ایضاً -

پر دیکھا گیا ہے جب کوئی صوفی کسی مجلس میں یا اپنی کسی تحریر میں اپنے کسی بزرگ کا قول نقل کرتا ہے تو نہ صرف تبرک کی خاطر بلکہ امانت کی رعایت رکھتے ہوئے اسی بزرگ کے الفاظ نقل کرتا ہے، اس قسم کے اقوال و ملفوظات اور لطائف و کلمات مسموعہ کو سینہ بسینہ حفظ و منضبط کرنا صوفیاء اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور صوفیاء کے ہاں وہ ادعیۂ ماثورہ کا حکم رکھتے ہیں جن میں معناً یا لفظاً اضافہ یا کمی کو ناجائز سمجھتے ہیں -

ان عوامل کی رو سے صوفیوں اور دیگر ادیبوں اور انشاپردازوں کے انداز بیان اور اسلوب نگارش میں بڑا فرق پایا جاتا ہے - مندرجہ بالا عوامل کی بناپر مرآۃ الاولیاء کی شرا نتہائی سادہ، سلیس، رواں دواں اور عام فہم ہے، جملے چھوٹے چھوٹے اور تراکیب سادہ ہیں، کسی قسم کی مثلاً نویسی یا سجع نویسی کا شائبہ تک نہیں، مصنف مرحوم کا مقصد انشاپردازی نہیں بلکہ اصلاح و تبلیغ ہے اس لئے انداز نگارش میں کہیں بھی لفاظی اور عبارت آرائی دکھائی نہیں دیتی، آپ کے مخاطب علماء نہیں بلکہ عوام النّاس ہیں اس لئے عوام کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے خامہ فرسائی کی ہے، قرآن و حدیث کا عالم اور مدرس ہونے کی وجہ سے اپنی تحریر میں قرآن و حدیث سے استدلال اور عربی تراکیب، جملوں اور اشعار کا استعمال بہت عمدہ طریق سے کیا ہے - متن کے پہلے حصے میں جہاں ان نے سیرۃ النّبی کے سلسلے میں بعض اقتباسات اور اشعار معارج النّبوۃ مصنفہ مولانا معین الدّین واعظ کاشفی سے اخذ کئے ہیں عبارت آرائی اور لفاظی کی جھلک دکھائی دیتی ہے، باقی پورا کا پورا متن سادہ، سلیس اور عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے جس کو سمجھنے میں فارسی زبان کی معمولی شدبد رکھنے والا آدمی بھی دشواری محسوس نہیں کرتا اور مصنف مرحوم کا مقصد بھی یہی تھا جسے پورا کرنے میں وہ بطریق احسن کامیاب رہا ہے -

مرآۃ الاولیاء کر نثر کی چند خصوصیات

(۱) عربی تراکیب اور جملوں کا استعمال :- "بقرأت قرآن و تلاوت فرقان آناء الّیل والنّہار مداومت نمایند" (سج - ص 38 سطر ۷)

"گفت زود برو و در پیش خود خطوط را شمار کن اگر فرد باشد دلیل بر حقیقت این داعیه خواهد

فردفرد
بود کہ انّ اللّٰہ یحبّ الفرد ، چون شمار کردم فرد بود " (سع ۔ ص 140 سطر 7) ۔

(ب) عربی دعائیہ کلمات کا استعمال :۔ "قدس اللّٰہ ارواحہم" (سع ۔ ص 135 سطر 2) ، "قدس اللّٰہ سرہ" (سع ۔ ص 246 سطر 8) ، "رضوان اللّٰہ علیہم" (سع ۔ ص 248 سطر 2) ۔

(ج) عربی کے تنوین دار کلمات کا استعمال :۔ "قلیلاً و کثیراً" (سع ۔ ص 3 سطر 4) ، "قولاً و اعتقاداً" (سع ۔ ص 266 سطر 4) ۔

(د) صفت کو موصوف سے مطابقت دینا :۔ (افراد و جمع میں مطابقت): "کبار اصحاب" (سع ۔ ص 158 سطر 11 ۔ ص 159 سطر 13) ، "کبار مریدان" (سع ۔ ص 143 سطر 7) ، "ازواج طاہرات" (سع ۔ ص 351) ۔

(ذ کر و مؤنث میں مطابقت) : کلمات قدسیہ ، امور غریبہ ، اعمال صالحہ ۔

(ر) عربی جمع کا استعمال :۔ علماء ، فقہاء ، اولیاء ، امراء ، زہاد ، موالی ، مشائخ ، خوارق ، مزارات ، کرامات ، اتفاقات ، واقعات ، محققین ، متأخرین ، متکلمین وغیرہ ۔

(علاوہ ازیں فارسی جمع کا استعمال بھی کیا ہے جیسے طالبان ، سالکان ، مریدان ، مزرعہ ہا ، قریہ ہا وغیرہ ۔

(س) ضمیر اشارہ :۔ آن و این جس کی جمع آنان و اینان ہوتا ہے کے بجائے اکثر جگہ ضمیر منفصل جمع (ایشان) استعمال کیا ہے ۔

(ش) احترام فاعل :۔ احترام فاعل کی خاطر مفرد فاعل کے لئے بھی جمع استعمال کیا ہے ، مثلاً "حضرت خواجہ می فرمودند " (سع ۔ ص 151 سطر 12) ، " آنسرور صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم در سال فیل متولد شدہ اند " (سع ۔ ص 28 سطر 5) ، "دیگر شیخ ابو زکریا یحییٰ اکتساب علوم فقہ و حدیث از والد خود نمودند " (سع ۔ ص 224 سطر 4) ، "یکی ازآنجملہ عبدالوہابؒ کہ آن رکن دین است و ایشان بزرگترین فرزندان غوث الاعظمؒ اند " (سع ۔ ص 222)

(ع) عنوان :۔ بزرگوں اور مشائخ کے لئے کبھی حضرت اور کبھی خدمت (یا خدمت جوجناب کے معنوں میں استعمال کیا ہے مثلاً خدمت مولانا وغیرہ) اکثر و بیشتر استعمال کیا ہے ۔

جہاں جہاں "خواجہ بزرگ" اور "حضرت ایشان" استعمال کیا ہے وہاں خواجہ بزرگ سے خواجہ بہاء الدّین محمد نقشبند بخاری اور حضرت ایشان سے خواجہ عبداللہ احرار (رحمہما اللہ) مراد ہیں۔ یہ طرز مؤلف رشحات کا ہے اور وہیں سے مصنف مرآۃ الاولیاء نے اخذ کیا ہے۔

(ب) بعض مقامات پر "بای ھیت (ہا)" کی جگہ حرف "ب" کا استعمال کیا ہے، ممکن ہے کاتب کی غلطی ہو۔

مرآۃ الاولیاء کے قلمی نسخے (الف : سج) مرآۃ الاولیاء کے دستیاب قلمی نسخوں میں سب سے قدیم ترین وہ نسخہ ہے جو صاحبزادہ سلطان العارفین ولد صاحبزادہ احمدی جان ساکن قاضی آباد (تحصیل و ضلع مردان) کی تحویل میں ہے اور جسے ہم نے "سج" کی علامت سے ظاہر کیا ہے۔ یہ نسخہ آج سے 180 سال رجب المرجب 1226ھ میں لکھا گیا تھا، کاتب کا نام معلوم نہیں۔

سج کی ضخامت:۔ سج کی ضخامت $\frac{1}{2}$ 9 × $\frac{1}{2}$ 6 بغیر جلد اور 10″ × 7″ مع جلد کے ہے، اس نسخے کے موجودہ اوراق کی کل تعداد 205 ہے (179 مرتب + 16 غیر مرتب) جبکہ تقریباً تین صفحات کے برابر کا آخری حصہ ضائع ہوچکا ہے۔ موجودہ صفحات کی کل تعداد 407 ہے، ابتدائی 15 صفحات کو چھوڑ کر جن میں سے بعض 16 سطروں اور بعض 15 یا 14 سطور پر مشتمل ہیں، باقی صفحات کی 18 سطور ہیں۔ آخر کے 13 صفحات جو بغیر ترتیب کے کتاب کے ساتھ منسلک کئے گئے ہیں، کی سطور کی تعداد بھی مختلف ہے، بعض کی سطریں 18 بعض کی 20 اور اسی طرح کم و بیش سطور پر مشتمل ہیں۔

"سج" کی کتابت 377 صفحات تک جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے مصنف علیہ الرّحمہ کی وفات سے 12 سال قبل بروز جمعرات ماہ رجب 1226ھ کو پایۂ تکمیل کو پہنچی جبکہ اس کا آخری حصہ جو صفحہ 378 سے "ذکر مراقبہ و تفکر" کے عنوان سے شروع ہوتا ہے بعد میں لکھا گیا ہے۔ پورا نسخہ دو کاتبوں کی مشترکہ کوششوں سے نقل کیا گیا ہے جن میں سے کسی کا نام بھی درج نہیں ہے، بیشتر حصہ ایک کاتب کے خط نسخ پر مشتمل ہے جو اگرچہ زیادہ خوشنویں

تو نہیں تاہم صاف اور پڑھنے کے قابل ہے جبکہ تقریباً ایک چوتھائی حصہ دوسرے کاتب نے کہیں خط نستعلیق جو قدرے شکستہ ہے اور کہیں نسخ میں جو زیادہ صاف اور خوشخط ہے تحریر کیا ہے ۔ دوسرے کاتب کے یہ صفحات پوری کتاب میں بکھرے ہوئے ہیں ، ہر دوسرا یا تیسرا یا چوتھا صفحہ دوسرے کاتب نے لکھا ہے اور بعض مقامات پر کافی صفحات کے بعد اس کے لکھے ہوئے صفحات ہیں ۔ املا کے نکتۂ نظر سے دیکھا جائے تو کثرت اغلاط (1) کی بنا پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس نسخے کا کاتب اول کم تعلیم یافتہ ہے ۔ متن کی ابتداء بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ سے کی ہے اور صفحہ 377 پر اختتامیہ کلمات اس طرح درج ہیں :

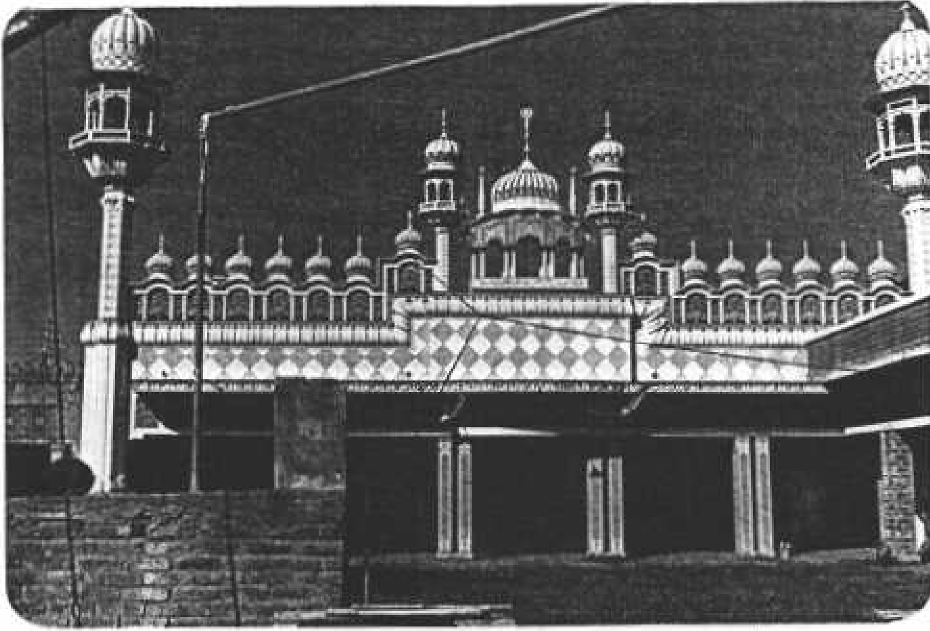
" ہر کس کہ نظر بدین سواد کند محمد شعیب را بن رفیع القدر حافظ گل بن محمد رفیق بدعا نیک یاد کند اورا اللہ تعالی بدیدار خود شاد کند ۔ تمت ہذہ الرّسالۃ المبارکۃ الشریفۃ المسمّی بالرّسالۃ الظہریۃ مرأۃ الاولیاء فی مسجد مولانا فاضل محقق حافظ گل جی قدس اللہ فی تاریخ یوم خامس شہر رجب مرجب 1226ھ " ۔

قرآنی آیات ، احادیث اور عربی عبارات پر سوائے ایک آدھ آیت کے اعراب نہیں ہیں ، شعر ، رباعی ، رشحہ کے علاوہ ہر باب اور ہر فصل کے ابتدائی عنوانات مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت ، معراج ، معجزات ، وفات وغیرہ اور ہر بزرگ کے حالات سے پہلے اس کا نام سرخ روشنائی سے لکھا ہے ، برخلاف فارسی رسم الخط کے بعض مقامات پر ایک لفظ کا کچھ حصہ ایک سطر کے آخر میں اور اسی لفظ کا دوسرا حصہ دوسری سطر کی ابتداء میں لکھا ہے مثلاً صدیق ـــ اکبر (ص 87 سطر 8) ، ابو ـــ بکر (صح ـ ص 88 سطر 15) ، مناز ـــ ل (صح ـ ص 90 سطر 2) ، مقا ـــ م روح افزا (صح ـ ص 90 سطر 8) ، مبا ـــ رک (صح ص 350 سطر 15) وغیرہ ۔

---

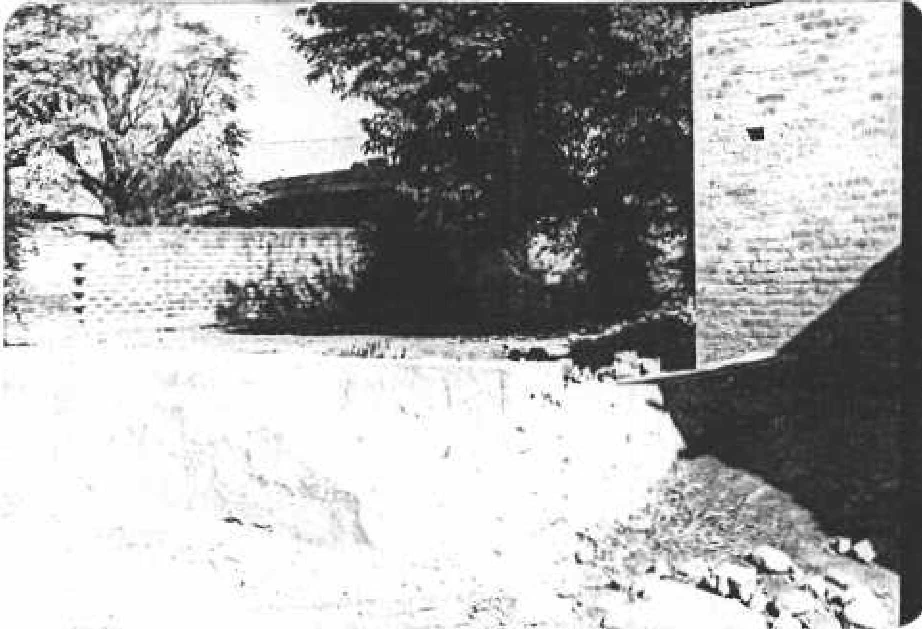
(1) کاتب اول کی بعض غلطیاں مثال کے طور پر درج کی جاتی ہیں : صفحۂ اول سطر 2 سورۂ فاتحہ لکھتے ہوئے "اہدنا الصّراط" کو "اہد نصراط" لکھا ہے ۔ صفحہ 4 سطر 7 میں " کما قال علیہ الصّلوٰۃ والسّلام" کو "طیہ الصلوٰۃ والسلم" لکھا ہے ۔ اسی طرح صفحہ 80 پر حصار کو حسار اور اسلحہ کو اصلحہ لکھا ہے ۔

(11 ــ ص 117 ب)



توروڈھیر (مردان) میں واقع "مسجد حافظگل جی" (رفیع القدر ــ والد ماجد شیخ محمد شعیب) جو بعد میں "مسجد صدرالدّین کے نام سے مشہور ہوئی ۔ کی ایک عکسی تصویر ۔ "مرأۃ الاولیاء" کا قدیم ترین قلمی نسخہ (سخ) مملوکۂ صاحبزادہ سلطان العارفین ساکن قاضی آباد (مردان) اسی مسجد میں 1226ھ میں لکھا گیا (دیکھئے مقدمہ باب ششم ص 117)

(عکاسی بتاریخ یکم اکتوبر 1983ع)



(12 ــ ص 117 ب)

توروڈھیر میں واقع حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کے پرانے مکان کے اندرونی احاطے کا ایک منظر ۔ (عکاسی بتاریخ یکم اکتوبر 1983ع)

"خدمت" کو "خذمت"، "زیرا کہ" کو "زیرانکه"، "چنانکہ" کے بجائے "چنانچہ"، عدد ترتیبی "سوم" کو "سیم" لکھا ہے۔ "ی" نسبت، "ی" مصدری اور "ی" وحدت کو دو نقطوں کے ساتھ لکھا ہے مثلاً "اگر غضبی واقع شود یا ضوری دست دهد (سج - ص 149 سطر 6)، "بیک قبول الہی در رسید و بی قراری در باطن پیدا شد" (سج - ص 141 سطر 4) - فارسی گ کو اکثر و بیشتر ایک سرکش کے ساتھ "ک" لکھا ہے مثلاً اکر، سک، پلنک، کوسفند، دراز کوش وغیرہ (سج - ص 285 سطر 5، 7، 8، 9، 10)۔

نظم کے مصرعوں کو نثر کی طرح ملے جلے انداز میں تحریر کیا ہے۔

(ب : قع) :- "قع" یعنی نسخۂ مملوکۂ مولانا ظام حقانی (فاضل دیوبند) بن صاحبزادہ شریف اللہ مرحوم ساکن موضع قاسم نزد ناورو (تحصیل مردان)۔

قع کی ضخامت :- "قع" کی ضخامت $10\frac{1}{2} \times 7\frac{1}{2}$ بغیر جلد اور $11 \times 7\frac{1}{2}$ مع جلد کے ہے جس کا متن 190 ورق (380 صفحات) پر مشتمل ہے، علاوہ ازیں ابتداء میں تین صفحات کی فہرست موضوعات ہے، ہر صفحے میں 19 سطریں ہیں۔

متن کی ابتداء بسم اللہ الخ سے ہوتی ہے - اختتامیہ کلمات آخری صفحے پر یوں درج ہیں " تمت تمام شد کتاب مرآة الاولیاء دست خط فقیر حقیر خاکپای عباد اللہ رحیم اللہ 1301ھ"۔

پورا نسخہ ایک ہی کاتب نے ایک ہی قلم سے خوشخط اور صاف لکھا ہے، ابتداء سے لے کر صفحہ 172 تک اور پھر صفحہ 285 سے آخر کتاب صفحہ 380 تک خط نسخ میں جبکہ درمیان میں صفحہ 173 سے 284 تک کے 102 صفحات خط نستعلیق میں صاف اور خوشخط لکھے ہیں۔

"قع" میں املا کی وہ غلطیاں دیکھنے میں نہیں آتیں جو "سج" میں پائی جاتی ہیں کتابت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ایک پڑھے لکھے کاتب کا لکھا ہوا ہے۔ "سج" کے اکثر و بیشتر حواشی کو جن کا تعلق براہ راست متن سے ہے اور متن ہی کا حصہ معلوم ہوتے ہیں

غح کے متن میں شامل کیا گیا ہے مثال کے طور پر "سح" کے ص 2، ص 234، ص 316 کے حواشی کو "غح" کے متن بالترتیب ص 2، ص 219، ص 295 میں شامل کیا گیا ہے جبکہ "سح" کے بعض دیگر حواشی مثلاً حاشیہ ص 159 - 160 کو "غح" کے متن ص 146 - 147 میں نظر انداز کردیا گیا ہے -

قرآنی آیات اور احادیث میں سے اکثر و بیشتر بغیر اعراب کے ہیں البتہ چند ایک آیات پر اعراب لگائے گئے ہیں - نظم و نثر لکھنے کا تقریباً وہی انداز ہے جو "سح" میں پایا جاتا ہے البتہ دو مصرعوں کے درمیان بعض نشانات (مثلاً ‌ؒؒ/ص 190 ، +/ص 347 ، ہ/ص 361) لگائے گئے ہیں اور بعض جگہ تو یہ نشانات بھی نہیں ، ایک مصرعہ ایک سطر میں تو دوسرا مصرعہ دوسری سطر میں درج ہے - بیت ، شعر ، رباعی ، نظم ، رشحہ ، قولہ تعالی ، حدیث اور اسی طرح کے دوسرے عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں -

یہ نسخہ اول سے آخر تک مکمل و محفوظ ہے ، کوئی ورق یا اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوا ، متن کا آخری حصہ "بیان در مراقبہ و تفکر" بغیر کسی فاصلے کے متصلاً ما قبل نعتیہ اشعار کے فوراً بعد لکھا گیا ہے یعنی صفحہ 348 کی چوتھی سطر کا آدھا حصہ شعر کے آخری مصرع " جز کلید لطف تو ہر خلق نتواند کشود " پر مشتمل ہے جبکہ باقی حصہ اگلے عنوان "در ذکر مراقبہ و تفکر" پر مشتمل ہے -

یہ نسخہ ایک عالم فاضل جناب مولوی میر عبداللّٰہ ساکن طورو (ضلع مردان) کی نظر سے گذرا ہے جنہوں نے حاشیہ پر بعض املاء کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور بعض مقامات پر متن کی درستگی اور تصحیح فرمائی ہے ، یہ تصحیحات بڑی قابل قدر ہیں اور مصحح کی توجہ کے ساتھ مطالعہ کرنے اور ذاتی معلومات پر دلالت کرتی ہیں - متن کی مذکورہ غلطیاں چاروں دستیاب نسخوں (سح ، غح ، مر ، مظ) میں پائی جاتی ہیں - علاوہ ازیں بعض دیگر املائی تصحیحات بھی کسی دوسرے صاحب قلم کی حاشیے پر موجود ہیں -

"غح" کی املاء پر عربی رسم الخط کا اثر نمایاں ہے چنانچہ کلمات صلوٰۃ ، زکوٰۃ ،

رحمن ، اسمعیل وغیرہ میں قرآنی اور عربی رسم الخط کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح کلمات مختوم بالف ممدودہ یا اسم ممدود عربی کو ہمزہ کے ساتھ لکھا گیا ہے جیسا کہ اولیاء ، صلحاء، علماء وغیرہ ۔ فعل رابطہ "است" اور علامت مفعول لفظ ما قبل سے ملادیتا ہے جیسے آنست، ایشانست ، ملتانست ، اور ایشانرا ، آنرا ، فلانرا ، قرآنرا وغیرہ ۔ ک فارسی کو کبھی ایک سرکش اور کبھی دو سرکش کے ساتھ لکھتا ہے ، عدد ترتیبی دوم اور سوم کو دوہم اور سیم یا سوہم لکھتا ہے ۔

ج : ع | یہ نسخہ صاحبزادہ عتیق الرّحمن ولد صاحبزادہ عبدالقدوس مرحوم ساکن توروڈھیر (تحصیل صوابی) کی تحویل میں ہے ۔

ضخامت : "ع" کی ضخامت 11 x 9 بغیر جلد اور $11\frac{1}{4}$ x 9 مع جلد کے ہے ، اس کے کل اوراق کی تعداد 134 (266 صفحات) ہے ، مختلف صفحات میں سطروں کی تعداد مختلف ہے بعض میں 22 جبکہ بعض دیگر صفحات میں اس سے زیادہ اور بعض میں کم حتّی کہ بعض صفحات میں 26 سطریں اور بعض میں 18 سطریں ہیں ۔

پورا نسخہ ایک کاتب کے قلم سے خط نستعلیق میں صاف اور خوشخط لکھا ہوا ہے ، تمام صفحات صحیح ، سالم اور محفوظ ہیں ، متن کی ابتداء بسم اللّٰہ الخ سے ہوتی ہے اور آخر میں اختتامیہ کلمات یوں درج ہیں :

"تمت تمام شد کتاب مرآۃ الاولیاء بدستخط فقیر حقیر خاکپای "

کاتب کا نام لکھ جانے کے بعد مٹا دیا گیا ہے ، آخری صفحے کے نچلے کونے پر چند سطور میں میر احمد شاہ رضوانی اکبرپوری (مؤلف تحفۃ الاولیاء درمناقب و حالات اخوند پنجو بابا ، طبع مفید عام پریس لاہور 1231ھ) رقمطراز ہیں :

"این کتاب تقدس انتساب تصنیف حضرت مخدوم الملک و فخرالزّمان قطب الدّوران حضرت شیخ محمد شعیب رحمہ اللّٰہ علیہ المعروف بہ شیخ صاحب توروڈھیری (من مضافات تومان یوسفزائی الکائی پشاور) پیر صاحب سوات کہ در فن سلوک بی نظیر و بغایت کثیر المنفعت است از کثرت

تحریف نساخین و مغالطه های خطاطین مغیر و محرف بود ، در اکثر جاها مفهوم مطالعه کنندگان

نمی شد لہٰذا باستدعای محبّی مولوی تاج محمد خان ساکن بغداده و بتحریک بالواسطه

صاحبزاده عبدالله پر جزاهما الله خیراً بنده معترف بنادانی قاضی میر احمد شاه رضوانی اکبرپوری

بسیاری از مقامات را تصحیح و تنقیح کرد ۔ والسّلام در شهر ذیقعده 1317 ھ مقام اکبر پوره"۔

مندرجہ بالا اقتباس کے خط، قلم ، سیاہی اور متن میں استعمال شدہ سیاہی ، قلم اور

خط کی باہمی مشابہت کی بناپر غالب گمان یہ ہے کہ میراحمد شاہ رضوانی کا ہی یہ نسخہ

نقل کردہ ہے ۔

چونکہ ابتداء اور خاتمہ "فح " کی طرح ہے اور متن بھی "فح " کی طرح "سح " کے

بیشتر حواشی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ نسخہ

"فح " سے نقل کیا گیا ہے ۔

"املاء کے نقطۂ نظر سے یہ نسخہ دیگر نسخوں کی نسبت زیادہ صحیح ہے ۔ ابتدائی

49 صفحات تک بعض عنوانات مثلاً ذکر شق صدر ، ذکر معجزات ، ذکر ہجرت ، بحث ولادت

شعر ، بیت ، رباعی وغیرہ اور بعض دیگر علامات کے لئے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے ، باقی

صفحات ایک ہی روشنائی سے لکھے ہیں ، عنوانات کو ذرا موٹے قلم سے لکھا ہے ، عربی عبارات

بھی خط نستعلیق ہی میں بغیر اعراب کے ہیں ، اشعار کے مصرعے بھی نثر کے طرز پر لکھے

ہیں ، دو مصرعوں فرق ظاہر کرنے کے لئے × کا نشان لگایا ہے ۔

د : مظ | یہ نسخہ ان دنوں صاحبزادہ محمد ظہور ولد مولانا خادم الدّین مرحوم (فاضل

دیوبند) ساکن تورڈ ہیر کی تحویل میں ہے ۔ (قبلاً یہ نسخہ خادم الاولیاء بن خادم الانبیاء

بن علاء الدّین بن سراج الدّین بن قطب الزّمان نورالحق بن سعدالدّین شہیدبن محمد شعیب

قدس الله سرہم کی ملکیت میں تھا ، وہاں سے مولانا خادم الدّین تورڈ ہیروی کے ساتھ آیا ہے ۔

ضخامت : "مظ" کی ضخامت $9\frac{1}{2}" \times 7"$ ہے جو 193 اوراق (384 صفحات) پر مشتمل ہے ۔

45 صفحات تک ہر صفحے میں 18 سطریں ہیں جبکہ بقیہ کتاب کے ہر صفحے میں 19 سطریں

ہیں ۔اس نسخے کی ابتدا، دیگر نسخوں کی طرح بسم اللّٰہ الخ سے ہوتی ہے اوراختتام پر یہ کلمات درج ہیں :

"تمت ہذہ الرّسالۃ المسمّی بالرّسالۃ العنبریۃ مرأۃ الاولیاء فی مسجد مولانا صدرالدّین صاحبزادہ تورڈ ہیری بدست خط فقیر حقیر خاکپای کبیر و صغیر و عاصی و جانی عفی اللّٰہ تعالی عنہ میر احمد برحمتک یا ارحم الرّاحمین" ۔

متن کے خاتمہ کے بعد 4 اوراق (7صفحات)پر مشتمل ایک مختصر سا رسالہ "فقرنامہ" کے نام سے اسی کاتب (میراحمد)کا تحریر کردہ منسلک ہے جس کی ابتداء اس طرح کی ہے :

" ربّ یسّر　　　بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم　　　و تمم بالخیر

حضرت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم فرمودہ است کہ ہر درویشی کہ چہار کلمہ و چہار مقام نداند او منافق است ،لقمہ خوردن و لباس پوشیدن بسروی حرام است ، سوال : اگر ترا پرسند کہ درویشی چند چیز است؟جواب بگو ہشت چیز است، چہار کلمہ و چہار مقام الخ " ۔

اختتامیہ : "تمام شد کتاب فقرنامہ از دست فقیر حقیرپرتقصیر خاک پای کبیر و صغیر عاصی و جانی میر احمد ۔ہر کہ نظر بدین سواد کند این فقیر را بدعا یاد کند " ۔

خط نسخ جو اگرچہ زیادہ خوشخط تو نہیں تاہم صاف اور پڑھنے کے قابل ہے ، میں ایک ہی کاتب اور ایک ہی قلم سے لکھا ہوا ہے ۔یہ نسخہ اول سے آخر تک صحیح سالم اور محفوظ ہے، "سع " کے حواشی کو "فح " اور "مر" کی طرح متن میں شامل کردیا ہے ۔املاء کے لحاظ سے "سع " سے ملتا جلتا ہے یعنی وہی اغلاط و بے قاعدگیاں جو "سع " میں پائی جاتی ہیں وہ "مظ "میں بھی موجود ہیں نیز خاتمہ کے الفاظ "رسالۃ العنبریۃ المسمّی مرأۃ الاولیاء" (جوفح اور مر میں موجود نہیں)سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ "سع "سے نقل کیا گیا ہو ۔تاریخ کتابت درج نہیں لیکن کاغذ اور سیاہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ "فح " (تحریرشدہ 1 130ھ) اور"مر "(تحریر شدہ 17 13ھ) کی نسبت قدیم تر ہے ۔

بعض قرآنی آیات پر اعراب لگائے گئے ہیں جبکہ بعض دوسری آیات بغیر اعراب کے ہیں ، "ک" کے سرکش سرخ روشنائی سے لگائے ہیں ۔

یا فتاح　　　　بسم الله الرّحمن الرّحیم　　　　و به نستعین

الحمد لله ربّ العلمین ۝ الرّحمن الرّحیم ۝ ملک یوم الدّین ۝ ایاک نعبد و ایاک نستعین
اهدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضّالّین ۝ آمین -
بسم الله الرّحمن الرّحیم ۝ اللّهم صل علی محمّد وّ علی آل محمّد کما صلّیت علی ابراهیم و علی
آل ابراهیم انک حمید مّجید ط

در تخصیص این درود سبب آن بود که چون این آیت نازل شد انّ الله و ملئکته یصلّون
علی النّبی یآیّها الذین آمنوا صلّوا علیه و سلّموا تسلیمًا صحابهٌ گفتند " یا رسول الله ! بر
حضرت تو سلام گفتن میدانیم امّا فرمان ده که درود چگونه گوئیم ؟ " رسول الله صلی الله علیه
و سلّم فرمود " اللّهم صلّ علی محمّد و علی آل محمّد کما صلّیت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم
انک حمید مّجید"(ا) این چنین امام زاهد در تفسیر خود آورده است و در کشاف آورده است که(ب)
ابراهیم علیه السّلام در وقت هجرت هفتاد و پنج ساله بود چنانچه در قرآن مجید است " قال
انّی مهاجر الی ربّی انّه هو العزیز الحکیم ۝ (ج) (1) و در همین سال خدای تعالی اسمٰعیل
علیه السّلام را بوی داد از هاجره که کنیزک ساره بود و چون سن مبارک آنحضرت بصد و دوازده
رسید یا صد و بیست رسید حق تعالی از ساره فرزندی بخشید چنانچه حق تعالی می فرماید
" ووهبنا له اسحق و یعقوب " (د) تفسیر حسینی (ر) و در تاج المذکورین آورده است که چون

(ا) رجوع کنید به بخاری صحیح کتاب الدّعوات باب الصّلوة علی النّبی صلی الله علیه و سلّم -
(ب) نخ ، مر ، مظ - چون ابراهیم - (ج) العنکبوت ۲۶ - (د) انعام 84 - (ر) نقل حسینی (یعنی
تفسیر القرآن از مولانا حسین واعظ کاشفی)

(1) (انّی مهاجر) من کوثی و هی من سواد الکوفه الی حرّان ثمّ منها الی فلسطین و من ثمّة
قالوا الکلّ نبی هجرة و لابراهیم هجرتان و کان معه فی هجرته لوط و امرأته ساره و هاجره
و هو ابن خمس و سبعین سنه (الکشاف مؤلفه جارالله زمخشری طبع اولی قاهره 1365 هـ
ج 3 ص 451) یعنی از کوثی که از سواد کوفه است بطرف حرّان ، بعد ازان بجانب
فلسطین و گویند که هر نبی هجرت کرده و ابراهیم دو بار هجرت کرده است و در هجرت
با او لوط (ع) و زوجهٔ وی ساره و هاجره بودند و در وقت هجرت ابراهیم (ع) هفتاد
و پنج ساله بود -

که چون ابراهیم علی نبینا و علیه الصلوة و السلام خانه کعبه را بنا فرمود [2] حق تعالی آنرا قبله این امت گردانید و برای مکافات[1] آن می فرماید که او را بخیر یاد کنید تا منت از من باشد نه از ابراهیم علیه السلام و هم در تاج آورده است که از امام (ابو) بکر رازی پرسیدند که حکمت در تخصیص صلوة بر ابراهیم علیه السلام و آل وی چیست ؟ فرمود که چون ابراهیم علیه السلام از بنای کعبه فارغ شد ، دعا می (ب) کرد و آل وی اسمعیل و اسحق و ساره (ج) که دختر عم ابراهیم بود و هاجره آمین می گفتند - ابراهیم علیه السلام می گفت " هر که از

---

(1) نخ - (برای) ندارد ، هر ، مظ - در مکافات - (ب) هر ، مظ - (می) ندارد - (ج) ساره بنت (لابن) بن بثویل بن ناحور (کتاب المحبر مؤلفه ابو جعفر محمد بن حبیب البغدادی طبع حیدرآباد دکن 1361 هـ ص 394 - مروج الذهب مؤلفه ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی طبع اول بیروت 1385 هـ ج 1 ص 57 -

(2) حضرت ابراهیم (ع) مجدد کعبه اند نه که مؤسس مثل سلیمان (ع) که مجدد مسجد اقصی است و مؤسس آن حضرت آدم (ع) است - امام بیهقی در دلائل النبوه بروایت عبد الله بن عمرو بن العاص نقل کرده است که رسول الله صلی الله علیه و سلم فرموده است که بعد از نزول آدم (ع) و حوا بر روی زمین الله تبارک و تعالی بآنان حکم فرمود که بیت الله تعمیر کنند ، ایشان امتثال نمودند ، بعد ازان مأمور شدند بطواف آن بیت و بایشان گفته شد که شما اوّل النّاس یعنی اولین انسانان هستید و این خانه اوّل بیت وُضع للنّاس یعنی اولین خانه ایکه برای مردمان قرار داده شده است - بر قدامت مسجد حرام آیاتی چند از قرآن مجید نیز دلالت میکند (رجوع کنید به البقره 127 ، الحج 26 ، ابراهیم 37) از الفاظ "عند بیتک المحرّم" (ابراهیم) ظاهر می شود که مسجد حرام در آن وقت موجود بود و این دعا ابراهیم (ع) وقتی کرده است که [illegible] اسمعیل (ع) در عالم شیر خوارگی بود و دیوار های کعبه پدر و پسر آن وقت بالا برده اند که اسمعیل (ع) به سن شعور رسیده بود (احکام القرآن مؤلفه ابن عربی (رح) طبع مصر ، سوره ابراهیم) حضرت شاه عبد العزیز دهلوی (رح) رقمطراز است " این حقیقت مسلّمه است که شالودهٔ این خانهٔ محترم (بیت الله) ابتدأ در زمانهٔ حضرت آدم (ع) نهاده شد ، در زمان طوفان نوح (ع) آن را برداشتند ولی نشانات آن برجا ماند تا آنکه ابراهیم (ع) به تعمیر نو آن پرداختند ".

(ماخوذ از اسلام کا نظام مساجد مؤلفه مولانا ظفر الدین طبع ندوة المصنفین دهلی 1381 ه ص 18-19)

مشایخ امت محمّد (صلی اللّه علیه و سلّم) رو باین خانه دوگانه ادا کند ، خداوندا ! مرا شفیع او گردان " و اسمعیل (ع) می گفت " هر که از کهول [3] این امت باین خانه توجه نموده ترا می پرستد ، مر اورا بیاموز " و دیگران آمین می گفتند و اسحق (ع) جوانان این امت را بسو درخواست و ساره زنان این امت را و هاجره کنیزکان این امت را و دیگران آمین می گفتند - پس حق تعالی به حبیب خود (ع) خطاب فرمود که چون ابراهیم و آل ابراهیم علیهم السّلام امتیان ترا در حین اجابت دعا فراموش نکردند ، تو امت خود را بگو که تا در آخر نماز که وقت اجابت دعا است ایشان را یاد کنند تا مکافات آن تواند بود و درین سخن دقیقه ایست که بصد جان ارزان است و آن آنست که اگر دعای ایشان در حق این امت از پیران و جوانان ، مردان و زنان اجابت نیفتادی به مکافات آن مأمور نگشتندی - مسئله است در شریعت اگر کسی چیزی با کسی عطا فرمود می تواند از هبهٔ خود رجوع نماید ، اما اگر موهوب لهٔ در عوض آن چیزی بواهب ارزانی داشت دیگر ولایت رجوع نماند واهب را [1] هر چند عطای واهب عزیز تر [ب] و جلیل القدر باشد و هدیهٔ موهوب لهٔ بضاعت مزجاتِ و همین لطیفه در باب عطای ایمان از جناب قدس الٰهی به مؤمنان و امتیان [ج] ایشان باعمال صالحه از طاعات و تصدقات قلیلاً و کثیراً مستوجب بقای ایمان و ابقای عطای حضرت ملک مؤمنان را میتواند بود - واللّه اعلم بالصّواب - و فی التّشبیه [4] اشکال مشهور و هو انّ المشبّه دون المشبّه به و علهنا با الکس و للطما فی ذلک وجوه منها انّه تواضع منه علیه السّلام و منها انّ التّشبیه فی الا هل لا فی القدر کما فی قوله تعالی " و اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح " (د) فا لمعنی صل علی محمد و آله

---

(1) غع ، عر ، عظ - (واهب) ندارد - ... (ب) ایضاً - (تر) ندارد - (ج) سع ساتیا ... (د) النّسآ 163 -

(3) ای الکهول ما بعد الثّلاثین و قیل ما بعد الاربعین و الشّاب هو ابن ثلثین و قال مطرانی من ثلثین الی اربعین (حاشیه سع ، عظ - متن غع ، عر -)

(4) لانّ محمّد رسول اللّه (ص) افضل من ابراهیم (ع) بل من سائر الانبیاء کما هو مسلّم عند الطائفة (حاشیه عر)

تناسب سبب قدره کما صلّیت علی ابراهیم و آله یناسب قدرهم و منها انّ الکاف للتّعلیل کما فی قوله تعالی " واذکروه کما هدیکم (ا) " و منها انّه قد یکون التّشبیه بالمثل و بما دونه کما قال اللّه تعالی " مثل نوره کمشکوٰة (ب) " و منها انّ التّشبیه انّما یتطرّق بالآل و امّا الصّلوة علی محمّد اصلا فهما محمولاً علی الکمال فکانّه قال صلّ علی محمّد صلوة کاملة و صلّ علی آل محمّد مثل الصّلوة علی ابراهیم و آله فافهم -

امّا بعد ! اگر چه معجزات حضرت سیّد الانام (ص) و مناقب اصحاب کرام (رض) و اولیاء عظام اظهر من الشّمس است و متقدّمین و متأخرین در اکثر کتب معتبرهٔ عربی و فارسی متفرق مندرج است و بتجسّس و تفحّص بسیار یافته می شود و خالی از تکلّف نبود ، بنا بر آن این فقیر ناچیز کاتب حروف خواست که اسامی و تواریخ تولّد و وفات و محل ظهور حضرت سرور کائنات مهترین (ج) موجودات علیه الصّلوة و التّسلیمات و چهار یاران و اهل بیت و بعضی از مشائخ طریقت و آئمهٔ اربعه رضوان اللّه تعالی علیهم اجمعین که بمنزلهٔ چهار عنصر دین است و استقامت مذهب حق اهل سنّت و الجماعت به سبب وجود شریف ایشان است که حدیث صحیح در باب ایشان وارد است کما قال علیه الصّلوة والسّلام " علماء امّتی کأ نبیاءِ بنی اسرائیل " (د)

بدان ای عزیز که آنجا مراد از علماء اولیاء اند که علم ظاهری و باطنی آنسرور صلی اللّه علیه وآله و سلّم بایشان رسیده و احوال ایشان آنچه در کتب معتبره بنظر در آمده بود ، بیرون آورده ، در سلسله قلمی نموده تا طالب آن با همت گردد بآسانی به مطالب خویش فائز گردد و نام این رساله " مرآة الاولیاء " نهاده ایم و هر کس که بدین نسخه نظر کند محض از برای اللّه تعالی و بر روی محمّد رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله وسلّم و بر روی اولیاء این عاجز

(ا) البقره 198 - (ب) النّور 35- (ج) نخ ، هر - بهترین - (د) رجوع کنید به المصنوع فی احادیث الموضوع مؤلفه ملا علی قاری (رح) مطبع محمّدی لاهور (تاریخ طباعت درج نیست) ص 16- 17 -

را بدعا نیک یاد کند و ما نیز ایشان را دعا کنیم که الله تعالی ایشان را دیدار خود نصیب کند بمنّه و کرمه و نیز چون این فقیر را کمال اخلاص و بندگی باین طائفهٔ عالیه بود ، روز و شب جز ذکر ایشان فکری نداشت و خود را از معتقدان و مشتاقان ایشان میدانست ، ازین جهت به تحریر شمه ای از احوال سعادت مآل ایشان مشغول شد زیراکه اگر کسی را وصل دوست میسر نمی شود ، خاطر خود را به جستجوی و گفتگوی ایشان مسرور گرداند و سیّد انام علیه الصّلوٰة والسّلام فرموده است " من احب قوماً فهو منهم و جزاءه بجزائهم و حسب بحسابهم و حشر فی زمرتهم و ان لم یعمل باعمالهم " صحیح [1] یعنی کسیکه دوست میدارد جماعتی را او از اینها است و در ارشاد الطّالبین مولینا درویزه علیه الرّحمه [5] آورده است که شخصی بود که میچ علم نافله چنانچه طریق اولیاً اسیت نداشت ، اما هر جا که نام انبیاً علیهم السّلام و اولیاً و صلحاً و علماً را می شنید ، می نوشت تا بغایتی نوشت بار کرده به پشت خود می کشانید (ب) قضا را روزی در آب غرق شد و آن ورقها را در آب داد و خود دست و پای زده بصد حیله

---

(1) برای روایت بالمعنی رجوع کنید به مجمع الزّوائد مؤلّفه حافظ نور الدّین علی بن ابی بکر الهیثمی ، طبع قاهره 1353 هـ ج 10 ص 280 تا 28 و مستدرک حاکم طبع بیروت 1978 م و معجم الکبیر مؤلّفه علامه طبری طبع بغداد 1979 م ج 3 ص 3 - (ب) سع ، مغز ، فع گشتانید

(5) عبد الله (المعروف به الله داد) الملقّب به اخوند درویزه بن گدای بن سعدی بن احمد بن شه (المعروف به درغان) بن جیون بن جنتی " (روحانی رابطه مؤلّفه عبد الحلیم اثر افغانی طبع اول باجوڑ ایالت سرحد پاکستان 1965 م ص 511 -) مفتی غلام سرور در خزینه الاصفیاً (مترجمه مفتی محمود هاشمی و اقبال احمد فاروقی طبع لاهور 1392 م ص 471) و رحمان علی در تذکرهٔ علماً هند (طبع کراچی 1961 م ص 59) نام وی را اخوند درویزه پشاوری نوشته اند زیراکه او خودش ساکن پشاور بوده و در مضافات همین شهر مدفون است ولی چونکه بعضی از اجداد ایشان در پایین ننگرهار بسر برده اند ازین رو اخوند درویزه نام نسبتی خویش را اخوند درویزه ننگرهاری و اخوند درویزه پایینی نوشته است - برای تفصیل رجوع کنید به تالیف خودش تذکره الابرار و الاشرار (فارسی) طبع ادارهٔ اشاعت سرحد پشاور

از ان بیرون آمد - چون بر ساحل افتاد ، غمگین شد که هیچ نداشتم مگر آنکه از جهت دوستی دوستان خدای نامهای ایشان جمع کرده بودم ، این نیز از دست رفت و هم بر ین غم در خواب رفت و در خواب دید که حضرت رسالت پناه محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلّم با جمله انبیأ و صلحأ در چهارم آسمان نشسته و خود را درمیان ایشان آورده به تعلق و ناگاه دید که فرشتگان آمدند و کوزه انداختند و طبقها پر از الوانٔ نعمت آوردند - چون بقریب او رسیدند اورا منع کردند و گفتند که شما ازین جماعت نیستید و بر خیزید - ناگاه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلّم را بر او نظر افتاد و گفت که او را کوزه داشتن (ا) بدهید و با این جماعت همراه بخورانید زیرا که دوست دارندهٔ این جماعت است - خوردنی را همراه ایشان خورد ، بیدار شد ، تمام معانی ولایت در او جمع شده بود و حضرت سلطان ابراهیم بن ادهم (رح) فرموده اند که شبی در خواب دیدم که فرشته طوماری در دست داشت ، پرسیدم که چه می نویسی ؟ گفت " نام دوستان خدا را " گفتم نام من نوشتهای ؟ گفت " نی " گفتم چرا ؟ گفت" تو از ایشان نیستی " گفتم من از ایشان نیم لکن دوست دوستان اویم و ایشان را دوست دارم - درین بودم که فرشتهٔ دیگر در رسید و گفت " طوماری را از سر کر (ب) و نام ابراهیم را مقدم بر همه نویس که دوست دوستان خدا است " و ابو العباس ابن عطا (رح) گفته اند که اگر توانی که دست زنی در دوستان او زن چه اگر چه درجهٔ تو بایشان نرسد ترا شفیع باشد و در مشفیه آورده است که از خواجه جنید بغدادی (رح) سوال کردند که مرید را چه فائده است از حکایت ایشان ؟ شیخ فرمودند که سخن ایشان لشکریست از لشکرهای حق تعالی که بدان میدان را اگر دل شکسته بود قوی گردد و از لشکر مدد یابد چنانچه در حدیث آمده است

(ا) کوزهٔ دست شستن (ارشاد الطّا لبین مؤلفه اخوند درویزه طبع پشاور 1358م ص 58)

(ب) کن -

"عند ذکر الصّلحین تنزل الرّحمة" (۱) و از خواجه یوسف همدانی قدس اللّه سره سوال کردند که هرگاه که این طائفه روی در نقاب آرند چه کنم تا سلامت مانم، گفتند که هر روز هشت ورق از سخنان ایشان بخوانید گویا که با ایشان صحبت میدارید و شیخ علی دقاق رحمة اللّه علیه را گفتند که فائدهٔ سخن مردان خدای شنیدن چیست؟ فرمودند " اول آنکه اگر مرد طالب بود قوی همت گردد و طلبش زیاد شود و دوم آنکه اگر در خود عیبی دارد آن دعوی از سر او بیرون رود نیک (ب) او نماید کما قال الشّیخ " لا تزن الخلق میزانک و زن نفسک بموزان الصّدیقین لتعلم فضلهم و افلاسک " و عبد الرّحمن اسحق را پرسیدند از (ج) کسی قرآن خواند و معنی نداند چه فائده و اثر دارد یا نه؟ گفت اگر کسی دارو خورد و نداند که چه می خورد اثر می کند، قرآن چگونه اثر نکند " یکی از فی العشقیه و محمّد بن حسن گوید " معروف (رح) را بخواب دیدم گفتم که خدای عزّ و جل با تو چه کرد ؟ گفت مرا بیامرزید " گفتم بزهد و ورع ! گفت " بیک سخن که از پیر سماک (رح) شنیدم " گفتم چه بود ؟ گفت " هر که بجملگی بخدای (د) عزّ و جل بر گردد خدای تعالی نیز از وی بجملگی بر گردد و هر که بجملگی بخدای عزّ و جل باز گردد، خدای عزّ و جل برحمت باو باز گردد و همه خلق یار او گردد " و مولانا نظام الدّین حسین سبط مولانا علاؤ الدّین مکتب دار رحمهما اللّه تعالی در وقت رفتن ازین عالم فانی بعالم باقی بیاران و دوستان خود می فرمودند " اموری که بآن توصل بحق توان یافت منحصر گشته است بسه چیز ، کلام خدای عزّ و جل و حدیث مصطفی علیه السّلام و سخنان مشائخ علیهم الرّحمه البتّه البتّه ... عشر از قرآن و حدیث از احادیث سیّد انس و جان و کلمهٔ چند از سخنان اولیاً

---

(۱) رجوع کنید به تذکرة الموضوعات مؤلفه علامه محمّد طاهر بن علی الهندی، طبع بیروت 1399 هـ ص 193 ـ موصوف این حدیث را بی اصل قرار داده است و ملا علی قاری گوید که این قول سفیان ابن عیینه است (موضوعات کبیر طبع نور محمّد اصح المطابع کراچی بیان طباعت درج نیست، ... ص 83 ـ

(ب) هر ـ تنگ ـ (ج) مظ ـ (از) ندارد ـ (د) از خدای ـ

و دوستان حق باید و مقارن عمل باید ساخته "۔

بدانکه بہترین مخلوقات الٰہی بعد از انبیأ علیہم السّلام اولیأ اند که ایشان بموجب آیت کریمه " یحبّھم و یحبّونه " (۱) عاشقان و محبّان و محبوبان او یند و این طائفۂ عالیه ہمیشه بوده اند و ہستند و تا قیامت خواہند بود و دنیا از برکت وجود مبارک ایشان قائم و مستقیم است چنانچه پیر علی ہجویری (رح) در کشف المحجوب نوشته اند که خداوند تعالیٰ ہرگز زمین را بی حجت ندارد و ہرگز این امت را بی ولی ندارد و سند از رسول علیه الصّلوٰۃ والسّلام آورده اند که پیغمبر (ب) فرموده اند " [illegible] ہرگز این امت من خالی نباشد از طائفۂ که بر خیر باشد لقوله علیه السّلام " لا یزال طائفه مّن امّتی علی الخیر و الحقّ حتّی یقوم السّاعة " و ہمیشه چہل تن بر خوی ابراہیم علیه السّلام باشند لقوله علیه السّلام " لا یزال من امّتی اربعون علی خلق ابراہیم علیه الصّلوٰۃ و السّلام " کذا فی کشف المحجوب ۔ پس از انبیأ (ع) ہیچ کس محترم‌تر از ایشان نیست و ہیچ کس فاضل تر از ایشان نیست و ہیچ کس کریم تر از ایشان نیست و ہیچ کس باہمت تر از ایشان نیست و ہیچ کس بی نیاز تر از ایشان نیست و ہیچ کس عالم تر و عامل تر از ایشان نیست و ہیچ کس حلیم تر و خلیق‌تر از ایشان نیست و ہیچ کس شجاع تر از ایشان نیست ۔ پس دوستی ایشان دوستی خدا است و نزدیکی ایشان نزدیکی اوست و صحبت ایشان صحبت اوست و پیوستن ایشان پیوستن با اوست (ج) و ادب ایشان ادب با اوست و طریقۂ این طائفۂ شریفه بر یک نہج نیست ، ہر یک را مشربیست جدا ، بعضی پنہان اند و بعضی آشکارا و بعضی بامر الٰہی کرامات ظاہر میکنند و بعضی از جہت عجب نفس

---

(۱) المآئده 54 ۔ (ب) این حدیث با تغییر الفاظ در مسلم (عربی ، اردو) طبع لاہور 1981ء ج 5 ص 183 و کنز العمال مؤلفه شیخ علاو الدّین علی المتّقی الہندی طبع حیدرآباد دکن 1364ء ج 13 ص 144 ۔ درج است ۔

(ج) [illegible]

خود اظهار کرامت نکنند و بعضی مأمور اند باین معنی چرا که هر که از ایشان صادر میشود بالهام ایزد هست، نکند تا مأمور نشوند و نگوید تا نگویانند و نخورد تا نخورانند و نه نوشد تا نه نوشانند و ممشاد دینوری (رح) فرموده اند " هرکه بر دوستی از اولیاء دوستان حق انکار کند کمینه عقوبت او آنست که او را داخل دوستان خود نه گرداند - پس در هیچ کس بنظر حقارت نباید نگریست که دوستان خدای از چشم غیر پوشیده اند زیرا که حق تعالی فرموده اند "اولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری مگر بتا ئید من" [1] و بعضی در زمرهٔ ملامتیه [6] خود را مسلک [ب] دارند تا کسی ایشان را نشناسد چنانچه سلطان العارفین شیخ بایزید قدس الله سره بعد از آنکه بکمال رسیدند و مشهور آفاق گشتند از سفری به بسطام می آمدند اکابر و اشراف آنجا بجهت استقبال ایشان برآمده و ملازمت نموده باعتقاد تمام بشهر آوردند و سلطان چون هجوم عام دیدند و آفت آنرا دانستند برای خلق، پراگنده شدند و منکر کردند با آنکه ماه رمضان بود نان از بازار برداشتند و خوردند - چون مردم این معنی را مشاهده کردند منکر گشتند، متفرق شدند و تا در بسطام بودند بر ایشان رجوع نکردند - اگرچه ظاهر است مثل ایشان بزرگی نبود [ج]، باوجود رمضان روزه چون بخورد، اما خلاف شرع نه کردند چرا که در سفر بودند و در سفر افطار روا است و ایشان رجوع خلق نخواستند - کسی که رجوع بحق باشد رجوع غیر را نخواهد اما نه پرورشی که مخالف شرع باشد و طریقهٔ ملامتیه

(ا) ماخذ معلوم نشد - (ب) ص - منسلک - (ج) سخ، مظ - (نبود) ندارد -

(6) ملامتیه یا قصاریه یعنی پیروان ابو صالح حمدون بن احمد بن عماره قصار (م 271هـ) که طریق او اظهار و نشر " ملامت " بوده یعنی میگفته که آفت بزرگ و حجاب عظیم در این است که بخود معجب شود و نزد خلق مقبول گردد ' این عجب و خود پسندی و مقبولیت نزد خلق سالک را از طی طریق باز دارد - پس باید طریق ملامت اختیا کند و منظورش حق باشد نه خلق و به هر نام و ننگی پشت پا زند " (برای شرح احوال ملامتیه رجوع کنید به کتاب عوارف المعارف مصنفه شیخ شهاب الدین سهروردی (رح) طبع اول دار الکتب العربی بیروت 1966م باب هشتم، نهم -)

آنست که این قسم ملامتی که مخالف شرع نباشد قیاب خود سازد - پس اعتراض بر کار ایشان نباید کرد که بر حقیقت کار ایشان کسی مطلع نیست و در جواهر آورده است که ملامتی آنرا نگویند که از شریعت تجاوز کند بلکه ملامتی آنرا گویند که در امر خدای تعالی نظر بر خلق نکند که بر ما ملامت می کند بلکه بهر حال رعایت شریعت کند اگر چه خلق بر وی ملامت میکند - (ا)

محمد بن سماک قدس سره در وقت رحلت مناجات کرد و گفت "بار خدایا ! بر تو ظاهر است که در وقت معصیت کردن اهل طاعت را دوست دارم ، اکنون دوستی آنها کفارت گناهان من گردان" (ب) و شیخ الاسلام (رح) فرموده اند "دیدار مشائخ را غنیمت باید شمرد" و ابو عبد الله سجزی (رح) گفته اند "سودمند ترین چیزها مردمانرا صحبت صالحان است و اقتداً بایشان در افعال و اقوال و زیارت قبورهای ایشان" (ج) و خواجه معین الدین چشتی (رح) فرموده اند "صحبت نیکان به از کار نیک و صحبت بدان بد از کار بد" و حضرت غوث الاعظم رحمة الله علیه فرموده اند که این جماعت پادشاهان دنیا و آخرت است و شیخ ابو الحسن غزنوی (رح) گفته اند "اولیاء الله والیان عالم اند ، باران از آسمان به برکت اقدام ایشان می بارد و از زمین نبات بصفای احوال ایشان می روید (د) و در کشف المحجوب وغیره آورده است که چهار هزار اولیاً اند ، ایشان مکتومان اند و ایشان یکدیگر را نشناسند و جمال حال خود ندانند و سیصد تن دیگر از سرهنگان درگاه حق اند که ایشان را اخیار گویند و چهل تن دیگر را ابدال خوانند و هفت دیگر را ابرار گویند و چهار دیگر را اوتاد نامند و سه دیگر را نقبا گویند و دو دیگر را امامان گویند و امامان در یمین و یسار قطب باشند و یکی را قطب

(ا) عرف میگویند - (ب) عرف گناه - (ج) رجوع کنید به نفحات الانس مؤلفه عبد الرحمن جامی (رح) تصحیح و تحقیق مهدی توحیدی پور طبع تهران (سال طباعت ندارد) ص 113 - (د) رجوع کنید به کشف المحجوب مؤلفه شیخ علی بن عثمان الهجویری تصحیح و تحشیه علی قویم طبع مرکز تحقیقات پاکستان و ایران اسلام آباد 1398هـ باب فی اثبات الولایة ص 190 - 191 -

و غوث نامند و این جمله یکدیگر را بشناسند و با هم محتاج باشند و جماعت دیگر را مفردان گویند که ایشان از جمله ممتاز و بی نیاز اند و عدد ایشان طاق باشد و مرتبهٔ ایشان ما بین نبوّت و صدّیقیت است "[1] و در سلک سلوک ابو تراب نخشبی (رح) آورده است که سیصد تن از بندگان خدای که دلهای ایشان ما نند دل آدم علیه الصّلوٰة و السّلام است و هفتاد تن اند که دلهای ایشان مانند دل نوح علیه الصّلوٰة و السّلام است و چهل تن اند که دلهای ایشان مانند دل موسی علیه السّلام و هفت تن اند که دلهای ایشان مانند دل ابراهیم علیه السّلام و پنج تن اند که دلهای ایشان مانند دل جبرائیل علیه السّلام و سه تن اند که دلهای ایشان مانند دل میکائیل علیه السّلام و یکی را دل مانند اسرافیل علیه السّلام است - چون آن یکی بمیرد از آن سه یک را بدرجهٔ او رسانند ، چون از آن سه یک بمیرد از آن پنج یک را بمرتبهٔ او رسانند و چون از آن پنج یک بمیرد از آن هفت یک را بدرجهٔ او رسانند و چون از آن هفت یک بمیرد از آن چهل یک را بمرتبهٔ او رسانند و چون از آن چهل یک بمیرد از آن هفتاد یک را بدرجهٔ او رسانند و چون از آن هفتاد یک بمیرد از آن سیصد یک را بدرجهٔ او رسانند و چون از آن سیصد یک بمیرد از عام خلق یکی را بر ... جای او نشانند و آن سیصد را نقبأ گویند و آن هفتاد را نجبأ گویند و آن چهل را ابدال خوانند و آن هفت را اخیار خوانند و آن پنج را اعماد گویند و آن سه را اوتاد گویند و آن یک را غوث نامند و معنی نجیب پوست بر پوست را گویند چنانکه میوهٔ چهار مغز ، پس گویا که پوست اول شریعت است و پوست دوم طریقت است و پوست سوم حقیقت است و مغز معرفت است - پس معلوم باد که تا کسی بر شریعت آراسته نباشد بمعرفت نرسد زیرا که ابتدأ و انتهای هر چیزی متابعت حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه وآله وسلّم است چنانکه اول پوست پیدا شود پس مغز و ایضاً نجیب

---

(1) کشف المحجوب ص 191 -

گرامی شده را گویند و نجباً جماعت و انتجاب برگزیدن را گویند و نقیب ستودهٔ مردم در نیک افعال و اقوال و درنده و بهترین قوم و نقباً جماعت و ایضاً نقیب نفس را گویند که محمود صفات باشد چنانکه سگی بر در صاحب خفته باشد و مردم را به بانگ نه آزارد او را نیز نقیب گویند و مردی نیک رو را نیز گویند و مرد نیک و دانا و ناگاه دیدن کردن با کسی و نقب در شهرها گشتن را نیز گویند و اوتاد میخها را گویند و نیز کسی را که ذکر خود همیشه از دست ندهد و ابدال دیگر کردن را گدیند ۰ قوله تعالی "بدله من الخوف امنا" (ب) یعنی از خوف بسوی امن برآمد و ایضاً ابدال قوم من الصّلحین لا یخلوا الدّنیا منهم اذا مات احدهم بدل الله تعالی مکانه بآخر یعنی چون یکی بمیرد بر جای او دیگری را می نشانند و اعماد ستون را گویند و غوث فریاد رس را گویند و غوث از مرتبه و احوال این مذکورین خبردار باشد و ایشان از مرتبه و احوال [illegible] او خبر ندارند چنانچه در ارشاد الطالبین حضرت مولانا اخوند درویزه علیه الرّحمه و الغفران مسطور است و این فقیر نیز امید وار است که الله تعالی به برکت این طائفه شریفه رحمهم الله تعالی در دنیا و آخرت توفیق عمل نیک و نجات و رستگاری بخشد و از کمترین خادمان شمارد و در زمرهٔ درویشان بر انگیزد و از توجه ایشان سلامتی ایمان نصیب گرداند بمنّه و کرمه ـ شعر

از عمل خویش ندارم امید
بر کرم اوست مرا اعتمید (ج)

---

(۱) قیاساً برگزیده ـ (ب) و لیبدلنّهم من بعد خوفهم امنا (النّور 55)ـ

(ج) اعتمید امالهٔ اعتماد است یعنی میل دادن فتحه بکسره بطوریکه الف صورت ی پیدا کند ـ

بحث در بیان تولد و تواریخ و ارضاع و شق صدر و نزول وحی و معراج و معجزات و هجرت از مکه شریف و وصول بمدینه منوره و وفات حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و سلّم

بدانکه حضرت رسول صلی اللّٰه علیه و آله و سلّم بهترین ما سوی اللّٰه از اشراف و اعیان قبیلهٔ قریش[7] اند هم از جانب پدر و هم از جانب مادر - مشهور است در تسمیهٔ قریش[1] که آن نام دابه است بحری که در غایت قوت و زور است - از ابن عباس رضی اللّٰه تعالی عنه آورده که گفت " قریش نام کردند که در دریا ماهی است که او را قریش می گویند ، می خورد ماهیان را و نمی خورد او را هیچ ماهی و غالب نمی گردد بروی هیچ یکی از آن " چنانچه در حدیث آمده است و عن ثلثه بن[ب] الا شقع رضی اللّٰه عنه قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلّم (قال) انّ اللّٰه اصطفی کنانه من ولد اسمعیل و اصطفی قریش من کنانه واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم - رواه مسلم[ج] و مشکوه و فی روایه ترمذی[د]

---

(1) فح ، مر ، مظ - روایت (رجوع کنید به الفائق مؤلفه جار اللّٰه زمخشری طبع اول حیدرآباد دکن ج 2 ص 166 - (ب) واثله بن الا سقع همچنین در سائر کتب احادیث نوشته است - (ج) مسلم کتاب الفضائل حدیث 1 - (د) ترمذی ج 2 ص 2

(7) قریش - نوع من السّمک یعرف بکلب البحر یقطع الحیوان فی السّماء باسنانه کما یقطع السّیف تخافه جمیع دواب البحر (المنجد) ابن حزم رقمطراز است " در قبیلهٔ قریش مردی بود بنام قریش پدر بن یخلد بن نضر و او در زمانهٔ جاهلیت قافله های بازرگانی خویش را راهنمائی می نمود ، ازین رو نام این قبیله قریش مشهور گشته بود - (جمهره انساب العرب طبع دارالمعارف مصر 1382 هـ ص 11 -) جار اللّٰه زمخشری گفته است که قریش ماخوذ از تقرش است یعنی جمع کردن مال را ، از روی اجتماعیت این قبیله ، آن بنام قریش معروف شده است (الفائق ج 2 ص 166) - مؤرخ ابن جریر طبری می گوید که تا آنکه قصی بن کلاب همه افراد بنو نضر بن کنانه را متحد نکرده بود ایشان بنو نضر نامیده می شدند ، چون متحد شدند ایشان بنام قریش معروف شدند که تقرش مجمع است و قریش گفتند " تقرش بنو نضر " (تاریخ طبری مترجمه سید محمد ابراهیم ندوی طبع نفیس اکادمی کراچی

" انّ اللہ اصطفی من ولد ابراہیم علیہ السّلام اسمعیل علیہ السّلام و اصطفی من ولد اسمعیل علیہ السّلام بنی کنانہ " مشکوٰۃ و قیل ہو من القرش و ہو الکسب لانّہم کسابین تجاراتہم و قیل ہو من کان من ولد فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ و فی شرح بخاری لابن حجر (رح) (ا) الاکثرون علی القول الاخیر ۔ اما از جانب پدر محمّد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بن (ب) عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن اور و بعضی اود درمیان نمی آرند بن ہمیع بن نبت (ج) (8) و بعضی ثابت بجای نبت میگویند بن اسمعیل بن ابراہیم (علیہم السّلام) و از ابراہیم صلوٰۃ اللہ علی نبینا و علیہ

(ا) یعنی فتح الباری از ابن حجر عسقلانی (رح)۔ (ب) ہر ۔ غم ۔ الآخرین ۔
(ج) ہمیع (رجوع کنید بہ روض الانف مؤلفہ علامہ سہیلی طبع ملتان 1398ھ ج 1 ص 18)

(8) در نسب پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اقوال مختلفہ بسیار بودہ اند ، تا عدنان ہمہ نسابان متفق اند ولی بعد ازان بعضی ہشت پشت و بعضی دہ و بعضی زیادہ ازین شمردہ اند ۔علامہ سہیلی گوید " و یستحیل فی العادۃ ان یکون بینہما اربعۃ آباء او سبعۃ کما ذکر ابن اسحٰق او عشر او عشرون فانّ المدۃ اطول من ذالک کلہ " یعنی این عادۃً محال است کہ درمیان این دو (یعنی عدنان و ابراہیم) چہار یا ہفت پشت باشند چنانکہ ابن اسحٰق ذکر کردہ است یا دہ یا بیست ، پس زمانہ ازین ہمہ دراز تر بودہ است (روض الانف ج 1 ص 8) ۔از ابن عباس رضی اللہ عنہ مرویست کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم تذکرۂ نسب خویش می فرمودی سلسلۂ نسب خویش را تا معد بن عدنان ذکر فرمودی و بس و بعد ازان فرمودی "کذب النّسابون " یعنی نسابان دروغ گفتہ اند (طبقات ابن سعد مترجمہ عبد اللہ العمادی طبع کراچی 1944م ج 1 ص 15) و عن عمر رضی اللہ عنہ قال انّما ننتسب الی عدنان و ما فوق ذلک لا ندری (روض الانف ج 1 ص 8)۔

السّلام دو پسر ماندند یکی اسمعیل علیه السّلام دویم اسحق علیه السّلام و از اسحق علیه السّلام
(ا)
نیز دو پسر ماندند یکی یعقوب علیه السّلام دویم ابن یمین و از مهتر یعقوب علیه السّلام دوازده
(ب)
پسر ماندند از شش مادر و از هر مادر دو دو پسر، مهتر یعقوب علیه السّلام و ابن یمین از
یک مادر اند و آن ده از مادران دیگر اند و تاجک از نسل یوسف علیه السلام و ابن یمین اند
و درمیان تاجک هفتاد هزار انبیاً (ع) و هفتاد هزار اولیاً (رح) اند و ازان باقی پسران
سائر عجم اند و از نسل اسمعیل علیه السّلام یک محمّد عربی صلی الله علیه وآله وسلّم و بقول
(9)
دیگر چهار اند، شعیب و صالح و هود و محمّد علیهم الصّلوٰة و السّلام و شعیب علیه السّلام
(10)
بن اسمعیل بن تضر بن مدین بن ابراهیم علیه السّلام -تفسیر حسینی- ابراهیم (ع) بن آزر
بن تارخ بن ناحور بن شارغ بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام و قبل ابراهیم
(ع) بن تارخ و آزر لقب وی، بن ناحور و قبل ابراهیم (ع) بن آزر بن ناحور و بعضی گفته
اند آزر و تارخ هر دو برادران اند از ناحور و این قول مختار است زیرا که در حدیث آمده

(ا) ع-ابن عیس- (ب) ایضاً-

(9) از امام صادق (رح) منقول است که خداوند از عرب نگردانید مگر پنج پیغمبر، هود و صالح و اسمعیل و شعیب و محمّد علیهم الصّلوٰة و السّلام (حیوة القلوب مؤلفه باقر مجلسی طبع کتابفروشی اسلامیه، تهران (سال طباعت ندارد) ج 1 ص 210)-

(10) در نسخهٔ مطبوعهٔ تفسیر حسینی تاج کمپنی کراچی شعیب بن مکیل بن یسخر نوشته است در تفسیر ماجدی طبع تاج کمپنی کراچی نسب نامهٔ ایشان این طور منقولست "شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراهیم (ع)" -والیٰ مدین اخاهم شعیباً (الاعراف 85) و مدین نام شهریست قدیم که محل وقوع آن ساحل عرب بحیرهٔ احمر به طرف جنوب و مشرق کوه طور است و نام شهر مذکور مطابق رسم قدیم بنام یک فرزند ابراهیم علیه السّلام مدین که از زوجهٔ محترمهٔ ابراهیم (ع) قطورا بود، نهاده شده (ایضاً) و لفظ اخا برای اظهار اشتراک وطنیت یا قومیت یا قبیلهٔ خودش آورده است "و معنی کونه علیه السّلام اخاهم انه منهم نسباً و هو قول الکثیر من التّابعین (روح المعانی مؤلفه سید محمود آلوسی طبع لاهور) وای اخاهم فی القبیلة (تفسیر قرطبی از ابی عبدالله محمّد بن احمد الانصاری قرطبی طبع قاهره 1384ھ) و العرب تسمی صاحب القوم اخاالقوم (تفسیر کبیر از امام رازی

است " بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فقرناً حتّی کنت من القرن الذی کنت منه " رواه البخاری[(ا)] یعنی برانگیخته و فرستاده شدم از بهترین طبقات فرزندان آدم علیه السّلام و معنی خیریت محمولست بر فضائل حمیده و این در قرون است - اما آباکرام[(ب)] آنحضرت علیه الصّلوة و السّلام همه ایشان از آدم علیه السّلام تا عبدالله طاهر و مطهّر اند[(11)] از کفر و شرک چنانچه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلّم فرموده " بیرون آمدم از اصلاب طاهره به ارحام طاهره "[(ب)] و شیخ جلال الدّین سیوطی (رح) درین باب تصنیف کرده اند و حاش الله که این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنهد و در عرصات تعذیب و تحقیر آبا و اجداد او را مخذول گرداند -
شیخ عبدالحق محدّث دهلوی بر مشکوٰة شریف -[(ج)]

بدانکه سام از انبیا مرسل است و بواسطهٔ کمال عقل و صلابت رای و کثرت دانش و فراست تمام و صلاحیت نفس و نجابت ذات ولی عهد و خلیفهٔ پدر گشت و محرمیت اسرار نبوت و غوامض رسالتش میسّر شد و حضرت نوح علیه الصّلوة و السّلام سائر اولاد را بمتابعت

(ا) بخاری مناقب 23 ، مسند احمد طبع بیروت 1398هـ ج 4 ص 373- (ب) رجوع کنید به اشعه اللّمعات شرح مشکوٰة از مولانا عبدالحق محدث دهلوی طبع مکتبه نوریه سکهر 1976 ج 4 ص 266- و کتاب الموضوعات مؤلفه علامه ابن الجوزی طبع مدینه منوره 1386هـ ج 1 ص 281- (ج) یعنی اشعه اللّمعات شرح مشکوٰة -
(11) در پاکیزگی نسب و طهارت حسب سرور کونین صلی الله علیه و آله وسلّم هیچ منکر نبوت و دشمن آفتاب رسالت را تردد نبود چنانکه قیصر روم چون از ابو سفیان درباره نسب آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلّم استفسار نمود "کیف نسبه فیکم؟ " ابوسفیان گفت "هو فینا ذو نسب" این الفاظ در بخاری (کتاب الجهاد باب 102 آورده اند و حافظ ابن حجر عسقلانی رقمطراز است که در روایت بزاز این الفاظ منقولست " هو [illegible] فی حسب ما لا یفضل علیه احد ، قال هذه آیة (فتح الباری کتاب التّفسیر) یعنی بلحاظ حسب و نسب هیچ کس از آنحضرت افضل نیست ، قیصر گفت این علامت است -
عن انس رضی الله عنه قال قرأ رسول الله صلی الله علیه و سلّم لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح الفآ و قال انا انفسکم نسباً و صهراً و حسباً لیس فی آبائی من لدن آدم سفاح کلنا نکاح (رواه ابن مردویه- شرح مواهب اللّدنیه مؤلفه محمّد بن عبدالباقی الزّرقانی طبع اول مصر 1326هـ ج 1 ص 67 -)

او وصیت فرموده و معمورهٔ عالم و وسط اقالیم را که بهتر مواضع ربع مسکون است ، بوی مخصوص گردانیده و از حضرت جلّ و علا مسألت نمود تا اکثر انبیاً و اولیاً و حکماً و سلاطین و امراً و طوائف صلحاً و سعداً از نسل او باشند تا در تواریخ مذکور است که اهل یمن و شام و عراق و فارس و کرمان و آذربائیجان و ماوراء النّهر و خراسان هم از اولاد سام اند و مادر او صورا بود (12) (13) بنت براخیل بن مخویل بن اخنوخ که ادریس علیه السّلام است (1) و اولاد وی به نوزده زبان سخن

---

(1) سع ، غم ، مظ ـ (است) ندارد ـ

(12) مؤرخ ابن خلدون رقمطراز است که ارفخشد بن سام مهین بزرگ است که علاوه بر انبیاً و رسولان علیهم السّلام سلطنت و حکومت هم نسلاً بعد نسلّ در نسل او بوده است ـ (تاریخ ابن خلدون ج 1ـ2 ص 33 ـ)

(13) درباره وطن اصلی آل سام اختلاف آراً درمیان محققین بوده است ، بقول مؤرخ طبری سام ابوالعرب و یافث ابو الروم و حام ابو الحبش و الزنجه بود (تاریخ ابن خلدون ج 1 ص 32) مؤرخ ابن خلدون بروایت ابن منبه و وهب بن منبه می گوید که سام ابو العرب و الفارس و الروم و یافث ابو الترک و الصقالبه و یاجوج و ماجوج و حام ابو القبط و السودان و البربر (ایضاً) و همین قول مطابق متن نسخهٔ زیر تحقیق است ولی یکی از مستشرقین وان کریمر محقق المانی می گوید که وطن اصلی سامانیان بابل بود نیز کویدی باختلاف اندک همنوای کریمر است ، میگوید که وطن اول سامانیان در جنوب و جنوب مشرقی بحر قزوین بوده و بعد ازان به سرزمین بابل هجرت کرده بودند (تاریخ عرب قبل از اسلام مؤلفه جواد علی طبع بیروت 1968 ج 1 ص 229) ـ فلبی یمن را وطن اصلی سامانیان قرار داده است (The Back ground of Islam by Philby, Alexandaria 1947) ولی نولد یکی محقق کبیر و مستشرق معروف بعد از تغلیط آرای دیگر می نویسد که ما بهر حال تسلیم می کنیم که این نظریه که عرب مسکن اول آل سام بوده است از روی هیچ معنی غیر معقول نیست ـ (انسائیکلو پیدیا برتانیکا طبع یازدهم) و ما پس از مطالعه همه آرای مختلفه قول نولدیکی را راجح میدانیم زیرا که سوای عرب هیچ قومی از قدیم الایّام ادعا نکرده که ملک ایشان وطن اصلی و مسکن اول امم سامیه است و عرب بطور عمومی خود را سامی النّسل می گویند مؤرخ ابن قتیبه (متوفی 276هـ) رقمطراز است "و امّا سام بن نوح فسکن وسط الارض الحرم و ما حوله الیمن الی حضرموت الی عمان البحرین و سیرین و بار و الدّو و الدّهناء" (کتاب المعارف مؤلفه ابن قتیبه طبع مصر ص 40) یعقوبی نوشته است "فجعل لسام وسط الارض و الحرم و ما حوله و الیمن و حضرموت الی عمان ، الی البحرین الی عالج و یبرین و وبار و الدّو و الدّهناء" (تاریخ یعقوبی طبع دار صادر بیروت ، سال طباعت ندارد ، ج 1 ص 15)

می گفتند چنانچه لغات یکدیگر را نمی دانستند لاجرم هر فرقه در ناحیه ای قرار گرفتند و هر قوم بزبانی مخصوص گشتند (ا) و چون سام در محافظت نور سیّد عالم صلی الله علیه وآله و سلّم بوصیت پدر مأمور بود، زنی معصوم در غایت حسن و جمال نام وی طلیشه، طلیشه بالثّاالمثلث نوقانیه بنت شاویل بنکاح در آورد و ارفخشد از وی تولد نمود، معنی وی مصباح مضی است و سام بعد از انقضأ پانصد سال از عمر شریف او بدار البقأ رحلت نمود و ارفخشد زنی بخواست مرجانه نام، بنکاح خود درآورده و نور پاک خواجهٔ لولاک علیه الصّلوة و السّلام ازو منتقل برحم مرجانه شد و ازو عابر که هود پیغمبر (ع) است بوجود آمد و آن نور با بهجت و سرور منتقل به هود نبی (ع) شد و در بعضی تواریخ و سیر انتقال نور از ارفخشد بشالخ و از شالخ بعابر که هود (ع) است آورده اند و آنچه اختیار درج الدرر و سیر کازرونی و غیره آورده است که از ارفخشد بعابر و از عابر بشالخ انتقال کرد ـ و الله اعلم ـ

نقل است که چون هود علیه السّلام بوجود آمد از هر مکانی ندا برآمد که این نور محمّد مصطفی صلی الله علیه وآله و سلّم است که از پیشانی تو تابان است، کسر اصنام و قتل کفار او کند و اطفأ نیران در دست او باشد و حق تعالی او را بقوم عادیان فرستاد کقوله تعالی " والی عاد اخاهم هوداً (ب) " و سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ که نام ادریس (ع) است و قیل نوح بن لام و لام بن ملک بن کمل و قیل نوح بن کمل و این همه پیغمبر بودند و اخنوخ بن برده بهای موحده و بروایتی بیای منقوطست بنقطتین بی الف و بروایتی بالف بن مهلیل و در بعضی نسخ مهلائیل آمده است و در هنگام مهلائیل اولاد آدم علیه السّلام پانصد لک خانه بودند و همه مسلمانان، و ایمان به پیغمبری مهلائیل (ع) آوردند

(ا) فح، هر، مظ ـ بزبان ـ

(ب) اعلاف اعراف 65 ـ

او در پیش او سجده کردند و چون مهلائیل وفات یافت، فرزندان او بغایت صغیر بودند ،
شیطان در ماتم او آمد بصورت پیر فرتوت و نوحه آغاز کرد که هیهات! هیهات! خدای تبارک
و تعالی چگونه دوستان خود را می کشد و می میراند و فرزندانش صغیر بماند . همه کس بر او
غضب کردند و گفتند که ای بدبخت! مگر تو شیطانی که قینان و شمول و شیث و آدم علیهم (۱)
السّلام همه رفتند . ما نیز رفتنی ایم - از آن رفت و بصورت فقیر صوف پوشی آمد و سر انجام
خانهٔ مهلائیل (ع) در پیش گرفت بغایتی که اهل (ب) خانه از غم و اندوه دنیاوی برآمدند . اما
آن نذر و هدیه که در زمان مهلائیل (ع) می آمد ، نبود - روزی مر این کودکان را گفت که
اگر کاری بکنم که تمام اولاد آدم (ع) پیش شما بیایند و نذر و هدیه بیارند ، شما رضا دارید ؟
کودکان از آنجا که کودکی ایشان بود ، گفتند که کرم کرده باشی - سنگی بتراشید و بت راست
کرد و دستار و جامهٔ مهلائیل (ع) بدو پوشانید ، اول اهل او را به بت سجده کردن فرمود ،
همچنا تا تمام ولایت خبر شدند که مهلائیل زنده شد - چون مردمان در پیش بت می آمدند
شیطان برقع بر دوش می نهاد و خود در دهن بت می نشست و سخن می کرد و علم تناسخ (14)

---

(۱) سع ، فخ ، مظ - شیث - (ب) سع ، فخ ، مظ (اهل) ندارد -

(14) تناسخ عبارت است از خارج شدن روح از کالبدی و داخل شدن آن در کالبد دیگر یا انتقال نفس ناطقه از بدنی به بدنی دیگر ، به عقیدهٔ فرقه ای که آنها را تناسخیه می گویند ایشان قائل به انتقال ارواح باجساد و منکر بعث و حشر می باشند ، بعقیدهٔ آنان روح نیکوکار پس از مردن در بدن مرد عاقل و هوشیاری داخل می شود که در دنیا لذت ببرد و خوش بگذراند و بر عکس روح آدم بدکار در جسم حیوانی داخل می شود که بار کشد و رنج ببرد (فرهنگ عمید طبع تهران ذیل ماده) بقول سید شریف جرجانی مراد از تناسخ انتقال روح در بدن نو بغیر از تخلل زمانی زیرا که در میان این روح و این بدن تعشق ذاتی است (تعریفات طبع مکتبه لبنان بیروت 1969م ص 82) علامه شهرستانی می گوید که مراد از تناسخ عقیده ایست که از آنرو ادوار پی در پی حیات اختیار کردن وجود نوین یکی بعد دیگری را قبول کرده شود (الملل و النحل طبع کیورتن ، لندن 1846م) و در معنی دیگر اینکه مراد از تناسخ حلول کردن روح الٰهی در مخلوق دنیا ، بقول شهرستانی غلاة (فرقهای اثنیا پسند اهل تشیع) بدین عقیده اند نیز قرامطه و اسمعیلیه هم همین عقیده دارند -

بیان کرد که آری من مهلائیل بودم ، نسخی بودم بدین صورت آمده ام ، بهشت و دوزخ و بعث نیست ، اگر عمل نیک می کنید بصورت نیک انگیخته شوید و اگر عمل بد کنید بصورت بد انگیخته شوید - پیش از ان نام و نشان کافر نبود اما شیطان بدبخت پانصد لک خانه همه کافر گردانید ، بعد ازان بهر یکی از ایشان بت تراشیده داد که در خانهٔ خود سجده کرده باشی تا حاجت شما روا گردد و چون اخنوخ کلان شد ایشان مدرسه ها پیدا کرد ، از آنجا نام او ادریس (ع) شد (15) و سلاح و حرب نیز او راست کرد و با کافران او جنگ کرد (16) و چون ادریس (ع) بآسمان یا به جنت رفت شیطان باز بظاهر پیدا شد و قصهٔ او اینست که روزی ادریس علیه السّلام سیری می کرد و حرارت آفتاب در ذات وی اثر کرد و با خود گفت که آفتاب از چندین هزار سال راه می تابد ، تابش او در ذات من چنین اثر می کند تا حال آن فرشته حامل آفتاب و متعهد این جرم طالمان است چون باشد ؟ و از روی شفقت دعا فرمود

---

(15) مولد او منیف است از دیار مصر (روضة الصّفا مؤلفه میر خواند طبع کتابفروشی مرکزی تهران 1338 شمسی ج 1 ص 46) یا در بابل متولد شد و آنجا نشو و نما یافت ، هم آنجا از حضرت شیث (ع) بن آدم علیه السّلام تحصیل علوم نمود ، بقول متکلّم معروف علامه شهرستانی اغاذیمون نام شیث علیه السّلام است که استاد ادریس (ع) بود ؛ (قصص القرآن مؤلفه مولانا حفظ الرّحمن سیوهاروی طبع لاهور ج 1 ص 94) نام اصلی ایشان بقول جمال الدّین ابن القفطی هرمس الهوامه (متبادل بهمورس - اخبار الحکماً طبع Lippert لائپزگ 1329 هـ حاشیه) یعنی عطارد یا طرمیس بود - قرآن حکیم او را بنام ادریس (ع) یاد می کند "واذکر فی الکتب ادریس" (مریم 57) نیز رجوع کنید به سورهٔ انبیاً ع 4 و چنانچه در متن مذکور است نام وی ادریس از اینجهت شد که به کثرت درس و تدریس صحف آبای بزرگوار خویش را مشغله نمود (روضة الصّفا ج 1 ص 46) و نیز نام ایشان در عبرانی خنوخ و در عربی اخنوخ بود -

(16) یعنی با بنو قابیل جهاد کرد (تفسیر محیط از ابن حیان الاندلسی طبع اول مصر 1328 هـ و تفسیر قرطبی و تفسیر مظهری ترجمه سید عبدالدائم طبع کراچی و تفسیر روح المعانی -

" اللّهم خفّف عنه من ثقلها و احمل عنه حرّها " آن فرشته را بهرکت دعای ادریس علیه الصّلوٰة والسّلام تخفیف تمام حاصل شد و از حرارت آفتاب و سوزش آن برآسود و در امر خود متأمل شد که این خفت باظهار غضب الٰهی است یا از آثار رحمت نامتناهی است - بحق تعالی مناجات کرد ، خطاب آمد که این نتیجهٔ شفقت بندهٔ ما ادریس (ع) است که از حضرت ما بجهت تخفیف (۱) تو مسألت نموده و دعای او مقرون باجابت گشت - آن فرشته را بجهت این معنی محبت ادریس (ع) در صمیم قلب مصمم گشت ، از حق تعالی شرف محبت و عقد اخوت با ادریس علیه السّلام درخواست نمود ، حق تعالی درمیان ایشان عقد اخوت بست و بشرف زیارت و ادراک نیل معظم مصاحبتش اجازت فرمود - روزی ادریس علیه السّلام با وی التماس کرد " ای برادر ! ترا با ملک الموت محبت است و در اعزاز و اکرام تو کوشش و سعی بسیار می کند ، می خواهم از وی التماس کنی تا اجل مرا تاخیر کند تا من بقیه عمر خود را در خدمت و اطاعت بگذرانم " - فرشته گفت " یا نبی اللّه ! مگر قضیه واقعه " فاذا جآء اجلهم لا یستأخرون ساعةً و لا یستقدمون (ب) از جمله یقینیات است " فرمود " بلی و لکن تو این درخواست با ملک الموت درمیان آر " - آن فرشته از حق تعالی اذن طلبید ، فرمان آمد که ای ملک ! ادریس را بردار ، نزد ملک الموت ببر تا حال خود با ملک الموت بگوید - این فرشته ادریس علیه السّلام را برداشت و بآسمان چهارم برد و نزد آفتاب بنهاد - بعد ازان نزد ملک الموت آمد و گفت " ای برادر ! حاجتی دارم می خواهم برآری " گفت "آنچه توانم برآرم " گفت برادری دارم از جنس بشر ادریس نام ، التماس می نمایم که در اجل او تاخیر کنی " گفت " این بدست من نیست ، اما این مقدار توانم که از اجل و هنگام رحلت وی ترا خبردار کنم تا آنچه تواند ساختگی خود کند گفت "خوش باشد " - ملک الموت دیوان فوت پیش آورد و در وی نظر کرد وگفت " ای فرشته !

---

(۱) مر - برای -　　(ب) النّحل 61 -

از حال کسی سوال می کنی ، عجب دارم که این شخص این زمان نمیرد " فرشته گفت " آن چون باشد ؟ " ملک الموت گفت " درین دفتر چنین ثابت افتاده که این شخص نزد خورشید فوت شود و این مرتبه کرا مسلّم گردد ؟ " گفت " ای برادر من او را آورده ام و نزد خورشید گذاشته ام و نزد تو آمده ام " گفت " برو که وی غالباً فوت شده زیرا که از حیات وی چیزی باقی نمانده " آن فرشته باز آمده دید که ادریس علیه السّلام رحلت نموده روح آشیانهٔ قالب را پرورده، (۱) فرشتگان هفت آسمان بروی نماز کردند (ب) او را در بیت المعمور مقبور ساختند و اکنون آنجا مدفون است، ورفعناه مکاناً علیاً (ج) عبارت ازین واقعه است ـ این روایت از ابن عباس رضی اللّه عنه است و [در] روایت دیگر وهب بن منبّه رضی اللّه عنه گوید که ادریس علیه السّلام از تجرع (د) جام مرگ و توقف در تحت ارض و انتظار دمیدن صور و امتداد زمانهٔ بعث و نشور همواره متفحص می بود و از عذاب جحیم و ثواب نعیم بسیار اندیشه می نمود و بواسطهٔ آن فرصت غنیمت داشته در وظائف و طاعات و عبادات روز بروز می افزود تا آورده اند که از تمامی مطیعان روی زمین آن مقدار طاعت و عبادت به آسمان می بردند و از ادریس علیه السّلام تنها آن مقدار، و عزرائیل (ع) را بواسطهٔ این اشتیاق و آرزوی مصاحبت وی می بود تا بعد از استیذان بر زمین آمده بصورت بشری با ادریس علیه السّلام مصاحب شد ـ مدت سه شبانروز با وی بود و چون باکل و شرب با ادریس علیه السّلام موافقت نمی نمود ، ادریس علیه السّلام دانست که وی از جنس انس نیست ـ تفحص احوال نمود ، گفت " من ملک الموت ام " ادریس علیه السّلام پرسید که به قبض روح آمده ای ؟ گفت " نی ، بزیارت تو آمده ام " گفت ای ملک الموت! ملتمس از تو آنست که روح مرا قبض کنی و شربت مرگم بچشانی " عزرائیل (ع) بعد از رخصت الٰهی روح مبارکش قبض فرمود ، حق تعالی باز روح در قالب وی در آورد ، عزرائیل (ع) گفت

سع 21

---

(۱) ضح ـ روح ایشان قالب را پرواز داده ، ولی قیاساً روح از آشیانهٔ قالب پرواز کرده است

(ب) ضح ، مظ ـ گذاردند ـ (ج) مریم 57 ـ (د) ضح ـ تجوع ـ

" ای ادریس! مقصود ازین چه بود ؟ " گفت " تا مرارت مرگ چشیده باشم و ضربت قرا ن
کشیده باشم تا باستعداد آن کما ینبغی پردازم و ساختگی آن کنم - اکنون ای ملک الموت!
حاجت دیگر دارم" گفت بخواه، گفت " خواهم که مرا برداری و بآسمان بری تا بهشت و دوزخ
را ببینم و در مقام خوف و رجا استقامت گزینم" - ملک الموت بفرمان الٰهی جل و علا بآسمان
برد - چون بدوزخ رسید ، گفت " ای ملک الموت! می خواهم تا از مالک جهنم انفتاح(ا) ابواب
دوزخ درخواست نمای تا اطباق او را ببینم " - مالک بدرخواست ملک الموت(ب) درهای جهنم
بکشاد - چون ادریس علیه السّلام در دوزخ و فنون عذاب او نگاه کرد از غایت فضاحت بیهوش
شد ، ملک الموت او را برداشت و در کنار خود نهاد تا بهوش آمد ، گفت " ای ادریس! (ع)
من درین امر کاره بودم اما چون تو درخواست نمودی باین صعقه مبتلا گشتی " گفت " ای
ملک الموت! آرزوی دیگر دارم " گفت چیست؟ گفت " آنکه بهشت را هم بمن نمای تا جبر این
نقصان بآن حاصل آید " - ملک الموت او را بدر بهشت آورد و استیذان نموده در بهشت از
برای وی بکشاد و او را در بهشت در آورد - ادریس علیه السّلام بتفرج انهار و اثمار و حور
و قصور و ولدان و غلمان و لطائف بهشتی ساعت(ج) برآسود - ملک الموت عزیمت مراجعت نمود
گفت " ای ادریس! بیرون آی تا ترا بمقام تو باز رسانم " - ادریس علیه السّلام باین سخن
التفات ننمود ، هر چند از جانب ملک الموت الحاح و مبالغه زیادت شد ، از جانب ادریس
علیه السّلام ابا و امتناع مجدد می گشت تا ادریس علیه السّلام گفت " ای ملک الموت! مگر
بفرمان حق تعالیٰ بیرون آیم و الّا بسخن تو و ابنای جنس تو یک قدم بیرون نه نهم " - حق
تعالی جل و علا بینهما بحثاً کمه فرشته فرستاد ، آن ملک از عزرائیل (ع) صورت واقعه پرسید
بیان کرد ، از ادریس علیه السّلام سوال کرد که تو چه می گوی ؟ گفت " ای فرشته! حق تعالی

سع 22

(ا) فع - مفتاح - (ب) فع، مر، مظ - ملک الموت بدرخواست مالک (درست نیست) -
(ج) ساعتی

فرموده "کلّ نفس ذائقة الموت"(ا) من شربت مرگ چشیده ام، بعد ازان فرمود "وان منکم الّا واردها"(ب) بر دوزخ نیز گذشته ام و نیز فرموده است "وما هم منها بمخرجین"(ج) اکنون من از بهشت نمی روم مگر بفرمان حق تعالی سبحانه". فی الحال خطاب الهی در رسید که ای ملک الموت! دست از وی بدار که بفرمان من در بهشت آمده و بحجت و دلیل سخن گوید و حق تعالی بجانب اوست. اکنون در بهشت قرار دارد و مکاناً علیاً عبارت از درجات جنت است و گویند بآسمان چهارم و قیل بآسمان ششم می آید و با فرشتگان بعبادت خدای تعالی موافقت می فرماید و روایت است که ادریس علیه السّلام در وقت وفات آدم علیه السّلام صد ساله و در بعض روایات سه صد (و) شصت ساله بود که آدم علیه السّلام فوت شد و بعث وی بعد از آدم علیه السّلام بدویست سال بود و صد و پنج سال در نبوت گذرانید و بر وی سه صحیفه نازل گشت و شریعت با شریعت آدم علیه السّلام و گویند شصت و پنج ساله بود که زنی بروخا نام بعقد نکاح در آورد، از وی فرزندی متولد شد متوشلخ نام و نام او بعربی منشرح است و نور با سرور محمّد صلی الله علیه وآله و سلّم بوی انتقال فرمود. چون متو شلخ صد

سح 23

(ا) آل عمران 185. (ب) مریم 71. (ج) الحجر 48.

(17) درباره عمر وی اختلاف بوده است، بعضی چنانکه در متن نسخهٔ زیر نظر مذکور است گفته اند که سنش در وقت وفات آدم علیه السلام صد سال بود و بقول بعضی سیصد و شصت سال و بعد از دویست سال ازرحلت آدم علیه السّلام مبعوث گشت و صد و پنج سال در نبوت گذرانید، اما صاحب روضة الصّفا قولی دیگر نیز نقل کرده است و آن این است که صد و هشت سال خلق را دعوت نمود (ج 1 ص 49) ولی محمّد بن شهرزوری صاحب تاریخ الحکماً در نسخهٔ خطی کتاب مذکور آورده است که ادریس علیه السّلام بعد از انقضای هشتاد و دو سال از عمر خویش به آسمان عروج کرد (رک روضه الصّفا ج 1 ص 50) و محمّد باقر مجلسی در حیات القلوب چاپ تهران ج 1 ص 85 بروایتی حیات ادریس علیه السّلام در روی زمین سیصد و پنجاه سال نقل کرده است

و هشتاد و هفت ساله شد زنی قینوش نام که دختر عم وی بود بنکاح خود در آورد و نوح علیه السّلام از وی متولد شد و مولد وی بعد از وفات آدم علیه السّلام یکصد و بیست و شش سال بود و در صد و پنجاه سال تبلیغ رسالت کرد (۱) و بعد از طوفان شش صد سال دیگر باقی بود چنانچه مجموع عمر وی هزار و هفت سال بوده باشد و هزار و پانصد نیز گفته اند و روایت دیگر نیز درمیان اهل تفسیر وارد است (18) والله اعلم با الصواب. این قصه از معارج النبوه (ب) نوشته شد و چون ادریس علیه السّلام بجنت رفت شیطان باز بظاهر پیدا شد و در گوشه نشست و اهل محله بدو رجوع کردند . هکذا باز تمام اولاد آدم علیه السّلام در پیش او شدند سح 24 و این بدبخت مکار طعام نمی خورد و شراب نمی آشامید . گفتند " شما را چه حالت است که طعام و شراب نمی خوری ؟ " شیطان گفت "حالت درویشان است (ج) و من درویشی بودم تا هر که بدین حالت برسد از طعام و شراب باز ماند . شما را باید که خانقاه برای من راست کنید و پانصد جوانان بدهید تا ایشان را مانند خود بکنم" ایشان همچنان کردند . چون بخانقاه درآمدند لعین اسباب ملاهی چون چنگ و رباب و غیر ذلک پیدا کرد و اعمال او بجوانان

---

(۱) در صد و پنجاه سالگی مبعوث شد و نه صد و پنجاه سال تبلیغ رسالت کرد (معارج النبوه از مولانا معین الدین واعظ کاشفی طبع سکهر 1398 هـ رکن 1 ص 75 که مآخذ روایت مذکور است نیز رجوع کنید به قرآن کریم، العنکبوت 14) - (ب) رکن اول ص 75 - (ج) فح ، عر - این حالت -

(18) در قرآن حکیم در چهل و سه موارد ذکر نوح علیه السّلام آمده است ، ولقد ارسلنا نوحاً الی قومه فلبث فیهم الف سنة الّا خمسین عاماً (ترجمه) و هرآینه فرستادیم نوح (ع) را به سوی قوم او پس توقف کرد در ایشان هزار سال مگر پنجاه سال (العنکبوت 14) درین ضمن از حضرت ابن عباس (رض) منقولست که حضرت نوح (ع) در چهل سالگی مبعوث شد ، نهصد و پنجاه سال در تبلیغ و دعوت و سعی و اصلاح مصروف بوده ، بعد ازان طوفان آمده ، بعد از طوفان شصت سال بقید حیات ماند ، ازین رو مجموع عمر وی یکهزار و پنجاه سال شد (تفسیر شبیر احمد عثمانی طبع تاج کمپنی کراچی ص 529) ولی ابن خلدون میگوید که در پنجاه سالگی مبعوث شد و در شش صد سالگی طوفان آمد که تا یکصد و پنجاه روز بماند و بعد از طوفان سیصد و پنجاه سال زنده بود ، باین حساب مجموع عمر وی یکهزار سال می شود (تاریخ ابن خلدون ج 1 ص 38) مفسر معروف حافظ ابن کثیر روایت ابن عباس (رض) را

حاشیه بقیه ص (26)

آموخت چنانچه بعضی چیز از مکاشفات نیز بدیشان نمود چنانکه حور و قصور و براق و طعام لذیذ و چراغها و باغها و جامهای خوب و جائیهای بلند و میوه های گوناگون و تختهای بلکه بر تخت دیوان نشاندند ، می گفت که این خدای هست ، ایشان سجده کردند ، همگی بدین نوع کافر شدند و چون این احوال درمیان صوفیان جاهل و طامی تا این غایت باقی است زیرا که جاهلان را در خلوت در آرند و رقص و سماع و سرود می کنند ، بعضی می گویند که ذات خدای دیدم و بعضی گویند صفات خدای دیدم و بعضی گویند که حور و باغ دیدم - پس پرهیز بکنید از صوفیان جاهل که از آن شیطان بدتر اند بلکه خود شیطان اند که حق سبحانه در کلام الله شیطان جن و انس یاد کرد ، قال الله تعالی " من الجنة و النّاس "(ا) و چون مدت مزید شد شیطان از خانقاه برآمد ، تمام پرنغمه و سرود شد و رقص و سماع گشت آن تمام اولاد آدم (ع) کافر شدند و متابع(ب) او گشتند و مهلائیل ابن قینن و بقولی ابن قنیان ابن یانش و بقولی شیول و بقولی انوش ابن شیث و بقولی تهت با لثا نین ذی النّقطتین الفوقانیه و از جد الله تا جدتان بیست و یک(ج) نفر اند از پدران آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم هیچ شائبه در آن نیست و اتفاق دارند برآن همه محدثان و مؤرخان و ارباب سیر و لکن در مابین جدتان(د) تا آدم علیه السّلام اختلاف بسیار است و مادر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

سع 25

صحیح قرار داده است ، مزید برآن از حضرت قتاده و مجاهد رضی الله عنهما نهصد و پنجاه سال و از عوف بن شداد (رض) یکهزار و شش صد و پنجاه سال نقل کرده ولی این هر دو قول را غریب قرار داده است - (تفسیر ابن کثیر مترجم اردو ، اصح المطابع کراچی) صاحب عین المعانی فرموده است که در سیصد و هشتاد سال مبعوث شده و نهصد و پنجاه سال دعوت کرد و بعد از طوفان سیصد و پنجاه سال بزیست (تفسیر حسینی)

(ا) النّاس 6 - (ب) فع ، هو - تابع - (ج) رجوع کنید به تیسیر الباری شرح بخاری از علامه وحید الزّمان طبع امجد اکادمی لاهور ج 3 ص 227 - (د) رک به ج 8 ص 14 -

آمنه بنت وهب بن عبد المناف بن زهره بن کلاب بن مره ، عبد المطلب نکاح عبد الله با آمنه و نکاح خویش با هاله بنت وهب بن عبد مناف بن زهره بن کلاب بن مره در یک مجلس کرد ، وهب و وهیب هر دو پسران عبد المناف بودند ، عبد المطلب داماد وهیب شد و عبد الله داماد وهب کرد و حمزه و صفیه از هاله اند و عبد الله و ابو طالب و زبیر از فاطمه اند (ا) - مادر آمنه بره بود و مادر بره ام حبیبه و مادر ام حبیبه بره و مادر بره قلابه و مادر قلابه امیمه و مادر امیمه عاتکه و مادر عاتکه لیلی بنت عوف بود -

بدانکه نور حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و سلّم در درّ سفید در زیر عرش بود ، روزی جبرائیل (ع) آن نور را از آن در کشید و در پیشانی بابا آدم علیه السّلام ماند و آن از فراق (ب) دو پارچه شد ، یک پارچه در بیت المعمور افتاد و پارچهٔ دیگر درخت برنج شد از اینجا پیغمبر علیه السّلام فرمود " الارز منّی " (ج) یعنی برنج از من است ، اما حوا گفت "یا آدم امروز در پیشانی تو چنان نوری میتابد که من هرگز در ایام جوانی ندیده بودم " - مهتر جبرائیل (ع) در آن زمان نازل شد که ای آدم! این نور از نور محمّد آخر الزّمان صلیٰ الله علیه و سلّم است که در اولاد تو پیدا شود و او خاتم انبیاء است " - بابا آدم (ع) گفت که من و حوا از قوت رفته ایم ، الحال کار مجامعت از مایان نمی تواند بجا آورده " - جبرائیل (ع) سیبی از جنت بیاورد ، نصفی از آن یکی بخورد و نصفی دیگر دیگر ، در حال هر دو را قوت پیدا شد ، با هم فراهم آمدند و سلو نام چشمه ایست ، هر دو در آن غسل کردند - باز آن نور در

سح 26

(ا) قیاساً گردید - (ب) قبح ، مر ، مظ - فراق او - (ج) حدیث مفصل اینطور است

" الارز منی و انا من الارز خلقت الارز من بقیه نوری و لوکان الارز حیواناً لکان آدمیاً و لو کان آدمیاً لکان رجلاً و لو کان رجلاً لکان رجلاً صالحاً ولو کان رجلاً صالحاً لکان نبیاً و لو کان نبیاً لکان مرسلاً و لو کان مرسلاً لکان انا " (رجوع کنید به تذکره الموضوعات مؤلفه محمد طاهر بن علی الهندی طبع بیروت 1399 هـ ص 147-148) -

پیشانی حوا تابید و بعد ازان تولد شیث (ع) (۱) شد، آن نور در پیشانی شیث (ع) می تابید وانوش از وی متولد شد و مهتر جبرائیل (ع) گفت مر آدم (ع) را تا با شیث (ع) عهد کند تا او نیز با فرزندان خود عهد کند تا زمان مصطفی صلی الله علیه وآله و سلّم که هیچ احدی خواه در کفر خواه در اسلام چونکه این نور با خود همراه دارد بنا محرم دست نه اندازد ـ بابا آدم (ع) با شیث (ع) همچنان کرد و او با فرزندان تا رسید ند بزمان محمّد صلی الله علیه وآله و سلم ـ شعر

دلبران ماه پیکر دیده ایم	در جمالت چیز دیگر دیده ایم
هست نوری در جبین تو منیر	کان بصد پرده نمی گردد ستیر
این چه نور است آنکه تابان از تو شد	هفت کوکب نور افشان از تو شد
نور تو نی عرش و نی کرسی بود	نور تو از مطلع قدسی بود
تو مکمل از کمال کیستی ؟	مظهر نور جمال کیستی ؟
دیده جان/نور می تابد ز تو	نور حق هست آنکه می تابد ز تو
آفتابی را بگل اندوده اند	وه چه گل کان آئینه بزدوده اند
خواست تا نورش فروزد مشعله	آئینه ذات ترا زد مصقله
نیست مر هر دیده را نور بصر	تاکه بیند حسنت از جای دگر
تو ز نور بادشاه طالبی	تو کجا و آب و خاک آدمی (ب)
تو جمال دوست را آئینهٔ	لاجرم یک لحظه بی آئینهٔ
نی فلک شو محرم او نی ملک	با تو گفت اسرار الله معک

سبع 27

(۱) قوله شیث بکسرهٔ شین و سکون یای تحتانی و فتح الثاء مثلثه فوقانیه (حاشیه هر چهار نسخه یعنی سبع ،فح ،مر ،مظ) ـ

(ب) تو کجا و خاک و آب آدمی (معارج النبوه رکن اول ص 27) ـ

در ذکر اسامی آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلّم

که در کتب ما تقدم می نماید ، در انجیل طاب طاب و در زبور طقب و در بعض صحف روحًا و در بعض فارقلیطا و در بعض حمیطا و در بعض اولیاو در بعض اخریا ، ضحوک ، مشفح (١)(19) احید ، ماذ ماذ ، مختار ، روح الحق ، مقیم السّنه ، مقدس ، حوز الامین (20) ، کم ، نبی الملاحم ، و اینچنین در بعضی قال - اسماً آنحضرت (ب) صلی الله علیه وآله وسلم در اطباق سموات ، در آسمان دنیا مجتبی ، و در آسمان دویم مرتضی و در سیوم مزکّی و در چهارم منتجب و در پنجم محبّب و در ششم مطهّر و در هفتم مقرّب - اما اسامی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در اطباق ارضین ، در طبق اول معظم و در ثانی مجل و در ثالث محبّب و در رابع مشرّف و در خامس مطهّر و در سادس امین الله و در سابع نور الله - اما اسامی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نزد هر طائفه از انواع مخلوقات ، بدانکه آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را حملهٔ عرش مصطفی میخوانند و کروبیان مختار و روحانیان مکرّم و

---

(١) مظ - مشفه - (ب) هر - آفتاب -

(19) در نسخهٔ مطبوعهٔ مدارج النّبوه رکن دوم ص 34 شفح (م ش ح) نوشته است ولی در کتاب مدارج النّبوه مؤلفه شیخ عبدالحق محدث دهلوی طبع سکهر 1397 هـ ج 1 ص 994 مشفح (م ش ف ح) مسطور است و صاحب مدارج میگوید که نام حضرت (ص) بزبان سریانی مشفح بمعنی محمّد زیرا که شفح بزبان ایشان بمعنی حمد است و چون حمد میگویند مر خدا را ، میگویند شفحا الله یعنی الحمد لله و چون شفح بمعنی حمد بود / محمد مشفح بمعنی باشد

(20) در نسخهٔ مطبوعهٔ مدارج النّبوه رکن 2 ص 34 حرز الامین نوشته است و این صحیح است چنانچه صاحب مدارج النّبوه تصریح کرده است که مقصود از امیان عرب اند که اکثر خط و کتابت ندارند و تعلیم و تعلّم ندانند و "حرز" موضع حصین را گویند و مراد از آن حفظ و تحصین ایشان است از آفات نفس و غوایل شیطان (مدارج النّبوه ج 1 ص 94)

بر ساق عرش رسول الله و بر جبهٔ کرسی حبیب الله و در لوح محفوظ صفی الله و بر اوراق
شجر طوبی صفوت الله و بر لوای حمد خیر الله و نزد الله تعالی عبد الله و درمیان
ملائکه عبد الحمید و نزد انبیاء (ع) عبد الوهاب و نزد شیاطین عبد القهّار و نزد جن
عبد الرّحیم و نزد سواکن الجبال عبد الخالق و نزد سواکن قفار عبد القادر و نزد سواکن
البحار عبد القدوس و نزد هوام ارض عبد الغیاث و نزد وحوش بر عبد الرّزاق و نزد سباع
عبد الله و نزد بهائم عبد المؤمن و نزد طیور عبد الغفار۔

سع 28

بحث در ولادت آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلّم

****

باتفاق علمأ رحمه الله علیهم و اهل سیر بعد از طلوع صبح صادق و پیش از طلوع
آفتاب روز دوشنبه بود لکن در تعین سال و ماه و تاریخ آن اختلاف است ۔ عامه اهل سیر
و تواریخ برانند که آنسرور صلی الله علیه وآله و سلم در سال فیل متولد شده اند بعد از
پنجاه و پنج و چهل روز (1) و قول دیگر آنکه هر دو قضیه در یک روز واقع شده و بزعم بعضی
ولادت آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم بعد از سه سال از واقعهٔ فیل و بگمان بعضی بعد از
چهل سال روی داده و قول اول صحیح است و گویند که آنسرور صلی الله علیه وآله و سلم
درعهد نوشیروان تولد نموده و بعد از چهل و دو سال حکومت او گذشته بود و صاحب
جامع الاصول وغیره آورده اند که هشت صد و هفتاد و دو سال سکندر رومی گذشته بود
و بروایت ابن عباس رضی الله عنه از زمانهٔ عیسی علیه السّلام تا ولادت پیغمبر صلی الله علیه
وآله و سلم شش صد سال بود و عقیدهٔ جمهور علمأ آنست که تولد آنحضرت صلی الله علیه
وآله و سلم در ماه ربیع الاول واقع شده و بزعم طائفهٔ آنکه در ماه رمضان و مشهور آنکه

---

(1) قیاساً "پنجاه و پنج و بعضی چهل روز گفته اند" (کذا فی معارج رکن 2 و مدارج ج2ص14)۔

دوازدهم ربیع الاول واقع شده و دویم و هفتم نیز گفته اند و از زمانهٔ داود نبی (ع) هزار و هشتصد سال برآمده و از زمانهٔ موسی علیه السلام دو هزار سیصد سال منقضی شده و از زمانهٔ ابراهیم علیه السلام سه هزار و هفتاد سال بکمال رفته و از زمانهٔ نوح علیه السلام چهار هزار و چهار صد و نود سال انقضا پذیرفت و از زمان آدم علیه السلام شش هزار و هفتصد و پنجاه سال بتقدیم پیوسته ، ذکر فی معارج النبوه و در میلاد آورده است که تولد آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم بعد از شش هزار و چهل سال از هبوط آدم علیه السلام بود - حبذا (ا) این چنین بدر منیر که از افق عزت طلوع کند و مرحبا این چنین آفتاب جهانگیری که از مشرق غایت در لمعان در آید تا بظهور او ظلمات کفر و عصیان بنور ایمان و احسان مبدل گردد و لیالی شقاوت در ایام سعادت منتقل گردد و از محدب فلک الافلاک تا نقطهٔ مرکز خاک و ازین سطح عرش معلی تا صحن فرش غبرا (ب) به یمن مقدم او از تاریکی بیرون آمد :

ولد النبی و زلت الاملاک و نأی الضلال و ادبر الاشراک

تا شب نیست صبح هستی زاد (ج) آفتابی چو او ندارد یاد

فیض فضل خدای دایهٔ او فر پر همای سایهٔ او

حکمت کن ز حکم لم یزل او اول الفکر آخر العمل او

و نیز اتفاق ارباب حکمت است که در آوان ربیع بوده که آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم از مکمن غیب بعالم شهود تشریف نموده و این گلدستهٔ عالم اسرار در فصل بهار از گلزار گلشن سرای عالم ارواح به این جهان اصباح گذار فرموده و این بساط بسیط را بر مثال صحائف لطیف نه سما خضرا و ریاحین معارف تطبیق و تزئین داده - بیت

ای خیمه بر فراز نهم آسمان زده بالای عرش نور رخت سائبان زده

(ا) غم ، مر ، مظ - چندان - (ب) سح ، غم - غرا (ج) غم ، مظ - است ، مر - (است) ندارد

سح 29

ص 30

بر بام چرخ قدر تو بنهاده نردبان و آتش پس از عروج بر آن نردبان زده

در سایهٔ نبوت (و) ظل رسالتت سکان خاک نوبت امن امان زده

بدان ای درویش که تحقیق این حال و تصدیق این مقال وقتی بر تو مکشوف گردد

که بدانی که بهار بر دو گونه است ، بهار اشباح و بهار ارواح ، اول عبارت از فصل ربیع است

و ثانی کنایه از وصل این شفیع صلی الله علیه و علی آله و سلم ، بهار اشباح سبب آرایش عالم

آب و گل آمد و بهار ارواح آسایش جان و دل آمد و تحقیق این معنی در تفسیر بحر درر (۱)

بعبارت بدیع و اشارت منیع مبین و مبرهن می گردد - بیت

آمد بهار ای عاشقان تا خاکدان بستان شود

آمد ندای آسمان تا مرغ جان پران شود

هم بحر هم گوهر شود ، هم شوره چون کوثر شود (ب)

هم سنگ لعل کان شود ، هم جسم جمله جان شود

دانی چرا چون ابر شد ، در عشق چشم عاشقان

زیرا که آن ماه بهشتر در ابرها پنهان شود

و بعضی از ارباب اشارت گویند که ربیع بر سه گونه است ، ربیع نبات و ربیع ابدان و ربیع

قلوب ، ربیع نبات از برای تفریح دیده است و ربیع ابدان از برای نظارهٔ عقل است و ربیع

قلوب از برای مشاهدهٔ معرفت است - در بهار نبات گل و لاله است و در بهار ابدان آه و ناله

است و در بهار دل کار بعشق حواله است - در بهار نبات گل و گلزار بینند و در بهار ابدان

نقش و آثار بینند و در بهار دل تجلی دیدار بینند و در بهار نبات لطافت و نضارت و در

بهار ابدان طاعت و خدمت و در بهار دل رویت و مشاهدت است - بیت

---

(۱) مر - بحر درر - (ب) مظ - (هم) ندارد ، قیاساً " هم بحر پر گوهر شود ، هم شوره چون کوثر شود "

ای بهار عاشقان دیدار تو | وی گل و گلزار جان رخسار تو

باغ و بستانم سر کوی تو بس | سنبل و ریحان من موی تو بس (۱)

بی تو ام باغ (و) گلستان گلخن است | با تو ام زندان به از صد گلشن است

بی تو گل در دیده خار آید مرا | دل بجنت بی تو نکشاید مرا

تو ز من شو باغ و بستان گو مباش | چ تو جانان منی جان گو مباش

سح 31

در بیان بعضی از وقائع غریبه که در وقت تولد آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم و یا پیش از تولد بظهور رسیده

یکی آن بود که چون والدهٔ آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم بآنحضرت حامله شد در خواب دید که فرشته آمد و میگوید که هیچ خبرداری که در شکم تو پیغمبر آخر زمان صلی الله علیه وآله و سلم است ـ آمنه (رض) گوید (ب) که این خواب بزنان گفتم، ایشان گفتند تو را آسیب جن است ، در دست و گردن آهن بکن، چون آهن پوشیدم، خود بخود آهن از تن من فرو ریخت و گوید که من در ایام حمل ثقل که زنان را باید هرگز نمی گرفتم و آمنه گوید که نزدیک ولادت آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم همان فرشته بین النّوم و الیقظان آمد و گفت این دعا بخوان " اعیذ نا بالواحد من کل حاسد (ج) " و بعد از ولادت او را محمّد صلی الله علیه وآله و سلم نام کن و چون آمنه حامله شد عبدالله را بطرف شام روان کرد جهت تجارت، عبدالله در باز گشت بیمار شد و در مدینه در خانهٔ خود که بنی تجار اند بماند و همان جای وفات یافت (د) در خبر است که عبدالمطلب بخواب دید که زنجیر از نقره از پشت وی بیرون آمد ، یک سر بآسمان کشیده و یک سر بزمین و یک سر بمشرق و یک سر بمغرب و همان زنجیر درختی گشت که بر هر

---

(۱) سمن (مدارج النبوه ص 40) ـ (ب) ضع ،عر ،مظ ـ گفت ـ (ج) اعیذه من کل شر حاسد (بالواحد)

برگ آن نور بود و اهل مشرق و مغرب بآن درخت متعلق شدند ، بر مجبر بیان کرد ، گفت " از پشت او فرزند بدر آید که اهل مشرق و مغرب متابعت او کنند "۔ در خبر است که حقتعالی (ا) چون خواست که آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلمٕ را در شکم آمنه خلق کرد در شب جمعه از ماه رجب ، خازنان جنت را فرمان داد که درهای فردوس بکشایند و آرایش کنند و در (ب) آسمانها و زمینها ندا دادند که درّ مکنون و آن نور مخزون و آن حبیب قدیم و آن محبوب کریم امشب در شکم آمنه می آید و بعد از هشت ماه عالم را بیاید و گنج مخفی را آشکاره کند۔

سح 32

آمد بهار ای دوستان منزل سوی بستان کنم

گرد عروسان چمن خیزید تا جولان کنم

آمد رسولی در چمن کاین طبل را پنهان زند

جانم فدای عاشقان امروز جان افشان کنم

صفیه (رض) بنت عبد المطلب می گوید که در شب ولادت رسول (اللّٰه) صلی اللّٰه علیه وآله و سلم قابلهٔ محمّد صلی اللّٰه علیه وآله و سلم بوده ، نور در حین ولادت آنسرور (ب) بظهور آمد که بر نور چراغ غالب گشت ، در آن شب شش علامات را مشاهده کردم ، یکی آن بود که چون بزمین آمد سجده کرد ، دویم آنکه سر برداشت بزبان فصیح و عبارت صریح گفت " لا اله الّا اللّٰه انّی رسول اللّٰه " ، سیم آنکه خانه را از نور او روشن دیدم ، چهارم آنکه چون خواستم که او را بشویم ، هاتفی آواز داد که ای صفیه خود را زحمت مده که ما او را شسته فرستادیم ، پنجم آنکه هم ختنه کرده بود و هم ناف بریده ، ششم آنکه خواستم که او را در لفافه بپیچم بر پشت او خاتم نبوت دیدم درمیان دوش او و بر وی نوشته که " لا اله الّا اللّٰه محمّد رسول اللّٰه " دیگر آنکه چون سجده فرود متکلم شد بکلام مخفی ، صفیه میگوید که گوش بدهان او نهادم تا چه میگوید ، شنیدم که " امّتی امّتی "۔ منقولست که چون عبد المطلب

سح 33

(د) این خبر را علی القیروانی در کتاب البستان نقل کرده (روض الانضر 1 ص 105)

بخانۀ آمنه آمد و حلقه بر در زد ، آمنه بآواز ضعیف جواب داد ، عبد المطلب گفت " زود در بکشای که نزدیک است که زهرۀ من منشق گردد " - آمنه بتعجیل در باز کرد ، عبد المطلب بر پیشانی آمنه (رض) نظر کرد ، آن نور را در چهرۀ آمنه (رض) ندید ، بی طاقت شد چنانکه خواست که جامه بر تن خویش پاره کند ، آنگاه گفت " [illegible] وا غوثاه ! ای آمنه آن نور کجا رفت که اکنون نمی یابم " گفت وضع حمل نمودم و در حین وضع امور غریب (ا) مشاهده کردم " یک یک عرض کرد - عبد المطلب گفت " من این سخن را باور نمی دارم ، که هیچ آثار وضع بر تو مشاهده نمی کنم " آمنه گفت والله ! راست میگویم - عبد المطلب گفت " محمد (صلی الله علیه وآله و سلم را بیار تا ببینم " آمنه (رض) جواب داد که هیهات ! تو او را نتوانی دید ، شخصی (ب) طشت از زمرد سبز بیاورد و او را در آن طشت غسل داده و گفت این طفل را به هیچ کس ننمای - عبد المطلب شمشیر کشیده بسر (ج) آمد و گفت " او را بمن نمای و الا ترا یا خود را هلاک کنم " - آمنه (رض) چون مبالغت عبد المطلب را مشاهده کرد گفت " محمد صلی الله علیه وآله و سلم در فلان خانه است ، در صوف سفید پیچیده است ، برو ببین " عبد المطلب چون در آن خانه در آمد تا جمال جهان آرای خواجه را علیه الصلوٰة و السلام مشاهده کند ، شخصی مهیب دید که شمشیر کشیده قصد او کرد و گفت " باز گرد که هیچ کس مجال آن ندارد که او را ببیند تا مجموع ملائکه از زیارت او فارغ نشوند " لرزه بر عبد المطلب طاری شد ، شمشیر از دست او بیفتاد ، خواست که او بیرون رود ، قریش را ازین صورت اعلام کند ، چون از خانه بیرون آمد زبانش از تکلم باز ماند و بقولی هفت روز سخن نتوانست گفت - دیگر آنکه در آن شب در همه روی زمین هر کجا بتی که در بتخانه بود بروی افتادند و منکوس گشتند - دیگر آنکه اخبار شیاطین از کاهنان قریش انقطاع یافت

سع 34

(ا) فج - امورات غرائب ، هر - امورات عجائب - (ب) چند شخص (روضة الصفا ج 2 ص 67)
(ج) بر سر آمنه (رض) (کذا فی مدارج النبوه) -

و تدریس ابلیس در مدارس و مجالس ایشان مندرس گشت ، لکن اکثر طعناً و بسیاری از اهل حدیث این حدیث را از علامات ظهور نبوت آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم نمودند ، چنانچه در حدیث وارد است "لا کهانة بعد النبوة" (ا) - دیگر آنکه یک شبانروز تمام ملوک روی زمین گنگ گشتند و از حل قوه ناطقه عاطل ماندند و آن از غایت هیبت و شوکت وجود آن سلطان صاحب نطق "و ما ینطق عن الهوی" (ب) بود که مهر سکوت بر دهان هزل گویان بر نهاده بود.

زبان که وصف جمالت بداستان خواند ... چو (ج) تو جمال تمایی زبان کرا ماند

ندید ناطق حسنت بگاه جلوهٔ ناز ... که غائبانه بوصفت سخن همی راند

دیگر آنکه در اطاق کسری که جفت آن در عرصهٔ گیتی نشان نداده اند ، کسری قوی پدید آمد و چهارده کنگره از شرفات آن ساقط گشت و بجهت آن تفرقهٔ بسیاری بخاطر کسری راه یافت فاما تغیر خاطر خویش بهیچ کس اظهار نکرد و خود را ازان فارغ البال (د) میداشت -

سح 35

دیگر آنکه کسری ببالای دجله بنایی بغایت رفیع ساخته بود و در وی مال بسیار صرف نموده ، آب دجله طغیان نموده آن عمارت هم در آن شب ویران ساخت ، خبر آن بشنید ، تفرقهٔ خاطرش (ر) زیادت گشت - دیگر بسمع کسری رسید و آن منعدم شدن آب دریاچهٔ ساوه و جریان وادی سماوه که یکی از رودخانه های دیار شام بود و پیش ازین تاریخ بمدت هزار سال آب دران وادی جاری نشده بود -

القصه کسری از تواتر این واقعات خائف و اندیشناک می بود - دیگر آنکه آتش فارسیان که در آتشکدهٔ خویش مدتی هزار سال است که بر افروخته بودند ، در آن اصلاً افسردگی نیافته بود (س) ، منقطع گشت - ازین جهت تفرقهٔ خاطرش زیادت گشت و دغدغه مضاف

(ا) برای روایت بالمعنی رجوع کنید به روض الانف و سیره النبویه لابن هشام ج 1 ص 136-37
(ب) النجم 3 - (ج) سح ، فع ، مظ - چون - (د) سح ، فع ، مظ - خواطر - (ر) ایضاً -
(س) قیاساً "راه نیافته بود -

شد - دیگر آنکه چون قاضی القضاه مجوس در مجلس کسری معروض داشت که من نیز در آن شب در خواب دیدم که شتران تند سرکش اسپان عرب را می کشید ند تا از دجله گذرانید ند و در بلاد فارس منتشر گشتند و باز از مهیبت این خواب خوف بر خوف بیفزود ، از مؤبد پرسید که نتیجهٔ این واقعه ها چه تواند بود ؟ جواب داد که تصور من آنست که در بلاد عرب امری واقع شده است که این از لوازم آنست - از طوائف کاهنان و منجمان استفسار نموده باطراف و جوانب مکاتیب ارسال فرمود و ازان جمله مکتوبی به نعمان بن منذر (21) که حاکم بصره بود ، بنوشت که مشکلی چند روی نموده ، عالمی را بنزد من ارسال نما که مجال آنچنان استفسار تواند نمود (1) - نعمان عبد المسیح را که پسر خواهر سطیح بود بخدمت کسری فرستاد و سطیح (22) از مهتران فن کاهنت (ب) و کاهن بود - کسری صورت واقعه بیان کرد و فرمود

---

(1) قیاساً " از آن مجال استفسار تواند نمود " - (ب) کهانت -

(21) نعمان اصلاً پسر منذر بود (ابن هشام ، ابن کثیر) - ابن اسحق می گوید که چون پیش امیر المؤمنین حضرت عمر رضی الله عنه در عهد خلافت او شمشیر نعمان بن منذر آورد ند آنوقت حضرت عمر (رض) بعد از سلام مسنونه از جبیر (رض) بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف که از انساب قریش و بقیه عرب خیلی واقف بود ، درباره خانوادهٔ نعمان بن منذر استفسار نمود و جبیر (رض) بقول خودش این علم را از ابو بکر صدیق رضی الله عنه که دران علم ماهر بود آموخته بود - گفت " از اولاد قنص بن معد بود " ولی بقول ابن اسحق دیگر تمام اهل عرب گویند که نعمان بن منذر از اولاد لخم بود و لخم از اولاد ربیعه بن نصر (سیره ابن هشام ج اول ص 16) -

(22) " معنی سطیح ستان خوابیدن که از کمزوری اعضا از برخاستن باز مانده بود " (لسان العرب مؤلفه جمال الدین محمد بن مکرم ، طبع بیروت 1373 هـ ج 2 ص 483) - از روی تحقیق جدید سطیح یک شخصیت شیطانی بود (اردو دائره المعارف الاسلامیه طبع دانشگاه پنجاب لاهور 1393 هـ ج 11 ص 18) باز هم ماهرین علم انساب عرب در کتب خویش ذکر آن کرده اند و نسب آن (سطیح) بن ربیعه بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن بن غسان بود (سیره ابن هشام ج 1 ص 18) - سطیح کاهنی معروف زمانهٔ خویش بوده و او آن علم کهانت از جنی آموخته بود - وهب بن منبه (رض) گوید

سطیح

سح 36 " اگر توانی مشکلات ایشان (را) جواب گوی و اگر نتوانی در استکشاف از خال خود سطیح معاونت جوی " - عبد المسیح گفت " من از عهدهٔ جواب این سوال کما ینبغی نمی توانم بیرون آمد فامّا اگر بادشاه اجازت فرماید بروم و از سطیح استفسار نمایم و جواب با صواب آرم " - عبد المسیح بقصد ملازمت سطیح متوجه شام شد و کسی در تعجیل نمودن و این عقده به تحقیق کشودن مبالغه بسیار نمود و عبد المسیح بعد از قطع منازل و طی مراحل چون بمنزل سطیح رسید به بالین او شتافتهٔ خال خویش را بحال ارتحال یافت و هر چند سوال کرد و تحیت نوشیروان رسانید جواب نشنید ، چرا که طوطی زبانش که اهل روزگار ترجمان اسرارش می خواند ، چون زبان سوسن الکن گشته بود و از نقد حیات در کیسهٔ زندگی چیزی باقی نمانده بود - عبد المسیح مایوس گشته رعایت ناموس نمود و فی الحال بدیهه نظمی که مبین احوال بود ، انشأ فرمود بدین بحر و قافیه ؛ (1)

اصم ام یسمع غطریف الیمن (ب)	ام فاز فاد لم به شأ و العنن (ج)
یا فاصل الخطة اعیت من ومن	و کاشف الکربة عن وجه الغضن

(1) سلام (کذا فی مدارج النبوه ص49) - (ب) غطریف بمعنی سردار -(ج) فاد بمعنی فوت شده (

* * *

" قیل لسطیح انّی لک هذا العلم فقال لی صاحب من الجنّ استمع اخبار من السّمأ و من طور سیناً حین کلّم اللّٰه تعالی منه موسی علیه السّلام فهو یؤدی الیّ من ذلک ما یؤدیه " (روضة الاحباب ج 1 ص 18) - مولانا شیخ عبد الحق محدث دهلوی (رح) در شرح حالات سطیح رقمطراز است " سطیح که در علم کهانت از همه ماهر تر بود و حال وی از عجائب و غرائب بود ، گویند که وی را مفاصل نبود و قدرت بر قیام و قعود نداشت ، الّا وقتی که در غضب شدی ، پر باد گشتی و بنشستی و در اعضای وی هیچ استخوان نبود مگر استخوان سرهای دست و اصابع وی ، گویا سطحی بود از گوشت ، چون میخواستند که وی را بجای برند می پیچیدند و می بردند چنانکه جامه را میپیچند و می بردند و گویند که روی وی در سینه وی بود و او را سر و گردن نبود و عمر وی قریب به ششصد سال بود و چون می خواستند که وی کهانت کند ، وی را می جنبانیدند همچنانکه مشک دوغ را بجنبانند ، پس نفس بر وی افتادی و از مغیبات خبر دادی " (مدارج النبوه ج 1 ص18) - ابن طرار جریری گفته است که سطیح ششصد

221 [illegible] اول

(ا) (ب) (ج) (د) (23)
اباک شیخ الحی من آل سنن و امه من آل ذئب بن حجن

الی آخر البیان ـ مضمون آنکه " یا بعلت صمم گرفتار شده یا می شنود بزرگ یمن، یا خود در دام قابض ارواح و مرغ روحش از برای طیران از قفس قالب پر کشاده، ای کشاف مشکلات خلائق و ای حلال معضلات دقائق! وقت است که دیدهٔ اعتبار بکشای و از میان این طرق مختلف طریق قویم و صراط مستقیم بنمای ـ بدان و آگاه باش که صور (ر) غریبه و معانی عجیبه از مکمن غیب در یمن شهادت بظهور پیوسته و من بجهت استفسار این معانی از نزد بادشاه عجم یعنی کسری بملازمت تو آمده ام "

سطیح 37

چون سطیح ابیات عبد المسیح شنید ، سر بر آورد و بسجع چنانچه داب (س) او بود ، در جواب عبد المسیح بیان فرمود و عبارتش اینست که عبد المسیح جأ الی سطیح علی جمل

(ا) اتاک ـ (ب) سنن ـ (ج) ذئب ـ (د) حجن ـ (ر) سع ، فح ، مظ ـ صورت ـ (س) داب بمعنی عادت و روش ـ

(23) برای تصحیح اشعار و الفاظ از روض الانف شرح سیره ابن هشام و الوفا باحوال المصطفی (ص) مؤلفه علامه ابن الجوزی طبع لائلپور (فیصل آباد) 1397 هـ ج 1 ص 98 ـ 99 ـ استفاده شده است ـ اشعاری دیگر نیز درین ضمن منقولست :

و امه من آل ذئب بن حجن	ابیض فضفاض الرداء والبدن
رسول قیل العجم یسری للوسن	لا یرهب الرعد ولا ریب الزمن
تجوب بی الارض علنداة شزن	ترفعنی وجن و تهوی بی وجن
حتی اتی عاری الجآجی والقطن	تلفه فی الریح بوغاء الدمن

(ماخوذ از روض الانف ج اول ص 20 و احوال المصطفی (ص) قسم اول ص 99)

طلیح و قد اوفی علی الضریح ، بمهلک ملک بنی ساسان لارتجاس الایوان[ا] و خمود النیران و رویاء الموبذان[ب] ، رای ابلاً صعاداً[ج] تقود[د] خیلاً عرابا قد قطعت دجله و انتشرت[ر] فی بلاد فارس یا عبد المسیح اذا ظهرت التلاوه و بعث صاحب الهراوت[س] و فاضوادی السّماوه و خمدت نیران[س] فارس / لا یکون[ف] بابل[ط] للفرس مقاماً و للشام سطیح لم یکن شاماً[ک] ، یملک منهم ملوکاً و ملکات علی عدد الشّرفات ثم یکون ھنات و ھنات و کل ما ھو آت[ل] ـ حاصل معنی آنکه بایں باز می گردد که عبد المسیح جانب سطیح آمده است و حال آنکه سطیح بر جناح سفر آخرت است، فرستاده است ترا بادشاه آل ساسان یعنی نوشیروان جهت استفسار واقعهٔ چند که حادث گشته است مثل تزلزل طاق کسری و افتادن کنگره های آن و فرو مردن آتش مغان و در خواب دیدن قاضی القضاه شتران تند و سرکش که اسپان عربی را می کشیدند تا از دجله گذرانیدند و در بلاد فارس متفرق ساختند ـ ای عبد المسیح ! وقتیکه دریاچهٔ ساوه چون جگر عاشقان از تپش آتش فراق خشک گردد و وادی سماوه چون دیدهٔ مشتاقان از شورش نیران اشتیاق پر آشوب و تالیان آیات کلام ربّانی و بلبلان گلشن سرای قرآنی بقرأت قرآن و تلاوت فرقان آناء اللّیل و النّهار مداوت نمایند و علم[م] بعثت صاحب عصا یعنی محمّد مصطفی صلی اللّه علیه وآله و سلم بروس اشهاد و بهامهٔ عامهٔ عباد بر افرازند و مغنیان عالم شهود سرود درود آن

سح 38

(ا) سح ، فح ، مظ ـ الصریح ـ (ب) سح ، مظ ـ الموئذان ، مر ـ اموبدان ـ قیاساً "الموبد الموبدان بمعنی قاضی القضاه درست باشد ـ (ج) صعاباً (البدایه والنهایه ، روض الانف) (د) سح ، فح ، مظ ـ تقود ـ (ر) کثرت (البدایه والنهایه ، روض الانف) (س) الهراوه (ایضاً) ـ (س) نار (ایضاً) ـ (ط) وغاضت بحیرهٔ ساوه (البدایه والنهایه ، روض الانف ، الوفا) (ف) سح ، فح ، مظ ـ (لا یکون) ندارد ـ (ک) فلیست الشام لسطیح شاماً (روض الانف البدایه والنهایه) ـ (ل) کل ما هو آت (ایضاً) ـ (م) سح ، مظ ـ عالم ـ

پیغمبر خاتمت محمود در چمن فلک و انجمن ملک بنوای عشق و محبت بنوازند ، باہل مقام فارسیان و شام آرامگاه سطیح نماند (ا) یعنی سلطنت و حکومت عجم از ملک باہل انقطاع یابد و سطیح جہان گذران را وداع نموده بجانب دارالقرار شتابد و بعدد کنگرہا ی که از ایوان نوشیروان ساقط شده از مردان و زنان ساسانیان حکومت کنند ، آنگاه نطاق دولت از میان سلطنت بگشایند ، بعد ازان ہر چه آمدنی باشد در عرصهٔ جہان پدید آید ، بعد ازان ہیچ آفرید از نوع ساسانیان نماند - این حکایت بگفت و فی الحال بیفتاد و بمرد و رخت ازین دار فانی بیرون برد - (ب)

عبد المسیح اجوبهٔ سطیح را ضبط کرده ببارگاه کسری مراجعت نمود و آنچه شنیده بود بعرض رسانید - ملک گفت تا چہارده نفر از قوم ما حکومت کنند و ابتدا باختتام انجامد ، مدتہای مدید و عہد بعید باید و پنداشت که روزگار سلطنت آنجماعت چون ملوک سابق مثل فریدون و ضحاک و افراسیاب (ج) تا سنین وافره (د) و اعوام (ر) متکاثره خواہد کشید و ندانست که سلطنت ده کس از ایشان در مدت چہار سال انقراض خواہد یافت و ازان جمله دو پادشاه بر سریر مملکت (س) متمکن گشتند ، ہرمز و پرویز ، بعد ازان ملک عجم در ہرج مرج (ص) افتاد و آخرین (ط) چہارده نفر یزدجرد (ع) بن شہریار بود که در زمان خلافت ذی النورین (ف) (رض) بعدم شتافت

سح 39

(ا) سح ، مظ - شد ، فح - نماید - (ب) واقعهٔ مشہور در کتب معتبرهٔ تاریخ و سیر از قبیل البدایه والنہایه مؤلفه ابن کثیر و سیرة ابن ہشام و الاکتفا فی مغازی المصطفی (ص) مؤلفه ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی (متوفی 634ھ) و الوفا باحوال المصطفی (ص) از ابن الجوزی و روضة الصفا مؤلفه میر خواند و معارج النبوة از مولانا معین الدین واعظ کاشفی و مدارج النبوة از شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیره منقولست -

(ج) سح ، مر ، مظ - افراسیان - (د) سح ، مظ - پیشین - (ر) ایضاً عوام - (س) سح ، فح ، مظ ، مکنت ، قیاساً "بر سریر مملکت صاحب مکنت" درست باشد - (ص) سح - خرج و مرج ، مظ - خرج و مخرج - (ط) آخرین آن چہارده [illegible]

و بعد ازان که سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه مملکت وی فتح فرمود و وی از لشکر اسلام بگریخت و مرکب توجه بجانب خراسان انگیخت و بدست آسیابانی در مرو کشته شد در سال سی و یکم از هجرت و بعد ازان هیچ متنفس ازان قوم باقی نماند :[1]

کجا آن فریدون (و) ضحاک (و) جم — شهان[ب] عرب و خسروان عجم

همه خاک دارند بالین ز خشت — خوش آنکس که جز تخم نیکی نکشت

در ذکر ارضاع آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلّم و واقعاتی که
در حین ارضاع یا پیش ازان بظهور رسیده است

••••••••••••••••••••••••••••••••••

واقعهٔ اول :- مجاهد گفت که پرسیدم از ابن عباس رضی الله عنه که طیر و جنّ و سحاب وغیره در ارضاع محمّد صلی الله علیه وآله و سلم منازعت کردند مگر انس ، گفت " سبب آن بود که چون آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم متولد شد منادی از آسمان ندا کرد که ای معشر الخلائق[ج] ! محمّد بن عبد الله (صلی الله علیه وآله و سلم) بعنایت الٰهی پرتوی بر[د] جهان انداخت و آن نور عرش فرش غبرا را منور ساخت ، خوشا پستانی که او را ارضاع کند و حبذا یدی که او را بردارد و مبارک مقامی که مسکن او گردد - لاجرم منازعت خلائق در ارضاع آن برگزیدهٔ خلائق بدین واسطه بود - خطاب آمد که از نزاع باز ایستید که حق تعالی موضعهٔ او از جنّ و انس مقرر ساخت و این خلعت بر قد ایشان پرداخت[ر] -

واقعهٔ ثانی :- ارضاع ثویبه است (رض) مر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را - جمهور[سح 40] ارباب سیر و تواریخ بر آن متفق اند که اول کسی که آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم را بعد از آمنه (رض) شیر داد ثویبه (رض) بود که کنیزک ابو لهب بود و پسر ثویبه که شیر او آنحضرت

---

(۱) سح ، مظ - مکنت - (ب) عر - شاهان - (ج) شح - معاشر خلائق - (د) سح ، غح ، مظ - (بر) ندارد - (ر) قیاساً " از جنس انس " درست باشد -

صلی الله علیه و آله و سلم خورده مسروح نام داشت و میان حمزه رضی الله عنه و ابو سلمه مخزومی و عبد الله (۱) حجش اسدی و میان پیغمبر ما علیه الصلوة و السلام اخوت رضاعیه از آن سبب بود که همه شیر از پستان ثویبه خوردند و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از مدینه جهت ثویبه (رض) خرج و جامه می فرستاد و اصحاب سیر بر آن رفته اند که هفت روز اولاً شیر مادر خود خورده و هفت روز (ب) دیگر شیر ثویبه (رض) و در بعضی روایات میگویند که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم سه روزه شد ثویبه (رض) بارضاع او مفتخر گشت و بدان عمل مبارک اقدام می نمود تا بآوان ارضاع حلیمه (رض)- والله اعلم -

نقل است که ابن ثویبه (رض) در شب ولادت حضرت نبوت پناه صلی الله علیه وآله و سلم خبر ولادت آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم بابو لهب برد ، ابو لهب در شب ولادت حضرت (ص) بمژدگانی او را آزاد کرد ، بجهت آن اعتاق هر شب دو شنبه که اعتاق ثویبه (رض) در آن شب بتحقیق پیوسته بود ، تخفیف در عذاب ابولهب واقع میشود -
روایت است از ابن عباس رضی الله عنهما بن عبد المطلب که گفت بعد از مرگ ابولهب را در خواب دیدم ، پرسیدم که حال تو چیست ؟ گفت " از آن روز باز که کشتی حیات من در گرداب ممات افتاد ، در تلاطم امواج عذاب و عقوبت گرفتارم ، فامّا در هر شب دو شنبه که اعتاق ثویبه (رض) در آن شب واقع شده تخفیف از عقوبت من حاصل می آید و مرا از میان دو انگشت سح 41

---

(۱) یعنی عبد الله بن حجش (کذا فی روض الانف) - (ب) در معارج النبوة ص50 بیست و هفت روز و در مدارج النبوة و دیگر کتب سیر "چند روز" نوشته است -

(24) راوی این حدیث حضرت عروة رضی الله عنه است و بیننده خواب حضرت عباس بن عبد المطلب بود نه که ابن عباس (که عموماً در کتب احادیث برای عبد الله بن عباس رضی الله عنهما نوشته می شود) - این حدیث در بخاری الصحیح باب "و امهٰتکم الّتی ارضعنکم" موجود است ولی آنجا در متن حدیث نام بیننده خواب مذکور نیست بلکه اریه بعض اهله نوشته و در حاشیه آن شیخ الحدیث مولانا احمد علی محدث سهارنپوری (رح) "هو العباس" نوشته است ، همچنین مؤلف روضة الصّفا و ابن کثیر در البدایه والنهایه ج2 ص273 و علامه سهیلی در روض الانف شرح سیره ابن هشام و علامه قسطلانی [illegible]

سبابه و وسطی قطرهٔ آب چشانند و بآن آب از آتش دوزخ خلاص شوم - چونکه ابولهب کافر

و عنود را از خوشی ولادت آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلم این فائده روی می نماید البته

مؤمن مخلص چون روز مولد آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم خوشی کند و قدر طاقت خود

خرج کند هر آئینه به ثواب عظیم برسد - ازین جهت در بلاد اسلام روز مولد خوشی میکنند

و مال فراوان بهدیهٔ آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلم می فرستند و تخصیص روز مولد اگر

چه (۱) از شرع ثابت نیست و بدعت است لکن حسنه است و اول کسی که این بدعت کرد شیخ

عمر (ب) آرخیلی بود در حدود ششصد و ... - روز مولود از زبان شیخ جنید بغدادی (رح) که امروز چه روز

مبارک است که وجود شریف آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بدنیا آمده فی الجمله

تصدیق و توسعت از حکم خلاف نبود ، تابعان او همچنان کردند و از آنجا در همه آفاق

منتشر شد ، امّا آنچه اهل هند روز وفات تخصیص می کنند و عرس می نامند بدعت است

که منشأ آن معلوم نشده و از بعضی استادان شنیده شد که اولیٰ آنست که روز تخصیص نکنند

چه کفرهٔ هند نیز بارواح (ج) اموات خود می کنند هکذا فی شواهد النبوه - مرویست از امیر

المؤمنین علی کرم اللّٰه وجهه که حضرت رسالت پناه (د) (صلی اللّٰه علیه وآله و سلم) در وصایا

مرا فرمود که یا علی ! هرکه از احیای (ر) بعد از نقل من بروح من طعام بفرستد ، نعمت بروی

فراخ شود و هرکه آب دهد جمله کارهای دشوار وی آسان شود و هرکه حلوا یا شیرینی

یا میوه بروح من دهد نعمت او را هرگز زوال نباشد و از سکرات موت و عذاب قبر و هول

قیامت نجات یابد و هرکه دوازدهم ربیع الاول وقت چاشت دو رکعت نماز بروح سید المرسلین

صلی اللّٰه علیه و آله و سلّم بگذارد و بخواند در هر رکعتی بعد از فاتحه والضحیٰ سه بار

الم نشرح هفت بار و اخلاص یازده بار و بعد از سلام سیصد و شصت بار بگوید اللّهم صلّ علیٰ

42 سح

---

(۱) سح ، فح ، مظ - (چه) ندارد - (ب) حر ، مظ - شیخ عمر رضی اللّٰه عنه - (ج) سح ، فح ،

[illegible]

محمّد و علی آل محمّد و بارک و سلّم ، مغفور گردد و شفاعت در حق وی واجب گردد و با خود او را در بهشت برم انشاءالله تعالی - هکذا فی جواهر -[1]

بشنو که درویشان درین باب فرمایند که ابولهب کافر معاند متمرّد بود ، از برای تهنیت ولادت آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم بنده آزاد میکند باوجود کفر و ضلالت تخفیف در عذاب می بیند ، بندهٔ مؤمن که هر روز از سر صدق و صفا و مدح و ثنا و بر درود مصطفی (صلی الله علیه وآله وسلم) کمر می بندد و بلقای این خواجه مفتخر می باشد ، اگر فردا از عذاب دوزخ آزاد گردد و بوصول مرادات می رسد چه عجب ، و در زینة المریدین آورده است که مریدان و معتقدان وارثان را باید که بارواح پیران خود در روز رحلت ایشان طعام فقرا عام بر حسب قدرت اکرام کنند تا ببرکت ایشان فتوحات و پیشکشی[ب] نعمت دارین مزید گردد و عمر و مال ایشان بیفزاید و بمراد خود رسند و محتاج بهیچ مخلوقی نشوند و عاقبت ایشان به برکت نظر پاک پیران بخیر شود که به تجربه چنین معائنه شده است و توفیق نیابد بر عرس پیر مگر مریدی صاحب دولت و نعمت و شرط عرس آنست که هم در آن ساعت لطیف که بزرگوار رحلت کرده است طعام کند و اگر نه هم دران روز تا سه روز بعد هر وقت که خواهد و باید که داخل اخلاص شریف شود و خارج از شائبهٔ تکلّف اگر چه اندک باشد و لهذا حضرت بندگی مخدوم[ج] جهانیان قدس الله روحه و اوصل الینا فتوحه گاه بودی بسیار موجود ، فرمودی که تا مقدار[د] چهار صد تنگه قرص و حلوا خرج کردی و گاه بودی قدری قند که چهار درم بهای آن بود ، بفرمودندی که بفرستید و یا خرما از آرد و شکر می باشد بخریدی و باصحابی (که) حاضر بودندی قسمت شدی و باید که نیت در عرس این کند که پیش پیر بدین واسطه خود را یاد می دهانم که مرویست که کسی چیزی بروح کسی بدهد و یابخواند فرشتگان عرش آن طبقهای پر نور در گور او پیش آورند و بگویند

سح 43

(ا) سح - جواهرالجواهر- (ب)سح - (پیشکشی)ندارد- (ج)غخ - مخدومی- (د)سح، غخ، مظ -

فلان کس ترا هدیه فرستاده است .(۱) و در روز عرس صوم را اشد کراهیت دانستند و از غفلت و سلب نعمت دیده اند و در روز عرس مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم روزه نهایت کراهیت داشت تا هر که روزه داود و افطار نکند ذلت خورد و اگر یکی بروح یکی طعام کند باید که اول دیگرانرا بخوراند و خود بطفیل دیگران بخورد و چون مریدی یا کسی دیگر بروح پیر طعام کند باید که دیگران بچیزی اندک و بسیاری بدانچه توانند شریک شوند بدین نیت که بطفیل آن عرس کننده از ما(ب) آن نیز مقبول شود و او بدین نیت بستاند شاید که بطفیل ایشان از من مقبول شود و مریدان را واجب است که در روز عرس پیر پاک و پکیزه و آراسته باشند . اگر توانند جامهای نو پوشند و مشتاقوار خدمت کنند و سعادت دو جهانی در آن بینند و هر چند که کاری دشوار تر و کمینه تر نصیب یکی آید . باید که خوشتر شود . لائق نعمت بیشتر شود بر حکم حدیث پیغمبر علیه السّلام " اجرکم علی قدر سعیکم " یعنی مزد بر مقدار مشقت شما است و تا تواند اجنبی را روز عرس پیر خدمت کردن ندهند بحدیکه که مریدان ما تقدم را اگر تنگه زری دادند تا یک صحنک یکبار گرفتن دهند ایشان نمی دادند کذا فی زینة المریدین فی آداب السالکین ـ

سح 44

القصّه بعد ازان که ثوبیه (رض) چند گاه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را حلیمه (رض) بنت عبد الله بن زویب بن الحارث بن رزام بن ضره بن سعید بن بکر بدین دولت

(ا) مجمع الزوائد ج 3 ص 39 ـ (ب) عر . مظ ـ خود ـ

(25) حلیمه بنت ابوذ ویب عبد الله بن الحرث بن شجنه بن جابر بن رزام بن ناصره بن قصیه بن نضر بن سعد بن بکر بن هوازن بن منصور بن عکرمه بن خصفه بن قیس بن غیلان " (سیرة ابن هشام ج 1 ص 109) ـ علامه حافظ ابن کثیر گوید که حلیمه قبل از بعثت رسالت مآب صلی الله علیه وسلم رحلت کرده بود ولی این روایت محل نظر است زیرا که علامه ابن عبد البر در استیعاب (طبع حیدرآباد دکن 1326 هـ ج 2 ص 714) روایتی از عطا بن یسار (رض) آورده است که مادر رضاعی آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حلیمه سعدیه در جنگ حنین در خدمت اقدس حاضر شد . آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حلیمه را دیده برخاست و ردای خویش گسترده او را بنشاند نیز ـــــ

فائض گشت - کیفیت این واقعه چنان بود که عادت اهل مکه و صنادید قریش بعضی بجهت فضل و عظمت و شوکت خود و بعضی بجهت شدت هوای مکه و بعضی از جهت توهم وبای مکه و طائف آنکه ازواج تمامی اوقات را مصروف بخدمت ایشان گردانند ، اطفال خود را بمراضعات داده باطراف قبائل می فرستادند تا در جای (که) بخدمت مأ و لطافت هوا متصف باشد پرورش یابند و هر سال دو نوبت در فصل ربیع و خریف بنا بر آنکه فواید بسیار و عواید بی شمار از اشراف و اغنیاء عرب بمستحقان می رسید از اطراف و حوالی مکه عورات (ب) بحرم می آمدند و اطفال اشراف و اکابر عرب را برسم حضانت و ارضاع بمنازل خود می بردند پیش از آمدن زنان بنی سعد از قبیلهٔ حلیمه (رض) بمکه از برای اخذ اولاد قریش بجهت ارضاع در آن قبیله قحطی عظیم روی نموده چنانچه شیر در پستانها و گیاه در دشت و درختها و بوستانها خشک شد و مراعی لاغر و انأس مضطر فرو ماندند - حلیمه (رض) می گوید که در آن سال در صحراها طواف می کردیم و گیاه ها می خوردیم و شکر حق تعالی بجا آوردیم و گاه ایام مفارقت طعام بسه روز و زیادت بسر رسیدی ، یک نوبت چنان افتاد که سه شبانه روز ما هیچ نخورده بودیم و از گرسنگی می پیچیدم ، اتفاقاً (ت) در آن مجاعت ها شناعت مرا وقت وضع حمل پیش آمد و درد مخاض با صورت جوع مجتمع گشته می نالیدم و لکن نمی

(ا) مراضعات جمع مرضعه - (ب) عورات جمع عورت پوشیده رویان و اهل حرم - (ت) نسخ - اتفاقاً

ابن عبد البر رحمه الله از است که حلیمه (رض) از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روایت کرده و ازو عبد الله بن جعفر روایت کرده است - حافظ ابو یعلی و ابن حبان بحوالهٔ عبد الله بن جعفر روایت حلیمه را بیان کرده است (رک به شرح مواهب اللدنیه ج 3 ص 294) ابن الجوزی گفته است که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم اعلان نبوت فرمود نتدَ حلیمه و همسر وی در خدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حاضر شده مشرف باسلام شدند و بیعت کردند - (الوفا باحوال المصطفی (ص) قسم اول ص 114) - حافظ ابن حجر عسقلانی (رح) هم میگوید که همسر حلیمه (رض) بعد از بعثت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم به مکه معظمه آمده مشرف باسلام شدند (الاصابه فی تمییز الصحابه (رضی الله عنهم) طبع مصر 1322هـ ج 1 ص 296) - حافظ مغلطای دربارهٔ مسلمان شدن حلیمه رساله ای نوشته بنام " التحفه الجسیمه فی اثبات اسلام حلیمه" (ا)

نسخ 45

داشتم که از شدت جوع می نالم یا از درد زه می زارم[(ا)] - گاهی بمرتبه ای که هوش از من زائل می شد که زمین از آسمان فرق نمی توانستم نمودن - آن شب در صحرای بودم ، ساعتی باستراحت در خواب شدم ، می بینم که شخصی آمد و مرا برگرفت ، در آبی که چون شیر سفید بود در آورد و غوطه می داد و میگفت " ازین آب بسیار بیاشام تا شیر تو فراوان گردد که عزت ابدی و ثروت[(ب)] سرمدی در بارهٔ تو مبذول خواهد افتاد " و من چندانکه می آشامیدم از مبالغت زیادت می کرد و بر شرب آن تحریص می نمود و آن آب از عسل شیرین تر بود و از شیر سفید تر - آخر الامر آن شخص مرا گفت " مرا می شناسی ؟ " جواب دادم که نی ، گفت " آن حمد و شکرم که در حال محنت و مشقت می گفتی ، ای حلیمه ! وظیفه آنکه به بطحای مکه روی که توسعه در رزق آنجا خواهی دید و نوری ساطع و ضیای لامع سرزمین با خود همراه خواهی آورد " و بکمال این واقعه مرا ولا[(ت)] لتخیر بود و دست بر سینهٔ من زد و گفت " اعطاء الله لک الرزق و اجری لک اللبن خدای تعالی شیر ترا بسیار گرداند و ترا روزی کشاده دهد "- چون بیدار شدم بستان خود را پر شیر یافتم و الم گرسنگی و علت جوع را به تمامی زائل دیدم و تمامی قبیله بشدت تمام و قلت طعام روزگار می گذرانیدند و الف قد سهی[(ج)] سروان بمثل نون خم گشته بود و سر و ران بشکم ایشان ملصق شده بود و نالهٔ اهل مجاعت باستطاعت از زمین باسمان پیوسته و از فقدان طعام روز فرخ ایشان بشام رسیده -

سع 46

القصه از حرکت این خواب تغیر تمام بحالت من راه یافته چنانکه روز دیگر از بنات قبیلهٔمن هر که مرا دید ، تعجب نمود ، می گفت که ای حلیمه! ترا چه حالت است که دیروز

(ا) سع ، فح - نهیدانم - (ب) فح ، مر - سرورت - (ت) سع ، مظ - ادر الله - (ج) سع ، مظ ، فح - قد الف سیاهی روان -

لاغر بودی و ضعیف ، امروز به بنات ملوک و دختران سلاطین مانی (ا) - باخفای این واقعه مامور بودم ، اظهار آن نمی نمودم ـ درین اثناء (ب) مردان قبیلهٔ من قصد بطحای مکه نمودند تا بجهت طلب معاش از اولاد قریش برسم حضانت هر کدام فرزندی اختیار کنند - من نیز با شوهر خود حارث بن عبد العزی بن رفاعه بن ملا (ج) بن ناضره بن سعد بن بکر و فرزندان خود عبد الله و آنیسه (د) و خدامه که شیما (ر) است همه همراه بودم و ضمره که همشیر حضرت صلی الله علیه و آله و سلم بود بر دست نهاده بودم و در پستان خود آن مقدار شیر نداشتم که او را گریه خاموش گردانم و از گریه مجال نداشتم که سر ببالین نهم -

القصّه با مردم قبیلهٔ خود در راه مکه طریق موافقت گزیدم و به هنگام نزول و ارتحال آواز از غیب می شنودم که هاتفی می گفت " حق تعالی حرام گردانید بر زنان که دختر آرند به برکت مولودی فرخنده مقدم که در قریش متولد شده ، خوشا وقت آن پستان که او را شیر دهد ، ای زنان بنی سعد ! بشتابید تا بآن دولت فائز آئید " - چون زنان قبیله استماع آن نمودند بجد و اهتمام متوجه حرم مکه شدند و ما درازگوشی داشتیم بغایت لاغر ، پوستی بود بر استخوان کشیده و مدتها کاه و علف نچشیده ، از گرسنگی و مجاعت کارش (س) باستخوان رسیده و از ضعف و ناتوانی مجال گام زدن نداشت و قدم از قدم نمی توانست برداشت و شتری نیز ضعیف بغایتی نحیف همراه ما بود ، می رفتیم و هر چند جهدی می کردیم بایشان نمی رسیدیم و شتر ما را قطره ای بصد حیله و تدبیر از وی حاصل نمی شد -

القصّه افتان و خیزان در عقب کاروان می رفتیم و شوهر می گفت " سعی کن و بر

مسح 47

(ا) مر ، مظ ـ فربه ـ (ب) مسح ، مظ ـ (این) ندارد ـ (ج) ویلان (معارج النبوه ص 52)
(د) انیسه (روضات الاحباب والوفا باحوال المصطفی) ـ (ر) شیما که عرف خدامه (الوفا) یا خدامه (روضات) بود ، "وخدامه و هی الشیما غلب ذلک علی اسمها فلا تعرف الا به" (روضات ج 1 ص 108) ـ (س) قیاساً "کارد شباستخوان رسیده یعنی خسته و ناتوان شده ن-"

قوم سهقت جوی که هر یک از زنان قبیله اولاد قبائل جلیله را اختیار خواهند کرد و تو مایوس گردی " و من هر چند سعی می کردم و دراز گوش را به زجر می راندم بایشان نمی رسیدم و لکن از جانب چپ و راست خود ندا می شنیدم که از غیبها من میگفتند " هنیأ لک یاحلیمة و بر هر چه می گذشتم می شنیدم که می گفت "خوشا وقت پستان تو ای حلیمه که آن نور تابان شیر ازان خواهد خورد " ناگاه از شگاف کوهی مردی بلند بالا بر شال نخل باسق بر من ظاهر شد و بر دست وی حربه از نور بود و دست بر شکم درازگوش من زد و گفت" یا حلیمه! خدای تعالی بشارت بتو فرستاده و مرا امر فرموده که شیاطین و متمردان رااز تو دفع کنم " و با شوهر خود گفتم که تو می بینی و می شنوی آنچه من می بینم و می شنوم - گفت" نی ، چه واقعه است که ترا خائف و هولناک می بینم " پس در رفتن شتاب کردم تا به دو فرسنگی مکه نزول فرمودم ، دران منزل شب بخواب دیدم که بر سر من درخت سبز بود با اغصان بسیار سایه انداخت، درمیان آن نخل دیدم که با انواع رطب بسیار و تمامی زنان بنی سعد گرد من مجتمع گشته بودند و می گفتند"یا حلیمه ! تو مالک مای "-ازان درخت یک خرما در کنار من افتاده، برداشتم و تناول کردم، از عسل شیرین تر بود و آن حلاوت از مذاق من زائل نشد تا زمانی که محمّد صلی الله علیه و آله و سلّم از من مفارقت نه نمود و این واقعه را به هیچ کس اظهار نکردم و گفتم اگر چیزی حق تعالی خواسته باشد بمن خواهد رسید -روز دوشنبه بود که به مکه رسیدم و زنان قبیله بر من سبقت جسته بودند و هر رضیعی که از قبائل اشراف و مالداران قریش بودند مانند بنی مخزون(ا) وغیرهم همه را گرفته(ب) بودند و کودک من آنروز بود و پستان نمی گرفت و حرکت نمی کرد چنانکه گفتم مگر مرده است - یک بار دیدم که کودک من چشم باز کرد و بخندید و من ازان حال متعجب شدم و کودک را در منزل رها کردم ، باطراف و جوانب شتافتم تا شاید که رضیعی بچنگ آرم -هر چند بیش

سح 48

(ا) غ، م، مظ- مادران - (ب) غ - گفته -

جستم کم یافتم چه زنان بنی سعد بر من سبقت جسته بودند و اطفال ارباب اموال بدست آورده ، ازین صورت بغایت ملول و محزون گشتم و از آمدن پشیمان شدم و با خود به عتاب بودم - ناگاه شخصی دیدم که آثار عظمت و هیبت در ناصیهٔ او پیدا بود و انوار کرامت و شهامت در چهرهٔ او (ا) هویدا و ندا می کرد که هیچ کس باشد از زنان شیر دار که رضیعی نه گرفته باشد - حلیمه (رض) می گوید که پرسیدم (ب) که این چه کس است ؟ گفتند عبد المطلب بن هاشم بزرگ مکه و سرور قریش ، نزد وی رفتم و شرط تحیت بجا آوردم و خود را بر وی عرض کردم - پرسید که چه کسی ؟ گفتم زنی ام از بنی سعد ، پرسید که نام تو کیست ؟ گفتم حلیمه ، تبسمی کرد و گفت " بخ بخ ا خصلتان حسنتان سعد و حلم فیهما عزّ الدّهر " یعنی خوش خوش دو خصلت نیکو است ، سعادت و حلم که در (ج) زمن عز سرمدی و عزت ابدی است، سح 49 آنگاه گفت " ای حلیمه! مرا کودکی است یتیم محمّد نام (صلی اللّه علیه و آله و سلم) و او را بر تمام زنان بنی سعد عرض کردم هیچ قبول نکرد و همه گفتند پدر ندارد و تمتع و انتفاع از یتیم متوقع نیست و امید می دارم که تو بوی سود مند باشی -" من گفتم بروم و با شوهر خود مشورت کنم - عبد المطلب گفت " هیچ بر تو اکراهی نیست - " بنزد شوهر آمدم و قصه باوی گفتم ، خدای تعالی در دل وی فرح و سرور انداخت و گفت " بشتاب و آن کودکی را قبول کن مبادا دیگر او را فرا گیرد " اما خواهر زادهٔ من گفت که هیهات که زنان بنی سعد اطفال اشراف و اغنیاء را گرفته جمعیت و کرامت یافتند و شما کودک بی پدر با خود می برید که تکفّل او موجب زیادتی محنت و مشقت است - حلیمه (رض) گفت از ان سخن تزلزل بعزم بمت من راه یافت و الهام بخاطر من رسید که اگر محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم را ترک کردی (د) هرگز فلاح نیابی - التفات به سخن خواهر زاده نکردم و گفتم زنان قوم همه با رضیع برگردند و من هیچ فرزند با خود نبرم ، واللّه که من وبرا فرا گیرم اگر چه پدر ندارد و آن جد وی

(ا) سح - (او) ندارد - (ب) سح ضم مظ - (پرسیدم) ندارد - (ج) [illegible] - (د) [illegible]

جد المطلب است من به یتیمی او را منع نمی کنم و قدر این درّ یتیم را اگر دیگری نمی شناسد من می شناسم – بیت :-

زان دلبر یگانه هر کس خبر ندارد　　گوهر شناس داند درّ یتیم ما را
(ا)

امید دارم که خوابی دیده بودم باطل نبود ، مرا مساعدت نماید – باز گشتم و نزد جد المطلب رفتم ، گفتم آن فرزند ارجمند کجا است بیار تا ببینم – ازین سخن روی وی بدرخشید از غایت فرح و گفت " ای حلیمه! رغبت کردی بارضاع فرزند من؟ " گفتم آری ، جد المطلب سجدهٔ شکر بجای آورد و بعد ازان سر برداشت و روی سوی آسمان کرد و گفت " خداوندا ! حلیمه را به محمّد (صلی اللّٰه علیه و آله و سلم) مستعد گردان " آنگاه مرا بخانهٔ مته برد ، زنی دیدم که روی او چون بدر منیر می تافت ، جد المطلب شرح حال و نام من با وی تقریر کرد ، گفت " اهلاً و سهلاً یا حلیمه " پس دست مرا بگرفت و در آن خانه برد که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم آنجا بود ، او را در جامهٔ از صوف سفید پیچیده بودند و بوی مانند بوی مشک از وی می دمید و در پشت وی حریر پاره ای سبز انداخته بود و آنحضرت
(ب)
صلی اللّٰه علیه و آله و سلم در خواب بود و چون روی او را باز کردم ، کودکی دیدم که روی مبارکش مانند آفتاب عالم افروز در لمعان بود و انوار حسن و جمال ذوالجلال از آئینهٔ باکمال او تابان ، با خود گفت، بیت :

برآمد اختر دولت ز طالع مسعود　　ز مطلع شرق این ماه من چو روی نبود
(ج)
معاش منکر اوضاع روزگار ایا ز :　　که هست طاقت روز عاشقان محدود

حلیمهؓ میگوید که چون نظر من بر جمال این خجسته فرزند دلبند افتاد بصد هزار دل عاشق او گشتم و بصد هزار جان آشفته و فریفتهٔ او شدم ، بیت :
(د)
(ر)
مردمان بر بیهوشی من حیرانند　　من در آنکس که ترا بیند و حیران نشود

(ا) سح – (بودم) ندارد – (ب) سح ، مظ – شب ، قیاساً شهب بمعنی سرازیری – (ج) سح (روز) ندارد –
(د) قیاساً شیفته بمعنی عاشق – (ر) مصراع اول از وزن افتاده است

و بیک بار دیدم که از مجموع رگهای بدنم شیر بجانب پستانم روان شد و محبت او در صمیم جانم مرکوز گشته بمرتبه ای که دست خود و بروایتی پستان خود بر سینهٔ وی نهادم تا از خوابش بیدار کنم - چشمها بکشاد و در روی من نگاه نمود و تبسمی کرد ، ملاحتی درآن تبسم او مشاهده کردم که مثل آن در هیچ صاحب جمال مطالعه ننموده بودم - نوری دیدم که از دو دیدهٔ او مشتعل گشت تا به عنان آسمان رسید ، فی الحال روی پوشیدم و از آمنهؓ (رض) مخفی داشتم - بعد ازان او را برداشتم و در کنار خود نهادم و پستان راست در دهان او دادم ، شیر خوردن آغاز کرد ، چون پستان چپ بروی کردم امتناع نمود - ابن عباس رضی اللّه عنهما گوید که در آن زمان حضرت مقدس نبوی صلی اللّه علیه و آله وسلم سح 51 (الا)(ا) بعد موقوف گردانید ند که یک پستان چپ (برای) شریکی که داشت بگذاشت - حلیمه (رض) گفت که پستان ایمن خود همواره از برای آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم می گذاشتم و ایسر به فرزند خود ضمیمه می دادم و هرگز فرزند من از پستان ایمن شیر نمی مکید و آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و آله و سلم نیز از پستان ایمن در جمیع اوقات بدین وتیره شیر نمی خوردند و هرگاه که بعد از شیر خوردن(ب) می خواستم که لب مبارک او را پاک سازم از غیب درین امر بر من سبقت می گرفتند و تا خواجه از شیر خوردن(ج) فارغ نمی شد فرزند من پستان در دهان نمی گرفت - حلیمه (رض) گفت که محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم یک لحظه در کنار من بود و شیر می آشامید و در چشمهای خواب آلود او می دیدم و از فرح نمی توانستم که خود را نگاه دارم و می خواستم او را بمنزل خود برم تا شوهر من نیز از دیدار او برخوردار گردد و عبد المطلب گفت " بشارت باد ترا ای حلیمهؓ که هیچ زن بقبیلهٔ خود چنین باز نمی گردد که تو ، چون آنحضرت (صلی اللّه علیه و آله و سلم) را برداشته بمنزل خود می بری(د) "آمنه (رض) گفت ای حلیمه ! از مکه بیرون نروی تا مرا نه بینی که در شان این

(ا) قیاساً "بعد ل موقوف گردانید ند - (ب) سح خوردند - (ب، ج) سح ، غم - می خوردند -
(د) سح - می بردی -

فرزند واقعه های غریب دیده ام و در باب او با تو وصیتها دارم و بعضی بامن اظهار کرد و بعضی موقوف بوقت وداع گذاشت (ا) و از واقعات آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم که آمنه (رض) با من گفت اول این بود که گفت که سه شب پیش ازین در واقعه دیدم که بامن گفتند که فرزند خود را بشیرداری از قبیلهٔ بنی سعد بده که نسبت بابو ذویب داشته باشد ، بسیار گفتم که ای آمنه بدان که از بنی سعدم و پدر مرا و شوهر مرا کنیت ابوذویب است و این اتفاق حسنه دلالت بر صدق رویای تو می کند و دیگر آمنه (رض) بسیاری از واقعات غریبه که در آوان طلوع این کوکب سعادت از مطلع سیادت بظهور پیوسته بود بامن بگفت و وصیتها بجای آورد و من فرزند را برداشته بمنزل خویش آوردم - چون نظر شوهر من برین فرزند آمد و جمال محمّدی صلی الله علیه و آله و سلم دید ضبط احوال خود نتوانست نمود - فی الحال برخاست و سجدهٔ شکر بجای آورد و گفت ای حلیمه! درمیان جنّ و انس خوبروی تر ازین فرزند ارجمند ندیده ام و حلیمهؓ می گوید ازان روز باز که این فرزند ارجمند را بمنزل خود بردم برکت و جمعیت بسیار دیدم و امور غریبه و واقعه (ب) های عجیبه مشاهده کردم و از جمله آثار برکت وجود آن فرزند که در خاندان ما پدید آمدن گرفت یکی آن بود که از شتر ضعیف ما یک قطره شیر بصد گونه تدبیر از وی حاصل نمی شد ، دران شب چندان شیر داد که تمامی ظروف ما مملو گشت و شوهر من گفت که ای (ج) حلیمه! برکت بخاندان ما روی آورد و نظر عنایت حق تعالی متوجه ما بود که بدیدار این فرزند ارجمند مشرف گشتیم (د) واقعهٔ دیگر آنکه روزی در کنار من بود گوسفندی چند می گذشتند ، یکی و دو ازان گوسفندان می آمدند و نزد وی سر بزمین نهادند و سر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم می بوسیدند و باز گردیدند - واقعهٔ دیگر آنکه شب با ما سخن می گفت و اشارت می کرد و ماه باشارت او منقلب می گشت و چنانچه طفل را از گریه باز دارند ، ماه آنحضرت صلی الله علیه و آله

سع 52

(ا) سع ، مع ، مظ - گذشت - (ب) ایضاً - گذشت - (ج) سع - این - (د) مع ، مر ، مظ - بیر وی

وسلّم را از گریه مشغول ساخته چنانچه حافظ ابو القاسم تمیمی (رح) در دلائل النبوه آورده که عباس رضی اللّه عنه گفت " یا رسول اللّه ! از نشانات نبوت تو که مرا به اسلام دلالت کرد یکی آن بود که تو در مهد بودی و ماه را دیدم که با تو در بازی بود و تو با انگشت اشارت بوی می کردی و به هر طرفی که تو می خواستی مائل می شد و حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم فرمود که با هم مکالمه می کردیم و مرا از گریه باز میداشت و در پای مهد من در سجده می رفت و صوت آن می شنیدم و روایتی آنکه عباس رضی اللّه عنه در جمال آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلّم روزی تیز نگاه می کرد ، آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم سوال فرمود که ای عم! حاجتی چیست که در من می بینی ؟ گفت " سوالی دارم یا رسول اللّه! آنروز که ترا حلیمه (رض) برداشته بود و تو چهل روزه بودی دیدم که با ماه خطاب میکردی و ماه با تو سخن می گفت امّا به لغتی که من فهم آن نمی کردم " ـ گفت " ای عم ! دست راست مرا محکم بسته بود از الم آن میخواستم که بگریم ، ماه مرا گفت که اگر گریه کنی و یک قطره از اشک تو بر زمین چکد همه سبزها بر زمین فرو رود " ـ عباس (رض) از تعجب دست بر هم زد ، فرمود " ای عم! ازین زیادت نیز بگویم " گفت بگو یا نبی اللّه، فرمود " بعد ازان دست چپ مرا محکم بر بست ، خواستم بگریم ، باز ماه مرا گفت مگری یا حبیب اللّه که اگر یک قطرهٔ تو بر زمین افتد دیگر گیاه نروید تا بروز قیامت ، پس خاموش شدم از جهت شفقت بر امت خود " ـ عباس (رض) باز از غایت تعجب ازین سخن دست بر هم زد و گفت " ای فرزند ! تو اینها چگونه می‌دانستی و حال آنکه چهل روزه بودی ؟ " فرمود " یا عم! سوگند به آنکس که نفس من بید قدرت او است که من آواز قلم را می شنیدم که بر لوح محفوظ می رفت و من در ظلمت (۱) رحم بودم و باز گفت سوگند بحق آن خدای که نفس من بید قدرت اوست که سجود آفتاب و مهتاب را می شنودم که نزدیک عرش خدای تعالی را

(۱) ج ، ع ـ ظلمات ـ

سح 53

سجود می کردند و حال آنکه من در ظلمت مشیمه بودم ودیگر ای عم! حق‌تعالی صد و بیست و چهار هزار پیغمبران خلق‌فرمود و هیچکدام ازیشان ندانستند که پیغمبر اند مگر بعد از آنکه چهل سال به عمر ایشان گذشت مگر عیسی علیه السّلام که متولد شد و گفت " انّی عبد اللّه اٰتٰنی الکتٰب و جعلنی نبیاً (ا) و دیگر آنکه برادرزادهٔ تو که من باشم و باز گفت ای عم! دوشنبه بود که متولد شدم و همان شب هفت کوه حق‌تعالی در آسمان خلق‌کرد و آن کوه ها را از ملائک مملو ساخت بحدّیکه شمار آن را جز اللّه‌تعالی کسی نداند و آن فرشتگان به تسبیح و تقدیس حضرت او مشغول اند تا به قیامت و تمامی ثواب تسبیح و تقدیس ایشانرا حق‌تعالی به بندهٔ خود کرامت فرماید که چون ذکر مرا پیش او کنند او برمن صلوٰة فرستد بخلوع و رغبت اللّهمّ صل علی محمّد فی الاولین والاخرین و فی الملأ الاعلی الی یوم الدّین - واقعات ایام ارضاع در کتب متداول متقدمان و مصنفات متأخران مستوفی مبین گشته دربن نسخه باین مقدار اکتفا شد - واللّه الهادی للصواب -

صح 54

در ذکر فطام آنحضرت
صلی اللّه علیه وآله و سلم

****

حلیمه (رض) گوید که در مدت ارضاع آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم در کنف (ب) خصب (ج)، رخا (د) و برکت و جمعیت و نوا میگذرانیدم، چون بآوان دو سالگی رسید در قد و قامت و قوت و جسامت با کودکان چهار ساله برابری می کرد، او را از شیر باز کرده با شوهر همراه بخدمت مادرش آمنه (ر) بردیم و بسپاردم (س) اما از بسیاری خیر و برکت که در ایام مصاحبت آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم لاحق شده بود دل از صحبت و دیده از رویت او بر نمی توانستم گرفت و داشت (ی) و رقم محرومی (ط) از سعادت وصال او را بر لوح دل نمی توانستم نگاشت، بهیچ

(ا) مریم 30 - (ب) کنف بمعنی پناه - (ج) خصب بمعنی آسایش - (د) رخا بمعنی آسانی و نعمت

دامن دولت جاوید (و) گریبان امید   حیف باشد که بگیرند و دگر بگذارند

حاصل آنکه چون بمادرش رسانیدم و ذکر خیر و برکت او با مادر تقریر کردم ، مادرش گفت این فرزند مرا نشانی عظیم است تا گفتم سوگند بخدا که ما کودکی ازین با برکت تر مشاهده نکردیم و بهانه انگیخته بآمنه (رض) گفتم که ما از حرارت مکه و استیلای وبای او ایمن نیستیم ، نباید تفرقه الجای این فرزند راه یابد ، مصلحت چنان بینم اگر رخصت فرمای (۱) باز این فرزند ارجمند را بقبیلهٔ خود بریم تا چند (ب) وقت دیگر آنجا باشد - القصه با مبالغت تمام باز او را تسلیم ما کرده بجانب قبیلهٔ خود باز آوردیم و از واقعاتی که در راه پیش آمد یکی آن بود که بر طائفه ای از نصاری حبش بر گذشتم ، تیز تیز بر محمد صلی الله علیه وآله وسلم نگاه کردند و کارهای خویش گذاشته و روی بتفحص آوردند و در خاتم نبوت او نگاه می کردند و سرخی چشمان چون دیدند از من پرسیدند که این فرزند تو از درد سرخی چشم شکایت نمی کند ، گفتم نی ، گفتند " هر چند مال می طلبی بدهیم و صد هزار منت بر جان خود نهیم این پسر را شان عظیم خواهد ، اما در کتب خویش چنین یافته (ج) ایم که یک پیغمبر باقی مانده است و مولد او حرم او خواهد بود وگمان می بریم که او بوجود آمده یا نزدیک رسیده است " حلیمه (رض) می گوید که از ایشان ترسیدم و شبگیر کردم و جدا گشتم - چون محمد صلی الله علیه وآله وسلم (را) باز بقبیله رسانیدم نعم الٰهی در بارهٔ ما یوماً فیوماً متزاید بود تا سرآمد قوم شدیم و تمامی قبیله بما محتاج شدند و ما را زرع و فرع بحد کمال رسید و دولت بر دولت سر بعنان سموات برکشید تا بحد سه سالگی رسیده واقعهٔ شق صدر ش بتحقیق پیوست -

نسخ 55

(س) بسپردیم - (س) هر - اورا ق- (ط) نسخ ، مظ - محروم -

(۱) قیاساً بحال - (ب) سع ، فع - (چند) ندارد - (ج) سع ، فع ، مظ - یافتیم -

در ذکر واقعهٔ شق صدر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم

اصحاب سیر و تواریخ و ارباب احادیث شماریخ چنین می گویند که از مبدأ حال حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم عطلت و کسالت را دشمن میداشت که چون سن شریفش به سه سالگی رسید ، حلیمه (رض) می گوید که از من پرسید که چه حالت است که (۱) (ب) در روز برادران خود را نمی بینم ، گفتم ایشان به چرانیدن گوسفندان می روند و در روز در چراگاه می باشند و شب بمنزل می آیند ـ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بگریست و طبق ماه را به لآلی پروین آمین بست و گفت (ج) چنانکه برادران من گوسفندان را به چرا می برند مرا چرا نمی برند ؟ اگر باتفاق ایشان کاری فرمای روزگارم به بیحاصلی نگذرد ـ هر چند حلیمه (رض) عذر می گفت ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در مبالغت می افزود ـ گفتم " ای فرزند ! دوست داری که با ایشان باشی ؟ " ـ گفت آری ـ صبح دم که جمال آفتاب از نقاب احتجاب بیرون آمد ، آفتاب جمال احمدی سر از مطلع گریبانت بر کرد ، سر مبارکش شانه کردم و سرمه در چشمش کشیدم و جامه در برش کرده جهت دفع اصابت عین الکمال را گردن بندی از جزع یمانی (26) از گردنش بیاویختم و بسوی مرعی رفتنش بر انگیختم ـ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم قلادهٔ جزع یمانی را از گردنش بینداخت (د) و تشبث (ر) بذیل محبت الهی نموده دست در دامن کرمش آویخت و آنگاه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم چوبی بر گرفت و با برادران رضاعی خویش همعنان خرم و شادان بیرون رفت و در محلی که قریب به منزل ما بود گوسفندان می چرانیدند و برین منوال چند گاه آنحضرت صلی الله علیه و آله

نسخ 56

(ا) نسخ ، فح ، مظ ـ (است) ندارد ـ (ب) ایضاً (در) ندارد ـ (ج) قیاساً "پروین آئین" ـ (د) نسخ ، فح ، مظ ـ بینگیخت ـ (ر) تشبث بمعنی دست بدامن شدن ـ

(26) جزع یمانی (بفتح جیم و سکون زا) مهرهٔ یمانی ، سنگی است سیاه دارای خالهای سپید

وسلّم هر روز عصا بر گرفت با اخوه(۱) خویش با ذوق و انبساط تمام بیرون می رفت و شبانگاه با شوق و نشاط باز می آمد - روزی وقت چاشت خواهرش شیما پیش از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم باز آمد و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم درمیان برما بود ، حلیمه (رض) از شیما پرسید که محمّد صلی الله علیه و آله و سلم کجا است؟ گفت "درمیان برما بود " گفت ای وای بر من در چنین گرما فرزند من در صحرا چگونه باشد ؟ " شیما گفت ای مادر! تو غم مخور که برادر ما هیچ گونه گرما نمی بیند ، ابریست که همواره بر سر او سایه می کند ، بهر جانب که او می رود ابر با وی روان است "- حلیمه (رض) گفت راست می گوی ؟ شیما گفت والله ! " حلیمه (رض) گفت " پناه میگیرم بخدا از شر آنکه برین پسر خود می ترسم" روایت است که چون برین معامله دو ماه بگذشت حلیمه (رض) گفت در اثنای این در هنگام نصف النّهار فرزندم ضمره با فریاد و ناله زار دوان دوان، خوی چکان و اشک ریزان در آمد که ای مادر! در باب برادر قریشی مرا که او را زنده دریافتن مشکل می بینم "- فریاد کردم و گریستم و پرسیدم که قصه چیست؟ گفت " ما برادران در خلف این خانه به سیری مشغول بودیم و بروایتی مانکه گوسفندان را می چرانیدیم - ناگاه دو مرد سبزپوش از هوا در آمدند و برادر قریشی ما را از میان ما برداشتند و بر سر کوه بردند و شکم او را بشگافتند و هنوز بوی مشغول اند ، اکنون ندانستم تا حال او چیست؟ (ب) گمان نمی برم که وی زنده باشد "- پس من و شوهر من ابوذ ویب بطلب وی دویدیم ، بر ذروهٔ کوه دیدم نشسته و گونهٔ عارکش شکسته و چشمهای نرگسین بسوی آسمان دوخته و بتبسم شیرین رخسارهٔ رنگین برافروخته، ببالای او در افتادم و به پیشانی و رخسار وی (ج) بوسه دادم، بیت :

آه که شد ز دست من دل به هوای چون توی (د)
پس بکدام دل کشم در بلای چون توی

سفید و زرد و سرخ و سیاه ، در معدن عقیق پیدا میشود - (فرهنگ فارسی/ معید طبع تهران [illegible])

• • • • • • • • • • • • • • • • • •

(۱) اخوه (جمع اخ) با اخوی [illegible] (ب) [illegible] (ج) [illegible] (د) [illegible]

کشته شدن برای تو زندگی هست جاودان   من چه شود اگر شوم کشته برای چون توی

تیغ بکش بکش مرا / تا برسی بکام دل   صد چو من ار فنا شود باد بقای چون توی

ای جان مرا از آتش حسرت سوخته و خود با فراغت دل خندان و چهره برافروخته، حال چیست و قاصد آزار تو کیست ؟ گفت "ای مادر(ا) خیر است ، دران ساعت که با خود(ب) در حوالی خانه سعی می نمودم ناگاه سه تن بر من ظاهر شدند و بروایتی دو مرد سفید جامه بودند و در دست یکی ابریق سیمین و در دست دیگر طشت زمردین ، آن طشت خضرا از برف بیضا پر ساخته و مرا از میان(ج) در ربودند و بر ذروهٔ کوه بر آوردند و یکی بلطف و سکونت مرا بخوابانید و سینهٔ مرا تا بناف بشگافت و من نظر می کردم و هیچ الم احساس نمی کردم و ازان بعد دست به جوف من درآورد و احشای من بیرون کرد و بآن برف سفید بشست و باز بجای آن نهاد و مرد دیگر باولین گفت "برخیز تو فرمان بجا آوردی و آنچه وظیفهٔ تو بود بپایان بردی" - پس او نزدیک آمد و دست در جوف من کرد و دل من بیرون آورد و / بدو نیم بشگافت و ازاندرون وی چیزی سیاه (د) بیرون آورد / بینداخت و گفت " در وجود حظ شیطان این بود یا حبیب الله که انداختم و ترا از وسوسه و مکائد او ایمن ساختم " -

58 الصح

بعد ازان دل مرا از چیزی که بایشان همراه بود پر کردند و هم هرگز ازان قوم خوش ندیدم و بروایتی دیگر تنصیص فرموده که گفت " سکینه را بیاورد و دل مرا از سکینه پر ساخت و باز در مکان خود نهاد و به خاتمی از نور مهر کرد و من هنوز سردی و خوشی آن خاتم در عروق و مفاصل خویش احساس می کنم و مرد سیوم برخاست و گفت شما هر دو دور شوید که فرمان حق تعالی بجا آوردید و آنچه فرموده بودید بتقدیم رسانیدید ، پس نزدیک آمد و دست بر شگاف سینهٔ من نهاد تا آن شگاف التیام پذیرفت و باز دیگر گفت که او را با ده کس از امت او برکفه برکشیدند ، من بچربیدم ، با صد کس وزن کردند ، راجح آمد ، با هزار کس موازنه

(ا) مراد از - (ب) با برادران خود - (ج) سح ، فح ، مظ - میان من - (د) مضغهٔ سیاه و بقولی نکتهٔ سیاه رجوع کنید به مدارج النبوة قسم دوم ص 22) -

کردند، فاضل آمد، یکی از ایشان با دیگری گفت که یک او اگر با تمام امت او را موازنه کنید راجح آید.[1] شیخ رومی قدس سره فرموده، بیت:

تا در کف سلطان شدم، یک حبه بودم کان شدم[د]

گر در ترازویم نهی می دان که میزان بشکنم

بعد ازان دست من بگرفت و مرا بنشاند و هر سه بر سر و روی من بوسه دادند و گفت ای حبیب پروردگار! ترا هیچ ترس مباد، اگر دانی که چه سعادتها از برای تو خواسته اند و چه خوان رحمتها از برای تو مهمانی آراسته هر آینه روشنای چشمت بیفزاید و جان حزینت بیاساید. بعد ازان مرا آنجا گذاشت، سوی آسمان طیران نمودند و بخلال آسمان در آمدند[ب] و من ایشان را مشاهده میکردم، اگر میخواهید موضع دخول ایشان بشما نمایم".[27]

سع 59

(د) اگر رجوع کنید بکلیات دیوان شمس تبریزی طبع انتشارات جاویدان ملی تهران اردیبهشت ۱۳۴۶، قسمت دوم ص ۷.

(1) رجوع کنید به نقوش سیرت مؤلفه طه حسین مترجمه سید رشید احمد ارشد، طبع نفیس اکادمی کراچی 1928م، ج 1 ص 235 و البدایه والنهایه ج 2 ص 2 و الوفا باحوال المصطفیٰ قسم اول ص 111). (ب) حر، مظ.(بخلال آسمان درآمدند) ندارد. قیاساً بخلال آسمان.

(27) واقعهٔ شق صدر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در کتب احادیث بانواع مختلفه و بالفاظ و عبارات مختلفه منقولست، واقعهٔ مذکورهٔ متن مطابق روایت ابونعیم و ابن عساکر است که از حدیث شداد بن اوس آورده اند. علاوه برین همین واقعه از راویان دیگر نیز منقولست منجمله آنان (1) عتبه بن عبد که در مسند احمد منقولست (2) از ابوذر که در مسند بزار و سنن دارمی مذکور است (3) از انس بن مالک که در طبقات ابن سعد مندرج است (4) از علامه جلال الدین سیوطی که در خصائص الکبری بحوالهٔ بیهقی و ابن عساکر ذکر کرده است. شیخ عبدالحق گوید که شق صدر چهار بار واقع شده است، نخست در صغرسن نزد حلیمه، دوم در ده سالگی (فتح الباری با بجاء فی قوله تعالی وکلم الله موسی تکلیماً) سوم نزد بعثت (ذکر ابوداؤد ص 15 و دلائل ابونعیم ج 1 ص 69 (فتح الباری ج 8 ص 203) چهارم در شب اسرا وقتیکه جبرائیل در طلب وی آمد. (اشعه اللمعات ج 4 ص 517)

بعض از مستشرقین از قبیل ولیم میور و ورمنگهم و مقلدین آنان از متکرین جدید مسلمانان که منجمله آنان محمد حسین هیکل پاشا وزیر معارف سابق مملکت مصر است شق صدر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر شرح صدر معنوی محمول می کنند (رجوع کنید به حیات محمد صلی الله علیه و آله و سلم طبع ادارهٔ ثقافت اسلامیه لاهور 1955م ص 250)، ولی ما میگوئیم که از حقیقت مسلمه ایکه با احادیث زیادی ثابت شده فقط ازین حیثیت که عقل محدود و نارسای کسی [illegible]

نقل است که اثر شق از میان سینه تا زیر ناف آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم می نمود

چنانچه خوا ...یاران و زمرهٔ دوستداران دران می دیدند و شرح کیفیت آن از حضرت (ص) (۱)

می شنیدند ، بیت:

داغی که ازو بر جگر خسته نهادیم　　جان سوخت کسی را که برش داغ کشادیم

راوی می گوید که حلیمه (رض) رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را برداشت و بخانه باز آورد و باولاد خویش خطاب میکرد و می گفت "بگذارید که محمّد صلی الله علیه وآله وسلم بعد ازان با شما بصحرا آید - آنگاه شوهر خود را گفت که چه مصلحت می بینی در شان این فرزند سعادتمند بمادرش بریم تا بمعالجهٔ او قیام نماید که مرا توهم آنست که نباید جنون بروی غالب آید "- ابو ذویب گفت " والله که هیچ نوع الم و جنونی بروی طاری نگشته و هیچ فرزند با برکت تر از مادر نزاده و این سعادت که با یمن او داریم هیچ کس را دست نداده، امّا از ارباب حسد ایمن نیستیم، چون طائفه ای پیش ازین احوال ما دیده و دانسته بودند که ما را بز لاغری پیش بوده و جامتی درمیان خویش و بیگانه نه نموده و حالی گوسفندان ما به سیصد رسیده و اقصی و ادنیٰ طریق مراعات جانب ما گزیده نباید (ب) (ج) که از روی حسد کیدی و مکری انگیزند - " بعد ازان حلیمه (رض) میگوید که مردم مرا بران داشتند که او را بکاهنی باید برد ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که مرا صحت و عافیت است و حاجت کاهنی نی و آنچه مقصود شما است از مس جنّ و امثال آن منزّه ام - هرچند

انکار نمی توان کرد چنانکه علامه زرقانی رقمطراز است " شق صدر و دیگر همین نوع خوارق را همین طور تسلیم باید کرد چنانکه منقولست ، اینها را از حقیقتش نباید گردانید ، علامه طیبی ، علامه توربشتی ، حافظ ابن حجر عسقلانی و جلال الدّین سیوطی (رحمهم الله) همین طور گفته اند که شق صدر بر حقیقت محمولست و حدیث صحیح مؤید اینست "انهم کانوا یرون اثر المخیط فی صدره" وآنانکه شق صدر را بر امر معنوی محمول کرده اند خطای قبیح کرده اند " (شرح مواهب اللدنیه مقصد خامس)-

(ب) ما را ده بز لاغری بیش نبود (معارج النبوه رکن 2 ص 59)- (ج) اقصی بمعنی دورتر -

آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم استغنا می نمودند قوم در مبالغه می افزودند - حلیمه (رض) می گوید که عاقبت رای ایشان بر رای من غالب آمد تا او را بکاهنی نمودم و در اثنای راه بر کاهنی ملاقی شدیم، (ا) آنگاه شرح حال او می کردم ، کاهن گفت " بگذار تا این کودکی واقعهٔ خویش خود بگوید که او در آن باب اعلم است از تو " چون تقریر قضیهٔ خود نمود ، قصهٔ تمامی بیان کرد ، کاهن فی الحال برجست و محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم را برداشته بر سینهٔ خود نهاد و فریاد بر آورد که ای عرب ابیائید که بلای بر شما روی آورده و ظهور آن نزدیک رسیده دفع نمائید ، این پسر را بکشید و مرا نیز با او بقتل رسانید که اگر او را بگذارید و دست از قتل او دارید و او بتبلیغ رجال رسید هر آینه عاقلان شما را (ب) و دین شما را باطل گرداند و شما را بدینی دعوت کند که آن دین را نشناسید - حلیمه (رض) می گوید که چون این سخن از کاهن شنیدیم محمّد را صلی اللّه علیه و آله و سلم از دست او ربودیم ، گفتم مداوای جنون تو نه نمودن اولی است که سخنان نا مربوط (ج) و عبارات نامضبوط می گوی ، اگر هزل گوی تو میدانستیم هرگز بسوی تو نمی آمدیم ، ما فرزند خود بکشتن نمی دهیم ، برو کسی پیدا کن تا ترا بقتل رساند و انتقام آزار ما از تو بستاند - محمّد را صلی اللّه علیه و آله و سلم برداشتیم و بمنزل خویش آمدیم و خدا دانا است که بهر منزل که با آن خوبروی مشک (د) نزول فرموده بود می سالها بوی مشک از آن منزل بر می آمد :

مگر ز مصر بکنعان بشیر می آید — که باد زان سر کو دلپذیر می آید

بهر دیار که گیسوکشان گذشت آن یار (ر) — ز خاک هم بوی عنبر می آید (س)

و بهر منزل از منازل بنی سعد که دران می آمدم بوی مشک آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم

(ا) نسخ ، فتح ، مظ ، شد - (ب) عاقلان شما را سفیه شمارد - (ج) نسخ - (سخنان نامربوط میگوی) ندارد - (د) مشک بوی - (ر) اعو ، مظ - گیسو شانه گشت آن یار ، قیاساً " گذ شتآن یار " (س) قیاساً " ز خاک آن همه بوی عبیر می آید " -

نسخ 60

(۱)
فائح بود و آثار انوار جمالش از در دیوان آن اماکن لائح بود ، بیت :

چنان از روزن دل نورآن دلدارمیتابد   که خورشید جمالش از در (و) دیوار میتابد

و در اسلام او اختلاف است بعضی از اصحاب سیر او را با شوهرش حارث بن عبدالعزی که
(ب)
مکنی بابو ذویب بود در سلک اصحاب رسول صلی اللّه علیه و آله و سلم منتظم داشته اند و پسر حلیمه (رض) عبداللّه نام که ملقب به ضمره بود که با پیغمبر صلی اللّه علیه و آله و سلم شیر خورده بود ادراک زمانهٔ بعث نه نموده وفات یافت ، امّا خواهر رضاعی آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم که شیما نام داشت و خواهر حلیمه (رض) جزامه نام بشرف اسلام مشرف شده اند و معدود اند در زمرهٔ صحابیات و امید چنان است که پستانی که مدت دو سال بلب و دهان سید انس و جان صلی اللّه علیه و آله و سلم رسیده باشد از دخول در بستان عدن محروم نه گردد ـ بعد از آنکه حلیمه (رض) آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را بآمنه (رض) باز رسانید
(28)
ام آمنه که نام او برکه حبشیه بود به میراث از پدر بآنسرور صلی اللّه علیه و آله و سلم رسیده بحضانت او مشغول گشت و آمنه در تربیت بود و عبدالمطلب کفالتش به تقدیم می رسانید ـ

61 سه

---

(۱) درودیوار ـ (ب) رجوع کنید به حاشیه 25 ص46ـ

(28) اصلاً ام ایمن است ـ "ام ایمن و اسمها برکه و کان قد ورثها علیه الصّلوٰة والسّلام من ابیه فلمّا کبر اعتقها و زوّجها مولاه زید بن حارثه رضی اللّه عنه فولدت له اسامه بن زید رضی اللّه عنهما " (السیره النبویه لابن کثیر ج 1 ص23) یعنی ام ایمن که نامش برکه بود به میراث از پدر بآنحضرت صلی اللّه علیه و آله وسلم رسیده بود ، پس چون آنحضرت صلی اللّه علیه وآله و سلم بزرگ شد برکه را آزاد کرد و در زوجیت غلام خویش حضرت زید بن حارثه رضی اللّه عنه داد و ازان اسامه بن زید رضی اللّه عنهما متولد شد ـ

ذکر وفات والدهٔ آنحضرت
صلی الله علیه وآله و سلم

چون آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم از پنج سالگی ترقی نمود و بسال ششم در آمد مادرش آمنه را داعیهٔ زیارت خویشان که در مدینه داشت و رعایهٔ صله رحم برایشان بر آن داشت که بجانب طیبه توجه نماید و ابواب تفقد بر وجود اقربا و احبا بکشاید آمنه (رض) آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را بر داشت و ام ایمن خاطر ملازمت گماشته همراه مدینه رفتند و مدت یک ماه آنجا توقف نمودند - در هر منزلی که آنرا دار نابغه (1) گویند که مدفن پدر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم عبدالله بن عبد المطلب بود ، پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم آنجا صنعت شناوری می آموخت - روزی در چاه بنی عادی (ب) بن انجار با جمعی از اولاد مدنیان سیاحت می فرمود و مهر نبوت از میانهٔ هر دو شانهٔ او می نمود ، طائفه از یهود بر ایشان بگذشتند ، یکی ازان توجی (ج) حضرت مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را بشناخت، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را بدیگران می نمود و گفت این پسر پیغمبر آخر زمان خواهد بود - ام ایمن آن حکایت بشنود و بآمنه رسانید ، پس برفاقت یکدیگر به طرف مکه مراجعت نمودند و در اثنای طریق چون بمنزل ابوا (29) رسیدند آمنه خسته شد و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بالین او نشسته بود - ناگاه بیهوش شد - بعد ازان بهوش باز آمد و بر روی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم نظر کرد و بیتی چند خواند که این ابیات از آنجمله است:

صح 62

---

(1) فی ع، ر، مط - نابغه ولی نابغه درست است (رجوع کنید به الوفا ج1 ص 117) - (ب) بنی عدی بن النجار - (ج) توج -

(29) ابواء و هو موضع معروف بین مکه والمدینه و هو الی المدینه اقرب کانه سمی بجمع هو و هو جلد الحوار المحشو بالتبن وغیره و قیل سمی بالابواء لتبوء السیول فیه (رو نزالما ج جلد 1 ص 31) یعنی آن موضع معروف است درمیان مکه و مدینه و بمدینه قریب تراست، تسمیهٔ آن از جمع بوّ است بوّ پوست کره شتر باشد که از کاه پر کرده باشد و بعضی گویند که از سبب آمدن سیول آنجا به بعضی به ابواء شده است - نیز رجوع کنید به معجم البلدان از یاقوت حموی طبع بیروت 1399 ج1 ص79)

بارک الله فیک من غلام — ان صح ما بصرت فی منام

و انت مبعوث الی الانام — من عند ذی الجلال والاکرام (30)

بعد ازان گفت هر زنده میرنده است و چون وی بمرد(۱) آواز نوحهٔ پیریان آمد که از برای وی می گریستند و در نوحهٔ خود می گفتند :

تبکی الفتات البره الامینه — زوجه عبد الله و القرینه

ام نبی الله ذی السکینه — صاحب المنبر و المدینه

و همان جای آورد و دران منزل مدفون کرد ، بعد ازان ام ایمن آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم را برداشت و بمکه برد و به عبد المطلب سپرد و عبد المطلب آن سبط گرامی را در منزل خود فرود آورد و طریق تعظیم او کما ینبغی بسر می برد و به تربیت و تعهد او اهتمام تمام می نمود و همواره با سایر اشراف بنی عبد المناف ذکر اوصاف کمال آن آفتاب ماه شکاف بیان می فرمود و می گفت که در ذات علی الصفات آن فرزند ارجمند صباحت قریش و ملاحت یثرب و فصاحت بنی سعد (ب) جمع آمده ، بیت :

هرچه از وصف کمالش بجهان آوردند — قطرهٔ دان که ز دریا بکران آوردند

هیچ پیری نشنیده است بصد عمر دراز — این خبرها که ازان تازه جوان آوردند

حسن خلقش نگر و خوش رو تا بینی — کز ملائک خبر از صورتشان (ج) آوردند

کوئیش آرامگه ماست که در عالم قدس — گوئیا خلد برین را بجهان آوردند

سع 63

---

(۱) فی عمر عمرو مردنی ـ (ب) و قد قال علیه السلام لابی بکر رضی الله عنه حین قال له ما رأیت افصح منک یارسول الله فقال وما یمنعنی وانا من قریش وارضعت فی بنی سعد (روضة الاحباب ج 1 ص 109)ـ

(ج) حور نشان (معارج النبوه رکن دوم ص 64)ـ

(30) شعر اول در مواهب الدنیه مؤلفه علامه قسطلانی اینطور درج است :

بارک الله فیک من غلام — یا ابن الذی من حومة الحمام

مصراع دوم همین شعر چنانکه در متن مرقوم است یعنی "ان صح ما بصرت فی منام "هم جزو شعر دیگر است و آن این طور است.

... ان صح ما بصرت فی المنام

ذکر وفات عبد المطلب و سپردن آنحضرت صلی الله علیه وآله و سلم به فرزند خود

* *

چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم هشت ساله شد عبد المطلب را وفات نزدیک آمد (۱) ، آنحضرت (صلی الله علیه وآله و سلم را بطلبید و بسینهٔ خود نشاند و فرزندان خود ابولهب و حمزه (رض) و ابو طالب را جمع کرد و گفت " وقت رحلت است ازین محنت آباد و هنگام ملاقات ربّ العباد و هیچ حسرت غیر از حسرت این فرزند ندارم ، کاشکی که عمر وفا می کرد تا تربیتی او بخودی خود می کردم و لکن چه کنم عمر وفا نمی کند :

وفا ز عمر چه جوئی که هر نفس که زدی   چنان برفت که هرگز دگر نیاید باز

اکنون بدین حسرت عزم رحلت دارم و جان شیرین درین اندوه می سپارم که بدانم که بعد از من کدام یک از شما تعهّد (ب) این فرزند دلبند من خواهد کرد که از عهدهٔ تربیت او کماینبغی بیرون آید - ابو لهب بسال از همه بزرگ تر بود ، بزانو در آمد و خدمت بجا آورد و گفت "ای ملک عرب! حق تعالی ترا با همه مرادات برساند و چند الف عمر کرامت فرماید که عزت و اقبال و عظمت و جلال محمّد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم چنانکه تمنای تو است دریابی و اگر چنانچه از برای تسلی خاطر او را بکسی خواهی سپرد ، بمن سپار که من تعهّد او بجان قبول کرده" عبد المطلب گفت " آری ترا مال و ثروت و حرمت هست و بتربیت او قیام می توانی نمود امّا سخت دل و بی رحم افتاده و یتیمان مجروح دل و شکسته خاطر می باشند و طاقت اندک آزار ندارند و شاید تو تعهّد نتوانی کرد -" و حمزه (رضی الله عنه) برخاست و خدمت بجا آورد و گفت " ای ابروی عرب! اگر من سزاوار این خدمت باشم بمن سپار " - عبد المطلب گفت " تو در مظاهرت و معاونت او از همه شائسته تری و در تشفیه (ج) مراد من از همه بائسته تری ،

64

(۱) [illegible] (ب) تعهّد [illegible] (ج) [illegible]

امّا ترا هیچ فرزند نیست و کسی که فرزند ندارد قدر فرزند نداند و به پرورش او چنانکه باید نتواند و دیگر تو مردی مبارزی و شکار دوست می داری شاید که در آوان سواری از فرزند من غافل گردی و از دشمنی آزار بیند گوی که با شرائط عهد من قیام ننموده باشی و آن در(۱) گور آزرده باشم " ـ عباس (رض) برخاست و وظائف دعوات و مراسم خدمات بجا آورد و گفت " ای امیدگاه ملک و ملت و پشت پناه دین و دولت! اگرمن لائق این خدمت باشم رخصت فرمای و بدین نوازش منت بر جان من نه " گفت " تو سزاوار خدمتی و اهل مواطات و حزمتی و درست پیمانی ، در لطف و کم آزار و مرهم جانی ، امّا اطفال بسیار داری ، کسی با وجود فرزندان خویش بحال فرزند دیگر نتواند پرداخت و به آسانی ترجیح فرزند دیگری بر فرزند صلبی خویش نتواند ساخت ـ " بعد ازان ابو طالب برخاست و مجلس شریف پدر به نثار جواهر ادعیه بیاراست و گفت " ای سید صنادید قریش و سرمایهٔ راحتهای عیش! مرا در شان این مهم اهتمام تمام و در تمشیت این مراد رغبت تمام است ، امّا حرمت برادران بزرگ نگاه داشتم تا پیش از همه به عرض نرساندم ، اگر چه سرمایهٔ مال کمتر دارم امّا سودای این حال مرا از همه بیشتر است و مصادقت این امر سلطنت بهتر ، امّا اگر سعادت موافقت کند و دولت موافقت نماید چون دست مراد در دامن این مراد زنم در مخاطبه با محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم بگویم ، رباعی :

سع 65

(ب)
مال (و) عنتری ندارم در دست ... با فقر بسازم که مرا فقر خوش است

اندیشه چرا کنم ز بی برگی خویش ... گر هیچ ندارم چو تو دارم هست

عبدالمطلب گفت "لائق این خدمت توئی و سزاوار این دولت توئی ازانکه نرم دل و چرب زبانی و نگاه دارندهٔ عهد و پیمانی امّا در امور کلیه و جزئیه مستعان و ظهیر و مستشار و مشیر من محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم بوده است و در مهمی که فرو ماندمی او را خواندمی و مراقب

---

(۱) قیاساً من ـ (ب) قیاساً " مال و عنتری گرچه ندارم در دست "

اشارات و ملاحظهٔ عبارات او نمودمی و چون برنهج اشارات او عمل نمودمی البته آن مهم کفایت شود آن مرام باتمام رسیدی -(۱) اکنون درین کار هم محمد صلی الله علیه و آله و سلم را حاکم می سازم ، هر کدام از اعمام خویش را اختیار کند بدو سپارم " آنگاه توجه بجانب حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرموده گفت " ای روشنی دیدهٔ من و ای فرزند پسندیدهٔ من ! بداغ حسرت تو از جهان می روم ، تو از برادران پدر خویش کدام را اختیار می کنی ؟ " رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم بر خاست و با ابو طالب معانقه کرد و بر زانوی او نشست(ب) عبد المطلب گفت "الحمد لله که اختیار من موافق اختیار محمد صلی الله علیه و آله و سلم آمد" بعد ازان زبان بوصیت ابو طالب بکشود و کیفیت تربیت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرمود و گفت " ای ابو طالب ! ببینم که این دُرِّ گرانمایه را چگونه محافظت خواهی نمود که وی بوی پدر نیافت و شفقت مادر ندید ، یا ابو طالب ! میباید که این فرزند مرا نسبت نفس خود بمنزلهٔ دل دانی در بدن و من وصیت در باقی اولاد موقوف داشتم و خاص در باب او وصیت با تو می کنم زیرا که تو و پدر او از یک مادر اید و میان تو و محمد صلی الله علیه و آله و سلم زیادت محبت و ارتباط خواهد بود که از سایر اعمام بآن ممتاز باشی ، یا ابا طالب ! اگر زمان او دریابی که از اوصاف کمال و نعوت جلال این فرزند ارجمند هر چه گفتم از روی دانش و فراست گفتم و باحوال او بینا از همه خلائق من بودم ، اگر توانی متابعت او کنی البته تقصیر نکنی و نصرت و معاونت او کما ینبغی بجا آری که زود باشد که او سید قوم شود بلکه سید همه اولاد آدم (ع) و سرور مژده هزار عالم صلی الله علیه و آله و سلم و سعادتی که هیچ یک از پدران مایان بآن نرسیده باشد و عشر عشیر آن ندیده او بیابد و به ذروهٔ آن شتابد ، باید که بر یتیمی او ببخشای و تنهای او رحم کنی و شفقت نمای ، گفت وصیت من قبول کردی ؟ گفت " قبول کردم و خدای تعالی بر من گواه است و عالم الغیوب از سرایر قلوب آگاه " - گفت دست

سح 66

---

(۱) حکم - (ب) رجوع کنید به مدارج النبوه ج 2 ص 25 -

دراز کن بسوی من ، ابوطالب دست دراز کرد ، عبدالمطلب دست بر دستش نهاد و گفت اکنون مرگ بر من سهل گشت و بعد از ان سر و روی محمّد صلی الله علیه و آله و سلم را بوسه داد و شمیم عنبر نسیم او بوئیدن گرفت و گفت گواهی میدهم که فرزندی هیچ فرزند نبوسیدم و رائحهٔ فائحهٔ هیچ دل بند جگر پیوند نبوئیدم که خوش روی تر و خوشبوی تر از تو بوده باشد

هم روت خوش، هم بوت خوش ، هم شیوهات خوش ، هم لقا

هم قهر تو خوش، هم غضب ، هم لطف تو خوش هم رضا

سح 67

ای صورت عشق احد ! وی حسن تو بیرون ز حد

ای ماه روی سروقد ! ای جانفزای دل کشا !

ای جان باغ یاسمین ! ای شمع افلاک و زمین !

ای مستقات ماه و طین ! ای شهسوار هل اتیٰ !

ای جان لطف انداخته ! ای با لئیمان ساخته ! (ا)

طوطی و کبک و فاخته گفته ترا مدح و ثنا

با عاشقان خفت من ، امشب نخواهم خفت من (ب)

خواهم دعایت گفت من ای دوست در وقت دعا

بعد از ان رخت زندگانی ازین جهان فانی بر بست و در حجون که گورستان مکه است او را دفن کردند - از ام ایمن (رض) منقولست که گفت که در روز وفات عبدالمطلب دیدم که جنازهٔ او را می بردند و پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم عقب جنازهٔ وی می رفت (ج) و می گریست (د) - بعد از ان ابوطالب بتعهد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم میان بست و در محافظت او ما امکنه (ر) کوشش می نمود و چون سال دهم و بروایتی یازدهم در آمد نوبت دیگر شق صدر آنحضرت صلی الله

(ا) ای خوان لطف انداخته ای بالئیمان ساخته ! (معارج النبوه رکن 2 ص 67) -

(ب) یا عاشقانت جفت من ۰۰۰۰ الخ (ایضاً) - (ج) سح ، فح - رفت - (د) رجوع کنید به الوفا ج 1 ص 129 -

علیه و آله و سلم بوقوع پیوست و بر تقدیر صحت این خبر واقعه مذکوره مثلث بوده باشد و مثلث مقرر است که در تاکید و تکمیل مدخلی دارد و معاملهٔ شدن جبرائیل علیه السّلام مر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را سه نوبت در حین نزول اول آیة از وحی قرآنی غار حرا مؤید این معنی است و این روایت ابی ابنِ کعب (رض) از ابو هریره رضی الله تعالی عنه بیان فرموده است که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که از ده سالگی در گذشته بودم که دو فرشته آمدند و مرا بخوابانیدند و شکم من بشگافتند و من هیچ زحمت ندیدم و بعد از آن کینه و حسد من از دل من بیرون بردند و رافت و رحمت بجای آن در آوردند و چون پارهٔ سیاه از دلم بیرون انداختند و بجای آن چیزی سفید در دلم ودیعت نهادند و انگشت ماتم (ا) گرفته مرا بر خیزاند در دل خود نظر کردم رافت و رحمت بر صغیر و کبیر مشاهده نمودم و روایت است که شق صدر شریف چهار بار (ب) واقع شده ، در شب معراج در وقتی (که) جبرائیل در طلب وی آمد و اختلاف کرده که شق صدر شریف و غسل قلب مبارک وی مخصوص باوست یا پیغمبران دیگر را نیز واقع شده (31) و از ابن عباس (رض) در حیز تابوت و سکینه آمد (ج) (؟) که گفت در وی طشتی بود که شسته شده بود در وی قلوب انبیأ (د) صلوات الله تعالی علیهم اجمعین -

سح 68

ذکر نزول وحی بآنسرور
صلی الله علیه وآله و سلم

* *

بقول اکثر اصحاب حدیث و اهل سیر روز (32) دوشنبه سیم یا هشتم ماه ربیع الاول سال

(ا) فی غیر- ماتم ، قیاساً "انگشت پایم" - (ب) ر ک بحاشیه 27 ص 61-62 - (ج) روشن نیست -
(د) ر ک به اشعه اللمعات ج 4 ص 517 -

(31) شیخ عبدالحق گوید که غسل قلب مخصوص بآنحضرت صلی الله علیه وسلم نیست وعامیست مر همه انبیأ (ع) را که حصهٔ شیطان از ایشان منفی است - (مدارج النبوه ج2 ص 62)

(32) امام مسلم بروایت حضرت قتاده (رض) روایت میکند که کسی از آنحضرت (ص) پرسید در بارهٔ روز دوشنبه ، فرمود که روز دوشنبه من بدنیا آمده ام و همین روز قرآن برمن نازل شده است - (ترجمه مواهب ص 199 ج 1)

چهل و یکم از ولادت آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بود و بعض از متأخرین علمای حدیث گفته اند (که) ابتدای وحی آنحضرت (صلی اللّٰه علیه و آله و سلم) در خواب در ماه ربیع الاول و در بیداری وحی بآنحضرت (صلی اللّٰه علیه و آله و سلم) در ماه رمضان بود -

در ذکر بعضی از وقائع که در مقدمات وحی بظهور رسیده

یکی آن بود که جابر بن سمره رضی اللّٰه عنه روایت می کند که از پیغمبر صلی اللّٰه علیه و آله و سلم شنیدم که فرمود که در آن چند شبانروز که مبعوث خواهم شد بر هیچ درخت و سنگ نگذشتم الا که گفت "السّلام علیکم یا رسول اللّٰه" (ا) - دیگر آنکه قریب نزول وحی چون براه تنها برفتی آوازی می شنید (ب) که شخصی می گفت "یا محمّد! " هر چند از یمین و یسار نگاه میکرد وهم بر وی غالب شدی و ازان جا می گریخت ، صورت این حال را بخدیجه (رض) تقریر فرمود و گفت می ترسم که مرا آفتی رسد ، خدیجه (رض) گفت " معاذ اللّٰه که از حق تعالی بتو آفتی رسد ، خاطر جمع دار که جز نیکوی در بارۀ تو نخواسته است و روایت دیگر آنست که پیش از نزول وحی پانزده (ج) سال آوازها از غیب می شنید اما هیچ شخصی و چیزی نمی دید و هفت سال پیش از وحی روشنائیها می دید و بآن شادیها می نمود - دیگر آنکه عائشه رضی اللّٰه عنها روایت کند اول چیزی که بآنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم ظاهر شد خواب راست بود از منامات فائح و واقعات صالحه (د) بر منوال سپیده دم متعاقب و دمبدم بوی می نمود و ابواب کرامات و استقامات بوجه ظاهر و باطنش می کشودند و مبدأ این واقعه دوازدهم شهر ربیع الاول بود و حکمت در نمودن خواب سید انبیاً علیهم السّلام آن بود که تا به وحی و الهام خوی گیرد و

سح 69

(ا) رک به الکامل فی التاریخ مؤلفه علامه ابن الاثیر (رح) طبع بیروت 1965م ج 2 ص 46 -
(ب) غ ،و ، مظ - براه تنها می رفتم و آوازی می شنیدم - (ج) پانزده سال (معارج النبوه ص 2)
(د) منامات لائحه و واقعات صالحه (ایضاً) نیز رک به الکامل فی التاریخ ج 2 ص 48 -

دل بحاصلش از نزول ملائکه انس پذیرد و توسن نفس نفیس او بتازیانهٔ ریاضت رام گردد و در مسند دعوت عالی مرتبت مقام و معالی رتبت بآرام شود و دیگر چون آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم به سن هفت سالگی رسید اسرافیل علیه السّلام را بخدمتش موکّل ساخت(ا) و مدت سه سال ملازم آنسرور صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بود و گاه گاه بوی ظاهر می شد و یک دو سخن بعرضش می رسانید ـ بعد ازانکه یازده(ب) سال تمام کرد جبرائیل (ع) یا ربّ العلمین(ج) جلّ جلاله بمصاحبت سید عالم صلی اللّٰه علیه و آله و سلم قیام نمود و مدت بیست و نه سال بموافقت جبرائیل علیه السّلام جان می پرورد و این سرور را بآن سرور ظاهر(د) می کرد تا چهل سال باتمام رسانید و بدرجهٔ کمال و ذروهٔ آمال ترقی نمود حتّی اذا بلغ اشدّه و بلغ اربعین سنة(ر) ، آن وقت خود را بفرمان الهی جل و علا بر حضرت مقدس نبوی صلی اللّٰه علیه و آله و سلم ظاهر گردانید(س).

دیگر آنکه چون وقت انس بجناب قدس نزدیک رسید هنگام مصاحبت با مقربان خلوت سرای ملکوت جمال نمود ، خلوت و انزوا از خلقت بآنسرور صلی اللّٰه علیه و آله و سلم مستحسن و محبوب گشت چنانچه در غار حرا(33) خلوت کرد و شبها و روزها در آن غار به عبادت می گذرانید و چند شبانروز درآن غار بفکر و ذکر اشتغال می نمود ـ بعد ازانکه اشتیاق اهل و عیال بوصال بر کمال رسیدی بخانه باز آمدی و روزی چند با ایشان بودی و باز خدیجه رضی اللّٰه عنها برای آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلم زواده ترتیب فرمودی و آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم باز بغار تشریف نمودی و آن غاریست بطول چهار گز و عرض یک گز و ثلث گز یا کمتر و آن محل بمکه سه میل راه است واقع بطرف چپ آنکس که از مسجد حرام به منی رود ـ

سح 70

(ا) ساختند (رک به روضة الاحباب ج1 ص 153) ـ (ب) پانزده (رک به معارج النبوة ج3) ـ (ج) قیاساً "بامر ربّ العلمین" ـ (د) لیکن خود را بآنسرور (س) ظاهر نمی کرد (معارج النبوة ص 3) ـ (ر) الاحقاف 15 ـ (س) فج ، مر ـ اظهار ـ

(33) این لفظ بهر دو گونه حراء با همزه و حرا بی همزه نوشته می شود ، به طرف شمال مشرق از مکه قریباً سه میل دربرابر جبل ثبیر کوهی استکه از جبل ثبیر قدری بلند تر است ـ این [illegible]

نقل است که خواجه را صلی الله علیه و آله و سلم چون خلوت گزیدن در صومعهٔ غاری محبوب گشته بود بیشتر اوقات بسر می برد تا بحدیکه زنان قریش خدیجه (رض) را (ا) شنیع می کردند که ای سیدهٔ عرب! محمّد صلی الله علیه و آله و سلم را بانواع مکارم و اخلاق بنواختی و ملک و مال و جاه و جلال در راه محبت او در باختی ، اکنون بالفت و محبت تو نمی پردازد و آنچه در طعن (ب) ابواب محبت شاید با تو نمی سازد - خدیجه (رض) گفت "آنچه شما توهم آن می کنید خاطرم ازان تسلی دارد که آنچه از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بورود رسد بمقطع طاقهٔ الفت اظهار تقرب از صحبت می نمایند (ج) بلکه بتاثیر صبح سیادت است که از مطلع سعادت می دمد و مقدمات طلوع خورشید رسالت که از افق جلالت می تابد ، بوی چمن وصال است که مشام جان را معطر می گرداند و پرتو لمعان انجمن اقبال است که صباحت دل را منور می سازد ، سالها است که در زمین دل وجان تخم محبت این تمنیٰ کاشته ایم و عمریست که سرمایهٔ راحت و شادیها از اندیشهٔ این سودا داشته ایم ، بیت :

کاروان وحی می آید ز غیب | لیک از دیده نهان آید همی
نغز رویان سو زمستان میروند (د) | بلبل اندر گلستان آید همی
وقت آن آمد که وحی سرغیب | جانب احمد عیان آید همی
همچو روغن درمیان شیرجان | لامکان اندر مکان آید همی
همچو عقل اندرمیان خون وپوست | بی نشان اندر نشان آید همی

سج 71

(ا) غج -تشنیع - (ب) بر طعن - (ج) بمقطع طاقهٔ الفت و اظهار نفرت از صحبت نمی ماند - (کذا فی معارج النبوه رکن سوم ص 3)
(د) قیاساً " نغز رویان سوی بستان می روند " -

در بیان کیفیت تعبّد آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم

* *

بعدد رمل والحصی پیش از وحی ، و اختلاف است در میان ائمهٔ دین که تعبد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بچه کیفیت بوده ، بعضی گویند که تعبد آنحضرت (ص) (34) تفکر بودی در مصنوعات و تدبیر (1) در احاد و بعضی گویند بر آن ذکر نیز همراه بوده بواسطهٔ آن در تنویر و صفای میافزوده ، بیت :

روشنائی دل از ذکر میسر گردد ‌ ‌ ‌ ‌ لیکن آن ذکر که بافکر مکرر گردد

ذکر نوریست که چون در دل و جان شعله زند ‌ ‌ ‌ ‌ ظاهر و باطن از آن شعله منور گردد

و قول دیگر آنست که عمل صالح که ملائم وقت و مناسب حال آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بوده موقوف (ب) می گشته ، باز اختلاف هست که بر همین (ج) شریعت از شرائع سابق عمل نموده یا نی بعضی گویند نی زانکه مقتدا را مقتدی بودن (د) نسازد و بعضی به مقتضای "فبهدیهم اقتده"

---

(1) تدبّر - (ب) موقوف (کذا فی معارج النبوه رکن 3 ص 4) - (ج) صح ، فج ، مظ - (بر) ندارد - (د) نسزد -

(34) عن عبید ابن عمیر (رض) قال انا حاضر یحدث عبدالله بن زبیر و من عنده من النّاس کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجاور فی حراء من کل سنه شهرا وکان ذلک مما تحنث به قریش فی الجاهلیه والتحنث التبرر " یعنی راوی میگوید که من موجود بود و عبید ابن عمیر با عبدالله بن زبیر وکسانیکه که آنجا موجود بودند حدیث بیان کرده گفت که رسول الله صلی الله علیه وسلم در هر سال یکماه در غار حراء می نشستی همچو قریش که ایشان نیز در جاهلیت تحنّث (عبادت) می کردندی و تحنث تبرر (نیکو صالح بودن است) - علامه سهیلی در شرح این روایت میگوید "تفعّل من البر و تفعّل یقتضی الدخول فی الفعل و هو الاکثر فیها مثل تفقه و تعبد وتنسک" (روض الانف ج 1 ص 153) یعنی التبرّر از باب تفعّل است و تفعّل مقتضی داخل شدن و منهمک شدن در کاریست و این اکثر در همین معنی مستعمل می شود مثل تفقه و تعبد و تنسک -

علامه شبلی نعمانی بحوالهٔ عینی شرح بخاری مینویسد "قیل ما کان صفة تعبده؟ اجیب بان ذلک کان بالتفکر والاعتبار" یعنی پرسیده میشود که عبادت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم چه طور بوده؟ من جواب میدهم که غور و فکر و عبرت پذیری - (سیره النبی طبع اعظم گڈھ 1332ھ ج 1 ص 201) -

تجویز این معنی فرموده اند که اما تعین نه کرده اند که بکدام شریعت و بعض تعین کرده اند که بشریعت ابراهیم علیه السّلام عمل فرموده و این قول مختار ائمۀ کبار است (35) و بعض گفته اند بر دین عیسی علیه السّلام نموده و بعض بر دین موسی علیه السّلام و بر دین نوح علیه السّلام نیز نموده اند ـ بعض گفته اند که شرائع جمیع انبیأ (ع) معمول بآنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بوده و بعض گفته اند اولی و اضح آنست که بر شریعت خود عمل فرموده اما بعد از ظهور نبوت آنچه شعار هر شریعت بوده و بعض از بزرگان توقف درین مسئله اولی دانسته اند ، واللّه اعلم علی اختلاف الاقاویل ـ

سع 72

آن نقطۀ دائرۀ تعظیم، آن عنقای قاب قوسین او ادنیٰ عزلت اختیار فرموده حاصل در آن خلوت آثار انوار الٰهی ضمیر منیر آنشمع سراچۀ قربت و جان گیتی نمای[ا] اسرار وحدت انعکاس پذیرفته که آثار ما سوی از لوح خاطر خطیرش تمام محو گشته و در ظهور نور قدم ظلمات رسوم امکان تهنشم[ب] عدم باز رفته ، بیت :

چو نور مطلع عرفان ظهور خواهد کرد هزار ظلمت اگر هست نور خواهد کرد

شراب عشق دلش را چنان مطهر ساخت که در بهشت شراب طهور خواهد کرد

از قطع علائق و تنفر از خلائق از کبار[ج] عرب از لوح طلب و طریش حروف عشق چنین می خواند الهی انّ محمّد قد عشق ربّه ـ محمّد صلی اللّه علیه و آله و سلم بعدد الرّمل والحصی در ریاض قربت ریاحین عبودیت را بآب خدمت همواره ترو تازه می داشت و لوای مودت در فضای محبت باعلای کلمة اللّه هی العلیا بر می افراشت تا ضمیر منیرش مورد آیات الٰهی گشته و خاطر خطیرش

و(ا) جام گیتی نمای ـ (ب) قیاساً بکتمان عدم ـ (ج) قیاساً ازکیأ عرب ـ

(35) والمختار عندنا انّه کان یعمل بما ظهر له من الکشف الصادق من شریعت ابراهیم (ع) وغیره کما فی الدر مختار (سیرت مصطفی مؤلفه مولانا محمد ادریس کاندهلوی طبع مدینه پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاهور، سال طباعت ندارد ، ج 1 ص 107) ـ مولانا موصوف نوشته است که در بعض از روایات "فیتحنّث" بجای "فیتحنّث" آورده اند یعنی بر طریقۀ ابراهیم حنیف

محض امر و نهی پادشاهی آمده روح الامین گوش هوش او را بدر الفاظ قرآنی بیاراست و به[1] علم عَلَّمَهُ شَدِیدُ الْقُوَیٰ[ب] در دبیرستان قل ربّ زدنی علماً[ج] سینهٔ بی کینه اش را بعلم لدنّی و رموز آسمانی پیراسته[د] گردانید:

چو زنگار زآئینهٔ دل زدود	جمال حقیقت بکلی نمود
رخ از نور عزت بر افروخته	علوم لدنّی در آموخته
خدائی که هستی پدیدار کرد	ز بهر وی این سکه در کار کرد
وجودش ز دریای رحمت نشان	که رحمت بر آن ابر دریا فشان
فروخوانده دیباچهٔ غیب را	رقم کرده توقیع لاریب را
که هم لوح محفوظ در شان او	سیاه و سپید جهان زان او
زباغ رخش هست بستان گلی[ر]	در آن باغ روح الامین بلبلی
کرم بین ز احسان امت پناه	گنه ما کنیم او بود عذرخواه

سح 73

و در روایت آمده که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم به کوه حرا به تشریف رسالت مشرف[س] گشت لرزه بر اندام مبارک افتاد و بهمان حال پیش خدیجه (رض) آمد و فرمود "زملونی زملونی[ص]" یعنی گلیم بپوشان تا آثار لرزه و هیبت فرو نشست و حال با خدیجه (رض) بگفت و فرمود انّی خشیت علی نفسی از هیبت و گرانی که یافتم بجان خود ترسیدم و بروایتی از آسیب جنّ و خبط دماغ ترسیدم - بعده خدیجه (رض) آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را پیش ورقه[36] بن نوفل که پسر عم او بود و او مردی عالم بود، کتب قدیم خوانده بود ، ورقه پرسید " ای برادرزادهٔ من! چه چیز را دیدی ؟ " آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم حاملهٔ جبرائیل (ع) تمام تقریر عمل نموده - (سیرت مصطفی ج1 ص107 نیز رجوع کنید به سیره ابن هشام ج1 ص153) -

---

(1) غع ، مر ، مظ - گوش و هوش - (ب) النجم 5 - (ج) طه 114 - (د) سح ، مظ - (پیراسته) ندارد -

(ر) غع ، مر - زباغ رخش بوستانی گلی - (س) سح ، مظ - (مشرف) ندارد - (ص) در بعض از روایات "دثرونی دثرونی" منقولست (ترجمهٔ مواهب اللدنیه ج1 ص203)

(36) ورقه بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی (مروج الذهب ج1 ص87 -)

فرمود - ورقه گفت " بشارت باد مر ترا که این آن فرشتهٔ ناموس است که بر موسی علیه السّلام می آمد ، تو پیغمبر خدای ، کاشکی آن هنگام که قوم ترا از مکه اخراج کنند من جوان و قوی بودمی تا مدد و نصرت کردمی " آنحضرت صلی اللّٰه علیه و سلم ورقه را پرسید " البته قوم مرا اخراج کنند ؟ " ورقه گفت "در عالم کدام یکی بزرگ شد و دعوی نبوت و سروری کرد که قوم حسد نبرد نقد و ایذا نکردند " - بدانکه علماً اینجا سوالی میکنند که چون آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را تشریف نبوت عطا شد جای فرح و سرور بود نه جای هیبت و زلزله و خوف جنّ و جنون ، پس درین محل "انّی خشیت علی نفسی" گفتن چه معنی دارد بلکه موهوم آنست که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را تشریف نبوت متعین نبود و شک و شبه باقی بود - جواب گفته اند که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را در امر نبوت شبه نبود و خشیت علی نفسی) بنا بر آن فرمود که اثقال نبوت تحمل کردن دشوار است، ترسیدم بحدیکه خوف مفارقت جان بود و درین جای بحث است و آن آنست که حق تعالی گاه گاه[1] که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را از حین طفولیت تا چهل سال بانواع مناسبات و ملاطفات آشنا فرموده تا آنکه سه یا چهار نوبت شق صدر کرده و آنچه از لوازم بشریت نصیب شیطان بود بیرون فرمود و بامن و ایمان پر کرده و چون هفت ساله شد اسرافیل (ع) را بصحبت[ب] و محافظت آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم نامزد فرموده و چون پانزده ساله شد جبرائیل (ع) را بمرافقت وی فرستاد و پیش از نبوت پانزده سال آواز غیب می شنید و هفت سال انوار قدس مشاهده می کرد و بر هر شجر و حجر که میگذشت[ج] " السّلام علیک یا رسول اللّٰه " می شنید و شش سال در خواب وحی می کردند - پس با وجود چندین مقدمات و موانسات چون ظاهر شد چرا ترسید و شکایت آن حال کرد ؟ - آری اگر اندکی خوف مثل موسی علیه السّلام از عصا که مار گشته ظاهر باشد دور نیست، امّا آنقدر مقتضی این همه خوف بود و خشیت و شکایت بر خدیجه (رض) و رفتن با خدیجه (رض)

سخ 74

---

(1) سخ - گاه که - (ب) سخ - بصحبت - (ج) سخ - میگذشتم -

پیغمبری عیب است - و آنچه بخاطر فقیر آمد آنست که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را خوف نبود الّا مثل خوف موسی علیه الصّلوٰة و السّلام امّا این خوف را بنوعی ادا کرد که خدیجه (ر ض) را مظنهٔ آن باشد که نه آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم از جنّ و جنون کما میترسد و درین ادا و رفتن همراه وی بورقه استدراج ارشاد بود و خدیجه (ر ض) رااستجلاب بطریق ابلاغ و دعوت وی بر مقتضای حکمت که اگر صریح میگفت که پیغمبر شدم و آمدم (که) دین پدران شما را باطل کنم مظنه آن بود که خدیجه (ر ض) را غیرت دین دامنگیر شود و قبول نه کند و آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بر ایمان خدیجه (ر ض) حریص و اهتمام داشت چه وی مادر فرزندان آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بود و انواع حقوق خدمت از جانی و مالی و بدنی داشت - پس صورت حال بنوعی ادا کرد که خدیجه (ر ض) را احتمال پیدا شد که ملک نبوت باشد و شاید جنّ و تشویش بود چون خدیجه (ر ض) از راهبات کثیر مشاهده کرده بود و از میسره شنیده بود و در آن زمان خبر ظهور نبی صلی اللّٰه علیه و آله و سلم آخرزمان شائع بود احتمال نبوت راجح داشت و طمع کرد که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله وسلم پیغمبر شود و خود رتبهٔ اهل بیت و افضل و اکمل نسای عالم گردد و از بهر تقویت این احتمال پیش ورقه برد - چون ورقه گواهی داد طمع صادق گشت و ایمان آورد -

فائده: پرسیدن آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم از ورقه که البته قوم من مرا اخراج کنند همین بود که ورقه بار دیگر گواهی نبوت بدهد و خدیجه (ر ض) (را) تیقن بر یقین بیفزاید -

در ذکر معجزات آنحضرت
صلی اللّٰه علیه وآله و سلم

و جمعی نقل کرده که از آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم سه هزار معجزه بظهور آمده بود و آن قدر معجزات که از آنحضرت صلی اللّٰه علیه وسلم ظاهر شده از هیچ پیغمبر روی نه نموده -

سج 75

در ذکر معراج آنحضرت
صلی الله علیه و آله وسلم

. . . .

و معراج آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بقول اکثر علماً در ماه ربیع الاول سال دوازدهم از نبوت و بعضی گویند در شوال سال یازدهم و بقولی در بیست و هشتم ربیع الاول و بقولی در بیست و هشتم رجب و این قول مشهور است و نزد بعضی در هفدهم ماه رمضان سال دوازدهم از بعثه گویند در شب دوشنبه بود بجسد مبارک از مسجد الحرام تا مسجد اقصی و از آنجا بآسمان عروج کرده و در فلک اول آدم علیه السّلام را ملاقات کرد و در دوم عیسی و یحیٰ علیهما السّلام و در سیوم یوسف علیه السّلام را و در چهارم ادریس علیه السّلام را و در پنجم هارون علیه السّلام و در ششم ابراهیم علیه السّلام (1) را و در هفتم موسی علیه السّلام را و از آنجا به سدره المنتهی (37) رسید و از آنجا تا بجای حریف اقدام شنید (ب) و بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و امت وی نماز فرض گشت ـ صباح آن شب قریش را طلبیدند و آنچه (ج) شب مشاهده شده بود خبر کرد، تکذیب کردند و جماعتی مرتد شدند و قریش باستهزا پیش آمدند و گفتند علامات مسجد اقصی بیان کن و قافله که درمیان مکه و شام است کی میرسد ؟ خبر کن حق تعالی مسجد اقصی را برابر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بداشت تا هر علامتی که

سح 76

---

(1) در ششم موسی علیه السّلام را و در هفتم ابراهیم علیه السّلام (الکامل فی التاریخ ج 2 ص 54)ـ
(ب) مفهوم روشن نیست ـ (ج) و از آنچه ـ

(37) سدرة المنتهی: علماً را در وجهٔ تسمیهٔ آن اختلاف است، بعضی گویند که بآن منتهی علم همه علماً و ماورای آن ندانند جز خدای تعالی واین قول از ابن عباس (رض) است وبعضی دیگر گویند که بآن منتهی میشود هرچه از تحت بجانب فوق میرود و هرچه از فوق بجانب تحت می آید و در تفاسیر مذکور است که ابن عباس (رض) گوید که سدرة المنتهی درختی است، ساق وی از زر سرخ و شاخهای وی بعضی از مروارید و بعضی از زمرد سبز و بعضی از یاقوت سرخ و از اصل وی تا به شاخهای وی پنجاه هزار ساله راه و برگهای وی برمثال گوش فیل و ثمروی برمثال سبوی ـ (معارج النبوه رکن 3 ص 120) و در مدارج النبوه ج 1 ص 165 مسطور است که در این درخت سه منفعت است ظل مدید و طعم لذیذ و رائحهٔ لطیف بمنزلهٔ ایمان است که جمع میکند قول و عمل و نیت و ظل مدید بمنزلهٔ عمل است و طعم بمنزلهٔ نیت و رائحه بمنزلهٔ قول ـ

می پرسیدند آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم معاینه و خبر می کرد و خبر قافله هم داد و فرمود که روز چهار شنبه می رسد - چون آنروز آمد آفتاب نزدیک غروب شد ، حق تعالی آفتاب را منع کرد از غروب تا قافله بآن وصف که خبر فرموده بود رسید -

در ذکر هجرت آنحضرت
صلی الله علیه وآله و سلم

و هجرت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم با صدیق اکبر رضی الله عنه در شب بیست و هفتم صفر یا ربیع الاول یا غیره سال سیزدهم یا چهاردهم از بعث و اکثر اهل سیر برآنند که بیرون رفتن ایشان از مکه روز دوشنبه بود و بعضی بر آنند که پنجشنبه بود ، وجه جمع آنست که گویند که خروج از خانهٔ ابو بکر رضی الله عنه پنجشنبه و خروج از غار و توجه نمودن بمدینه دو شنبه یا عکس بوده - والله اعلم -

نقل است که ابو بکر صدیق رضی الله عنه در آن ایام خوابی دید مضمون آنکه ماه از آسمان فرود آمد و به بطحای مکه نازل شد و به شهر مکه در آمد و صحرای ام القری از نور و ضیای آن منوّر گشت و آن ماه باز بطرف آسمان میل نمود و بعد از آن در مدینهٔ منزل ساخت و زمین یثرب را بشعاع نور خویش روشن گردانید و بسیاری از ستارهای آسمان بموافقت آن ماه سح 77 حرکت کرد و آنگاه آن انجمن سپاه با چندین هزار ستاره در رفتند و بحرم مکه فرود آمدند و زمین مدینه همچنان روشن بود مگر سه صد و شصت خانه و بروایتی چهار صد خانه (۱) - چون آن ماه تمام به بلدهٔ (ب) حرام رسید باز اطراف حرم منور گشت و بعد آن ماه بر سمت مدینه روان شد تا بمنزل عائشه رضی الله عنها در آمد ، پس زمین بشگافت و آن ماه در آنجا ناپدید گشت ابو بکر صدیق رضی الله عنه چون بیدار گشت گریه بروی افتاد چه درمیان عرب بعلم تعبیر مشهور

---

(۱) مکه (کذا فی معارج النبوه رکن 3 ق3) - (ب) سح ، غج ، مظ - (به) ندارد -

بود - چون بدیدهٔ اعتبار در تعبیر این خواب نظر فرمود دانست که ماه آفتاب فلک رسالت است صلی الله علیه و آله و سلم و ستاره‌های تابان یاران و خویشان او که بموافقت وی غربت اختیار خواهند کرد و بمدینه هجرت خواهند نمود (ا) و بازگشت آنها بر مکه (ب) با آن ستاره‌ها دلیل فتح مکه است که آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم را میسر خواهد شد و در آمدن در منزل عائشه رضی الله تعالی عنها آنست که وی شرف فراش آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در مکه (ج) یابد و شکافتن زمین را و ناپدید شدن ماه دلیل وفات و دفن آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در خانهٔ عائشه رضی الله تعالی عنها و ابو بکر رضی الله عنه را (د) ازین واقعه دو غم پیش آمد یکی غم مهاجرت از وطن و دیار و دوم اندوه مفارقت سید الابرار صلی الله علیه و آله و سلم ، با خود اندیشید که چون غربت دست داد باز مصاحبت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از دست ندهد ، ع

دامن راز گرامی نتوان داد ز دست (ر)

مسح 78

القصه ابو بکر صدیق رضی الله عنه به هجرت تعین داشت و موافقت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را مترقب که هم در آن آوان جبرائیل علیه السلام آمد و اذن مهاجرت آورد و این آیت بآن حضرت صلی الله علیه و آله و سلم خواند "قل ربّ ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً (س) - " و قصهٔ کفار را یک یک بیان کرد و گفت "یا رسول الله! فرمان چنان است که امشب در مضجع مبارک خود استراحت نمای (ب) و در جای خواب تکیه مکن و روز دیگر تهیهٔ اسباب سفر کرده بمدینه سکینه توجه نمای " - چون شب شد (38) روسای قریش مثل ابوجهل و ابو لهب و ابی ابن خلف و جمعی دیگر از اشقیا بر در سرای

(ا) مسح ، فح ، مظ - خواهید - (ب) مدینه درست است زیراکه جای وفات و مدفن آنحضرت صلی الله علیه وسلم درخانه حضرت عائشه (رض) واقع شده که درمدینه منوره است - (ج) مسح ، فح (مکه) ندارد - (د) مسح ، فح ، مظ - (را) ندارد - (ر) دامن یارگرامی نتوان داد زدست که به صد خون جگر یافته‌ام دامن او - (س) بنی اسرائیل 80 - (ب) ننمای -

حضرت محمّد مصطفی صلی‌اللّه علیه و آله و سلم بدستوری که قرارداده بودند جمع آمدند و انتظار می بردند تا آنحضرت صلی‌اللّه علیه و آله و سلم در خواب شود که بقتل او پردازند و ابو لهب گفت " امشب او را نگاه داریم چون صبح بدمد او را بقتل رسانیم تا بنی هاشم را معلوم نشود که ما تهمت اجماعی (١) این کار ساخته ایم و حضرت محمّد صلی‌اللّه علیه و آله و سلم بقصد حال ارباب ضلال اطلاع یافت ، علی مرتضی را کرم‌اللّه وجهه فرمود که ای علی ! مرا اذن هجرت بمدینه داده اند فردا تجهیز (ب) سفر می نمائیم، اکنون ودائع که مردم را نزد من بود به‌تو می سپارم تا بصاحبانش بسپاری و بعد از من خود را بمدینه رسانی و امشب مشرکان قصد قتل من دارند ، برو برد مرا بپوش و در خوابگاه من تکیه کن و دل قوی دار که هیچ مکروهی بتو نرسد و مرتضی علی (ر ض) بموجب فرموده عمل نموده بردی که پیغمبر صلی‌اللّه علیه و آله و سلم او را پوشیده خواب رفتی بر دوش خود کشید و بفراغ بال بفراش آنحضرت صلی‌اللّه علیه و آله و سلم تکیه فرمود و نفس نفیس خود را فدای ذات حضرت مقدس نبوی (ص) گردانید تا کفره (ج) بیایند (د) و بظن آنکه آنحضرت صلی‌اللّه علیه و آله و سلم است بر سر علی (ر ض) آمدند ، یکی گفت محمّد (صلی‌اللّه علیه و آله و سلم) تام القد است و قد این شخص آنقدر نیست مبادا کسی دیگر باشد ، چون ز جامه بر گرفتند دیدند که علی رضی‌اللّه عنه بود ، گفتند که پسر ابو طالب را کشته بودیم و از علی رضی‌اللّه عنه پرسیدند که محمّد صلی‌اللّه علیه و آله و سلم کجا است؟ فرمود مدتی است که از مکه بیرون رفته، آخر باز جمع کردند هر که محمّد (صلی اللّه

سح 79

---

(38) کسانی که خانهٔ آنحضرت صلی‌اللّه علیه و آله وسلم را محصور کرده بودند مندرجه ذیل بودند ابوجهل (2)حکم بن العاص (3)عقبه بن ابی معیط (4)نضر بن حارث (5) امیه بن خلف (6)ابن عیطله (7)زمعه بن الاسود (8) طعیمه بن عدی (9)ابی بن خلف (10)ابولهب (11) نبیه و (12) منبه (پسران ابوجهل)۔

(١) بتهمت اجماعی ۔(ب) سح ،عر، فح ت تجهیز۔(ج)کفره بمعنی کافران ۔(د) بیامدند ۔

(39) حافظ ابن کثیر گوید که علی (ر ض) جواب داد "لا ادری" یعنی نمی دانم (سیرة النبویه ج2 ص240)۔

علیه و آله و سلم و ابو بکر (رض) را بیارند از مال و شتران بگیرد (40) و حق سبحانه و تعالی فرمان داد تا در غار ثور پنهان شود و عنکبوت را فرمان داد تا بر در غار نسج کرد و کبوتران را فرمان داد تا بیضه نهادند (41) ـ سه روزی در غار ماندند و از آنجا بیرون شدند و متوجه مدینه شدند سراقه (42) ابن ملک اسپی تیز داشت متصوف شد ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر وی دعا کرد ، دست و پای وی در زمین ماند ، آخر امان طلبید و وعده کرد که بمدینه بیاید و مسلمان شود ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم او را رها فرمود ـ

در ذکر نزول آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بمدینه و استقبال انصار از برای شوق قدوم سید الابرار صلی الله علیه و آله و سلم

* *

اصحاب تواریخ و سیر و مستأخذان احادیث و خبر رحمهم الله تعالی چنین آورده اند که چون خبر خروج سید المرسلین صلی الله علیه و آله و سلم از مکه به صوب یثرب بسماع ساکنان طیبه رسیده بود مسلمانان هر روز برسم استقبال آن قبلهٔ اقبال و کعبهٔ آمال بطرف حرا بیرون می رفتند و انتظار قدوم موکب محمد صلی الله علیه و آله و سلم می کشیدند و چون گرم می رسید بمنزل مالوفه مراجعت می نمودند و بدین دستور مراسم خدمت بجا آورده بعد از توقف روزی بخانه باز گشته بودند ، اتفاقاً یکی از یهود مدینه بسطح حصار بجهت کاری

سح 80

---

(40) ابوجهل در اعلی و اسفل ندا کرد " ابو بکر (رض) و محمد (صلی الله علیه وسلم) رفته اند هرکه ایشانرا بیارد من او را صد شتر عطا دهم و همچنین هر که ما را بر سر ایشان ببرد نیز صد شتر او دهیم (معارج النبوه رکن 4 ص 6 نیز رجوع کنید به سیره ابن هشام ج 2 ص 6) ـ

(41) حافظ ابن کثیر درین ضمن حدیثی بروایت ابو مصعب مکی نقل کرده نیز شعری از صرصری آورده:

فغشی علیه العنکبوت بنسجه　　وظل علی الباب الحمام یبیض

(سیرة النبویه ج 2 ص 240)

(42) سراقه بن ملک بن جعشم الکنانی (رض الله عنه) بعداً مسلمان شده بود ، در زمانه خلافت عمر فاروق رضی الله عنه چون تاج کسری در قبضهٔ مسلمانان آمد سوارینهٔ (دستبرنجن) کسری حسب بشارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم (که در زمانهٔ غار ثور به سراقه داده) بسراقه دادند (رض الله عنه) و سراقه حمد باریتعالی بجا آورد و گفت "الحمد لله الذی سلبهما کسری بن هرمز و البسهما سراقه الاعرابی (استیعاب ج 2 ص 120) ـ

بر آمده بود ، دید که سید کائنات و سند مخلوقات صلی الله علیه و آله و سلم مقرون بفوز و نجات و مشحون به خیر و برکات از دوری می آید و شعاعات انوار ماه رخسارش چون خورشید تابان در صحن آن بیابان می درخشید و قد سرو مثالش بر جامهٔ سفید[(۱)] چون طوبی در بهشت جاوید می خرامید - مر یهودی را طاقت نماند ، فریاد بر آورد که یا معشر عرب! هذا حاکم الذی تنتظرونه[(43)] ، ای گروه عرب! اینک آن بخت و دولت که منتظر او می بودید ، ظلال اقبال و سایهٔ اجلال بر مفارق سعادت مآل ساکنان این خطه می اندازد و بمستحق[(ب)] رعایت درین عرصهٔ قابل هدایت می افرازد و بیک بار صیحهٔ[(ج)] خبر مبارک اثر بر تمام مدینه منتشر شد - تمام اهل یثرب از صغیر و کبیر (و)رجال و نسأ خود را به الهسه[(د)] و اسلحه بیاراستند و بر مراکب فرح و سرور در میادین جمعیت و حضور بجولان در آمدند چنانچه در بالای حره بملازمت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مستعد گشتند و شرائط تحیت بجا آوردند و گویند آن سرمایهٔ سرور و راحت و عیش و استراحت که آن روز بملازمت آن سلطان عالم افروز بمدینه و اهل آن رسیده بود که هرگز مثل آن میسر نگشته بود - لاجرم بعضی از مغنیان دف زنان غلغلهٔ این تشنید[(ر)] برکشیده بودند :

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع	طلع النبی المصطفی کالبدر یطلع فی الدجی
ایها المبعوث فینا جئت بالامر المطاع	واجب الشکر علینا ما داع الله داع

سخ 81

و چون بقبیلهٔ عمرو بن عوف نجاری متوجه شد فوجی از جواریان بنی النجار و جمعی از دختران

---

(۱) در - (ب) سخ ، فخ - بمستحق - (ج) مر - صحت ولی صیحه بمعنی بانگ بلند درست است
(د) سخ ، فخ ، مظ - بلهسه - (ر) قیاساً نشید بمعنی سرود و اشعاری که در انجمن ها خوانند

(43) ابن هشام وغیره نام یهودی مذکور ننوشته بس اینقدر نوشته "رجل من الیهود" یعنی شخصی از یهود - در سیرت ابن هشام و فتح الباری آورده اند که آن شخص بآواز بلند گفت "یا بنی قیله هذا جدکم" که ازجملهٔ منقولهٔ متن زیر نظر مختلف است و قیله بنت کاهل بن عذره (حاشیه ترجمهٔ مواهب الدنیه ج 1 ص 281)جدهٔ کبری انصار یعنی نام مادر اوس و خزرج بوده - (شرح مواهب الدنیه ج 1 ص 350) -

ایشان این نغمه و نوا بر کشیده بودند . شعر

نحن جوار من بنی النجار   و حبذا محمد من جار

و حبشیان نیزه بازی می کردند و هرگز مدینه بآن نور و زیبای نبود و آن روز مردم تکبیرگویان می گفتند "جا رسول الله جا محمد صلی الله" (1) و بالجمله چندان فرح و سرور بر خاطر صغیر و کبیر استیلا یافته بود که زبان از تقریر آن عاجز و قاصر است ـ سید عالم صلی الله علیه و آله و سلم چون حال ایشان بدین منوال بدید خوش وقت شد و گفت "حق تعالی می داند که شما را دوست می دارم و عموم جواداران (ب) در زمرهٔ حفظ (44) می شمارم" ـ مرویست که مدنیان در گفتگوی افتادند که حضرت رسالت در خانهٔ که فرود خواهد آمد ، حضرت مقدس نبوی صلی الله علیه و آله و سلم فرمود "امشب در خانهٔ بنی نجار می باشم" که برادران عبدالمطلب می باشند چه هاشم بن عبدالمناف زنی ازان قبیله خواسته سلمی (رض) نام و عبدالمطلب از وی متولد شده بعد ازان عنان بطرف راست (دست) فرمود و عنان عزیمت بجانب منازل قوم بنی عمرو بن عوف معطوف ساخته در وثاق کلثوم بن الهدام که پیری (ج) بود از رؤسای عرب از اهل اسلام (45) نزول فرمودند و بروایتی در خانهٔ سعد بن خیثمه (د) (46) بجهت متاهل سود (ر) فرود آمد و مسکن ابوبکر

---

(1) رجوع کنید به الوفا ج 2 ص 249 ـ دربعضی از کتب سیر چنین نوشته "جا رسول الله جا نبی الله" (مدارج النبوه ج 2 ص 63) ـ (ب) قیاساً "در زمرهٔ خصوصی می شمارم" ـ (ج) پیری (مدارج النبوه رکن 4 ص 15) ـ (د) خیثمه (ابن هشام) ـ (ر) قیاساً "بجهت آنکه متأهل نبود" ـ (رض) سلمی (کذا فی مدارج النبوة مثلا)

(44) در مدارج النبوه ج 2 ص 63 مسطور است که قبیلهٔ بنوالنجار را نسبت قرابتی از جانب بآنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم ثابت است ـ

(45) کنیت کلثوم ابو قیس و نسب وی کلثوم بن الهدم بن امرأ القیس بن الحرث بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس و او مردی کبیر سن بود که بعد از هجرت نبی صلی الله علیه و سلم اول شخصی که وفات یافت وی بود از انصار ـ (روض الانف ج 2 ص 11) ـ

(46) وی مردی مجرد بود و اصحاب مجرد از صحابهٔ رسول الله صلی الله علیه وسلم در خانهٔ وی نزول می کردند "وکان عزباً و کان ینزل عنده العزاب من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم و کان یقال لبیته بیت العزاب" (الکامل فی التاریخ ج 2 ص 106) ـ

سح 82

رضی الله عنه در حجرهٔ شیخ در قبیلهٔ بنی الحارث بن الجرح بن حبیب بن یوتا ن (ا) و بقولی بر خارجه بن زید قرار گرفت والله اعلم - بعد ازان پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم با تنها و با قی عشائر بر مسند اعتبار خاموش بنشست و ابو بکر رضی الله عنه وجوه مردم و تفقد احوال ایشان (ب) مبادرت می نمود . جمعی که بظاهر ملازمت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نکرده بودند و سبقت معرفت نسبت بآنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نداشتند و در آن مجلس مخدوم را از خادم نمی شناختند چنانچه تحفهٔ تحیت بابو بکر رضی الله عنه ابلاغ میساختند و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در سایهٔ درختی نزول فرموده بودند تا آن هنگام که آفتاب بسایهٔ اقبال رسول (ص) نساءٌ و رجال اتصال یافت ، ابوبکر صدیق رضی الله عنه برخاست و به ردای خویش جهت آفتاب سپهر رسالت سایه ترتیب فرمود . حاضران بسبب آن آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را بشناختند - آنگاه متوطن آن حوالی از اسافل و اعالی علی التّسهیل التّعاقب والتّوالی بملازمت سید السّادات والموالی می رفتند و انواع مدائح و تحایا میگفتند - ازانجمله حسان بن ثابت (رض) از اشعار خویش قصیده ای در مدح آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گفته بسمع آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم رسانید و این دو بیت از آن قصیده است :

من الله یوم حللت فینا و وجهک اخلفت ظلم اللیالی

فکنت کرامة بفضله علینا بایمن ظاهر و حسن فال

منت خدای را که بما آمدی و برد نور هدایت تو ظلام ضلال را

بودی کرامتی و گرفتیم از رخت بر خویشتن خجسته و فرخنده فال را

(ا) هر - حبیب بن یمن بن یوتا ن ، ولی ابن هشام (ج 2 ص 10) و ابن الا ثیر (ج 2 ص 106) حبیب بن اساف احد بنی الحرث بن الخزرج بالسنح نوشته است -

(ب) به جستجوی مردم (کذا فی مدارج النبوه رکن 4 ص 15) -

در ذکر بعضی از واقعات سال اول از هجرت

علمای سیر و تواریخ و فضلای عوالی شماریخ چنین ایراد فرموده اند که حضرت سید السادات علیه افضل الصلوة و اکمل التحیات والتسلیمات بقول ارجح (47) چهارده شبان روز در قبیلهٔ عمرو بن عوف مسکن فرمود و در محلهٔ قبا مسجد بنیاد نهاده که اساس آن بشارت (الف) الهی عز وجل مبنی بر تقوی بود چنانچه الله تعالی فرمود " لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه " (ب) اول مسجد که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در آنجا بادای صلوة قیام نمود در مدینه مسجد قبا بود - چون حضرت رسالت از مکه بمدینه مراجعت (ج) فرمود علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه بعد از سه روز از هجرت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم عزیمت مدینه فرمود و سبب مکث آن بود که حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم او را از برای ودائعی که بآنحضرت صلی الله علیه آله و سلم سپرده بودند باز داشت تا بصاحبان او برساند - بعد از آنکه بفرموده کما ینبغی عمل نمود پیاده متوجه مدینه شد و هنوز آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در قبا بود که علی رضی الله عنه بخدمت مشرف شد و گویند در شب راه می رفت و در روز مختفی بود تا مقدم با عزدهم شهر ربیع الاول بملازمت رسید و انواع ملال کشیده و پایهای مبارکش آبله کرده حضرت دست حق پرست بر آن جراحتها مالید و دعای شفا خواند ، بالفور بصحت مبدل گشت و دیگر جراحت و الم بپای مشکل کشای آن سر دفتر اولیا نرسید -

---

(ا) بشهادت - (ب) التوبه 108 - (ج) عزیمت -

(47) ابن اسحق گوید که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در قبیلهٔ بنی عمرو بن عوف چهار روز (یوم الاثنین و یوم الثلاثا و یوم الاربعا و یوم الخمیس)یعنی دو شنبه ، سه شنبه ، چهار شنبه و پانج شنبه قیام فرمود و مسجد بنا کرد (سیره ابن هشام ج2ص11) ، همین طور ابن الاثیر (الکامل فی التاریخ ج2ص107) نوشته است - در روایتی از بخاری ومؤرخ واقدی چهارده روز نوشته (که مطابق متن است)رجوع کنید به سیرة النبویه از ابن کثیر ج 2 ص 27 -

سح 83

(صلی الله علیه و آله و سلم

واقعهٔ دیگر آورده اند که حضرت رسالت پناه بعد از اتمام آن بنا روز جمعه بود که از قبیلهٔ بنی عمرو بنیت نزول در نفس مدینه سوار شد و در منزل بنی سلیم بن عوف (ا) رفت و در بطن والنون (ب) نماز جمعه بگذاردند و در آن جمعه با آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم صد کس بودند و خطبهٔ بلیغ و فصیح بر خواند و اول جمعه و خطبه که در اسلام خواندند آن بود و در آنجا مسجد بنا کرد که تا باکنون هنوز باقی است بعد ازان حضرت نبوت شعار (س) عنان عزیمت بجانب مدینه معطوف گردانید و اکثر اهل یثرب از صغیر و کبیر باستقبال آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مبایعت (ج) نمودند ، طفیان (د) طبیه بجد و جهد تمام میخواستند که زمام مرکب سید الابرار صلی الله علیه و آله و سلم را در قبضهٔ استظهار در آرند و منازل خویش را بمشاعل قدوم میمون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم محترم و منور گردانند - آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود که دست از زمام مرکب (ر) بدارید که وی مامور است آنجا که فرموده اند توقف خواهد نمود -

سح 84

در نزول آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در خانهٔ ابو ایوب انصاری رضی الله عنه

نقل است که چون ناقه بفضای رسید که در مسجد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در محاذای (س) آن واقع است شتر بزانو در آمد ، حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرموده " او را بر خیزانید و سیاحت (ص) و زمامش بگذاشت ، اندک راه برفت و باز گشت و هم در موقع

(ا) بنی سالم (سیره النبویه ج 2 ص 127) - (ب) وادی رانونا (ایضاً) - (ج) مبایعت (خرید و فروش کردن) درست نیست بلکه قیاساً مبادرت (پیشی جستن) درست باشد - (د) قیاساً متهیان (کذا فی مطرح النبوه ج 4 ص 164) - (ر) سح ، مظ - مراکب - (س) محاذی بمعنی روبرو - (ص) مر - سیاقت ، قیاساً " تا سیاحت کند " -

(ا)
اون سینه بر زمین نهاد بنا بر آن حیدر انبیا ٔ(ج) همانجا نزول فرمود که این منزل من

است انشا ٔالله تعالی - ابو ایوب انصاری رضی الله عنه چون منزل وی قریب بود بآن مقام

بدستور آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم رخت و بار پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بخانهٔ

خود برد - درین اثنا ٔبعضی از انصار استدعا نمودند که یا رسول الله! رحل را ابوب (رض)

برد ، اگر شرف نزول آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بمنازل ما تعلق گیرد دور نیست -

حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود " المرٔ مع رحله " مرد با بار خود است - روایتی آنست

که ناقه بر در خانهٔ ابو ایوب (رض) سینه بر زمین زد ، جبرائیل علیه السّلام نازل شد و گفت

" یا محمّد ! فرود آ که ابو ایوب (رض) حق تعالی را تواضع نمود و خود را ازین معنی دور دیغ

بخانهٔ او فرود آ ی چنانچه کشتی نوح علیه السّلام بر کوه جودی فرود آمد بسبب تواضع و تجلی

بطور سینا وارد گشت بجهت فروتنی -

سح 85 روایت است که ابو ایوب (رض) با جد و پدر پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم قرابت

(ب) (48) (ج)
قرینه داشت و مکتوب که تبع به شامول یهودی سپرده و مقرر نموده بود که بوسیلهٔ فرزندانش

(ا) حیدر : شیر (قیاساً صدر انبیا ٔ درست باشد -) - (ب) سح ، عر ، مظ - (قرینه) ندارد -
(ج) سا موک (الوفاج2ص48) شامول (مدارج النبوه ، تفسیر حسینی -)

(48) در قرآن حکیم دوبارتذکرهٔ تبع وقوم وی آمده است یکی درسوره الدخان 37ودیگر درسوره
ق14 - از حضرت عائشه رضی الله عنها منقولست که دشنام مدهید تبع راکه اسلا م آورده است و
نام اواسدبن ملیکل وکنیت وی ابوکرز بود (تفسیرحسینی) تبع لقب وی بود چنانکه هرپادشاه فارس
را کسری وپادشاه روم را قیصر و پادشاه مصر رافرعون میگفتند ، همین طورحمیرکه ازسبا بودند پادشاه
خود راتبع میگفتند (تفسیرابن کثیرج5ص55) ازعبدالله بن سلام (رض) منقولستکه ملک تبع تصدیق
نبوت آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم کرده بود زیراکه یهود مدینه اورا ازاحوال آنحضرت (ص) خبر
میکردند واوسلطان نبوت شده بود (الوفاج2ص49) ومحمد بن اسحق درکتاب مغازی آورده که تبع خانهای
برای نبی آخرزمان (ص) بناکرد واوی چهارصد ازعلمای یهود بودند ، برای هریکی ازآنان خانه بناکرد و
جاریه بخشید واموال جزیله داده وکتابی نوشتکه دروی شهادت اسلام خود ثبت نمود ، ازآنجمله
ابیات ذیل است :

شهدت علی احمد انه رسول من الله باری النسم

بطناً بعد بطن برسول آخرزمان صلی الله علیه و سلم خواهد رسید بابو ایوب (رض) رسیده بود که فرزند بیست و یکم شامول بود و مکتوب باین طریقه مزبور بود : "الی محمّد بن عبدالله خاتم النّبیّین و رسول ربّ العالمین من تبع حمیر بن دردع ، امّا بعد یا محمّد ! فانّی آمنت بک و بکتابک الّذی انزل الله علیک و انا علی دینک و آمنت بربّک و بربّ کل شیئی و بکل ما جآء من ربک من شرائع الایمان و الاسلام و انا قبلت ذلک فان ادرکتک فبها و نعمت و ان لم ادرکتک فاشفع لی یوم القیمه و لا تنسنی فانّی من امّتک الاوّلین و تابعتک قبل مجیئک و قبل ارسال الله تعالی ایّاک و انا علی ملّت ابیک ابراهیم علیه السّلام " - بعد ازان آن نامه را مهر کرد بزر و بر آن مهر میگویند منقوش بود که لله الامر من قبل و من بعد و یو مئذ یفرح المؤمنین (١) - حاصل نظر بر این امور حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم بخانهٔ ابوایوب (رض) نزول فرمود و مدت هفت ماه سید انبیاء علیه السّلام در سفلیات آن منزل بسر می برد و ابو ایوب (رض) با اهل و عیال در علویات ، و روایتی هست که ابو ایوب (رض) نزد حضرت رسالت (پناه) صلی الله علیه و آله و سلم آمد و گفت "یا رسول الله ! من و اهل من دوش خواب نکردیم " پرسید که چرا ؟ گفت بجهت آنکه مبادا کسی در بالا حرکت نماید و از سقف خانه غباری فرود آید - یا رسول الله ! پدرم و مادرم فدای تو باد البته می خواهم که در بالا تشریف آری تا ما بخانهای اسفل آئیم و ازین اندیشه باز رهیم "حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود (ب) که یا ابو ایوب ! مرا به پایان بودن آسان تر است و هم مناسب تر زیرا که از برای ما جماعتی می آید و می رود و ببالا آمدن تکلّف شود - ابو ایوب (رض) گفت " همچنین است فامّا از آداب

---

(۱)
فلو مدّ عمری الی عمره | لکنت وزیراً له و ابن عمّ
و جاهدت بالسّیف اعداءه | و فرجت عن صدره کل همّ

(ب) و گویند که خانهٔ ابو ایوب (رض) که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در وقت قدوم مدینه مطهره در آن نزول فرموده بود آن سرای بود - (مدارج النبوه ج 2 ص 107)-

نیست که شما در اسفل و ابو ایوب (رض) با اهل و عیال در علو "ـ القصّه مبالغت نمود تا آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بضرورت قبول فرمود و مدتی یک ماه در بالاخانه بودند تا جبرائیل علیه السّلام مَدّ و فرمان آورد که خواجه علیه السّلام مسجد و منزل سازند ـ خواجه (صلی الله علیه و آله و سلم) بعد از هفت ماه که بمدینه تشریف آورده بودند به بنای مسجد و (ا) حجره اشتغال فرمود و باتفاق اهل سیر آن روز که حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم داخل مدینه منوّره شده روز دوشنبه بود امّا از ربیع الاول و در آنکه چند ماه بود اختلاف است ، بعضی بر آنند که اول ماه و بقولی دوازدهم و بقولی سیزدهم بود و واقعه (ب) آنکه وفات آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نزد جمهور ارباب سیر هنگام چاشت روز دوشنبه دوازدهم ربیع الاول سال یازدهم از هجرت و بقولی دوم ماه مذکور واقع شد شب چهار شنبه نیم‌شب تا سحر و بقول بعضی روز سه شنبه در مدینه معظمه در حجرهٔ حضرت عائشه رضی الله عنها در آن مکانی که قبض روح مقدس واقع شد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را دفن کردند و سن شریف آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم شصت و سه سال و بقولی شصت و پنج سال و بقولی شصت و دو نیم سال بود و بعضی از علماء وجه جمع میان این اقوال گفته اند که قول اول بنا بر آنست که سال ولادت (و) وفات را (نه) شمرده اند و قول دوم بنا بر اعتماد اعتبار سال زادن و وفات و آنکس که شصت گفته اند ما فوق عشرات نشمرده و قول چهارم مبنی بر حدیث که عمر هر پیغمبر نصف عمر آن پیغمبر است که پیش از و بود (ج) ـ و عیسی علیه السّلام یکصد و بیست و پنج سال عمر داشت ، (د) این حدیث خالی از ضعفی نیست و نقش نگین پیغمبر آخرزمان محمّد رسول الله (صلی الله علیه و آله و سلم) بثلثه اسطر کل کلمه سطر علی حده بهذا الصّوره

سح 86

الله
رسول
محمد

(ا) سح ، فع ـ (ماه) ندارد ـ (ب) سح ، مظ ـ واقعه ما ـ (ج) رجوع کنید به المعجم الکبیر مؤلفه علامه طبرانی (رح) طبع بغداد 1979 م ، ج 5 ص 186) ـ (د) سح ، فع ، مظ (عمر نداشت) ندارد ـ

والله اعلم بالصواب و عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم)"خیر النّاس قرنی ، فرمود آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بهترین مردم قرن من اند (ا) یعنی آنجماعت که من در ایشانم ". (ب) مراد اصحاب اند و بعضی گفته اند که هر زنده بود درزمانهٔ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و قرن نام جمله است که مقارن اند در زمان و گاهی تعین نیز میکنند زمان را که صد سال یا سی سال یا غیر آن و قول اول است. صواب

حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
رضی الله عنه

* *

87 صدیق ازان گفته اند که قصهٔ معراج اول کسی که تصدیق آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم فرمود وی بود و بعضی بر آنند که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود " ای ابا بکرا حق تعالی ترا صدیق نام نهاده " و اهل تحقیق بر آنند که چون ظاهر و باطن او بر صدق مستقیم بود بواسطهٔ آن صدیق گویند و وجه تلقب بعتیق آن گفته اند که وی را برادر بود عتیق نام پیش از تولد وی وفات یافته بود ، چون ابو بکر (رض) در وجود آمد بعتیق مشابهت داشت باین جهت عتیق لقب او نهادند یا آنسرور (صلی الله علیه و آله و سلم) گفته است "عتیق الله من النّار" و گفته اند که تجارت ابو بکر صدیق رضی الله عنه در کرباس فروشی بود و تجارت عمر رضی الله عنه در غله و تجارت عثمان رضی الله عنه در خرما و جامه و عباس (رض) عطاری میکرد.

(ا) امر - قوم - (ب) بخاری الصحیح ج 3 ص 529 - مسلم الصحیح ج 6 ص 187 -

(49)ابن خلکان گوید که ابو بکر صدیق رضی الله عنه بوجه حسن و جمال رویش به "عتیق" ملقب بود (وفیات الاعیان طبع بیروت 1978م ج 3 ص 64) (عتیق بمعنی خوب ((المنجد)) - و بقولی از روی آزادکردن کنیزکان لقب او عتیق بود (مروج الذّهب ج 2 ص 298) ولی اصح آنست که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم او را به عتیق الله من النّار یاد کرده بود - (رجوع کنید به ترمذی عربی اردو المسمی به جائزه الشّوذی طبع کراچی ج 2 ص 214) -

کذا قال شمنی - نیز گفته که بهترین انواع تجارت جامه فروشی است بعد ازان عطر، واللّه اعلم

شیخ عبدالحق- کنیت آن افضل البشر بعد الانبیا (ع) ابو بکر است و لقب ایشان صدیق اکبر و عتیق (ج) و نام شریف ایشان عبداللّه (50) و هو ابن قحافه (ا) ابن عثمان (ب) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن اسد ابن مره و بقولی کعب بن روح بن عبدالمناف و مادر ایشان سلمی بنت صخر بن عمرو (د) بن کعب و نسب صدیق اکبر (رض) از جانب پدر و مادر که پسر عم و دختر عم یکدیگر بوده اند در مره که جد هفتم سرور کائنات صلی اللّه علیه و آله و سلم و جد ششم ایشان است بنسب آنسرور صلی اللّه علیه و آله و سلم میرسد و بقولی قحافه ابن عامر و عثمان درمیان نمی آرند- ولادت صدیق اکبر (رض) بعد از واقعهٔ فیل بدو سال و چهار ماه بود ، اول کسی که از پیران بطلب معجزهء پیغمبر صلی اللّه علیه و آله و سلم ایمان آورده ایشان بودند و در روز وفات آنسرور صلی اللّه علیه و آله و سلم رسالت پناه بر مسند خلافت نشست و مدت خلافت ایشان دوسال و سه ماه (ر) بود ، وفات ایشان در سال سیزدهم از هجرت آخر روز دوشنبه و بروایت اصح شب شنبه و بقولی جمعه بیست و دوم یا بیست و سوم ماه جمادی الآخری و مدت عمر شریف ایشان شصت سال بود و بقولی شصت و پنج سال (س) و نقش نگین ایشان "نعم القادر اللّه" (بیا) بود و قبر ایشان متصل قبر حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم است چنانچه گویند صدیق اکبر رضی اللّه عنه وصیت کرده اند که تابوت من بدر روضهٔ رسول صلی اللّه علیه و آله و سلم برید و بگوئید که السّلام علیک یا رسول اللّه! این ابو بکر است بآستان تو آمده ، اگر اجازت

سح 88

(ا) ابی قحافه - (ب) عثمان اصلاً اسم ابو قحافه بود یعنی عبداللّه بن ابو قحافه عثمان (رجوع کنید به مروج الذهب ج 2 ص 298 - الکامل فی التاریخ ج 3 ص 64) -(ج،د) عمرو - (ر) دوسال و سه ماه و شش روز (وفیات الاعیان ج 3 ص 65) - (س) شصت وسه سال (ایضاً)- (س) رجوع کنید به طبقات ابن سعد ج 3 ص 39 -)

(50) در زمانهٔ جاهلیت نام وی عبدالکعبه بود ، آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بجای عبدالکعبه نامش عبداللّه نهاد - (وفیات الاعیان ج 3 ص 64) -

شود ، در کشاده گردد در آرید و اگر نه به بغضه برید - راوی میگوید که چون بموجب وصیت ابو بکر (رض) عمل کردند هنوز آن کلام تمام نشده بود که پرده دور شد و آواز از در بدر آمد و ندای بگوش ما رسیده که در آرید حبیب را بسوی حبیب - اگر چه در شان خلفای راشدین احادیث بسیار است ولکن بجهت اختصار دو حدیث در فضیلت نوشته می شود و قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم "ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد افضل من ابو بکر الا ان یکون نبیاً" یعنی طلوع نکرده است آفتاب و غروب نکرده است بر هیچ یکی بهتر از ابو بکر (رض) مگر آنکه باشد پیغمبر (ب) - وعن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله (صلی الله علیه و آله وسلم) فی مرضه ادعی لی ابا بکر اباک و اخاک حتی اکتب کتاباً فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول قائل انا اولی و ابی الله والمؤمنون الا ابو بکر "رواه مسلم (ج) - مرویست از عائشه (رض) که گفت مرا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در مرض موت خود بطلب ابا بکر پدر خود و عبدالرحمن برادر خود را تا بنویسم مکتوب را بجهت آنکه میترسم که دیگری آرزوی خلافت کند و بگوید که مستحق خلافت منم نه دیگر و حال آنکه ابا میکند خدایتعالی و مؤمنان خلافت غیر (د) و نمی خواهند مگر ابو بکر (رض) را (ر) -

نقل است که هشام بن العاص (رض) (51) گوید که صدیق رضی الله عنه مرا با یک از قریش برسالت پیش هرقل بادشاه روم فرستاد تا او را باسلام دعوت کنم، چون بدار ملک قیصر که سع 89 هرقل است رسیدم شخص ما را گفت (س) که شتران شما لائق نیستند که درین شهر مرکوب شما

(ا) بقیع یعنی جنة البقیع که گورستان مدینه منوره است - (ب) رجوع کنید به تاریخ الخلفا" مترجمه اقبال الدین احمد طبع نفیس اکادمی کراچی 1963 م ص62 - (ج) مسلم ج 6 ص84 - (د) سع ، مظ (غیر) ندارد - (ر) ایضاً (را) ندارد - (س) سع - میگوید -

(51) هشام بن العاص بن وائل بن هاشم بن سعید بن سهم - مادرش ام حرمله بنت هشام بن مغیره بن عبدالله بن عمر بن مخزوم بود و برادر خرد حضرت عمرو بن العاص (رض) والی مصر بود ، در وفد مهاجرین حبشه شریک بوده، بعد از آن غزوه خندق بمدینه آمد ، لا ولد بود - (سیر اعلام النبلا مؤلفه علامه ذهبی ، تحقیق صلاح الدین المنجد ، بیروت ج 3 ص 52)

تواند بود ، در شهر مواکب را هموار اختیا کنید ـ ما گفتیم هم بدین وضع بهارگاه هرقل خواهیم رفت ـ این سخن ما را به هرقل رسانیدند ، هرقل گفت " ایشان مخیّر اند (ا) " ـ ما شمشیر حمائل کرده همچنان بر شتران خود سوار بشهر در آمدیم ـ چون بدر قصر قیصر که هرقل است رسیدیم (52) قیصر بلرزید چون خرمای بوزیدن تند بادی (ب) ، قیصر دران حال بما نظر کرده و از غرفه بما می نگریست (ج) ـ چون این واقعه مشاهده کرد کسی نزد ما فرستاد ، گفت " اظهار دین و ملت خود نکنید و دیگر هر رسالت که دارید عرض کنید (د) " ـ ما جواب دادیم که وصیت صدیق اکبر رضی الله عنه آنست که بغیر از قیصر با شخص دیگر سخن نگوئیم ، رخصت ملاقات داد ، چون در آمدیم دیدیم بر تخت نشسته و جماعت قوی هیکل از اهل جسامت پیش تخت وی بر پای ایستاده و اینها (ر) چون ملک همه جامهای سرخ داشتند ، چون چشم او بر ما افتاد بخندید و ترجمان را گفت " از ایشان بپرس که بدستور عادت خود چرا بر ما سلام نکردید ؟ " ما گفتیم " تحیت ما بر شما حلال نیست همچنانکه تحیت شما برما " ـ گفت تحیت شما نسبت به بادشاه شما بچه منوال است ؟ گفتیم " السّلام علیک " گفت وی چه نوع جواب گوید ؟ جواب دادیم که بهمین لفظ ، پرسید که بزرگترین سخن شما کدام است ؟ گفتیم " لا اله الّا الله والله اکبر " ـ چون این (س) سخن گفتیم دیگر باره غرفه با کوشک در لرزه (ع) در آمد ، هرقل گفت " هرگاه که در خانه های خود این کلمه بر زبان خود می رانید همین خاصیت می دهد " گفتیم " ما هرگز در مساکن خویش مثل این حالت مشاهده نکرده ایم " ـ قیصر گفت " ای کاش ! در حین گفتن این کلمه خانه های شما بر شما فرود آمدی و یک نیم ملک من زائل گشتی " ـ (گفتیم) بچه سبب ؟ گفت که

نسخ 90

(ا) مخیر (معارج النبوه ص $\frac{31}{2}$) اختیار دارند (روضة الصفا ص $\frac{50}{2}$) ـ (ب) قیاساً قصر ـ (ج) سع ، فخ ـ می گریست ـ (د) رک به الوفا ص $\frac{728}{2}$ " انّ هذا لیس لکم ان تجهروا بدینکم علیّ " ـ (ر) مظاً آنها ـ (س) سع ، فخ ـ (این) ندارد ـ (ع) فخ ، عر ـ دروازه ـ

(52) صاحب معارج (ص $\frac{31}{2}$) وروضة الصفا (ص $\frac{56}{2}$) نوشته اند " چون بدر قصر قیصر رسیدیم شتران بخوابانیدیم وبآواز بلند گفتیم " لا اله الّا الله والله اکبر " ـ

قوت یک نصف ملک بر من آسان تر است از آشکار شدن نبوت و دین محمد صلی الله علیه و آله و سلم ـ و در شواهد النبوه می گوید که معنی این سخن آن بود که چون این لرزه و جنبش در همه منازل و مساکن متحقق بودی شائستی که از مقتضیات نبوت نبودی بلکه از حیلها و شعبدهها (۱) بودی و در سیر کازرونی آورده اند که گفت اگر این لرزه عام بودی دوست داشتمی که نصیب (ب) ملک خود بر شما دادمی که مناسب نبوت آنست که این معنی در کل اماکن شائع بودی و الا به حیله اقرب است ـ هشام (رض) گوید که بعد از ان هرقل از ما سوالها کرد و همه را جواب شافی شنید و بعد از ان از نماز و روزه سوال کرد ، ما چنانچه واقع بود بیان کردیم ـ آنگاه فرمود تا ما را در منزل دلکشا و مقام روح افزا فرود آوردند و در رعایت ما کوشش و سعی بلیغ نمودند و بعد از سه روز ما را بمجلس طلبید و چیزی چند پرسید و چون از جواب فارغ شدیم فرمود که صندوق بزرگ زراندوزی آوردند و این صندوق را خانهای خرد بسیار بود و هر یک جدا دری داشت و بر هر دری قفلی ـ یک در را بکشاد و قطعه حریر سیاه بیرون آورد ، آنرا بکشاد ، در آنجا صورت مردی سرخ چهره ، فراخ چشم ، بلند گردن بی محاسن با دو گیسو تافته و حسن و مهابتی تمام داشت ـ گفت میدانید که این صورت کیست؟ گفتیم نی ، گفت این صورت آدم علیه السلام است ـ آنگاه در دیگر بکشاد ، دیگر قطعه حریر سیاه بیرون آورد ، بآن صورت مردی سفید رخسار با موی مجعد و چشم سرخ ، سر بزرگ و محاسن نیکو ، گفت "میدانید که این صورت کیست؟ " گفتیم نی ، گفت "این صورت نوح نبی است علیه الصلوه (والسلام) "ـ آنگاه دیگر در باز کرد و حریر پاره (ای) بیرون آورد ، در آن صورت مردی سفید رو ، روشن چشم ، پهن پیشانی ، بلند بینی ، محاسن سفید ، خندان و شگفته، گفت "این را می شناسید ؟ " گفتیم نی ، گفت " این ابراهیم خلیل الله است علیه السلام ـ " آنگاه در دیگر باز کرد و حریر سفید بیرون آورد و بر آن صورت حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم رقم بر

سع 91

(۱) سع ، فح ، مظ شعبده ها ـ (ب) ایضاً ـ تسیم ولی فیهاماً نصف درستاست ـ (ج) سیاه درستاست ترکیبه الوفا

کشیده بود ، گفت " می دانید که این صورت کیست؟ " گفتیم "آری این صورت محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم است" این گفتیم و در گریه افتادیم - چون این حال از ما مشاهده کرد بتعظیم آن صورت بر خاست و باز نشست و گفت " شما را بخدای سوگند می دهم که صورت محمّد است علیه الصّلوة والسّلام " گفتیم " بخدای که چنین است و گویا این اوست بعینه -" پس جانب ما نظر کرد و گفت که این صورت پیغمبر آخرزمان است (صلی الله علیه و آله و سلم) و بتعجیل بیرون آوردن این صورت مقصود امتحان شما بود - در دیگر بگشاد و حریر پارهٔ سیاه بیرون آورد ، بر آن صورت مرد گندم گون ، مشکین موی ، خوب چشم ، تیز نگاه ، دهان برهم نهاده لب و غضبناک ، گفت این را می شناسید ؟ گفتیم نی ، گفت " این صورت موسی است علی نبینا و علیه الصّلوٰة والسّلام و در پهلوی وی صورتی بود مانند صورت موسی (علیه السّلام) سیاه موی ، پهن پیشانی ، مدوّر چشم ، گفت " این را می دانید ؟ "گفتیم نی ، گفت "این صورت هارون پیغمبر است علیه السّلام - در دیگر بگشاد و حریر پارهٔ سفید بیرون آورد که بر آن صورت مردی گندم گون فروهشته موی ، خوبروی ، غضبناک ، گفت " این صورت لوط پیغمبر است علیه السّلام " -بعد از آن صورت سفید دیگر نمود که به حمرت مائل بود گردنش چون متواضعان بیک جانب میل داشت با روی خوب ، گفت "این صورت اسحق علیه السّلام است -پس صورت دیگر ظاهر ساخت مثل صورت اسحاق علیه السّلام و الّا آنکه بر لب زیرینش خالی بود ، گفت " این صورت یعقوب علیه السّلام است " -آنگاه صورتی نمود سفید مائل به سرخی با روی خوب درخشان که اثر تواضع بر بشرهٔ مبارک ظاهر بود ، خوش قامت و بلند بینی ، گفت " این صورت اسمعیل علیه السّلام است جد پیغمبر شما علیهما السّلام - بعد از آن صورتی نمود مشابه صورت آدم علیه السّلام ، گفت "این صورت یوسف علیه السّلام است" پس حریر پارهٔ دیگر بیرون آورد و بر آن صورت مردی بود سرخ باریک ساق (1) و شکم بزرگ ،

سع ۹۲

(1) سرخ رو باریک بینی (روضة الصّفا) -

قد میانه و شمشیر حمائل کرده ، گفت "این صورت داؤد علیه السّلام (است) - حریر پارهٔ[(۱)] دیگر سفید بیرون آورده و بر آن صورت مردی بود بزرگ سر ، دراز پای بر اسب سوار ، گفت " این صورت سلیمان است علیه السّلام " - آنگاه صورت دیگر نمود بر حریر سیاه سفید روی سیاه ریش بسیار موی ، نیکو چشم ، زیبا روی و گفت "این صورت عیسی است علیه السّلام " بعد از آنکه صورتهای انبیاء علیهم السّلام مشاهده کردیم از قیصر پرسیدیم که این صورتها بچه کیفیت حاصل شده ترا باین صورتها چه اختصاص و ما قیاس صورت پیغمبر خود علیه الصّلوٰة والسّلام بیقین می دانیم که همه صورتها مطابق اصل خود (هستند) یعنی جمله انبیاء ما تقدم علیهم الصّلوٰة والسّلام - هرقل جواب داد که آدم علیه السّلام از حضرت مصوّر حقیقی " هو الّذی یصوّرکم فی الارحام کیف یشآء " [(ب)] مسألت نمود که صورتهای فرزندان خاص او که بشرف اختصاص نبوت مخصوص کردند بوی نماید ، باریتعالی عزّ اسمه و جلّ شانه از برای پاس التماس وی صور انبیاء علیهم السّلام را بوی ارسال نمود و در بلاد مغرب در خزانهٔ آدم علیه السّلام محفوظ می بود تا ذوالقرنین بدانجا رسید بیرون آورده بدست دانیال پیغمبر علیه السّلام داد تا برین حریرها نقل فرمود ، ازوی بخزانه های پادشاهان منتقل گشت اکنون بما رسیده و این صورتها بعینها تصویر دانیال (ع) است و خاطر مرا ازین تسلّی تمام حاصل شد که صورت پیغمبر شما بذات شریف مطابق و موافق است و وقوف بر طبیعیاتی صور بر ذات آنها از آنجا یقین دانستم - ای کاش! خدای تعالی توفیق ارزانی دارد که دست تصرّف از مملکت کوتاه کنم و کمر عبودیت کمتر کسی از شما بر میان جان بندم تا آن زمان که متقاضی اجل گریبان امل بگیرد و چراغ حیات بباد ممات بمیرد - هشام (رض) می گوید که در حین انصراف هرقل ما را بصنوف الطاف پادشاهانه و اعطاف خسروانه مخصوص گردانید و چون

سح 93

---

(۱) میانه قد - (ب) آل عمران 6 -

بخدمت صدیق رضی الله عنه مراجعت نمودیم و صورت حال بیان کردیم آنحضرت (رض) بگریست و گفت " بیچاره عرق اگر خدایتعالی خواسته بودی که چیزی باو رسد دولت اسلام دریافتی (ا) " آنگاه گفت که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم فرموده که اهل کتاب صفات مرا در توریت و انجیل خوانده اند و حق تعالی ازان خبر داد که "یجدونه مکتوباً عندهم فی التوریٰة والانجیل (ب)" بیت :

سح 94

برای تو شد هر دو عالم مکوّن | بنام تو منشور ایمان مزیّن
بفیض نوالت بگلهای معنی | شگفته بهر سینه صدباغ وگلشن
ز نور جمالت بصر گشته اکمه | بوصف کمالت زبان گشته الکن
بتوریت موسیٰ وانجیل عیسیٰ | صفات کمال تو گشته مبیّن
بهنگام ایجاد غیب و شهادت | تو مقصود بالذّات بودی معیّن

صلی الله علیک یا رسول الله

حضرت امیرالمؤمنین عمر فاروق
رضی الله تعالی عنه

. . . .

کنیت ایشان ابو حفص است و لقب فاروق اعظم و نام شریف عمر و هوابن خطاب ابن (53) عبدالعزیز ابن رفیع ابن عبدالمناف و بقولی خطاب بن نفیل (ج) بن عبدالعزیز (د) بن ریاح (ر) بن عبدالله بن قرط (س) بن رزاح بن عدی (ص) بن کعب بن لوی بن غالب القریشی و نام مادر ایشان ختیمه (ط) بنت

(ب) الاعراف 157 ـ (ج) عبدالعزّیٰ (مروج الذهب و طبقات ابن سعد) ـ (ا) تهاساً خیبری (رجوع کنید به الوفا ج2 ص729) ـ (د) فی عمر ـ روح ـ (ر) عبدالعزّیٰ (مروج الذهب و ابن سعد) (س) قرط (رجوع کنید به مروج الذهب وطبقات ابن سعد) ـ (ص) فی ـ عدی ـ (ط) حنتمه (ابن سعد)

(53) از صالح بن کیسان منقولست که ابن شهاب (رض) گفت که پیش از همه اهل کتاب عمر (رض) را با نام فاروق یاد کردولی از ایوب بن موسی وابی عمر بن ذکوان مرویست که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم عمر (رض) را با نام فاروق یاد کرد (طبقات ابن سعد ج3 ص69) ـ

هاشم بن مغیره و قیل بنت هشام بن مغیره بن عبد الله بن عمر مخزوم (۱) استسبنا بر قول اول دختر عم ابو جهل میشود و بقول ثانی خواهر ابو جهل بود و نسب فاروق اعظم (رض) از جانب پدر به نسب سرور کائنات (صلی الله علیه و آله و سلم) در کعب که جد هشتم آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و جد نهم ایشان است میرسد - ولادت ایشان بعد از واقعهٔ فیل بسیزده سال بود و در ششم سال از بعث آنسرور (صلی الله علیه و آله و سلم) مشرف باسلام گشته بودند و همان روز این آیهٔ کریمه در شان ایشان نازل گشت که یا ایها النبی حسبک الله و من اتبعک من المؤمنین (ب) و روز سه شنبه بیست و سوم جمادی الاخری سال سیزدهم هجری بر مسند خلافت نشست و مدت خلافت ایشان ده سال و شش ماه و پنج (ج) روز و قیل پنج ماه و بیست روز ۰ شهادت ایشان سال بیست و سوم هجری شب یک شنبه غره ماه محرم بود و بروایتی روز چهار شنبه بیست و هشتم ذوالحجه سنه بیست و سه هجری زخم رسیده و روز پنج شنبه بیست و هشتم ماه مذکور قضیهٔ وفات روی داده و مدت عمر شریف ایشان نزد جمهور شصت و سه سال و بقولی پنجاه و پنج سال و بقولی پنجاه و هشت سال بود و نقش نگین ایشان "کفی بالموت واعظاً یا عمر" بود و قبر ایشان متصل به قبر حضرت صدیق اکبر است و این دو یار بزرگوار درمیان دو پیغمبر نامدار مبعوث خواهد شد (ح) - قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم "لوکان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب" (د) و قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم "عمر سراج اهل الجنة" (ر) -

سح 95

(۱) عمرو بن مخزوم (مروج الذهب) - (ب) انفال 64 - (ج) چهار روز (مروج الذهب ص 304)
(ح) قیاساً "و درمیان این دو یار بزرگوار پیغمبر نامدار (ص) مبعوث خواهد شد" -
(د) ترمذی: مناقب ج2 ص 754 - (ر) مجمع الزوائد ج 9 ص 74 -

حضرت امیر المؤمنین عثمان
ذوالنورین رضی الله عنه

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

کنیت ایشان ابو لیلی و ابو عبدالله و لقب ذوالنورین و ذوالنورین بجهت آن گویند که دو دختر حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم در نکاح ایشان بوده اند و آن سرور (صلی الله علیه و آله و سلم) فرموده اند که اگر چهل دختر میداشتم یکی را بعد از دیگری بعثمان (رض) میداد م (ا) نام شریف ایشان عثمان و هو ابن عفان بن ابی العاص بن امیه بن عبدالشمس بن عبدالمناف که جد چهارم آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و جد پنجم ایشان بود و ولادت ایشان بعد از گذشتن شش سال از عام الفیل واقع شده و در اول سال اول بعثت بدلالت صدیق اکبر (رض) ایمان آورده اند در غره محرم سال دوازده روز کم و پانزده سال (54) و یازده ماه و بیست و دو روز نیز گفته اند و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و شش نیز گفته اند (ب) و سال سی و ششم از هجرت روز جمعه سیزدهم یا هژدهم ذوالحجه در مدینه منوره شربت شهادت چشیده اند و نقش نگین ایشان " لتصبرن او لتندمن "بود و قبر ایشان در بقیع است ـ قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم "لکل نبیّ رفیق و رفیقی فی الجنة عثمان (ج) و قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم "لیدخلن بشفاعة عثمان سبعون الفاً کلهم قد استوجبت النار فی الجنة" (55) ـ

(ا) تاریخ الخلفا ص 181 بحواله ابن عساکر ـ (ب) سی و پنجم (تاریخ الخلفا ص 181) ـ
(ج) ترمذی باب المناقب ج2 ص 267 و سنن ابن ماجه ص 16 ـ

(54) مفهوم این جمله روشن نیست، قیاساً این طور درست باشد "غره محرم سال (24 هجری بر مسند خلافت نشست و مدت خلافت وی)دوازده (سال وده)روزکم و یازده سال و یازده ماه و بیست و دو روز نیز گفته اند " (چنانچه شاه معین الدین ندوی چند روز کم دوازده سال نوشته است: رجوع کنید به تاریخ اسلام طبع اعظم گڈھ 1370هـ ج 1 ص 287)ـ

(55)عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتدخلن بشفاعة عثمان سبعون الفاً کلهم قد استوجبوا النار الجنة بغیر حساب رواه ابن عساکر (مسالک السالکین ج1 ص 121)

حضرت امیر المؤمنین علی
کرم الله وجهه

* *

کنیت ایشان ابوالحسن و ابو تراب است و لقب مرتضی و اسد الله و نام شریف ایشان علی است و هو ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن هاشم ابن عبدالمناف و نام مادر ایشان فاطمه بنت اسد (1) اسلم بن عبدالمناف و ولادت ایشان در مکه معظمه بوده است در درون خانه کعبه مبارک روز جمعه سیزدهم رجب بعد از واقعهٔ فیل به سی سال و بعضی گفته اند که ولادت ایشان در خانه کعبه بوده در سال اول بعث حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم یازده سال بودند ، بعضی سیزده سال گفته اند و اول کسی که ایمان آورده ایشان بوده و در سال سی وپنجم یا سی و ششم از هجرت بر مسند خلافت نشستند و مدت خلافت ایشان پنج سال و سه ماه و بقولی چهار سال و نه ماه بوده و وفات ایشان شب دو شنبه بیست و یکم ماه رمضان سال چهلم هجری و بقولی روز جمعه هفدهم ماه مذکور روی نموده و بعضی بیست و سوم گفته اند و مدت عمر شریف ایشان شصت و سه سال یا شصت و پنج سال بوده و نقش نگین ایشان " الملک لله "- گویند حق سبحانه و تعالی برای حضرت امیر المؤمنین (رض) دو بار رد شمس کرد و آفتاب را از مغرب باز گردانید (56) ، یک در عهد رسول الله صلی الله علیه و آله

صح 96

---

(1) اسد بن هاشم بن عبد مناف (مروج الذهب ، طبقات ابن سعد)-

(56) عن اسماء بنت عمیس (رض) قالت کان رأس رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجر علی وکان یوحی الیه فلما سری عنه قال لی یا علی صلیت العصر قال لا قال اللهم انک تعلم انه کان فی حاجتک وحاجة رسولک فرد علیه الشمس فرد ها علیه وغابت الشمس " یعنی از اسماء بنت عمیس روایت است که سر مبارک رسول الله (ص) در آغوش علی (رض) بود و بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم وحی نازل می شد حتی که آفتاب غروب شد ، آنحضرت (ص) پرسید یا علی ! آیا شما نماز عصر خوانده اید ؟ عرض کرد نی " فرمود " یا الله ! شما میدانید که علی در کار شما و رسول شما مشغول است " پس آفتاب واپس آمد و علی نماز خواند ، بعد از آن آفتاب غروب کرد -(شرح مشکل الآثار از علامه طحاوی ، طبع دار صادر بیروت 1333 هـ ص 8-9 علامه سیوطی در " جزء کشف اللبس فی حدیث رد الشمس " میگوید که رد الشمس از معجزات آنحضرت صلی الله علیه وسلم است (خصائص الکبری ، مترجم [illegible] لاهور ج 2 ص 135)

وسلم و پنجار بعد از وفات آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و سلم و قبر ایشان در نجف است چنانچه در شواهد النبوه مسطور است که امیرالمؤمنین حسن و حسین (رضی اللّٰہ عنهما) را وصیت کرده اند که چون می میرم مرا بسر بشهید و بیرون برید و بخزنین که الحال به نجف شهرتی دارد برسانید و آنجا سنگ سفید خواهید یافت که ازان نور درخشان است آنرا بکنید در آنجا کشادگی خواهید یافت مرا در آنجا دفن کنید و ملا عبدالغفور لاری (رح) (57) آورده اند که قبر حضرت علی کرم اللّٰہ وجهه در بلخ است در موضعی که بآستانهٔ امیر مشهور است و درین باب حجتهای آورده اند واللّٰہ اعلم بالصواب ـ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم "انت بمنزله هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی متفق علیه (1) وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه (ب)" همچنین در صواعق است یعنی گفت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم هر کسی را که هستم من مولای او پس علی مولای اوست، خدای دوست دارد کسی را که دوست دارد علی را و دشمن دارد کسی را که دشمن دارد علی (ر ض) را و ترتیب فضیلت چهار یار سید ابرار (صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم) بترتیب خلافت است چنانچه در کلام اللّٰہ در آخر سورهٔ فتح اشاره بآن شده " محمد رسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ و رضوانا (ج)" والذین معه مدح صدیق رضی اللّٰہ عنه است که بقرب و معیت و رفاقت در غار مخصو

صح 97

(ا) بخاری ج 3 ص 564 ـ ترمذی باب المناقب ج 2 ص 772 ـ سنن ابن ماجه ص 17 (ب) ـ
(ج) الفتح 29 ـ قال الجمهور جمیع اصحابه (روح المعانی)ـ

(57) مولانا عبدالغفور لاری (رح)از شهر لار بود از اولاد سعدبن عباده انصاری (ر ض)که مهتر قبیلهٔ خزرج بود (رشحات عین الحیات مؤلفه فخرالدین علی بن حسین واعظ کاشفی طبع ایران 2536 ج 1 ص 278)و از خواص شاگردان برجسته مولانا عبدالرحمن جامی (رح) و از اجله علما عصر خود بوده است ـ بتاریخ یکشنبه پنجم شعبان 912 هـ در شهر هرات در گذشته و در جوار استاد خود (مولانا جامی) مدفون گشت ـ (ایضاً ص 103)ـ

بود و اشدآء علی الکفار صفت فاروق است رضی اللہ عنہ کہ در نہایت وی شدت و غلظت او بود با اہل شرک و نفاق - ہمہ طعن را اتفاق است رحماء بینہم نعت ذوالنورین است رضی اللہ عنہ کہ رافت و حیا و دلنوازی و بوفا معروف و مشہور است - (58) تریہم رکعاً سجداً شرح حال مرتضی است رضی اللہ عنہ کہ اکثر اوقات او بوظائف و طاعات میگذرانید - یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا می طلبند این بزرگان فضلی من اللہ از خدا یعنی زیادتی ثواب از وی جویند و رضوان و خوشنودی - حسینی (ا) - و نیز در حسینی آوردہ اند کہ ابو الاشدین مر صدیق رضی اللہ عنہ را گفت کہ زیان کردی ای ابابکر کہ دین پدران را بگذاشتی و از عبادت بتان دست باز داشتی ، جواب داد کہ زیان کار نباشد آنکہ سخن حق سبحانہ را شنود و عمل خیر بجا آرد بلکہ زیان کار آنست کہ بت پرستد و متابعت شیطان کند - حق سبحانہ و تعالی موافق صدیق رضی اللہ عنہ این سورہ فرستاد "والعصر" سوگند بخدای روزگار یا پروردگار کہ مشتمل است بر اعاجیب بسیار یا بنماز دیگر یا بعصر ہمہ پیغمبری یا بعصر تو ای محمد کہ فاضل ترین ہمہ عصرہا است جواب قسم آنکہ ان الانسان بدرستی کہ ابوالاشدین یا ابوجہل یا ہمہ آدمیان "لفی خسر" ہر آینہ در زیان اند بسبب صرف اعمال (ب) در مطالب ناپائدار، پس ہمہ مشرکان ضائع کنندگان عمر در زیان کاری اند "الا الذین امنوا" مگر آنکہ گرویدہ اند "وعملوا الصلحت" و کارہا پسندیدہ کردہ اند "وتواصو" و وصیت کردہ یکدیگر را "بالحق" بعمل راست و درست کہ اقامت است

سع 98

(ا) یعنی تفسیر حسینی - (ب) اعمار (جمع عمر درست است) کذا فی تفسیر حسینی ص3 10 کہ ماخذ این اقتباس است -

(58) از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت است کہ باری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم آمد ، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم جامہ ہای خود را درست فرمود و گفت از کسی کہ فرشتگان حیا می کنند من چگونہ حیا نکنم - (تاریخ الخلفاء ص 169) -

بر طریق حق یا بقول صحیح که قرآن است "وتواصوا با لصبر" و وصیت کرده اند بر صبر بر اطاعت یا از معصیت و بعضی از مفسران بر آنند که "لفی خسر" کنایت است از حال ابوجهل[1] و "آمنوا" ایما است بصفت صدیق رضی الله عنه "وعملوا الصّلحت" اشارت بکردار فاروق رضی الله عنه "وتواصوا بالحق" مخبر است از گفتار ذوالنورین "وتواصوا بالصّبر" حکایت است[ب] از سیرت مرتضی علی رضی الله عنهم اجمعین و در تکلمه الایمان از صحیح بخاری نقل کرده است که آنحضرت یعنی علی مرتضی رضی الله عنه فرموده است که "خیرالنّاس بعدالنّبی ابوبکر ثم عمر ثم رجل آخر - پس پسرش محمّد بن حنیفه رضی الله عنه گفت "ثم انت" فرمود "من یک[ج] مردی ام ازمسلمانان و این حدیث بطرق متعدّده بصحت رسیده است و در بعضی طرق آمده سح 99 که فرمود " دانا و آگاه باشید که بمن رسیده است که جمعی از مردمان مرا تفضیل میکنند بر ابو بکر و عمر (رضی الله عنهما) و هر که مرا تفضیل کند بر ایشان وی مفتری است ، هر چه بر مفتریان کنند بر وی کردنی است[د]" و در تکلمه الایمان از دار قطنی روایت میکند که ابو حجیفه (رض)[59] که علی مرتضی را رضی الله عنه افضل اعتقاد میکرد جماعتی دریافت که مخالفت وی میکنند ، پس بمخالفت ایشان سخت محزون شد و پیش حضرت امیر (رض) رفت ، پس آنحضرت دست او را بگرفت و بخانه درون برد ، پرسید یا ابا حجیفه! سبب حزن و دلگیری تو چیست؟ وی حقیقت حال را عرض کرد ، فرمود " یا ابا حجیفه! خبر دهم ترا که بهترین امت ابوبکر (رض) است ثم عمر ثم عثمان (رضی الله عنهما) - " پس ابو حجیفه (رض) گفت " عهد کردم خدا را که این حدیث پوشیده ندارم که از حضرت مرتضی (رض) بمشافه شنیده ام " و هم از ابوحجیفه

---

(1) معصیت (تفسیر حسینی) - (ب) حاکی (ایضاً) - (ج) ازالة الخفا مؤلفه شاه ولی الله محدث دهلوی (رح) طبع سهیل اکادمی لاهور 1396هـ مقصد اول ص 67 - (د) ایضاً ص 68 -

(59) حضرت ابو حجیفه رضی الله عنه یکی از شحنه های علی رضی الله عنه بود ، پسرش حضرت عون بن ابی حجیفه گوید "کان ابی من شرط علی" (ازالة الخفا مقصد اول ص 67) -

روایت کرده اند که گفت "شنیده ام علی مرتضی را رضی الله عنه که بالای منبر کوفه می گفت بهترین این امت بعد از پیغمبر (صلی الله علیه و آله و سلم) ابو بکر (رض) است ثم عمر (رض) [1] و امثال این اخبار در غایت شیوع و اشتهار آمده بلکه به سرحد تواتر رسیده است این هم از تکمله الایمان است و هر چهار یار بهترین جمیع خلائق خدا بعد از انبیاء علیهم الصّلوه والسّلام باید شناخت که علماء اسلام متفق اند برین و چون خلافت ابوبکر رضی الله عنه باجماع ثابت شد و امتثال امر او بر کافهٔ مسلمانان لازم گشت و وی در وقت رحلت خود تفویض امر به عمر فاروق (رض) کرد ، او را خلیفه ساخت و عهد نامه بنام او نوشت و مردم را بمتابعت هر که در آن نامه است امر کرد و تمام اصحاب (رض) با وی بیعت کردند و علی مرتضی (رض) نیز بیعت نمود بایعنا لمن فیه ، خلافت عمر (رض) نیز باجماع ثبوت یافت و عمر در وقت شهادت خود امر خلافت میان شش کس عثمان و علی و عبدالرّحمن بن عوف و طلحه و زبیر و سعد بن ابی وقاص رضی الله عنهم مشترک گذاشت و ایشان تفویض برای عبدالرّحمن بن عوف (رض) کردند و وی عثمان را اختیار نمود ، پس علی مرتضی و تمام صحابه (رضی الله عنهم) با عثمان بیعت کردند و منقاد امر وی شدند و در احکام دنیا و دین او را امیر و حاکم دانستند [60] - خلافت عثمان نیز باجماع ثابت شد و بعد از وی علی مرتضی (رض) خود متعین بود و افضل و اکمل اهل زمان خود بود ، پس وی کرم الله وجهه باجماع حل عقد خلیفه برحق و امام مطلق شد -

---

(۱) رجوع کنید به ازالة الخفا مقصد اول ص 67 -

(60) سلمه بن ابی سلمه بن عبدالرّحمن از پدر خویش روایت می کند که پیش از همه کسیکه بدست عثمان بیعت کرد عبدالرحمن بود ، بعد ازان علی ابن ابی طالب نیز عمرو بن عمیره بن هنی مولای عمر بن الخطاب از پدر و جد خویش روایت کرد که من پیش از همه علی را دیدم که بدست عثمان بیعت کرد بعد ازان پی در پی مردم آمدند و بیعت کردند رضی الله عنهم وارزقنا اتباعهم - (طبقات ابن سعد ج 3 ص 185)

ذکر امیر المؤمنین حضرت حسن
رضی اللہ تعالی عنهم

* *

کنیت ایشان ابو محمد است و لقب تقی و سید است و نام حسن و هو ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه و ولادت ایشان بمدینه منوره هست در رمضان سال سوم از هجرت و جبرائیل علیه السلام نام ایشان به هدیه پیش رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله و سلم بر قطعه حریر بهشت نوشته آورده و گویند که ایشان شبیه ترین مردمان بودند به رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله و سلم از سینه تا بفرق سر و مدت عمر شریف ایشان چهل و هشت سال بود که و مدت خلافت شش ماه و وفات ایشان در پانزدهم ربیع الاول سال پنجاه هجری بود و قبر ایشان در بقیع است ـ

سج 100

ذکر امیر المؤمنین حضرت حسین
رضی اللہ تعالی عنه

* *

کنیت ایشان ابو عبداللہ است و لقب شهید و نام حسین و هو ابن علی ابن ابی طالب و ولادت ایشان در مدینه منوره بود روز سه شنبه چهارم شعبان سال چهارم از هجرت و گویند مدت حمل ایشان شش ماه بوده است و مدت عمر ایشان پنجاه و هفت سال (61) و پنج ماه بود و شهادت ایشان در کربلا بود روز شنبه عاشوره وقت نماز پیشین و بقولی روز جمعه وقت نماز جمعه سال شصت و یک هجری روی داده و قبر ایشان در کربلا است ـ عبداللہ بن حسین در هفت سالگی از دست طلحه بن هاشم شهید شده است ، قبرش در بقیع ـ سرت) ـ

---

(61) چون ولادت ایشان در شعبان سال چهارم هجری و وفات در محرم سال شصت و یک هجری روی داده لهذا مدت عمر ایشان پنجاه و شش سال و پنج ماه می شود ـ (کذا فی مسالک السالکین از مرزا محمد عبدالستار بیگ سهسرامی طبع آگره ج 1 ص 194)

بدانکه سرمایۀ همه مقاصد و منتهای همه مطالب طلب و محبت و معرفت پروردگار هست

جلّ و علا - انسان از جهت این است که حق تعالی فرموده است " و ما خلقت الجنّ والانس

الّا لیعبدون "(ا) ای لیعرفون و مهتر داوٗد علیه السّلام مناجات کرد "الهی ! لماذا خلقتالخلق؟"

فرمان شد " کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف "(ب) یعنی خلق را از برای

معرفت خود پیدا کردم تا مرا بشناسند و بما روی آرند و ابتدای این راه از شریعت است

و آن فرائض و واجبات و سنّت و مستحبات است و چنانچه لقمه و جامه و تن خود را از حرام و

شبه و پلیدی و حسد و خیانت پاک دارد و حواس خمسه را از الواث معصیت نگاه دارد و این

را طهارت جوارح گویند از معصیت و این جمله شریعت است - پس از آن راه راه طریقت است و

آن آنست که خود را از اخلاق ذمیمه چنانچه حبّ الدّنیا و جاه و شهوات و حسد و کینه و

کبر و حرص و بغض و بخل و غیر ذلک پاک دارد و بصفات حمیده چنانچه صدق و صفا و حلم و

سخا و مروّت و وفا و احسان با خلق و جز آن آراسته کند ، این را گردش و تبدیل و اخلاق

گویند - پس از آن راه راه حقیقت است و آن سرّیست که در سینۀ عارفان می باشد(ج) و این مطلوب سح 1 10

است از شریعت و طریقت که آن پوست است و این مغز ، بیت :

حقیقت راه حق سرّی نهان است   درون جان سپردن آن جهان است(د)

این عبارت مولانا جلال الدّین تها نیسری (رح) است که در ارشاد(ر) خود آورده است و

حضرت مولانا نظام الدّین خاموش علیه الرّحمه گفت که شریعت و طریقت و حقیقت را در هر چیزی

بیان می تواند مثلاً دروغ گفتن که نهی به نسبت آن وارد است ، اگر کسی آنرا بسعی و

مجاهده که بر طریقۀ استقامت نباشد از زبان دور گرداند که باختیار از زبان صادر نشود

این شریعت است لیکن باوجود این می تواند بود که در باطن داعی دروغ گفتن باقی باشد

(ا) الذّاریت 56 - (ب) این حدیث با تغیر الفاظ درالمصنوع فی احادیث الموضوع از ملا علی قاری طبع لاهور ص 20 موجود است - (ج) سح ، فح ، مظ - متابند - (د) سح ، مظ (آن) ندارد - (ر) ارشاد

سعی و مجاهده در آنکه از باطن داعی دروغ گفتن دور شود این طریقت است و چنان شدن که باختیار و بی اختیار دروغ گفتن نیاید ، نه از دل و نه از زبان این حقیقت است و حضرت خواجه عبدالله[ا] احرار قدس الله سره فرمود که شریعت اجراء احکام است بر ظاهر و طریقت تحمّل و تکلّف است در جمعیت باطن و حقیقت رسوخ است درین جمعیت و پیر علی هجویری قدس سره در کشف المحجوب آورده است که این دو عبادت مر این قوم را که یکی صحت حال ظاهر نکنند و یکی اقامت حال باطن و دو گروه اندرین معنی بغلط اند یکی علماء ظاهر که گویند که فرق[ب] نکنیم که شریعت خود حقیقت است و حقیقت خود شریعت و یکی گروه از ملاحده که قیام هر یک از پی دیگر روان دارد و گویند که حال حقیقت گشت شریعت بر خیزد و این سخن از شیعه است و دلیل ایشان آنکه شریعت اندر حکم از حقیقت جدا هست چنانچه تصدیق از قول جدا هست اندر ایمان، و دلیل مایان آنکه جدا نیست زیراکه تصدیق[ج] بی قول ایمان نباشد و قول بی تصدیق[د] گردش نه و فرق ظاهر است میان قول و تصدیق ـ پس حقیقت عبارت است از گردیدن معنی که نسخ بر آن روا نباشد از عهد آدم (ع) تا بفنای عالم ، حکم آن متساوی است چون معرفت حق و شریعت عبارت است از گردیدن معنی که نسخ و تبدل بر آن روا بود چون احکام و اوامر ، پس شریعت فعل بنده بود و حقیقت داشت خداوند و حفظ و عصمت وی تعالی ـ پس اقامت شریعت بی وجود حقیقت محال نباشد و اقامت حقیقت بی شریعت محال و مثال او چون شخصی بود زنده بجان و چون جان از وی جدا شود آن شخص مرده شود ، جان وی که قیمت ایشان بمقارنت یکدیگر است ـ همچنین شریعت بی حقیقت ریای بود و حقیقت بی شریعت نفاق و خداوند گفت عزّ و جل "والذین جاهدوا فینا لنهدینّهم سبلنا"[ر] یعنی آنکه کوشش نماید در کار ما و اقامت دین ما هر آینه ره نمائیم ایشان را از راه های خود

سح 102

(ا) عبدالله ـ (ب) فح ، مر ، مظ ـ مواحده ـ (ج) بلا ـ سح ، فح ، مظ ـ بی ـ (د) ایضاً ـ
(ر) العنکبوت 69 ـ

پس مجاهدت شریعت است و هدایت حقیقت است ، آن یکی حفظ بنده احکام ظاهر را با خود و آن دیگر حفظ حق مر احوال باطن را به بنده ، پس شریعت از مکاسب بود و حقیقت از مواهب ـ

بدانکه راه خدای عز و جل در مشرق و مغرب و جنوب و شمال نیست و در زمین و آسمان نیست بلکه در بهشت و عرش هم نیست ، راه خدای تعالی در درون تست کما فی قوله تعالی "و فی انفسکم افلا تبصرون"(۱) راه خدای تعالی بدل تواند رفت نه بقدم که کار جوارح عبادت است نه معرفت ، چنانچه در حدیث قدسی آورده است "لا یسعنی ارضی و لا سمائی و لکن یسعنی قلب عبد مؤمن"(62) لیکن این راه مشکل است ، پس ترا رفیق میباید اگر بی رفیق روی در چاه ضلالت افتی که حضرت رسالت پناه علیه الصّلوه و السّلام فرمود "الرّفیق ثمّ الطّریق"(ب)

سع 103

راه رو باید که درین بادیه پرسوراهی است(ج)	مرد سرگشته چه داند که کجا باید رفت
بی رهبری بدشت کسی ره نمی برد	از بهر وصل دوست یکی رهنما بگیر

اگر مردی بجان و دل بگیری دامن مردان	یقین میدان که جانت را بجانان آشنا سازند
دل بهلول میدارد امید از کردگار خود	که جان را در دم آخر وطن ملک بقا سازند
بجان و دل بزن چنگی بمردان خدا مردم	بچنگ دامن مردان قدم با دم یکی سازند
بزن بهلول چنگ دل بمردان خدا امروز	که فردا دستگی رانند قدم باد یکی سازند(د)

---

(۱) الذاریت 21 ـ (ب) "التمسوا الجار قبل الدّار والرّفیق ثمّ الطّریق" (معجم الکبیر مؤلفه طامه طبرانی طبع بغداد 1979م ج 4 ص 319)ـ (ج) قیاساً "رهبری جو که درین بادیه پرسوراهی است"
(د) مصراع آخر از وزن افتاده است ـ

(62) لم تسعنی ارضی و سمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المؤمن" (تذکره الموضوعات مؤلفه محمد طاهر بن علی الهندی ص30 ـ علامه ابن تیمیه (رح) این حدیث را از اسرائیلیات شمار کرده است ـ (ایضاً) ـ

پس طالب را بحکم طلب واجب است که خدمت کفش صدیق کند که درین راه رفته باشد و مقتدای شریعت و طریقت و حقیقت گشته باشد تا آن مرشد کامل این طالب صادق را رامنمونی کند - مجتهدان شریعت با مشائخ طریقت بیعت کردند و مرید شده اند چنانچه امام اعظم (رح) با امام جعفر صادق (رح) و امام محمّد بن ادریس شافعی با هبیره بصری و امام محمّد بن حسن با داوٗد طائی و قاضی امام (ابو) یوسف با حاتم اصم و امام احمد بن حنبل با بشر حافی رضوان اللّٰه تعالی علیهم اجمعین - اگرچه ایشان در علم از همه فوقیت داشته اند لیکن درین راه سند مسلسل بحضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم شرط است چنانچه آن عزیز فرموده است :

دست بدستاو ردو سلسله   یک نظر مرد به از صد چله

صحبت پیر به زهر عمل است   هر که در صحبتاست در عمل است

زمن جان پدر این پند بپذیر   برو فتراک صاحب دولتی گیر

که قطره تا صدف را در نیابد   نگردد گوهر روشن، نه تابد

اگر تاثیر صحبت نیست افزون   نگردد هیچ مرغ از بیضه بیرون

اساس کار وقتی محکم افتاد   که موسی خضر را میکرد استاد

چو ممکن نیست رفتن بی دلیلی   بباید مصطفی را جبرئیلی

سح 104

دیگر آنکه چون حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم در حجة الوداع رفت مهتر جبرائیل (ع) بر او نازل شد و این آیت آورد قوله تعالی " الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا "(1) پس رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم دانست که نعمت الهی کلام اللّٰه بود تمام شد عمر من در دنیا نباشد زیرا که بغیر از کلام اللّٰه(ب) یک سخن نمی گفتم، پس

---

(1) المآئده 3 - (ب) سح - (تمام شد عمر من در دنیا نباشد زیراکه بغیر از کلام اللّٰه) ندارد -

بنا بودن کلام اللّه نابودن سخن من باشد و بنابودن سخن من نابودن عمر من باشد - پس

هفتاد شتران به مجاوران مکة اللّه داد و می گفت "ای امتیان ضعیف و ای عاصیان نحیف! در

دنیا و آخرت از اندوه و غم شما بیغم نبودیم ، الحال وقت رحلت است " - از جمله اصحاب (رض)

بلکه از هر سنگ و چوب بیت اللّه غریو و ناله برآمد (1) - بعد از آن رخ مبارک بمدینه منوره نهاد -

چون در بیر سامت رسید تب محرق او را پیدا شد ، سه صد کس اصحاب را درآن محل ذکر

و فکر تلقین کرد و می گفت " اصحابی کالنّجوم بایّهم اقتدیتم اهتدیتم " - کما قال اللّه تعالی

عزّ وجل " انّ الّذین یبایعونک انّما یبایعون اللّه ید اللّه فوق ایدیهم (ب) " - تب محرق صورت نبود

زیرا که حجة الوداع در سال دهم از هجرت بود و وفات آنحضرت صلی اللّه علیه و آله وسلم

در سال یازدهم بود و بیعت آنحضرت (63) علیه من الصّلوات و التّسلیمات با اصحاب کرام علیهم من

الرّضوان در سال ششم بود - بنا برآن این فقیر حقیر خاک پای کبیر و صغیر عاصی و جانی

عفی اللّه تعالی عنه دست بر دامن گنج انوار و مخزن اسرار ، پیشوای شریعت و مقتدای طریقت

و رهنمای حقیقت و مخزن معرفت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت حافظ محمد (64) بنی اسرائیلی

سع 105

---

(1) سع ، فع ، مظ - نا لان - (ب) الفتح 10 -

(63) ازین بیعت مراد "بیعت رضوان" است که در سنه ششم هجری بمقام حدیبیه زیر درختی مغیلان که در لغت عربی "ام غیلان" گویند انجام نمود ، آنوقت تعداد صحابه (رض) باختلاف روایات هزار و سیصد یا هزاروچهار صد یا هزار و پانصد بود - از حضرت جابر (رض) هزار و چهار صد منقولست وهمین قول ارجح است (تفسیر ابن کثیر ، الفتح 10

(64) ولادت با سعادت ایشان اغلباً در سال 1155 هـ در موضع کله ڈهیر متصل عمرزی (بخش چارسده ، شهرستان پشاور) واقع شد ، پدرش دورخان بود - شیخ موصوف در زمانهٔ تیمور شاه پسر احمد شاه ابدالی درگذشت -

سرهندی[65] قدس الله سره و برد الله مضجعه زده و خدمت کفش مبارک آن صاحب کرده و باجازت دو سلسله یکی عالیه نقشبندیه طیفوریه[66] صدیقیه و دیگر مشترکه قادریه جنیدیه[67] عالیه مشرف

---

(65) سرهندی یا سرهنی نام قبیله ای از قبائل افغانان است که بنام سرهن بن قیس عبد الرشید موسوم است - بعد از هجوم آوردن بخت نصر به فلسطین بعضی از قبائل بنی اسرائیلیان از مظالم بخت نصر تنگ آمده هجرت کردند و در حوالی مکه معظمه در سرزمین عرب آباد شدند. نعمت الله هروی مؤلف تاریخ مخزن افغانی و شیر محمد خان گنڈاپور مؤلف تواریخ خورشید جهانی میگویند که در زمانهٔ نبی آخرزمان صلی الله علیه وسلم سرداران این قبائل به دعوت و ترغیب خالد بن ولید (رض) زیر قیادت قیس در خدمت اقدس حاضر شده مشرف باسلام شدند آنحضرت صلی الله علیه وسلم نام عبرانی قیس را تبدیل کرده عبد الرشید نام نهاد (واضح باشد نام عبد الرشید به زمرهٔ مهاجرین یا انصار (رض) در کتب صحاح رجال یافته نشد، ممکن است عبد الرشید از مهاجرین مکه یا انصار مدینه نباشد بلکه از وفود و طوائف دور دست بوده باشد والله اعلم) بقول مؤرخین مذکور حضرت خالد (رض) دختر خویش سارا را در عقد عبد الرشید داد، وی را ازو سه فرزند متولد شدند که بزرگتر آنان سرهن بود، دیگر دو فرزند غورغشت و بتن بودند - (رجوع کنید به تاریخ مخزن افغانی مترجمه دکتر محمد بشیر حسین (مرحوم) طبع مرکزی اردو بورڈ لاهور 1968م ص 425 - تواریخ خورشید جهان طبع لاهور 1311هـ ص 60-1 (؟)

(66) یعنی پیروان بایزید یا ابویزید طیفور بن عیسی بن سروشان بسطامی رحمه الله علیه (م 261هـ) که باصطلاح شیخ علی هجویری (رح) طریقت وی غلبهٔ سکر بود و غلبهٔ شوق حق عزوجل و سکر و مستی از کسب آدمی نباشد و هر چه از دائرهٔ اکتساب خارج بود بدان دعوت کردن باطل بود و تقلید بدان محال (کشف المحجوب ص 163) -

(67) یعنی پیروان ابوالقاسم جنید بن محمد (رح) متوفی 297هـ که اصلاً از مردم نهاوند و ساکن بغداد بوده است و خواهر زادهٔ عارف معروف شیخ سری سقطی رحمه الله علیه است - مسلک جنید (رح) صحو بود و مخالف مسلک طیفور (رح) - طریق جنید (رح) بمذاق متشرعین نزدیک تر بوده و غالب صوفیه پیرو طریق وی بوده اند و برای مبتدیان طریقت صحو را که توفیق بین شریعت و طریقت و جمع بین ظاهر و باطن است مناسب تر شمرده اند -

• • • • • • • • • • • • • • • • • • • •

شده و وفات ایشان در ماه ربیع الثانی شب پنج شنبه بیست و ششم ماه مذکور وقت نماز خفتن سال هزار و دو صد و شش هجری بود و قبر مبارک ایشان در کله ذهیر است و آن موضع است (1) (68) از توابع هموزی و هموزی دهی است از ده های هشت نگر - از مخلفه محمد صدیق پشاونزی و پشاونزی دهی است از های پنیر و وفات ایشان مختم ماه شعبان شب پنج شنبه بعد از نماز خفتن و قبر مبارک ایشان نیز در آنجا است و ایشانرا اجازت طریقه از سه جانب رسیده است یکی از حضرت شیخ جنید پشاوری قدس الله سره که ذکر او در آخر بیان خواهد شد و دیگر از اخوند محمد شاه سدوی قدس الله سره و او از محمد نعیم کامه (69) و کامه دهی است از دههای ننگرهار ، از شیخ ماهون یوسف زی قدس الله سره و قبر مبارک ایشان در تهکال است و آن و آن دهی است از ده های پشاور ، از شیخ بهادر کوهاتی قدس الله سره از شیخ آدم بنوری قدس الله سره ، از شیخ احمد کابلی قدس الله سره و ایشان از اولاد حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی الله عنه بود و حنفی مذهب بود و در سرهند سکونت ورزیده، وفات ایشان در سال یک هزار و سی و چهار هجری بود و مدت عمر شریف ایشان شصت و سه سال بود و قبر مبارک ایشان در آنجا است - این هر دو صاحبان نیز در علوم ظاهری و باطنی آراسته و بر شریعت و طریقت پیراسته اند - از شیخ شهباز (70) قدس الله سره، از شیخ حبیب صاحب (71) قدس الله سره

[در نسخ 106 / در سرهند است و جانب سیم از اخوند مومن ککری و ککر دهیست از ده های پشاور و مبارک ای]

---

(68) ولادت وی در گجرات (بخش مردان) بتاریخ 7 محرم 1095 هـ بظهور رسید (روحانی رابطه ص 79)

(69) ایشان در موضع کلیم پور که از نواحی کامه است بتاریخ 13 رجب 1029 هـ چشم بدنیا کشود و بعد ازان در موضع محمود کلی (نزد کنړ) سکونت ورزیده بتاریخ 12 جمادی الثانی 1121 هـ وفات یافت (احوال العارفین مؤلفه غلام فرید طبع تذیر سنز لاهور 1979 م ص 50) -

(70) شیخ شهباز نقشبندی (متوفی 1146 هـ) در موضع ادی زی (متنی - بخش پشاور) در سال 1034 هـ ولادت یافت - علوم دینی همین جا از سید بخاری اخذ کرده بعد ازان در کوهات از حاجی عبدالله بهادر (رح) خرقهٔ خلافت حاصل نمود - چون حاجی بهادر وفات یافت شیخ موصوف بدست شیخ حبیب پشاوری تجدید بیعت نموده ازان هم بخلعت خلافت مشرف گشت -

(71) شیخ حبیب الله المعروف بشیخ حبیب پشاوری بتاریخ 11 محرم سال 987 هـ در سرهند ولادت یافت و 13 صفر سال 1093 هـ در پشاور رحلت نمود (کتبهٔ مزار) - قبرش در گوشهٔ غربی و نیز باغ پشاور است

که هر دو در پشاور در یک روضه اند ، از شیخ فرید الدّین ابن اخون پنجو بابا علیهما الرّحمة و قبر وی در اجمیر است بجوار خواجه معین الدّین چشتی رحمه الله علیه، از شیخ آدم بنوری رحمه الله علیه ، ایشان بزیارت حرمین الشّریفین مشرف شده بود ، هر گاه که بزیارت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم میرسید میگفت " السّلام علیک یا رسول الله " آواز میشنید " علیک السّلام یا ولدی " و بدولت مصافحه مشرف شده بود و میگفت که در وقت مصافحه نظر کردم ارواحان متابعان من تا قیامت حاضر بودند و بر دست هر یکی دست آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم دیدم و مرا برای خطاب مخاطب کرده که هر که دست تو گرفته لهت او دست من گرفته است و قبر وی در بقیع است بجوار عثمان ابن عفان رضی الله عنه - از شیخ احمد کابلی رحمة الله علیه ، احوال وفات و تواریخ ایشان ذکر شده است و ایشان را اجازت از سلسله شریفه چشتیه از خواجه عبدالاحد قدس الله سره رسیده است و ایشان را از خواجه عبدالقدوس گنگوهی (72) قدس الله سره رسیده است - گنگوه (الف) از توابع دهلی (ب) است و ایشان را از خواجه محمّد عارف (ج) قدس الله سره رسیده است و ایشان را از پدر خود خواجه احمد عبدالحق قدس الله سره رسیده است و ایشان را از جلال الدّین پانی پتی قدس الله سره و ایشان را

(ا) سع ، فع ، مظ - کند کوهی - (ب) ایضاً کندکوه - (ج) ایضاً - ڈہلی - (د) ایضاً - پانی پتی -

(72) شیخ عبدالقدوس گنگوهی رحمة الله علیه یکی از بزرگان معروف سلسلهٔ صابریه چشتیه بود و مرید شیخ محمّد بن شیخ احمد عبدالحق رودلی (رح) متوفی 836 هـ یا 837 هـ بود - ویرا تصانیف بسیار بوده از قبیل انوارالعیون فی اسرارالمکنون و شرح عوارف المعارف و حاشیه فصوص الحکم و رسالهٔ قدسیه و غرائب الفوائد و [illegible] رشد نامه و مظهر العجائب و لطائف القدسی (ملفوظات) و بحر الانشعاب و شرح مصباح و فوائد القرآت (رجوع کنید به حدیقه الاولیا ترجمه و تحشیه از محمد اقبال مجددی طبع لاهور 397 هـ - ص 90) -

از خواجه علاؤالدّین علی صابر قدس اللّه سره و ایشان را از شیخ فریدالدّین گنج شکر قدس اللّه سره - نام ایشان فریدالدّین مسعود و پدر او جمال الدّین سلیمان از طرف کابل در عهد سلطان شهاب‌الدّین غوری خواهر زادهٔ سلطان محمود غزنوی از طرف ملتان آمده بودو در نواحی ملتان قصبه ایست کهوتوال ، آن عزیزالوجود را قضای آن قصبه دادند ، آنجا تأهل نمودند و موطن (ب) گشت و او را سه فرزند متولد شدند ، پسر بزرگ عزیزالدّین محمود (ج) و پسر میانگی او فریدالدّین مسعود و پسر خورد نجیب‌الدّین متوکل (74) او از اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللّه عنه از جانب پدر و مادر ایشان دختر مولای وجیه الدّین خجندی است در کمال (73) (ا)

(ا) به - (ب) متوطن - (ج) اعزالدّین محمد (سیرالعارفین مترجمه محمد ایوب قادری طبع مرکزی اردو بورڈ لاهور 1976 م ص 42) - اعزالدّین محمود (

(73) خواجه علاؤالدّین علی احمد صابر (رح) بن سید عبداللّه (بقولی سید عبدالرّحیم عبد السّلام متوفی 17 ربیع الاول 597هـ) بن سید فتح اللّه تارینخ 19 ربیع الاول 592هـ در هرات تولد یافت (رجوع کنید به تذکره صابر کلیری (رح)تصحیح و مقدمه از سخاوت مرزا طبع اول اقبال پبلشرز کراچی 1966 م ص23-26 بحوالهٔ انوارالشّهود مصنفه سید عبدالرّحیم عبدالسّلام) - دربارهٔ شیخ علی صابر ذکر مفصلی در کتب معاصر یافته نمی شود ، در سیرالاولیا این چند سطور غیر واضح منقولست " کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورداز خدمت والا سماع دارد که درویشی بود بزرگ صاحب نعمت که او را شیخ علی صابر گفتندی در درویشی قدمی ثابت و نفس گیرا داشت و ساکن قصبه ڈهکری بودی ، او را از شیخ شیوخ العالم فریدالحق‌والدّین اجازت بیعت بود ......شیخ شیوخ العالم در باب او فرمودی که ای صابر ! برو بروکها خواهی کرد یعنی ترا عیش‌خوش خواهد گذشت - الغرض تا آخر عمر شیخ علی صابر (رح) را عیش‌خوش گذشت و او مردی خوش‌باش و کشاده ابرو بود " - (سیرالاولیا طبع مرکز تحقیقات ایران و پاکستان اسلام آباد 1398هـ ص 195) -

(74) بقول محمد غوثی ماندوی "مسعود بن سلیمان بن قاضی شعیب بن احمد بن یوسف بن شهاب الدّین بن فرخ شاه کابلی " (اذ کارابرارترجمه گلزارابرار مترجمه فضل احمد طبع اسلامک بک فاؤنڈیشن لاهور 1395هـ ص48) مفتی غلام سرور نوشته است "شیخ فریدالدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شهاب الدین بن احمد المشهور به فرخ شاه بادشاه کابل بن نصیرالدین بن محمود المعروف به نشیمانشاه بن سلطانشاه بن سلیمان بن مسعود بن عبداللّه بن واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحٰق بن سلطان التقین ابراهیم بادشاه بلخ بن ادهم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللّه بن امیرالمؤمنین فاروق اعظم رضی اللّه عنه " - (حدیقة الاولیا ص 75) -

سج 107

عصمت و صاحب کرامات بودند و یکی از کرامات او اینست که شبی از شبها حضرت والدهٔ مبارکه بتهجّد تهجد مشغول بود ، دزدی در خانهٔ او در آمد ، از هیبت آن مستوره (ا) یکابک نابینا گشت و خواست که از خانه بدر آید ازکوری چشم راه نمی یافت ، آواز داد که من دزد بودم برای دزدی درین خانه آمده بودم ، درین کیست که دهشت او مرا کور گردانیده است، عهد می کنم که اگر بینای یابم پس ازین دزدی نکنم و از کفر به اسلام در آیم - والدهٔ حضرت شیخ چون این شنید بینای او از حق باز طلبید ، بفرمان الله تعالی بینا گشت - چون روز شو با زن و فرزند آوند پر از جغرات بر در ایشان رسید و گفت " من آن دزدم که شب گذشته درین خانه بدزدی آمد و عورتی مبارکه درین جا بنماز مشغول بود ، من از هیبت او یکلی نابینا شدم و با خود عهد کردم که اگر بینای یابم هرگز بدزدی نشتابم ، بفرمان الله تعالی بینا گشتم ، اکنون آمدم با اهل و عیال خود که مسلمان شوم - آخر همچنان کرد و یکی از صلحا گشت و بسی خدمت ها نمود و الآن قبر او هم درین قصبه است ، مردم آن دیار از زیارت آن مزار برکتها یابند و او به شیخ عبدالله مشهور است و قبر پدر بزرگوار حضرت سلطان المشائخ فریدالملة والدّین مسعود و مزار خدمت عزیزالدّین محمود که برادر بزرگوار حضرت شیخ است هم در آن قصبه است - از سیرالعارفین - (ب)

حضرت شیخ صائم الدّهر بودند و در صحت و مرض افطار نمی کردند و گنج شکر از آن جهت گویند که حضرت شیخ را هفت روز گذشته بود که افطار نکرده بود و ضعف بر ایشان غالب شد ، بخدمت پیر خود روان شد و در اثنای راه از ضعف پای ایشان بلغزید چنانکه بر زمین افتاد و در دهن مبارک ایشان پارهٔ گل در آمد ، تمام شکر گشت، (ج) از آنجا نیز برخاستند و بخدمت پیر خود رفتند و حضرت خواجه فرمودند فرید ! گل که بدهانت رسیده شکر شد حق تعالی

(ا) سج - مستعده ، فج ، مر - ستوده - (ب) رک به سیرالعارفین ص 42 - 43 - (ج) سج ، فج ، مظ خواست که بخدمت پیر خود رفتند -

وجود آنرا گنج شکر گردانید ـ چون از خدمت شیخ بیرون آمد هر کس که ایشان را می دید گنج شکر میگفتند (ا) ـ آورده اند که روزی بر مقبره نشسته بود و مرید خود را دفن می کرد ، چون کردند رنگ رویش متغیر (ب) شد ، باز بر جای شد ، گفتند یا شیخ ! چه بود ؟ گفت گناهگار بود بشفاعت ایستادم هنوز سخن را تمام نکرده بودم که قطب عالم در رسید او هنوز در کلام بود که شیخ معین الدّین در رسید او هنوز در کلام بود که آواز تطین شیخ عثمان هارونیؒ پیدا هاتفی آواز بر طائفه کرد که بنظر دیوانه خواهید سوخت و الّا بگریزید ـ یاران گفتند یا شیخ ! اگر بدو نمی بخشند ، فرمود تا حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم هم حاضر شدند گفتند (ج) ایشان بخدمت خواجه معین الدّین چشتی (رح) نیز رسیده اند و حضرت خواجه معین الدّین در باب ایشان می فرمودند که بختیار (د) شهباز عظیم بقید آورده است ـ آورده اند که روزی پادشاه پتنه در شکار شد امّا در بیابان درختی گل صفا دید ، فرمود تا او را از بیخ برکشید (ر) ـ چون زمین را کاویدند درخت از خانه سر کشیده بود ، چون همان خانه را خراب کردند دید که جوگی در آن نشسته بود و بیخ (س) آن درخت در کاسهٔ او بود (س) ـ پادشاه بدو معتقد شد ، فرید در آن نواحی رسید گوشهای را بخود قرار داد و در آن زمان تمام نظر مردمان بدان سح 108 جوگی می رفت ـ آورده اند که شخصی را ازان محله ماده گاوی شیردار نمی ایستاد ، در پیش شیخ شد که گوشه نشین بود و گفت (ط) که دعا کن تا ماده گاوی من شیر دهد ـ شیخ دعا کرد ، همچنان شد بکذا تا اهل محلّه بدو رجوع کردند ـ چون شهرت یافت سخن را بپادشاه رسانیدند ، پادشاه شیخ را دعوت نمعد ، شیخ علیه الرّحمة حاضر شد و گفت که این چنین سلطانان (ع) را شاید که دین محمّد رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم را تبدیل کفر دهند ـ پادشاه گفت که جوگی چنان و چنین کرامت دارد اگر بدو شما برابری کنید ازو برگردم ـ

(ا) رک به سیر العارفین ص 62 ـ (ب) سح ، فح ، مظ ـ تغیر ـ (ق) گویند ـ (د) یعنی خوجه بختیار متوفی 14 ربیع الاول 633 ھ (اخبار الاخیار ص 32) ـ (ر) برکشند ـ (س) سح ، مظ ـ است ـ (ص) ایضاً ـ (ط) سح و فح و مظ ـ (ق) گفت ... ـ (ع) سح ـ سلطانین ـ

شیخ فرمود " خدای تعالی آسان خواهد کل کرد " چون جوگی در رسید شیخ را گفت که تو چه باشی ؟ شیخ گفت " صاحب این ولایت منم " جوگی گفت که مرا با شما کاری است ، بمسئله و حجت نیست بلکه کاری بکرامت است ـ جوگی بر مصلای خود بر نشست و در هوا شد ـ شیخ هر دو کفش مبارک خود را بالا انداخت ، جوگی چنان رفته بود که دیده نمی شد و آن کفش او را بر سرش زده فرود آوردند ـ بعد از آن شیخ بالا پرید ، جوگی نیز در عقب او بالا رفت، بعد از ساعتی جوگی فرود آمد ، بعدهٔ شیخ فرود آمد ، در قدم شیخ افتاد و توبه کشید و مسلمان شد ـ گفتند چرا ؟ گفت برکت عمل بود تا پایین آسمان رفتم و بالا راه ندادند امّا او را برکت عمل و ایمان بود ، ازین درگذشت و در کنگرهٔ بهشت رسید ـ تمام عالم مسلمان شدند و شیخ الحال در آنجا آسوده است و قول دیگر او را گنج شکر از آنجهت گویند که روزی بارهای شکر بر او میگذشت ، گفت این چیست؟ یکی از آن میان گفت " خاک است " فرمود "خواهد شد" بعد مدتی چون دیدند همه خاک بود ـ باز بر آن راه آوردند ، فرمود "چیست آنرا" گفتند "شیخنا شکر است" گفت "خواهد شد" باز شکر شد ـ آورده اند که شیخ فریدالدّین و شیخ بهاؤالدّین زکریا (رحمهاالله علیهما) هر دو در پیش شیخ شهابالدّین سهروردی (رح) شدند و سید جلال بخاری و شهباز قلندر (رحمهاالله علیهما)نیز همراه بودند ، امّا شیخ فرید را در دل خطره آمد که شیخ را سینه کلان است بمانند زنان چه واقعه باشد ؟ حضرت شیخ شهابالدّین (رح) دریافت، هرچهار را یگانه مرغ بداد و گفت این را در جای ذبح کنید که کسی نه بیند ـ

سح 09

(75) مراد شیخ جلال الدّین بخاری الملقب به میر سرخ بخاری اوچی است که جد شیخ جلال الدّین الملقب به مخدوم جهانیان جهانگرد (گشت)است زیرا که ولادت شیخ جلال الملقب به میرسرخ در سال 595هـ بظهور پیوست و وفات ایشان درسال 690هـ روی نمودولی زمانهٔ شیخ جلال مخدوم جهانیان از شعبان المعظّم 707هـ تاذ والحجه 785هـ بوده که بعد ازوفات شیخ فریدالدّین گنج شکر (670هـ)بوده است ـ مزارهای هر دو در اوچ است ـ (رجوع کنید به حدیقة الاولیاء ص 15 ـ157 و اخبارالاخیار مؤلفه شیخ عبدالحق محدث دهلوی (رح)طبع فاروقی اکادمی گهته، بخش خیر پور، سال طباعت ندارد ، ص 61) ـ

هرسه کس موقی را کشتند ، فرید (رح) برگشت ، آورد ، گفت چرا ؟ گفت "هیچ جای نیست که نمی بیند - بعد از آن شیخ شهاب الدّین (رح) او را فرمود که برو مردان خدای را طلب کن که ترا با من کاری نیست و از عهدهٔ تو نخواهم برآمد - فرید گفت کسی را بنمای ، فرمود در (76)
پیش قطب عالم شو و ولادت ایشان در قصبهٔ کتولوال که از توابع ملتان است و وفات ایشان روز سه شنبه پنجم محرم سال ششصد و شصت هجری روی داده و مدت عمروی نود و پنج سال و قبرش در (پاک) پتن است مابین ملتان و لاهور -

از خواجه اوشی کاکی قدس الله سره : نام ایشان بختیار بن احمد بن موسی و مولد ایشان از اوش فرغان (۱) است و آن قصبه ایست از توابع انجان (ب) و کاکی از آنجهت گویند که چون در دهلی (ج) متوطن شده اند و فتوح از کسی نمی فرمودند و خود همیشه مستغرق می بودند و بر فرزندان وی معیشت بعسرت می گذشت و آنها از بقالی که همسایهٔ ایشان بود بعد از فاقه ها چیز قرض نموده اوقات گذر (د) خود کرده ، روزی زن آن بقال گفت که اگر من در همسائیگی نمی بودم کار شما به هلاکت میرسید - این سخن به طبیعت ایشان گران آمد و عهد کردند که ازو قرض نگیرند - روزی این قضیه را بعرض خواجه رسانید ، فرمودند که من بعد ازین هرگز از کسی قرض نگیرید و در وقت حاجت بطاقی که در حجرهٔ ماست دست انداخته نان پخته بقدر حاجت بردارید، صرف خود هرچه خواهید بکنید و بعد ازان هر [illegible] گاه که میخواسته اند از آن طاق نان پخته می گرفتند و این خواجه قطب الدّین اکثر سماع می فرمودند و در سلسلهٔ متبرکه قادریه سید الطائفه شیخ جنید بغدادی (رح) فرموده اند و بعضی از اکابران کرده اند چنانچه شیخ الاسلام گفته اند که ذوالنّون مصری و شیخ شبلی و نیز از سلطان المشائخ که در خانقاه شیخ علی سنجانی (ر)

(لغ: اوقات خود کرده) — سح 110

(۱) [illegible] فرغانه ، (ب) اندیجان ، اوش در فرغانه (ماوراء النّهر) در سمت جنوب مشرق اندیجان قصبه ایست -(ج)سح ، غح ، مظ - ڈلی - (د) غح - اوقات گذران -(ر)سجستانی (سیرالعارفین)
(76) کهوتوال یا کهتوال قصبه ایست مابین ملتان و اجودهن که آنرا چاولی مشائخ میگویند - (رجوع کنید به حدیقه الاولیاء حاشیه ص 75) -

در مجلس سماع حاضر بود و درویشان صاحب حال و اهل کمال حاضر بودند ـ خواجه قطب الدّین (رح) نیز درین مجلس حاضر بود ، درین اثنا قوال این بیت که از حضرت شیخ احمد جام (رح) است خواند :

منزل عشقت مکان دیگر است (ا)	مرد این ره را نشانی دیگر است (ب)
معرفت در جبه و دستار نیست	آن عزیزان را نشان دیگر است
عقل کی داند که این رمز از کجا ست	این حکایت را بیان دیگر است (ج)
بر سر بازار سربازان عشق	هر متاعی را دکان دیگر است
تیر عشقت را که برجانم رسید (د)	از کمان پهلوان دیگر است
در علاج ما مکش رنج ای طبیب !	درد ما را چاره ساز دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را	هر زمان از غیب جان دیگر است
آن فقیران که درین ره میروند	هر یکی صاحب قران دیگر است
احمدا تو هم درین ره میروی با هوش باش (ر)	کاین جرس را کاروان دیگر است

خواجه قطب الدّین را حال متغیر شد و از هوش رفتند ، مشائخ که دران مجلس حاضر بودند قاضی حمید الدّین (رح) وشیخ بدر الدّین غزنوی (رح) ایشان را بخانه آوردند و قوالان را طلب نمودند ، قوالان همان بیت تکرار می کردند و حضرت خواجه سماع می فرمودند چنانچه سه شبان روزی همین حال داشته (س) تا حال ایشان دگرگون گشت (س) ـ روز دوشنبه چهاردهم ربیع الاول

(ا) منزل عشق از جهان دیگر است ، (ب) مرد معنی را نشان دیگر است ، (ج) کاین جماعت را بیان دیگر است ، (د) تیر عشق او که برجانم رسید ، (ر) احمدا تا گم نگردی هوشدار (رجوع کنید به دیوان احمد جام زنده پیل (رح) طبع شیخ الهی بخش و محمد جلال الدین کشمیری بازار لاهور ، سال طباعت ندارد ، ص 30 ـ 31 ـ 53) ـ

(س) در سیر الاولیا و اخبار الاخیار چهار شبانه روز نوشته است ـ (س) الّا آنکه چون وقت نماز در می آمد نماز می گذارانیدند (سیر الاولیا ص 65) ـ

سال ششصد و سی و سه هجری رحلت نمودند ـ حضرت خواجه معین الدّین چشتی (رح) و ایشان در یک سال رحلت نمودند و قبر ایشان در دهلی کهنه است در صحن مسجد مختصری

از خواجه معین الدّین چشتی قدس الله سره : اصل ایشان (از) سجستان است و نشو و نما در دیار خراسان یافته اند و نام پدر بزرگوار ایشان خواجه غیاث الدّین حسن است که از سادات حسینی بوده اند و مرید شیخ عثمان هارونی (رح) در هندوستان بر سلسلهٔ چشتیه اند و شیخ عثمان هارونی (رح) فرموده اند که معین الدّین ما محبوب خدای است و ما فخر بر مریدی او و قطب وقت و صاحب تصرف است ، اهل هند را روی بخدمت ایشان بوده در جمیع علوم ظاهری و باطنی یگانهٔ زمانه بوده اند و خوارق عجیبه و غریبه که از ایشان بظهور آمده بود زیاده از حد و نهایت است و گویند چون حقتعالی توفیق توبه کرامت فرمود املاک و اسباب را صرف درویشان نموده متوجه سمرقند و بخارا شد و در آنجا حفظ قرآن مجید و کسب علوم نمودند و از آنجا بطرف عراق عرب عزیمت کردند ، چون به قصبهٔ هارون که از نواحی نیشابور است (ا) رسیدند شیخ عثمان هارونی (رح) را ملازمت (ب) نمودند و بیست سال در خدمت شیخ بودند و حضرت شیخ در سیاحی اکثر (از) مشائخ کبار (را) دریافتند چنانچه بصحبت غوث الثقلین (ج) رحمة الله علیه در جیلان رسیده پنج ماه و هفت روز (77) با ایشان بودند ، انواع فوائد ربوده و شیخ نجم الدّین کبری (رح) را در سنجار و خواجه ابو یوسف (رح) را در همدان و شیخ ابوسعید تبریزی (رح) را در تبریز و شیخ حسن سنجانی (رح) را در لاهور

(ا) صح : فح ، مظ ـ ایشان ـ (ب) رک به سیر الاولیا ص 55 ـ (ج) یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی (رح)

(77) در اقتباس الانوار مؤلفه شیخ محمد اکرم براسوی طبع لاهور ص 134 ولمعین الارواح مؤلفه خادم حسن طبع اجمیر 1956 م ص 29 همین طور نوشته ولی در سیر العارفین ص 4 پنجاه و هفت روز نوشته است ـ اغلباً صاحب سیر العارفین بجای یکصد و پنجاه و هفت فقط پنجاه و هفت روز نوشته است ـ

دیده اند و از بلخ در لاهور آمده و از آنجا بدهلی و از دهلی باجمیر رفته متوطن شده اند جمعی کثیر از کفار به برکت قدوم ایشان بشرف اسلام مشرف گشتند و جماعتی که مسلمان نشده بودند فتوح و نیاز بخدمت ایشان می فرستادند و هنوز کفار که در نواحی اند بزیارت ایشان می آیند و ملغها بمجاوران روضهٔ منوره میگذرانند و ولادت حضرت خواجه در سال پانصد و سی و هفت و وفات ایشان روز شنبه ششم ماه رجب سال ششصد و سی و سه هجری بوده و بروایتی سیم ذی الحجّه سال مذکور و قول اول اصح است و بعد از رحلت بر پیشانی خواجه نوشته یافتند که "حبیب اللّه مات فی حبّ اللّه"(ا) و مدت عمرش(ب) یکصد و چهار سال و قبر حضرت خواجه (رح) در اجمیر است ـ

سح 112

از شیخ عثمان هارونی قدس اللّه سره :- ایشان مرید حاجی شریف زنده جانی (رح) اند و قطب وقت و یگانهٔ عصر بوده اند و بصحبت بسیار از اکابر و بزرگان رسیده اند و از حضرت خواجه معین الدّین (رح) منقولست که روزی شیخ عثمان هارونی (رح) در ایام سیاحت بجای(ج) رسیده اند که مسکن مغان بوده ، در آنجا آتشکده بود که روزی بیست عرابه هیزم در آن می انداختند ، آتش هیزم هرگز نمی مرد ، ازین معنی پرسیدند ، این آتش چه فائده دارد چرا خدای تعالی را نمی پرستی که آتش مخلوق است ـ جواب داد ما آتش را بزرگ داریم،(د) شیخ فرمود که دست و پای در آتش اندازی ، جواب داد که خاصیت آن سوختن است که را قدرت باشد که نزدیک آن رود ـ حضرت طفلی(ر) را که در کنار مغ(78) بود گرفت "بسم اللّه الرّحمن

(ا) رک به سیرالاولیا" ص 58 ـ (ب) چون ولادت خواجه در سال پانصد و سی و هفت بوده و وفات ایشان در سال ششصد و سی و سه بود باین حساب نود و شش سال می شود نه که یکصد و چهار سال ـ (ج) مؤلّف معین الارواح نام این مقام "ری" نوشته است (ص 20 ـ 21) ـ
(د) سح ، فح ، مظ ـ داشتیم ـ (ر) عمر آن طفل در آن وقت شش سال بود ـ (سیرالعارفین ص 7)
(78) مؤلّف سیرالعارفین نام مغ مذکور "مختیا" نوشته است (ص 7) ، در آب کوثر" ص 223 "مختار" و در معین الارواح ص 2 "مخیشا" درج شده است ـ مولانا محمّد زکریا (رح) در تاریخ مشائخ چشت (طبع کراچی 1397 هـ) ص 164 نوشته است که خواجه آن مغ را عبداللّه و آن طفل را ابراهیم نام نهاد ـ

الرّحیم قلنا یا نار کونی برداً وّ سلاماً علی ابراهیم تا آخر گفت و در آتش در آمدند - چهار[(ا)]
ساعت در آن مانده برآمدند چنانچه بخرقهٔ ایشان و جامهٔ آن طفل را آسیبی نرسیده بود -
از مشاهدهٔ این کرامات[(ب)] جمیع مغان بر قدم شیخ سر نهادند و همه بشرف اسلام مشرف شدند سح 113
و آن مادر و پسر را از جمله اولیاءٔ ساخته اند و هم حضرت خواجه معین الدّین (رح) فرموده
اند که حق تعالی را دوستان اند اگر یک ساعت دنیا ازو[(ج)] محجوب ماند نابود گردد و هم
شیخ فرموده اند که هرکرا این سه خصلت باشد وی[(د)] را تحقیق که حق تعالی او را دوست میدارد
سخاوت چون سخاوت دریا و شفقت چون شفقت آفتاب و تواضع چون تواضع زمین و وفات ایشان
در ششصد و هفده[(ر)] هجری پنجم ماه شوال است و قبر وی در مکه معظمه مکرمه است -

از خواجه حاجی شریف زندجانی[(س)] رحمه الله علیه : مرید خواجه مودود چشتی اند -

نقل است که شخصی سلطان سنجار را بخواب دید بعد از وفات ، پرسید که حق تعالی باتو
چه کرد ؟ فرمود که مرا فرمان شده بود که فرشتگان عذاب بدوزخ برند و در همین اثناءٔ فرمان
در رسید که فلان روز در دمشق بسعادت ملازمت حاجی شریف زندجانی[(س)] (رح) را دریافته بود
از برکت آن بیامرزیدم و وفات ایشان در سال ششصد و دوازده[(ط)] هجری دهم رجب است -

از خواجه مودود چشتی (رحمه الله علیه) : لقب ایشان قطب الدّین است ، در سن
هفت سالگی تمام قرآن را با قرأت آن حفظ کرده بتحصیل علوم مشغول می بودند ، چون به بیست
و شش سالگی رسیدند والد بزرگوار ایشان خواجه یوسف (رح) وفات یافت و بموجب وصیت پدر
قائم مقام ایشان گشتند و بخصال حمیده و افعال پسندیده موصوف و معروف بودند و مردم آن
ولایت همه در مقام اعتقاد و ارادت ایشان ، اگرچه مرید پدر خود بوده اند لیکن بعد از وفات
پدر وقتی که حضرت شیخ الاسلام احمد جام (رح) بهرات تشریف آورده صحبت که درمیان خواجه

(ا) آتیهٔ : 19 - (ب) کرامت - (ج) ازیشان - (د) سح ، غح ، مظ - که ل (ر) هر ، مظ (ششصد
و هفده هجری) ندارد - (س ، س) سح زندنی - (ط) هر ، مظ - (ششم رجب (ششصد و دوازده هجری) ندارد -

مودود (وشیخ احمد جام اتفاق افتاد) التماس تربیت و اخلاص خویش بخدمت ایشان نموده اند حضرت شیخ احمد جام (رح) دست ایشان بگرفته بر کنار چهار پایش نشاندند و سه بار فرمودند بشرط علم بشرط علم و سه روز بخدمت حضرت شیخ جام بودند و فائده های حاصل نمودند و سلسله چشتیه بحضرت خواجه مودود (رح) از حضرت شیخ جام (رح) نیز می رسد و مناقب شیخ احمد جام در آخر کتاب بیان خواهد شد و وفات ایشان در غره رجب سال پانصد و بیست وهفت هجری بود و قبر ایشان در مزار مبارک چشت است - (79)

نسخ 114

از پدر بزرگوار خواجه یوسف بن محمّد سمعان قدس سره : لقب ایشان ناصرالدّین است و خواهرزاده و مرید و تربیت یافتهٔ خواجه محمّد بن خواجه ابو احمد چشتی (رح) اند - گویند که چون خواجه محمّد همشیره داشتند و بطاعت و عبادت خدای تعالی مشغول بودند شبی خواجه محمّد (پدر) بزرگوار خود ابو احمد را در خواب دیدند ، فرمودند " در ولایت شام فلان مردی است محمّد سمعان نام ، تحصیل علوم کرده و صالح است ، خواهر خود را باو عقد کن " خواجه او را طلب داشتند ، همشیره را باو عقد کرد و خواجه یوسف (رح) در چشت از ایشان متولد شدند و برایشان در اواخر عمر سکر و حیرت چنان غلبه کرده بود که گاه بودی که خادم آب وضو بر دست ایشان ریختی و در اثنأ وضو از خود غائب شدندی و ساعتی در آن غیبت می ماندندی و باز حاضر می شدندی وضو تمام می رسانیدندی و وفات ایشان در چهارم ربیع الآخر سال چهارصد و پنجاه و نه هجری روی داده ، (۱) مدت عمر ایشان هشتاد و چهار سال بود و وقت رحلت خواجه قطب الدّین مودود (رح) پسر کلان خود را قائم مقام ساختند و قبر ایشان در چشت است -

---

(۱) فخ ، مر ، مظ - چهار صد و پنجاه ولی چهار صد و پنجاه و نه درست است (رک به تاریخ مشائخ چشت ص 58) -

(79) میر خورد نوشته است "........ پس بفرمان خدای تعالی جنازهٔ خواجه در هوا شده میرفت و خلق در دنبال جنازه میرفتند تا بموضعی که حضرت قبول کرده بود نهد (سیرالاولیأ ص 53) -

از خواجه ابو احمد چشتی رحمه الله (علیه) : ایشان مرید و پسر خواجه ابو احمد ابدال چشتی اند و تحصیل علوم دینی و معارف یقینی کرده اند و در زهد و ورع کامل بوده اند ، گویند در غزوهٔ سومنات همراه سبکتگین در سن هفتاد سالگی بهد دگاری رفته بودند و ببرکت قدوم فتح سومنات شده و وفات ایشان در غره رجب سال چهار صد و پانزده هجری بود و قبر ایشان در چشت است -

از خواجه ابو احمد ابدال چشتی رحمه الله علیه : سر حلقهٔ چشتیان اند و پسر سلطان فرستافه اند که از شرفای چشت است و امیر ولایت بوده اند و مرید شیخ ابو اسحق شامی (رح اند -گویند چون شیخ ابو اسحق بقصبهٔ چشت رسیدند خواجه دست ارادت بدامن شیخ زدند نقل است که روزی خواجه ابواحمد در سن بیست سالگی همراه پدر خود سلطان فرستافه بقصد شکار جانب کوه رفتند و در اتباع جدا افتادند و بکوه رسیدند که چهل از رجال الله بر سنگی ایستاده بودند ، ابو اسحق شامی (رح) نیز درمیان آن جماعت بود ، حالی بر ایشان بگشت سح 115 از اسپ فرود آمد در پای شیخ ابو اسحق افتادند ، از اسپ و سلاح هر چه داشتند همه را بگذاشتند و پشمینه پوشیده با ایشان روان شدند - هر چند پدر و مردم طلب کردند ایشان را نیافتند ، بعد از چند روز خبر آوردند که با شیخ ابو اسحق (رح) در فلان موضع است - پدر ایشان جمعی را فرستاد تا بیارند و هر چند پند دادند باز ~~[illegible]~~ نتوانستند ، او را پند سود مند نیفتاد و گویند پدر ایشان را خمخانه بود روزی فرصت یافت بآنجا در آمده در را بسته خمها را بشکست[(ا)] -پدر ایشان را خبر کردند ، ببام برآمدو از غایت غضب سنگ بزرگ برداشت که از روزن بالای بام بر ایشان زند ، روزن فراهم آمد[(ب)] و سنگ را بگرفت و سنگ در روزن معلق[(ج)] بایستاد -[(د)] چون پدر را حالت مشاهده نمود بر دست ایشان توبه کرد و امثال این کرامات و

(ا)سح ، مظ -بشکن -(ب)سح ، مظ -(آمد)ندارد -(ج) معلّق - (د) پدر این حالت را -

خوارق عادات از ایشان بچندان ظاهر شد که بتفصیل نتوان بیان کرد و ولادت ایشان در سال دو صد و شصت هجری بود و وفات ایشان در دهم جمادی الآخر (۱) سال سیصد و پنجاه و پنج روی داده و قبر ایشان در چشت است ـ

از خواجه ابو اسحق شامی رحمة الله علیه : که آفتاب وقت بود و وفات ایشان در چهاردهم ماه ربیع الآخر سال سیصد و بیست و نه هجری بود و قبر ایشان در عکه است که از توابع شام است

از شیخ علو دینوری رحمة الله علیه : از اجل مشائخ و صاحب علوم ظاهری و باطنی بودند و خوارق و کرامات عجیبه از ایشان سر زده چنانچه گویند از روزی که تولد نمودند تمام عمر صائم الدّهر بودند (80) و در ایام طفولیت شیر نمی خورد و وفات ایشان چهاردهم محرم در سال دو صد و نود و هشت هجری بوده، (ب) آنچه در تذکرة الاصفیا و بعض شجرات مشائخ چشت نوشته اند آنست که شیخ علو دینوری و مشاد دینوری (رح) یکی است و شیخ مشاد دینوری مینویسند اما از نفحات الانس و بعض کتب چنین مفهوم می شود که شیخ علو دینوری غیر از مشاد دینوری است و شیخ مشاد دینوری را نیز اجازت از دو جانب است یکی از سید الطائفه و دیگر از خواجه هبیره بصری (رح) ـ ارشاد الطالبین ـ

سح 116

از خواجه هبیره بصری رحمة الله علیه : اصل ایشان از بصره است از اکابر وقت و صاحب خوارق اطی و مقامات ارجمند بود و وفات ایشان در سال دو صد و هشتاد و هفت هجری هژدهم ماه شوال است ـ

---

(۱) جمادی مؤنث است لهذا صفتش مؤنث یعنی جمادی الاخری خوانده و نوشته می شود ـ
(ب) در نفحات الانس و رسالهٔ قشیریه دو صد و نود و نه (299هـ) نوشته است ـ

(80) محمد بن مبارک علوی المعروف به میرخورد رقمطراز است "شب شیر بخوردی و چون صبح بد مدی تا شب شیر در دهن مبارک نگرفتی :

هو الّذی قد صام فی ایّامه　　من مهده حتّی زمان رقاده

(سیرالاولیا ص 49)

از خواجه خریفه مرغشی رحمه الله علیه : مرغش شهریست از توابع شام، از مشائخ متقدمین (ا) اند و وفات ایشان در چهاردهم ماه شوال است - (ب)

از سلطان ابراهیم بن ادهم رحمه الله علیه : کنیت ایشان ابو اسحق و نام پدر او ادهم بن سلیمان بن منصور بلخی است و ایشان از ابنا ملوک اند ، در اوائل حال بادشاه بلخ بود ، در جوانی توبه کرد ، گویند شبی بر تخت خواب خفته بود (ج) نیمشب سقف خانه جنبید ، گفتند که کیستی ؟ گفت "آشنایم، شتر گم کرده ام میجویم " گفت شتر بر بام چگونه می جوی ؟ گفت " ای غافل ! خدا را تو بر تخت در جامهٔ اطلس می طلبی ، این از شتر بر بام جستن عجیب تر است "- ازین سخن هیبت در دل سلطان افتاد و متفکر گشتند - روزی دیگر باز ارکان دولت همه بجای خود ایستاده بودند ، ناگاه مردی با هیبت از در درآمد چنانچه هیچ کس منع نتوانست تا پیش تخت سلطان آمد / گفت "این سرای پیش از تو از که بود ؟ گفتند "چه میخواهی ؟ گفت درین رباط فرو میآیم " / گفتند "این رباط نیست این (د) سرای منست" گفتند از پدر من ، گفت پیش از وی (ر) از که بود ؟ گفتند از پدر وی ، گفت پیش از وی از که بود ؟ گفت از فلان - همچنین چند کس شمردند و گفت پس این رباط نبود که یکی می آید و دیگر می رود تا بدین - سلطان تنها با اضطراب تمام از عقب او رفتند و گفتند تو کیستی ؟ گفت "من خضرام "- در دل ایشان اثر عظیم پیدا شد و روی بصحرا نهاد ، شنید که هاتف میگوید "بیدار شو پیش از آنکه مرگ (س) بیدار کند" همچنین چند نوبت بگفت ناگاه آهو دید خود را بدو مشغول کرد ، آهو بسخن آمد و گفت "ترا خدای تعالی بصید تو فرستاده است تو مرا صید نتوانی کرد -" سلطان متغیر گشت و از جامها که داشتند بیرون آمد و ترک سلطنت نموده دست در طریقت زدند و بمکه معظمه با امام اعظم و سفیان ثوری و ابو یوسف عنوان (رحمهم الله)

117 سح

(ا) خذیفه (سیر الاولیا و تاریخ مشائخ چشت -) -(ب) سال 202ھ (تاریخ مشائخ چشت) یا 207ھ (طبقات الکبری مترجمه عبدالغنی وارثی طبع نفیس اکادمی کراچی 1965 ص 131)-

(ج)بود- (د)سح ، ضح ، مظ (از)ندارد- (ر)ایضاً -(س) سح ، ضح ، مظ (گفت)ندارد-

بای سح و ضح مظ بیدار کند

صحبت داشته و کسب علوم از حضرت امام اعظم رضی اللّه (عنه) نمودند و حضرت امام ایشان را سیّدنا می فرمایند و سید الطّائفه قدس سره فرمودند که ابراهیم کلید علمای این طائفه است و صحبت دار حضرت علیه السّلام بودند[(ا)] و خرقهٔ ارادت از فضیل ابن عیاض(رح) پوشیدند و در همه عمر از کسب خود قوت نمود و وفات ایشان در شانزدهم جمادی الاولی سال یکصد[(ب)] و شصت و دو هجری بودو قبر ایشان در شام است و بروایتی در بغداد است و قول اول اصح[(ج)] است

از فضیل ابن عیاض رحمه اللّه علیه : کنیت ایشان ابو علی است و باصل از کوفه و بعضی گفته اند از خراسان از ناحیهٔ مرو و بعضی گفته اند تولد ایشان در سمرقندو نشو و نما درآنجا بود و نیز گفته اند که بخاری الاصل بود و شاگرد امام اعظم بود رحمه اللّه علیه و با ابراهیم بن ادهم و بشرحافی و سفیان ثوری و داوٗد طای (رحمهم اللّه تعالی) معاصر بود -وفات ایشان در ماه محرم بود سال یکصد و هشتاد و هفت هجری بود[(د)] و قبر ایشان در مکه معظمه است -

سح 118

از خواجه عبدالواحد بن زید قدس اللّه سره : اصل ایشان از بصره بودو مرید حسن بصری (رح) و شاگرد امام اعظم اند رحمه اللّه علیه و وفات ایشان در بیست و هفتم صفر در سال یک صد و هفتاد هجری بود -

از حسن بصری رحمه اللّه علیه : کنیت ایشان ابو سعید است -ایشان گوهر فروش بود ازین جهت ایشان را حسن لوٗ لوٗ نیز می گفتند در سال[(ر)] از کنار دریاپارها مروارید حاصل کردو در روم برد ، با یکی از کلان تران[(س)] روم آشنای داشت بارها را در خانهٔ او نهادند ، روزی آنکس گفت که بادشاه مایان را درین روز سیر بیابان[(ص)] است اگر میخواهید شما نزد ما بروید ، امّا حسن

(ا) قیاساً خضر علیه السّلام - (ب)سح -دوصد ،ولی یکصد درست است (رجوع کنید به تاریخ مشائخ چشت ص145 (رسالهٔ قشیریه ص21)- (ج) رسالهٔ قشیریه ص 8 - (د) رسالهٔ قشیریه ص 9 ولی در تاریخ مشائخ چشت ص136 سیم ربیع الاول نوشته است - (ر) سالی -
(س) کلان ترین - (ص) سح ،فح ،مظ - سیل -

رفت و در بیابان خیمه را دید که بغایت کلان است ، اول چهار هزار کنیزکان صاحب جمال هر یکی با طبقهای در دست ازان خیمه بر گشتند و روان شدند و بعد ازان چهار هزار سفید ریشان ازان خیمه گشت کردند و روان شدند ، بعد ازان دو هزار (۱) طبیبان از خیمه گشتند و روان شدند ، بعد ازان دوازده هزار لشکر ازان خیمه گشتند و روان شدند ، بعد ازان دوازده کس جوانان بادشاه با در آن خیمه در آمد و آن خانی که آشنای او بود او را نیز در آورد سح 119 بادشاه گفت " ای فرزند ! اگر به پیکران و زر و خزائن نجات یافتی می دادم چنانکه دیدی و اگر بروی داری سفید ریشان نجات یافتی آورده بودم و اگر بزاری ما و جوانان نجات یافتی آمدیم اما کار بخدا است که ازین هیچ چیز قبول ندارد و بعد از برآمدن امام حسن (رح) از آن کس سوال کرد که این چه کار است ؟ آن کس گفت که این بادشاه را پسر وفات یافته است ، در هر سال همچنان می کند - امام حسن (رح) هم ازان جانب روان شد - گفت "بارهای مرا به رضای خدایتعالی تصدق کن تا این چنین خدای قادر که ازین چیزها قبول ندارد چگونه طلب او را ترک کنم و طالب مال دنیاوی فانی باشم ؟ " و از آنجا بمکه رجوع کرد و بعد از طواف در طلب علم شد تا امام زمان گشت - بعده باتفاق اصحاب در پیش مرتضی علی رضی الله تعالی عنه متوجه شد و بیعت کردن (ب) خواست که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است " اصحابی کالنّجوم بایّهم اقتدیتم اهتدیتم " آنچه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله و سلم فرمود این (ج) فقیر را تعلیم کن - مرتضی علی رضی الله عنه فرمود "چشمان مرا ببین که چگونه میپوشم " چشم پوشید ، گفت لا اله الا الله ، باز مرا فرمود که چشمان بپوش و بگو ، بگفتم ، حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم (؟) فرمود دریافتی - مرتضی علی رضی الله عنه

---

(۱) غع ، مر - دوازده هزار - (ب) سح ، مظ - بیعت کرد - (ج) سح ، مر - باین فقیر تعلیم کن

بسیطان روش هر چه از ذکر و فکر بوده تعلیم کرد تا این زمانهٔ صوفیان روان است و امام حسن سح 120
بصری (رح) را صد کس مرید بودند همه بمانند او گشتند و یکی از ایشان واصل نام بن
حارث بلغزید و قصهٔ او در آخر بیان خواهد شد و دوکس را اجازت داد یکی عبدالواحد بن (۱)
زید (رح) و دیگر حبیب عجمی (رح) - پنج خانواده از عبدالواحد بن زید پیدا شد ، اول (81)
زیدیه ، دوم فضیلیه که تعلق به فضیل ابن عیاض دارد ، سیم ادهمیه که تعلق به ابراهیم (ب)
بن ادهم دارد ، چهارم هبیریه که به هبیره بصری دارد ، پنجم چشتیه که بخواجه ممشاد
دارد و نه خانواده از حبیب عجمی ایجاد شد ، اول عجمیه ، دوم داودیه که بداود طائی
دارد ، سیم کرخیه که بمعروف کرخی دارد ، چهارم سقطیه که به سری سقطی دارد ، پنجم
فردوسیه که به جنید بغدادی دارد ، ششم عاسیه که به عثمان دارد ، هفتم سهروردیه که
به شیخ نجیب سهروردی دارد ، هشتم کبریه که به نجم الدین کبری دارد ، نهم ستاریه که
به عبدالله ستاری دارد - و قصهٔ واصل بن حارث اینست ، روزی چند بخدمت امام حاضر نشد (ج)
امام کس را فرستاد تا او را دعوت کند - چون آن کس رفت سلام داد ، او جواب نگفت ، گفت
که ترا امام می خواهد ، گفت "بخدمت امام به هر دو چشم میرفتم امّا بحائیل امام بخدا رسیده
و الحال برفتن پیش امام خدا رخصت نمی دهد" - چون آنکس پیش امام رفت و واقعه باز نمود
بازفرستاد که امام خود خواهد آمد و الّا بیا ، گفت "از آمدن خدا باشم امّا برفتن من رخصت

---

(۱) واصل بن عطا (رجوع کنید به الملل والنحل - تاریخ معتزله مترجمه رئیس احمد جعفری طبع کراچی 1969 م - تمدن هند پر اسلامی اثرات مترجمه محمد مسعود احمد طبع لاهور 1964 م

(ب) سح ، فح ، مظ - (تعلق) ندارد - (ج) واصل بن عطا (رک به ح ۱)

(81) مولوی عبدالستار بیگ رقمطراز است که خانواده های که از حبیب عجمی (رح) ایجاد شد مندرجه ذیل بود خانوادهٔ حبیبیه از حبیب عجمی ، طیفوریه از طیفور بایزید بسطامی ، کرخیه از اسد الدین معروف کرخی ، سقطیه از خواجه ابوالحسن سری سقطی ، جنیدیه از سید ابوالقاسم جنید بغدادی ، گاذرونیه از خواجه ابو اسحق گاذرونی ، طرطوسیه از خواجه ابوالفرح طرطوسی فردوسیه از شیخ نجم الدین فردوسی ، سهروردیه از شیخ شهاب الدین سهروردی (مسالک السالکین ج ۱ ص 7 تا

خدایتعالی نیست" - چند کرت درمیان آمد و رفت و اجابت ننمود و چون امام در پیش آمد پیش امام تخاست و سلام و جواب باز گفت - امام گفت " این طریقه به شما از کجا بهم رسید ؟ " گفت "از طفیل شما بخدا رسیدم " امام گفت " این را حجتی باید آورد تا واقعه راست معلوم شود " - ناگاه تخت نورانی بر بالای سر واصل آمد و ایستاد چنانکه نور او بیفزود و نور آفتاب (ا) غائب شد ، واصل بر بالای آن تخت سوار می شدو باز فرود می آمد و آن تخت غائب شد -

امام گفت "روزی دیگر نیز باید نمود تا کارت باتمام رسد "قبول کرد - روزی دیگر از اطراف بصره روانه شد ند روز دوم چون امام رفت وی همچنان در بی ادبی خود شبود ، امام گفت " کرامت (ب) روزینه باز پیدا باید کرد " - باز تخت پیدا شدو آمد ، امام گفت "سوار شو "هرچند کرد (ج) ، نتوانست ، امام گفت " لعنه اللّه چرا راه مرید من زدی "آن تخت در هوا بماند ، زود سیاه شدو پراگنده گشت - واصل خجل و شرمنده شد ، در پای امام افتادو تائب شده گفت "یا امام ! این چه بود ؟ " گفت " تخت شیطان بود ، دیروز چون نظر نمی کردم زنجیری در دست داشت دراز می کرد و سوار می شد ، چون من امروز نظر کردم نتوانست (د) ، زنجیر را از ترس من پائین کرد ، چون لعنت کردم گم شد " و گفته اند که بعد وفات امام بغیر اذ ن واصل خود پیری و پیشوای کرد و بسیاری جهال را از دین حق بر باطل انداخت و معتزله کرد زیرا که هر که بغیر اذ ن کامل ارشاد خلق کند ضال و مضل باشد و این چهارده خانواده بر حق اند و هر یکی بعضی یک و بعضی تا چهار و بعضی تا پنج کس مرید می گرفتند - اینکه به هجوم وجماعت مرد مان میروند و پیری گیرند که شما را چیزی بنمایم از اطوار و انوار کجا که همان و همان و مرید همان نسبت شیطان ایشان است و ایشان را از راه در باطل خوانندو در مضلت اندازند چنانچه در حدیث آمده است " الخلوة هداية والجلوة ضلالة "یعنی هدایت در شان کسی است

نسخ 121

(ا)نسخ ، غج ، مظ بیفزید -(ب)نسخ ، مظ (روانه)ندارد -(ج)ایضاً کرت -(د)نسخ ، غج ، مظ -

پایان -

که در متابعت کامل باشد و آن کامل نیز در متابعت کامل دیگر باشد تا بمحمّد صلی الله علیه و آله و سلم دست بدست آورده باشد و کامل کسی را گویند که چهار علم تمام دانسته باشد اول علم تفسیر و حدیث تمام داند ، دوم علم فقه که گفته اند که اگر یک مسئلهٔ شریعت نداند مرید گرفتن او را روا نیست ، سوم علم مناظره و علم کلام و عقائد تا مرید را قولاً و اعتقاداً لغزش نباید ، چهارم علم طاعات از سر نفس و روح با خبر باشد ـ از حضرت علی کرم الله وجهه از محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ـ

و ایشان را در سلسلهٔ عالیه نقشبندیه اجازت از دو جانب رسیده است یکی از شیخ سح 122 عبدالرّحمن قدس سره و او از حافظ سلطان (رح) و او از شیخ محمود (رح) و او از شیخ سعید (رح) و او از ابو بکر صدیق رضی الله عنه و او از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم و این نسبت که به پنج مرتبه رسیده است بسبب کبر سن حضرت حافظ سلطان (رح) والله اعلم بالصّواب ـ و جانب دیگر از باقی بالله قدس سره ـ ایشان اویسی از حضرت بهاؤ الدّین نقشبند (رح) و بظاهر مرید حضرت خواجگی انکنگی (82) و ایشان اجازت از دو جانب گرفته یکی از والد بزرگوار خود درویش محمّد (رح) و او از خال خود محمّد زاهد (رح) و او از خواجه احرار (رح) و دیگر از محمّد قاضی (رح) و او از خواجه احرار (رح) و در مرآت طیبه آورده است که حضرت خواجگی از سادات کاشان (۱) است ـ ایشان فرموده اند که سبب انابت و آگاهی من آن باشد که بتحصیل علوم ظاهری مشغول بودم و ترقی بسیار دروجود مشاهده می کردم که جذبهٔ الهی در رسید و بحکم جذبه مّن جذبات الحقّ (ب) یوازی عمل الثّقلین چنان بی سامان گردانید م که بدیگران نپرداختم و متفکر بودم که این درد مرا که درمان کند ناگاه یکی از اعیان از آنجا که بوی محبت بمشام او رسیده بود گفت " این جذبه را خدایتعالی

---

(۱) سح ، فح ، مظ ـ کاسنان ما (ب) سح ، فح ، مظ ـ جذبه من جذبات الحق ـ

(82) امکنگ یا امکنه نزد سمرقند واقع است (صوفیای نقشبند مؤلفه سید امین الدین طبع لاهور 1973 ء)

بهتو ارزانی داشته اند بحکم التّوفیق شیئی عظیم لا یعطی الّا العبد العزیز خود را زود بصحبت موشد کامل صاحب تصرّف رسان که در تربیت تو اشتغال نماید "۔ همان عزیز گفت که در ولایت شاش مرشدی است به علوم ظاهر و باطن آراسته از اصحاب خواجه عبیدالله احرار (رح) نام وی محمّد قاضی (رح) است قدس الله سره، تداوی ترا وی خواهد کرد ۔ فی الحال بملازمت ایشان شتافتم ۔ وقتی که ملازمت او کردم دانستم که صاحب کمال اند ، دست در دامن ایشان زدم و بیعت کردم ۔ حافظ حسین میگوید که یکبار در مسجد مغاک در مقابلهٔ مولانا خواجگی نشسته بودم و ایشان در مراقبه بودند ، ناگاه سر از مراقبه برداشتند برناصیهٔ مبارک ایشان خط سیاهی دیدم ، ازان پرسیدم ، فرمودند که آن خط رقم نیستی است هرگاه که مرتبهٔ فنا را این طائفه طی میکنند و بغنای اتم می رسد بر ناصیهٔ ایشان خط سیاه می کشند ، بیت : (۱)

ما ترک سر گرفتیم تا درد سر نباشد بالا تر از سیاهی رنگ دگر نباشد

وفات ایشان در سال هزار و دوازده هجری بود و مدت عمر شریف ایشان چهل سال بود و قبر ایشان در دهلی است ۔

از حضرت محمّد قاضی قدس الله سره : و ایشان کتابی تصنیف کرده اند که مسمی به سلسلة العارفین و تذکرة الصّدیقین، در آن نوشته اند که ابتداء ملازمت من ایشان را آن بود که با طالب علم کرمانی نعمت الله نام از سمرقند بعزیمت هرات بیرون آمده بودم ، چون به ده شادمان رسیدم بواسطهٔ گرمای هوا توقف کردم ، وقت نماز دیگر بود که حضرت ایشان رسیده بودند بملازمت وی رفتم ، ایشان پرسیدند که از کجای ؟ گفتم از سمرقند ، بعد ازان بحکایت مشغول شدند وآنچه در خاطرم بود هم اظهار فرمودند ، از آنجمله سختی بود که فقیر را سرگشته ساخته از این ولایت می برد ، آن را بوجهی اظهار کردند که خاطر فقیر بجانب حضرت ایشان قوی

(۱) فنی ، فر ۔ هستی ۔ (ب) این کتاب مشتمل بر اوصاف و اخلاق حمیدهٔ و فضائل شیخ عبیدالله احرار رحمه الله علیه است ۔ (اذکار ابرار ص 176) ۔

نسخ 123

منجذب شد و در اثنای سخن فرمودند "اگر مقصود شما تحصیل علوم باشد نیز میسر است" - سح 124
در آن وقت محقق شد که از مخفیات این فقیر هیچ چیز نیست الّا که حضرت بر مجموع آن مطلع
اند و با وجود علم باین معنی میل سفر کم نشد که قوی بسیر هرات مائل بودم ، قصد قرشی کرد(ا)
منع فرمودند و گفتند جانب بخارا عزیمت کن و صباح که آمدم تا اجازت خواهم کسی گفت به
کتاب مشغول اند ، توقف کردم ، لحظه ای گذشت ، دیدم که حضرت ایشان از آن موضع که
نشسته بودند برخاستند و متوجه این جانب شدند و فرمودند " راست گوی بدرویشی به هرات
روی یا برای تحصیل علم " فقیر از غایت دهشت خاموش بودم ، نعمت الله گفت " درویشیهایش
غالب است ، تحصیل را در او پوش ساخته است" تبسّم کردند و فرمودند "(ب) اگر چنین باشد نیک
است و دست فقیر گرفته متوجه پایان باغ شدند و آن قدر رفتند که از مردم دور تر شدند ،
ایستادند بمجرد آنکه دست مبارک ایشان بدست فقیر رسید ، از خود غائب شدم و زمان دریق
غیبت گذشت ، چون حاضر شدم بسخن مشغول شدند و فرمودند شاید که خط ما را نتوانی خواند
و از جیب مبارک خط بیرون آورد ، خواندند و درهم پیچیدند و به فقیر ... دادند و فرمودند
که کتابت مرا نیک نگاه داری و آن کتابت اینست " حقیقت عبادت خضوع و خشوع و شکستگی
و نیاز است که از شهود حق سبحانه بر دلی ظاهر شود ، این چنین سعادت موقوف بر محبت
است و ظهور محبت موقوف بر متابعت سید الاولین و الآخرین علیه من الصّلوات اتمّها و من التحیات(ج) - س سح 125
اکملها و متابعت موقوف بر دانستن طریق متابعت - پس بضرورت ملازمت علما که وارثان علوم دینی
اند برای این غرض باید کرد و از ملازمت علما" که علم را وسیلهٔ معاش دنیوی و سبب حصول
جاه گردانیده اند ... دور باید بود و از صحبت درویشان که رقص و سماع کنند و هرچه باشد
بی تحاشا گیرند و خورند پرهیز باید کرد و از شنیدن توحید و معارف که سبب نقصان عقیده

(ا) فی عو ، مظ - قریشی - (ب) تحصیل را رو پوش ساخته است (کذا فی رشحات عین الحیات ج2 ص 627) - (ج) سح ، مظ - اینها -

در مذهب اهل سنت والجماعت شود دور باید بود - تحصیل از برای ظهور معارف حقیقت که باز نسبت بمتابعت محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم باید کرد والسّلام " - بعد از ان باز پیش مردم آمدند و فقیر را اجازت سفر هرات کردند و فاتحه خواندند و سوار شدند (۱)، امّا بموجب اشارت حضرت ایشان متوجه بخارا شدم - مقداری راه رفته بودم که از عقب ما پیاده دویده آمد و کتابی دیگر آورد که برای خدمت خواجه کلان ولد بزرگوار (83) حضرت مولانا سعد الدّین کاشغری قدس سره نوشته اند که از احوال دارندهٔ رقعه نیاز صاحب وقوف باشند و او را نگذارند که بیکاری کند و به هر که خواهد اختلاط کند - این خط تاثیر عظیم کرد، گویا تیری بود بر سینهٔ مجروح آمد، همگی دل مشغوف ملازمت آنحضرت شد، غایتش قالب متوجه بخارا بود، بی طاقت و بی آرام شدم و در هر منزل چیزی واقع شد که می بائیست برگشت، امّا از عجائب آن بود که دغدغهٔ سفر از دل بیرون نمی شد، تا رسیدن به بخارا شش مرکب گرفته شد و در هر منزل صورتی واقع شد که آن مرکب را نتوانستم سوار شدن - چون به بخارا رسیده شد درد چشم قوی روی نمود و چند روز بواسطهٔ آن سفر موقوف شد - بعد ازان چند نوبت دیگر از آنجا قصد سفر کرده شد، هر بار عارضی پیش می آمد که مانع سفر می شد - بالآخره تب لرزه شد، با خود گفتم اگر بیش ازین به سفر سعی کنم بیم هلاکت است - بالکلیه دغدغهٔ سفر از دل بدر کردم و مرض نیز بر طرف شد - بعد ازان عزیمت ملازمت حضرت ایشان کردم، بتاشکند (ب) رسیده شد، بخاطر

سع 126

---

(۱) قیاساً شدم - (ب) سع، مظ - بتاشکند -

(83) قع، مر - "خواجه کلان والد بزرگوار مولانا سعد الدّین .....الخ " ولی ولد درست است (کذا فی رشحات عین الحیات جلد ا ص 230) مولانا سعد الدّین را دو فرزند بودند یکی خواجه خواجه محمد اکبر المعروف بخواجه کلان که توفیق انخراط در سلک اصحاب حضرت ایشان یافته بود و دوم خواجه محمد اصغر المعروف بخواجه خورد بود که از علوم ظاهری واخلاق باطنی بهرهٔ تمام داشتند - هر دو خواجه حافظ کلام الله بودند - وفات خواجه خورد در ولایت زمین داورد رشهور سنه سته و تسعمائه (906 هـ) و قبر ایشان بر تخت مزار در عقب والد خود در هرات واقع است - وفات خواجه کلان پنجشنبه دوازدهم جمادی الاخری 914 هجری بود و قبر ایشان بر تخت

آمد که به لنگر شیخ زاده الیاس روم چون در پیشهٔ ارادت ایشانم در آخر ایشان را دیده باشم و باطناً نوعی اجازت خواسته که جذبهٔ صحبت حضرت ایشان غالب شده بی آرام ساخته است ـ مرکب خود را با خورجین کتابها یکی از آشنایان سپردم و به بازار آمدم که از درویشان شیخ کسی یابم که بهمراهی او به لنگر روم ـ کسی پیدا نشد وگفت اولاغ خود را بیارید تا متوجه لنگر شوم ـ فقیر آمد که اولاغ خود را گرفته روم ، یکی می گوید که اولاغ تو با خورجین کتابها گم شده و جمعی بر جستن آن مشغول اند ـ به گوشهٔ نشستم و سر بجیب تفکر فرو بردم ـ درین اثنا بخاطر افتاد که طبقهٔ خواجگان قدس الله سره بغایتی غیور اند این مقدار بتو التفات نموده متوجه تو شده اند تو قصد زیارت دیگری می کنی ، نیک است که زیاده ازین ضرری بتو نرسیده است ، در باطن خود ازین عزیمت برگشتم و استغفار نمودم ـ ناگاه آوازی بگوشم آمد که مرکب ترا یافتند بی هیچ قصوری ، سر برآوردم دیدم که مرکب مرا حاضر کرده اند ، آن آشنا می گوید امری عجیب واقع شد مرکب ترا در پیش خود بسته بودم یکبار چشم انداختم بینم که مرکب تو نیست ، متعجب شدم و بغایت دشوار است که در بازار تاشکند کسی چیزی گم کند و آنرا باز یابد برای آنکه بغایت غلبه و ازدحام عظیم می شود و این بسیار غریب است که بی هیچ نقصان چنین پیدا شود و از مشاهدهٔ این امر در فقیر کیفیتی پیدا شد ، فی الفور سوار شدم و متوجه سمرقند شدم و به لنگر شیخ نرفتم ، چون بصحبت حضرت ایشان مشرف شدم تبسّم فرموده گفتند "خوش آمدی " این فقیر را معلوم شو که از مجموع امور و احوال گذشتهٔ من خبر داشته اند بلکه آن همه موانع سفر از پیش حضرت ایشان بوده است و هم خدمت مولانا محمّد می گفتند که یک بار در مبادی احوال ملازمت این فقیر وقتی که حضرت ایشان در رباط خواجه می بودند در خاطر آمد که بطواف مزار خواجه زکریا ورث سرای (رح) روم ، چون بدر گنبد مزار[1] آمدم پیش از آنکه

سح 127

—— مزار پیش روی والد بزرگوار ایشانست (رجوع کنید به رشحات عین الحیات ج1 ص229-311) ـ

(1) سح ، فم ، مظ (آمدم) ندارد ـ

قدم در گنبد نهم کیفیتی غریب واقع شد که بیفتادم و دردی عظیم در درون خود احساس کردم که مرا حلقه ساخت ، نزدیک بآن رسید که روح از بدن من مفارقت کند ، در خاطرم افتاد که از صحبت حضرت ایشان بیرون آمدی و بی اجازت ایشان بزیارت مزار متوجه شدی نیک نبود فی الحال استغفار کردم و قدم در گنبد ننهاده برگشتم - چون پیش حضرت ایشان نشستم در نفس اول فرمودند نشنیده ٔ که اکابر گفته اند "گربهٔ زنده به از شیر مرده" مشاهدهٔ این حال موجب زیادتی یقین فقیر شد - بحضرت ایشان بعضی از اصحاب می فرمودند که حضرت ایشان وقتیکه محتضر بودند و جمعی از اولاد و احفاد (۱) و خواص اصحاب در ده کمانگران (ب) بر سر بالین حضرت ایشان حاضر بودند درین محل فرمودند که هر کسی از مردم ما چیزی اختیار کند از فقر و فنا و نخست متوجه مولانا محمّد شدند که اول اختیار کن - حضرت مولانا گفتند " من آن اختیار کردم که مختار حضرت شما است " حضرت ایشان فرمودند که مختار ما فقر است - بعد ازان یکی از سرکارداران اشارت کردند که چهار هزار شاهرخی (84) بمولانا محمّد بده که وی فقر اختیار کرد تا آنرا مایهٔ سازد از برای فراغت فقرا ٔ که در گرد وی خواهند بود و خدمت مولانا بنا بر امتثال امر آن وجه را قبول کردند و سرمایهٔ معیشت خود و اصحاب کذ[illegible]ساختند و در

مسح 128

---

(۱) مسح ، مج ، مظ - احفاد - . (ب) کمانگرون (اذکار ابرار ص 176) -

(84) شاهرخی: سکهٔ رائج الوقت که شاهرخ پسر بزرگ امیر تیمور بنام خویش می زد - شاهرخ در سال 779هـ متولد شد و در بیست سالگی حکمران بالاستقلال خراسان گشت و بالآخره در سال 810هـ بجای پدر به تخت سلطنت نشست و در سالهای مختلف مازندران (809هـ) ماوراءالنهر (811هـ) ، فارس (817هـ) ، کرمان (819هـ) ، و آذربایجان (823هـ) را در قبضهٔ تصرف خود گرفت - شاهرخ ازسال 810هـ تا سال 850هـ که سال فوت اوست ، مدت چهل سال بر قسمت اعظم امپراطوری وسیع امیر تیمور با قدرت و شوکت توام با عدالت و مردم داری سلطنت کرد - او دانشمندان و ادیبان را گرامی می داشت و ارباب صنعت را مورد توجه قرار می داد و در دوران سلطنت خویش در جبران خرابیهای پدر کوشش کرد -
(رجوع کنید به فرهنگ فارسی مؤلفه دکتر محمد معین ، طبع تهران 1345هـ ج 5)

سلسله العارفین نیز نوشته اند که در تاریخ سنه خمس و ثمانین و ثمانمأته بود که بملازمت حضرت ایشان رسیده شد و مدت قریب بدوازده سال در ملازمت آن حضرت بود والحمد لله علی ذلک

از خواجه عبیدالله احرار رحمه الله علیه و لقب ایشان ناصرالدّین و احرار است ونام پدر ایشان خواجه محمود بن شهاب الدّین شاشی (رح) جد پدری حضرت ایشان اند وصاحب آیات و کرامات و احوال و مواجید (۱) بوده اند و با مجانین و مجاذیب صحبت بسیار میداشته اند و اکثر اوقات بزراعت و گاهی بتجارت مشغول بودند و اغلب چنان بوده است که در سفرها خود با همراهی (ب) نمی شدند و تنها سفر ها می کردند و اگر گاه قطاع طریق سر راه بر ایشان (ج) می گرفتند ایشان مجذوبان را یک یک نام می بردند و بمدد می خواندند فی الحال آنجماعت حاضر می شدند و دفع دزدان می کردند و ایشان را بسلامت میگذرانیدند و ایشان را دو پسر بوده اند یکی خواجه محمد و دیگر خواجه محمود که والد (د) بزرگوار حضرت ایشان اند ۔ منقولست که چون خواجه شهاب الدّین را وفات نزدیک رسید (ر) بفرزند بزرگوار خواجه محمد گفت (س) که فرزندان خود را بیار تا ایشان را وداع کنم و خواجه محمد را دو پسر بوده است، خواجه اسحق و خواجه مسعود ، هر دو را آورده ، خواجه شهاب الدّین ایشان را نواخته و فرموده که محمد ! فرزندان تو بسی (ی) پریشانی و سرگردانی خواهند (ط) کشید خاصةً مسعود و بسبب سرگردانی وی خواجه اسحق خواهد کشید (ع) و بعضی اوصاف نامرضی از ایشان گفتند (ف) بعد ازان خواجه محمود والد حضرت ایشان را که برادر خورد خواجه محمد بود (ک) گفتند (ل) تو نیز فرزند خود را

سح 129

---

(۱) م ـ وجد ـ (ب) سح ، مظ ـ به همراه ـ (ج) سح ، فح ، مظ ـ بسر ـ (د) یعنی خواجه عبیدالله احرار ـ (ر) سح ـ رسیده است ـ (س) سح ـ گفته اند ـ (ی) سح ، مظ ـ بسه ـ (ط) سح ، مظ ـ خواهد ـ (ع) سح ، فح ـ و سبب سرگردانی وی خواجه اسحق خواهد ـ (ف) سح ، فح ، مظ ـ گفته اند ـ (ک) ایضاً ـ بوده اند ـ (ل) ایضاً ـ گفته اند ـ

بیار و حضرت ایشان در آن محل بسیار خورد بودند . ایشان را در خرقه پیچیده آوردند (ا)
چون نظر خواجه شهاب الدّین بر ایشان افتاد اضطراب کردند (ب) که مرا خیزانید . ایشان را خیزانیدند (ج)
ایشان آنحضرت را بر کنار خود نهادند و روی خود را بر تمام اعضای ایشان مالیده گریه بسیار
کردند (د) و فرمودند (ر) که آن فرزندی که من می طلبیدم اینست . دریغ که در ایام ظهور او نخواهم
بود و تصرفات وی در عالم نخواهم دید . زود باشد که این پسر عالمگیر شود و شریعت را
ترویج کند و طریقت را روشن دهد و سلاطین روزگار سر بر خط فرمان او نهند و تن بامر و نهی
او در دهند و کارهای کلاز وی در وجود آید پیش از وی از مشائخ کبار نیز نیامده باشد و
هر چه از مبتدا تا منتها بر حضرت ایشان گذشته است همه را یکان یکان بر سبیل اجمال ظاهر
کردند و یک بار دیگر روی خود را بر همه اعضای ایشان مالیدند (س) . پس بخواجه محمود داد و
و ایشان را وصیت کردند (ش) که این فرزند ق مرا نیک نگاه دارید و تربیت وی چنانچه باید و
شاید بجای آرید - بعد ازان روی بخواجه محمد کردند (ط) و فرموده که بخاطرت نیاید که پدر
فرزندان مرا چندان نواخت (ع) و بفرزند محمود بسیار پرداخت . چه توان کرد ؟ فرزندان
تو را آن نوع ساخته اند و فرزند محمود را این نوع - ذلک تقدیر العزیز العلیم -

منقولست که خدمت خواجه محمود را علیه الرّحمه پیش از آنکه حضرت ایشان به رحم
والده نقل کند جذبهٔ قوی وارد شده بوده (ف) که چند گاه بمجاهدات و ریاضات شاقه اشتغال داشتند (ک)
و بتقلیل طعام و سکوت بر دوام و ترک اختلاط خواص و عوام قیام نمودند (ل) و آن جذبه به مدت

سح 130

(ا) سح ، فح ، مظ - آورده اند - (ب) ایضاً کرده اند - (ج) ایضاً خیزانیده اند - (د) ایضاً -
کرده اند - (ر) ایضاً - فرموده اند - (س) ایضاً - مالیده اند - (ش) ، (ط) ایضاً - کرده اند -
(ع) قیاساً - نواخت - ع (ف) سح ، فح ، مظ - بوده اند - (ک) ایضاً - داشته اند -
(ل) ایضاً - نموده اند -

چهار ماه برداشته است ، درین اثنا حضرت ایشان از صلب خواجه محمود برحم والده نقل کردند (ا) و بعد ازان جذبهٔ خواجه تسکین یافته - پوشیده نماند که بعضی از بنی اعمام آنحضرت بودند ، می فرمودند که بعد از ولادت حضرت ایشان تا والدهٔ ایشان از نفاس پاک نشدند (ب) و غسل نکرده آنحضرت پستان نگرفتند و چهل روز شیر ایشان را نمی مکیده (ج) ، خدمت مولانا جعفر (د) علیه الرّحمه که از کبار اصحاب حضرت ایشان بودند می فرمودند که من دوازده ساله بودم نمی دانستم که کسی از حق سبحانه و تعالی غافل می باشد ، گمان می بردم که حق سبحانه و تعالی همه خلق را برین وجه آفریده است که از وی (ر) غافل نمی باشند ، بعد ازان معلوم شد که آن عنایتی بوده است از حق سبحانه مختص به بعضی و بریاضت و اجتهاد بسیار و بعضی را این مرتبه میسّر شده است و بعضی را نمی شده است - از خواجه اسحق (رح) که پسر عم ایشان بوده است منقولست که می فرمودند که ما و سائر اطفال در صغر سن هر چند می خواستم که حضرت ایشان را به بعضی افعال و لعبهای که مقتضی کودکی است مشغول سازیم هرگز میسر نمی شد - در اول خود را چنان می نمودند که مگر مشغول خواهند شد ، چون وقت آن می رسید فرار می نمودند - همیشه در ایشان معنی عصمت مشاهده می افتاد - حضرت ایشان می فرمودند که در اوائل حال چنان نیازمندی بر باطن من مستولی بود که هر کس را از آزاد و بنده و سیاه و سفید و صغیر و کبیر که پیش آمدی سر بر پای او می نهادم و به تضرع و ابتهال تمام همت و التفات خاطر ازو در میخواستم - میفرمودند که در مبادی حال که محل غلبات احوال بود شبها در گرد مزار تاشکند (س) می گشتم و آن مزارات بسی از یکدیگر دور است - گاه بودی که در یک شب همه را می گشتم و در آن زمان به سن بلوغ شرعی رسیده بودم و متعلقان را توهمی شده که مبادی بعمل نامرضی مشغول شوم ، شخصی را که با این فقیر مشهور

سع 131

(ا) سع ، فع ، مظ - کرده اند - (ب) ایضاً - نشده اند - (ج) ایضاً - نمی مکیده - (د) متوفی 893ھ (انکار ابرار ص 173) - (ر) سع ، فع ، مظ - آن وی - (س) سع ، مظ - تاشتنگ -

نسخ 132 بوده و اخوت رضاعی درمیان ملثابت بود از عقب من فرستاده بود تا احوال مرا تفحص وتجسس نماید - شبی در مزار شیخ خاوند ظهور در مقابلهٔ قبر ایشان نشسته بودم این شخص آمد و چون پیش من رسید دست در من زد و می لرزید و گفتم تو را چه می شود ؟ گفت " چیزهای عجیب در نظر می آید ، نزدیک است که هلاک شوم (ا) - او را بخانه رسانیدم ، پیش مردمان رفتم و گفتم که از وی اندیشه مکنید و دل جمع دارید که وی را (ب) دیگر پیش آمده است ، در چنین شب تاریک که ده مردان بآن مزار (ج) نتوانند در آمدن وی تنها رفته است و در مقابلهٔ شیخ خاوند ظهور نشست - بعد ازان مردم ما دانستند که ما را ابتلای واقع است ، می فرمودند که در بدایت سحری در مزار ابوبکر قفال رحمه الله علیه که جای بغایتی مهیب و مولناک است چنانچه در روز کسی آنجا تنها (د) نترسد نشسته بودم ، همچنین در مزارات بسیار می گردیدم و عجائب ها بسیار می دیدم - می فرمودند که منتسبان خواجه عبدالخالق روّح الله روحه که در بازارها می روند همه آوازها بگوش ایشان ذکر می آید غیر ذکر هیچ نمی شنوند - در مبادی حال ذکر چنان غالب شده بود که از باد و هوا آواز که بگوش می آمد ذکر شنوده می شد - یکی از مردم تاشکند که او را محمد جهانگیر می گفتند تموّل و جاه داشت ، سواری ساخته بود ، فرستاده بود (ر) و از سمرقند خواننده و سازنده و عودی و چنگ بآن ولایت برده ، شبی که غوغای داشت بضرورت بموافقت کسی نزدیک بآن منزل رفته بودم ، همه آوازهای مردم نغمهای عود و چنگ ایشان مرا آواز ذکر می نمود و غیر ذکر هیچ نمی شنودم در آن وقت در سن هژده سالگی بودم - نسخ 133 حضرت ایشان می فرمودند در مبادی حال که در هری بودم و بر فلس قدرت نداشتم بملازمت حضرت سید قاسم تبریزی قدس الله سره بسیار می (س) رسیدم و ایشان کاسهٔ آش نیم خوردهٔ خود بمن می دادند و می فرمودند که ای شیخ زادهٔ ترکستان همچنانکه این تلخوشان ما کباب ما

(ا) نسخ ، فح - رسیدم - (ب) کاری دیگر (رشحات عین الحیات ج2 ص397) - (ج) نسخ ، فح - مرد بآن نتوانند - (د) مر- نترود و میترسد - (ر) مر (بود) ندارد - (س) مر- (بسیار) ندارد -

شده اند ، زود باشد که دنیا کباب تو شود و در آن وقت مرا هیچ دنیا نبود و در کمال ترک و تجرید بودم - حضرت ایشان در سن بیست و دو سالگی بود ند که خال ایشان خواجه ابراهیم (رح)ایشان را از تاشکند که وطن مالوف ایشان است به نیت تحصیل علم به سمرقند آورد ند و ایشان را غلبهٔ شغل باطنی از تحصیل علوم ظاهری مانع شده بنا بر آن میل صحبت و ملاقات عزیزان این سلسلهٔ شریفه قدس الله سره کردند (ج) و روی بطلب این کار آورده و مدت دو سال در ماوراءالنّهر (در تلاش) پیران اکابر این خانواده می گشتند (د) و در بیست و چهار سالگی متوجه شهر هرات شدند و پنج سال در هرات با مشائخ وقت صحبت داشتند و در بیست و نه سالگی بوطن مالوف باز گشته اند و آنجا بنیاد زراعت کرده و با کسی شریک شده و باتفاق وی یک زوج از عوامل روان کرده و بعد ازان حق سبحانه در زراعت ایشان برکت بسیار ظاهر گردانید - پوشیده نماند که مال و متاع و ضیاع و عقار و گله و رمه و مواشی و اسباب و املاک حضرت ایشان از حد و اندازه افزون بوده و از حیطهٔ حساب و دائرهٔ شمار بیرون بود - صاحب رشحات می گوید "شنودم که مزرعهای آنحضرت از هزار و سیصد درگذشته است و در آن اوقات مشاهده افتاد که چندین مزرعها دیگر خریده شد و حضرت مخدومی مولانا عبدالرّحمن جامی قدس الله سره در کتاب یوسف و زلیخا باین معنی (ر) در اثنای مناقب حضرت ایشان اشارت کرده اند ، آنجا که فرموده اند ، بیت :

(۱) and (ب) markers appear above "بودم" and "عزیزان" respectively.

هزارش مزرعه در زیر کشت است   که زاد رفتن (س) راه بهشت است

سح 134

(ا) سح ، قح ، مظ - بوده اند - (ب) یعنی خواجه علی رامتنی (رح) که احوالش در اوراق آینده ذکر خواهد شد - (ج)سح ، مظ - کرده اند - (د)ایضاً - کرده اند - (ر) سح ، مظ - منقب - (س) سح ، مظ - زادهٔ رفتنی -

ذکر خدمت و شفقت حضرت ایشان
نسبت کافهٔ انام از خواص و عوام

* *

حضرت ایشان از ابتدا حال تا انتهای مراتب کمال بر خدمت و شفقت آشنا و بیگانه دوست و دشمن حریص و مولع بودند و در مجالس و محافل بر همه کس در خدمت سبقت می نمودند - می فرمودند "وقتی که در سمرقند در مدرسهٔ مولانا قطب الدّین صدر می بودم دو سه بیمار را که مرض حصبه داشتند تعهّد و بیمارداری می کردم، بسبب مرضی شعور بودند جامه و بستر ایشان شسته می شد، من آنها را می شستم و دفع و رفع اذی (الف) از ایشان می کردم و این واقعه زود زود می شد و مرا بواسطهٔ بیمارداری و لوازم آن حصبه شد، در شب (ب) که تب محرق داشتم سه چهار سبوی آب آوردم و جامها و بسترهای بیماران شستم" - می فرمودند " وقتیکه در هری بودم سحرها بحمام پیرهری (ج) می رفتم و مردم را خادمی کردم - گاه بودی که پانزده شانزده کس را خدمت کردمی و درین خدمت امتیاز نمی کردم میان نیک و بد و سفید و سیاه و آزاد و بنده و بعد از خدمت مردم می گریختم تا کس را دغدغهٔ اجرت نشود و اگر شود مرا نیابد "- می فرمودند که در طریقهٔ خواجگان قدس الله ارواحهم همت و خاطر مصروف آن می باشد که مقتضی وقت چیست؟ ذکر و مراقبه است یا خدمت، مراقبه وقتی است که در آن وقت خدمت نباشد که از ان راحت به مسلمانی رسد، خدمت که قبول دلی (د) است از ذکر و مراقبه مقدم است - بعضی گمان برده اند که اشتغال به نوافل و عبادت از خدمت اولی شمرده، خدمت تمکن محبت در دلها است "جلبت القلوب علی حب من اجلس الیها" مبیّن است، هرگز ثمرات نوافل باثر و ثمر و نتیجه که محبت مؤمنین است برابر نخواهد بود - می فرمودند که خواجه

سع 135

(ا) سع، مظ - ازی - (ب) شبی - (ج) پیرهری (رشحات ج2ص 407) - (د) قیاساً قبول دلی (ر) سع، فح، مظ - محبت تمکن - (س) قیاساً " احسن الیها " درست باشد بمصداق " ...
" الانسان عبدالاحسان "

بهاؤالدّین و متابعان ایشان قدس الله ارواحهم بآسانی خدمت کسی قبول نمی کردند ، از جهت آن بود که خدمت و تواضع از جمله احسان است و حبّ محسن ضروری و بقدر محبت طاقه واقع . چون ایشان بتمامی همت مشغول اند بنفی خلق و نمی خواهند ایشان را هیچ گونه طاقه بکشد بضرورت سعی و اهتمام دارند تا توانند خدمت کنند نه قبول خدمت و ازکسی خدمت قبول می کنند که در وی استعداد آن یابند که روز بروز از طریقه و طور ایشان بهره مند شود و طاقهٔ او از عالم بسبب قبول و التفات خاطر ایشان کمتر گردد و حالی از جمعیت باطن او معمور و منوّر شود ـ می فرمودند که من این طریقه را از کتب صوفیه نگرفته ام بلکه از خدمت مردم گرفته ام ، نه آنکه مرا آموخته باشند امّا خدمت را خاصیت اینست ـ می فرمودند هر کس را از دری در آورده اند مرا از در خدمت در آورده اند ، ازینجهت است که خدمت مرضی و مختار و محبوب من است ، بهر که امیدواری دارم وی را خدمت می فرمایم و این بیت خواندند : سح 136

همت ترا بکنگرهٔ کبریا کشد (۱) آن سفگاه رابه ازین نردبان مخواه

پس فرمودند که من همچنین می خوانم که : ع

خدمت ترا بکنگرهٔ کبریا کشد (ب)

حضرت ایشان در مبادی حال بعد از چند گاه که در سمرقند بوده اند از آنجا میل به بخارا کرده اند و در راه به ده شیخ سراج الدّین پیرستی (ج) رسیده اند و یک هفته آنجا با شیخ صحبت و از آنجا به بخارا رسیده اند و مولانا حسام الدّین بن مولانا حمیدالدّین شاشی (رح) را دیده اند و بخواجه علاءالدّین غجدوانی (رح) صحبت ها داشته اند ـ بعد از آن عزیمت خراسان کرده اند از راه مرو و بهرات آمده و مدت چهار سال آنجا بوده اند و در آن مدت بصحبت حضرت قاسم تبریزی و شیخ بهاءالدّین عمر قدس الله سرهما بسیار می رفتند و بصحبت حضرت

(ا) قیاساً کشد ـ (ب) ایضاً ـ (ج) پیرسی (رشحات عین الحیات ج 2 ص 216) ـ

شیخ زین الدّین خوافی (رح) احیاناً می رسیدند - بعد از چهار سال از هرات به نیت صحبت حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس الله سره از راه بلخ و شبرغان[ا] متوجه ولایت حصار شدند[ب] و در بلخ بصحبت مولانا حسام الدّین پارسا (رح) رسیده اند[ج] و از آنجا بچغانیان[د] رفتند[ر] به نیت زیارت قبر حضرت مولانا خواجه علاء الدّین عطار قدس الله سره ، بعد ازان به ملغو[س] آمده اند و خدمت مولانا یعقوب (رح) آنجا دریافتند[ص] و دست بیعت بایشان دادند[ط] و از ایشان طریقه گرفتند[ظ] و در آن سفر مدت سه ماه بوده و باز بهرات مراجعت فرموده یک سال دیگر کم و بیش آنجا بودند و برصحبت اکابر وقت مداومت فرموده اند و بعد از آنکه پنج سال در هرات اقامت داشته اند عزیمت مراجعت بوطن مالوف کردند و در تاشکند مقیم شده بامر زراعت قیام نمودند و به شغل دهقنت اقدام نمودند - قصیده : نسخ 137

یار برداشت پرده از رخسار	این تمشون یا اولی الابصار ؟
لمعهٔ آفتاب طلعت او	طلعت من مشارق الاظهار[ع]
همه اشیاء هلاک این اشراق	همه را پاک سوختست این نار[ف]
لمعهٔ اوست در مکین و مکان[ک]	جلوهٔ اوست در یمین و یسار[ک]
نیست تکرار در تجلّی او	گر چه باشد برون ز حد شمار
لیکن آن از تجدد امثال	می نماید بصورت تکرار
جمله ذرات کون آئینه هاست	که در آن جلوه میکند رخ یار
در هر آئینهٔ بآئینی[ل]	می نماید بعاشقان دیدار
گاه مستور در پس پرده	گاه مشهور بر سر بازار

(ا) شبرقان (رشحات ج2ص 416)- (ب)سح ، فح ، مظ - شده اند - (ج)ایضاً - رسیده اند - (د)بچغانیان (کذا فی رشحات ج2ص 416)- (ر)سح ، فح ، مظ - رفته اند -(س) ملغو در مضافات حصار (ماوراء النّهر) است -(ص)سح ، فح ، مظ - دریافته اند -(ط)ایضاً - داده اند -(ظ) ایضاً - گرفته اند [illegible]

گاه در پرده می دواند تار (ا) ....؟

پردگی اوست ما همه پرده — پرده ساز اوست ما همه اوتار

تا شود نقش پردهٔ حائل — از تماشای نور آن رخسار

ای ز پندار غیر در پرده — خیز و بردار پردهٔ پندار

گر درین پرده باز (ب) میخواهی — روی دل سوی نقشبندان آر

آن مقیمان بارگاه الست — وان ندیمان صدر صفهٔ بار

همه در بزم شوق شاه نشان — همه در رزم عشق شاه سوار

همه عالی و زان میان اعلی — شاه ابرار و خواجهٔ احرار (رح)

حضرت ایشان می فرمودند که حضرت سید قاسم (رح) می فرمودند "بابوا هیچ میدانی که درین زمان چرا حقائق و معارف کم شده ، گفت بواسطهٔ آنکه بطریق بنای کار بر تصفیهٔ باطن است و بنای تصفیه بر لقمهٔ حلال است ، چون درین زمانه لقمهٔ حلال کم است لاجرم باطنی صاف نمانده است که اسرار (ج) و معارف الهی از وی (د) ظاهر شود " و بآن تقریب فرمودند "تا زمان (ر) که دست من بکار می رفت طاقیه من هزار بخیه می دوختم و قوت خود ازان می ساختم و چون بواسطهٔ فلج (س) دست من بیکار شد کتابخانه ای از آبا و اجداد من میراث مانده بود آنرا فروختم و مایهٔ تجارت ساختم و این زمان از آن میخورم ، احتیاط حضرت سید قاسم (رح) در خوردنی این چنین بود "ـ و ولادت حضرت ایشان در ماه رمضان سال هشت صد و شش هجری بود در قریهٔ باغستان که از توابع تاشکند است و وفات ایشان در بیست د نهم ربیع الاول شب شنبه سال هشت صد و نود و پنج هجری واقع شده و مدت عمر شریف ایشان هشتاو و هشت و قریب

سع 138

(ک) سع ، فح ، مظ ـ (و) ندارد ـ (ل) هر ـ در هر آئینهٔ که می بینی ـ

(ا) گاه در پرده می نوازد ساز ، گاه بی پرده می دراند تار (رشحات ج2 ص 486) ـ (ب) بار ـ (ج) سع ، مظ ـ (که) ندارد ـ (د) ایضاً ـ (ظاهر) ندارد ـ (ر) تا زمانیکه ـ (س) فح ، هر ـ فالج ـ

(85)
هفت ماه است ـ

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس الله سره : اصل ایشان از موضع چرخ است و چرخ دهی است از توابع غزنین مابین کابل و غزنین واقع شده و قبور اجداد ایشان در آنجا است و ایشان بی واسطه مرید خواجه بزرگ اند ـ فرمودند که پیش از آنکه بملازمت حضرت خواجه بهاءالدّین قدس الله سره بودم با ایشان محبت و اخلاص تمام داشتم و بعد از آنکه از اکابر علماء بخاری [ا] اجازت فتوی گرفتم عزیمت آن کردم که بوطن اصلی مراجعت نمایم ، روزی مرا بحضرت خواجه سع 139 ملاقات افتاد ، تواضع و تضرع بسیار کردم که گوشهٔ خاطری بمن دارند [ب] ، فرمودند " این زمان که عزیمت کردهٔ نزد ما آمدهای و گفته [ج] ای دوستدار [د] خدمتم لکن [ر] از چه جهت؟ " گفتم " از آن جهت که بزرگید [س] و مقبول همه خلائق "ـ فرمودند " دلیلی بهتر ازین می شاید که این قبول شیطانی باشد "ـ گفتم " حدیث صحیح است که هرگاه حق سبحانه بندهٔ را بدوستی گیرد دوستی او را در دلهای بندگان خود اندازد " ـ ایشان تبسّم کردند و فرمودند که ما عزیزانیم ، ازین سخن ایشان حال من دیگر شد بجهت آنکه پیش ازین یک ماه در خواب دیده بودم ـ چون ایشان این سخن فرمودند مرا آن خواب یاد آمد ، از حضرت خواجه التماس کردم که خاطر شریف با من دارید ، فرمودند " شخص [ص] از عزیزان علیه الرّحمه والغفران خاطر طلبیده است ، فرمودند در خاطر غیر نمی ماند ، چیزی پیش ما گذار که چون آن را بینم تو یاد آی " ـ پس فرمودند که ترا خود چیزی نیست که پیش ما گذاری ، طاقیهٔ مبارک خود بمن دادند که این را نگاه دارید هرگاه که این طاقیه را بینی ما را یاد کن ، چون یاد کنی بیابی ، و فرمودند که زنهار درین

(ا) سع ، فح ، مظ ـ بخواری ـ (ب) ایضاً ـ دارید ـ (ج) سع ، مظ ـ گفتندهٔ ـ (د) ایضاً ـ دوستارم ـ (ر) سع ، فح ، مظ ـ که ـ (س) یعنی بزرگ هستید ، هر ـ بزرگ کنید ـ (ص) سع ، فح ، مظ ـ شخص ـ

(85) در نسخهٔ فح ، هر نود سال و پنج ماه نوشته است ، در سع هم اولاً همین مدت مرقوم است ولی بعداً تصحیح شده و راجع به تاریخ پیدایش رمضان سال 806هـ و تاریخ وفات ربیع الاول سال 895هـ هشتاد و هشت سال و هفت ماه درست است

سفر مولانا تاج الدّین دشت کولکی (رح) را دریابی که وی از اولیاء(ا) الله است - بخاطر آمد که مرا اتفاق بلخ است و از آن راه بوطن خود می روم ، بلخ کجا و دشت کولک کجا ؟ و بعد از آنجا متوجه بلخ شدم - اتفاقاً ضرورتی واقع شد و صورتی پیش آمد که از بلخ بدشت کولک افتادم و اشارت حضرت خواجه مرا یاد آمد ، متعجب شدم و صحبت مولانا تاج الدّین را دریافتم و بعد از آن دریافت(ب) مولانا رابطهٔ محبت مولانا من بحضرت خواجه قوت گرفت و سبب واقع شد که باز به بخارا بملازمت ایشان مراجعت کردم و این داعیه در خاطر افتاد که دست ارادت بحضرت خواجه دهم - در بخارا مجذوبی بود که بوی عقیدهٔ تمام داشتم ، بر سر راه نشسته بود(ج) ، با وی گفتم روم ، گفت زود برو و در پیش خود خطوط را شمار کنم(د) ، اگر فرد باشد دلیل بر حقیقت این داعیه خواهد بود که ان الله فرد و یحبّ الفرد ، چون شمار کردم فرد بود ، بر یقین تام بحضرت خواجه رفتم و ارادت گفتم و مرا وقوف عددی تلقین کردند و فرمودند تا توانی عدد فرد را رعایت کن ، اشارت بآن خطوط فرد کردند که من دلیل ساخته بودم و هم حضرت مولانا یعقوب قدس الله سره دربعضی از مصنفات خود نوشته اند که چون بعنایت بی علت حق سبحانه و تعالی حضرت خواجه بهاء الحق(ر) والدّین قدس الله سره را داعیهٔ طلب درین فقیر پیدا شد حصاکش و قائد فضل(س) الهی بصحبت حضرت خواجه بهاء الحق و الدّین قدس الله سره کشید ، در بخارا ملازمت ایشان کردم و بکرم عمیم ایشان می یافتم(ش) تا به هدایت صمدیت یقین حاصل (شد) که ایشان از خواص اولیاء اند و کامل مکمل اند - بعد از اشارات غیبیه و واقعات کثیره تفاول بکلام الله کردم ، این آیت برآمد " اولئک الّذین هدیهم الله فبهدیهم اقتده(ط) " و در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود متوجه مزار شیخ سیف الدّین باخرزی

سح 140

سح 141

(ا) سح - اولیاء - (ب) - (آن) زاید است - (ج) سح ، مظ - دید - (د) زود برو و در پی خود خطوط بسیار بر زمین کشید - با خود گفتم این خطوط را شمار کنم (رشحات ج 1 ص 117) - (ر) فح ، مر (بهاء الحق والدّین) ندارد - (س) فح ، مر طالبش - (ش) قیاساً "التفات می یافتم" - (ط) انعام 90

رحمه الله تعالی (علیه) نشسته بودم که ناگاه پیک قبول الهی در رسید و بی قراری در باطن پیدا شد ، قصد حضرت خواجه کردم ، چون به قصر عارفان که منزل ایشان بود در رسیدم حضرت خواجه را بر سر راه منتظر دیدم ، تلقی باحسان نمودند و بعد از نماز صحبت داشتند و هیبت ایشان مستولی شده بود و مجال نطق نمانده ـ درین اثنا فرمودند که در اخبار است (۱) "العلم علمان علم القلب فذلک علم النافع علمه الانبیا والمرسلون و علم اللسان فذلک حجة الله علی ابن آدم" امید است که از علم نصیبی بتو رسید و فرمودند که در خبر است (ب) "اذا جالستم (ج) اهل الصدق فاجلسوا هم بالصدق فانهم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم و ینظرون الی همتکم "و ما مامور ایم بخود کسی را قبول نمی کنیم ، امشب ببنیم که چه اشارت می شود ، اگر ترا قبول کنند ما نیز قبول کنیم و آن شب چنان بر من صعب گذشت که به عمر خود چنان شبی تنگ رانیده بودم که مبادا در رد باز شود ـ ترسان و هراسان چون با ایشان نماز بامداد ادا کردم فرمودند " مبارک باد که اشارت بقبول شد ، ما کسی را کم قبول می کنیم و اگر قبول میکنیم دیر قبول می کنیم ، اما تا هر کسی چون آید و وقت چون باشد " ـ بعد ازان سلسلهٔ مشائخ خود را تا بحضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی (رح) بیان کردند و این فقیر را بوقوف عددی مشغول گردانیدند و فرمودند که اول در علم لدنی این سبق است که از حضرت خواجه خضر علیه السلام بحضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی (رح) رسیده ، بعد ازان چند وقت دیگر در ملازمت ایشان می بودم تا غایتی که فقیر را از بخارا اجازت سفر شد ، فرمودند که آنچه از ما بتو رسیده است به بندگان خدای تعالی برسان تا سبب سعادت باشد ـ حضرت ایشان فرمودند که حضرت مولانا یعقوب علیه الرحمه گفتند که حضرت خواجه بزرگ (رح) مرا فرموده اند که بخواجه علاءالدین عطار (رح) مصاحب باشید ، بعد از وفات حضرت خواجه بچندگاه من به بدخشان

سح 142

---

(۱) فح ، هر ـ علم الانبیا ـ (ب) رجوع کنید به سنن داری مقدمه 34 ـ (ج) سح ، مظ ، جالستم (جلس : نشستن ، جالس : نشانیدن) ـ بنا بهمین جلستم که در متن اختیار کردیم درست است

افتادم و خدمت خواجه علاء الدّین در چغانیان متوطن بودند ، باین فقیر نامه ای نوشتند که وصیت حضرت خواجه چنین بود که باهم باشیم ، حالا مصلحت چیست؟ چون بر مضمون مکتوب اطلاع افتاد من بچغانیان آمدم و در ملازمت ایشان باشیدم تا وقتیکه خدمت خواجه نقل کردند بعد از سه روز سفر کردم و بجانب هلفتو آمدم و در مبدأ المعاد که تصنیف شیخ احمد سرهندی (رح) است آورده است که وی بعد از وفات حضرت خواجه بزرگ در ملازمت خواجه علاء الدّین عطار (رح) در مرتبهٔ کمال رسیدند - صاحب رشحات می گوید که خدمت مولانا یعقوب علیه الرّحمة از من پرسید که تو در خراسان بودی و مردم می گویند که خدمت شیخ (ا) زین الدّین الخوافی (ب) (رح) خوابهای مریدان را تعبیر می کنند و از آن اخبار بسیار می گیرند ، گفتم آری ، واقع است - خدمت مولانا دست مبارک درمیان محاسن داشتند - بعد ازین سخنان ایشان را غیبتی دست داد و داب (ج) ایشان آن می بود که زمان زمان از خود غائب می شدند ، در آن غیبت سر مبارک ایشان پیش سینه افتاد (د) چنانچه دو سه تار موی سفید در فرجهای انگشتان مبارک ایشان بماند بعد از ساعتی سر بر آوردند و این بیت خواندند :

سح 143

چون غلام آفتابم همه زآفتاب گویم نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

ولادت ایشان در غزنین است و قبر ایشان درهلفتو است که یکی از دههای حصار است -

از خواجه علاء الدّین عطار قدس الله سره : نام ایشان محمّد بن محمّد البخاری (ر) است.

اصل ایشان از خوارزم و از کبار مریدان و خلفاء خواجه بزرگ اند و در ایام حیات خود تربیت بسیاری از مریدان خواجه که با ایشان می بودند می کردند - وی می فرمودند که علاء الدّین بار را بر من سبک کرده است و در مقامات مذکور است که حضرت خواجه بزرگ در مبادی حال

(ا) بوده ای (رشحات ج ا ص 120) - (ب) مولانا یعقوب (رح) با شیخ زین الدّین الخوافی (رح) در مصر هم سبق بوده اند وپیش مولانا شهاب الدّین سیرامی (رح) تلمذ میکرده اند (رشحات 120/ج ا) -

(ج) فح ، عر - آداب - (دا بمعنی عادت درست است) - (د) ... (ر) سح ، مظ - البخواری -

خدمت علاء الدّین (رح) را در مجالس نزدیک خود می نشاندند و زمان زمان متوجه ایشان می شدند ـ بعضی (از) محرمان حضرت خواجه را ازین معنی سوال کردند ، فرمودند "او را نزدیک خود می نشانم تا گرگ او را نخورد ، گرگ نفس او در کمین است ، هر لحظه از حال وی تفحص می نمایم" ـ خدمت خواجه علاء الدّین (رح) فرموده اند که در اوائل ملازمت حضرت خواجه قدس سره شیخ محمد در آهنین (۱) از من سوال کرد که دل بنزدیک تو بچه کیفیت است؟ گفتم کیفیت آن پیش من معلوم نیست ، وی گفت دل بنزدیک من چون ماه سه روزه است ، بعد ازان من تعریف و تمثیل وی را به نسبت دل بحضرت خواجه عرض کردم ، فرمودند "آن درویش (ب) نیست که حال خود را بیان کرده است" و حضرت خواجه در آن محل ایستاده بودند ، قدم بر قدم من نهادند ، مرا کیفیت بزرگ پیدا شد که جمیع موجودات را در خود مشاهده کردم ، چون من از آن حال باز آمدم حضرت خواجه فرمودند که نسبت اینست نه آن ، پس حال دل را کی توانی ادراک کنی ؟ دل در بیان نمی آید و سرّ آن حدیث که لا یسعنی ارضی و لاسمائی و لکن یسعنی قلب عبدی از غوامض است ، پس حال دل را که بشناسد ؟ ـ همچنین در رشحات عین الحیات است و صبیهٔ (ج) خواجه بزرگ در خانهٔ خواجه حسن عطار (رح) بود که فرزند (د) ایشان بود ـ خواجه حسن عطار (رح) ثمرهٔ شجرهٔ ولایت ایشان در ایام طفلی منظور نظر عنایت و عاطفت حضرت خواجه بزرگ قدس الله سره بودند ـ گویند که روزی خواجه حسن با جمعی اطفال در باغ مزار بازی می کردند و بر گوساله سوار شده بودند و کودکان گرد ایشان می دویدند ـ درین اثناء خواجه بزرگ بآنجا رسیدند و ایشان با کودکان بر آن وجه دیدند) و فرمودند که زود باشد که این کودک سوار باشد و پادشاهان ذی شوکت در رکاب پیاده بدوند و آنچنان بود که چون خدمت خواجه حسن عطار به خراسان آمدند و در باغ زاغان (س) میرزا شتری پیش

سح 144

سح 145

---

(۱) فع ، مر ، هندی ـ (آهنین درست است ، کذا فی رشحات ج۱ ص142 ـ) ـ (ب) آن درویش نسبت خود را بیان کرده است (رشحات ج۱ ص142) ـ (ج) رک به رشحات ج۱ ص142 ـ (د) یعنی حسن عطار ـ
(س) در باغ زاغان میرزا شاهرخ [illegible]

ایشان بطریق مطالعه کشید و از غایت اخلاص که بایشان داشت خواست خود ایشان را سوار کند ، پیش آمد و بیک دست رکاب اشتر (ا) گرفت و بدست دیگر عنان وی و ایشان را سوار محکم گرفته چند گام بدوید ، بعد از آن اشتر (ب) بیارامید ، ایشان فرود آمدند و روی بطرف بخارا آوردند نیازمندی کردند و تواضع نمودند و قصهٔ ایام طفلی و سوار شدن بر گوساله و وعدهٔ حضرت خواجه ایشان را که پادشاهان ذی شوکت در رکاب تو بدوند بمرزا باز گفتند و سرّ سرکشی اشتر (ج) ظاهر شد و استماع آن حکایت و مشاهدهٔ آن صورت سبب (د) ازدیاد یقین حاضران بحضرت خواجه بزرگ قدس الله سره - و حضرت خواجه محمد پارسا قدس الله سره نوشته اند که حضرت خواجه علاء الدّین عطار قدس الله سره در اول شعبان سنه خمس و تسعین و سبع مأ ته پیش از وفات به هفت سال از چغانیان متوجه به بخارا شدند به نیت زیارت حضرت خواجه بزرگ قدس الله سره و بعد از هژده روز رسیدند و در اوائل شوال مراجعت کردند ، شب عید رمضان در بخارا بودند ، درویشی از درویشان آن شب در واقعه دید که بارگاهیست در نهایت بزرگی و حضرت خواجه علاء الدّین با حضرت خواجه بزرگ قدس الله سرّهما در نزدیکی (ر) آن بارگاه اند و معلوم شد که آن بارگاه حضرت رسالت پناه است صلی الله علیه و آله و سلم ، حضرت خواجه بزرگ (رح) بآن بارگاه در آمدند بملاقات حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و بعد از فرصتی بیرون آمدند ، با ایشان نشست و بسط تمام (س) فرمودند که مرا این کرامت کردند ، هر که در صد فرسنگی قبر من باشد از هر طرفی ، من او را شفاعت کنم باذن الهی و عطار (رح) را در چهل فرسنگی مرقد او مرتبهٔ شفاعت دادند و کمینه از محبان و متابعان را یک فرسنگی (ص) مرقد او مرتبهٔ شفاعت دادند - خدمت خواجه عبدالله امامی اسفهانی (ط) (رح) که از اجلّه (ع) اصحاب حضرت

سح 146

(ا ، ب ، ج) استر (بمعنی قاطر-کذا فی رشحات ج ا ص159)- (د) سح ، مظ - بسبب - (ر) قح ، مر - نزدیک - (س) بشاشت و بسط تمام فرمودند - (ص) قح ، مر - فرسنگکی (ط) اصفهانی در فارسی جدید - (ع) قح ، مر - جمله -

خواجه علاء الدین عطار اند قدس الله سرهما بالتماس یکی از سادات بزرگ در طریقه خواجگان قدس سرهم رساله ای مختصر بغایت مفید نوشته است از آن نسبت که بوبیم تبرک ایراد می یابد -

رشحه : طریقه توجه طائفه علیه و پرورش نسبت باطنی ایشان چنانست که هر گاه که خواهند بدان اشتغال نمایند اولاً صورت آن شخص که این نسبت ازو یافته باشد در خیال در آورند تا آن زمان که اثر حرارت و کیفیت معهوده ایشان پیدا شود ، بعد ازان آن خیال را نفی نکنند بلکه آنرا نگاه دارند و چشم و گوش و هوش و همه قوی بآن خیال متوجه بقلب شوند که عبارت است از حقیقت جامعه[ا] انسان که مجموع کائنات از علوی و سفلی دروی مدرک می شود مفصل آنست اگرچه آن از حلول در اجسام منزه است لکن چون نسبتی میان او و میان این نقطه صنوبری است پس توجه باین لحم صنوبری باید نمود[ب] و چشم و فکر و خیال و همه قوی را بر آن گماشت[ج] و حاضر آن بود و بر در دل نشست[د] و ما شک نداریم که درین حال کیفیت غیبت و بیخودی رخ نمودن آغاز کند آن کیفیت را راه[ر] فرض (می) باید کردن و از پی آن رفتن و هر فکری که در آید بتوجه[س] بحقیقت قلب خود[ص] نفی آن کردن و بآن (جزوی) مشغول نشدن و در آن محل بکلی در گریختن تا آن نفی شود و اگر نفی نشود التجا بصورت آن شخص باید کردن و آن را نگاه داشتن تا باز آن نسبت پیدا شود ، آنزمان خود آن صورت نفی می شود ، اما باید که شخص متوجه آنرا نفی کند و اگر چنانچه بآن صورت وساوس نفی نشود[ط] چند نوبت باسم یا فعّال بحسب معنی در دل مشغول شود که البته دفع شود و اگر نیز باین دفع نشود در دل چند نوبت تأمل کلمه لا اله الا الله بکند بدین طریقه که لا موجود الا الله تصور کند و آن وسوسه که مشوش او می باشد از هر نوع که باشد چون موجودیست از موجودات ذهنی ، بتحقیق آنرا بحق

سح 147

(ا) جامعه انسانی - (ب) باید نمودن - (ج) باید گماشتن - (د) و حاضر آن بودن بر در دل نشستن - (ر) راهی - (س) متوجه - (ص) قلب خود گشتن (ط) نکنند -

سبحانه قائم بیند بلکه عین حق داند زیرا که باطل نیز بعضی از ظهورات حق است[(ا)] و شک نیست که باین تامل ذوقی شود و نسبت عزیزان قوت گیرد و آن زمان آن فکر را نیز نفی کند و بحقیقت بیخودی متوجه شود و از پی آن برود و اگر بآنکه ذکر لا اله الّا اللّه در دل بگوید حضوری نیابد بجهر چند نیت بگوید واللّه را مد بدمد و دل فرو برد و آن مقدار مشغول شود که بسیار ملول نشود و چون بیند که ملول خواهد شد ترک کند و بداند که مادام که غیبت و بیخودی و نسبت عزیزان در ترقی باشد فکر در حقائق اشیاءٔ و توجه بجزئیات عین کفر است ، بیت : (ع) سح 148

با خودی کفر بیخودی دین است

بلکه فکر در اسماٗ[(ب)] و صفات حق سبحانه هم نباید کردن درین دم و اگر نیز برسد آنرا نفی باید کردن باین طریقه ها که گفته شد ، اگر کسی گوید که درین صورت نفی حق لازم آید جواب گویم که خلق حق را برای حق نفی میتوان کردن چنانچه خواجه بزرگ قدس اللّه سره فرموده اند پس اگر فکر حق صرف باشد هر چند نفی کنی باید که زیادت شود زیرا که حق به نفی کسی منفی نشود و الّا زائل گردد و نیز مطلب روحانیت این طائفهٔ عالیه توجه به نیستی است که سرحد وادی حیرت است و مقام تجلّی انوار ذات است و در آن مقام وجود نمی ماند و فکر در اسماٗ و صفات شک نیست که این[(ج)] مرتبه فروتر است و باید که در بازار و گفتگو و اکل و شرب و همه حالات آن حقیقت جامعهٔ خود را نصب العین خود سازد و او را حاضر داند و بصور جزوی از حضرت جامعهٔ خود غافل نشود بلکه همه اشیاٗ را بوی قائم داند و سعی کند که اورا در همه مستحسنات و مستقبحات[(د)] مشاهده نماید تا بجای رسد که خود را در همه بیند و همه اشیاٗ را آئینهٔ جمال با کمال خود داند بلکه همه را اجزای خود یابد ، ع

(ا) سح ، مظ - خواست - (ب) ایضاً - باسماٗ - (ج) ازین - (د) سح ، مظ - مستحقات -

(ا)
جزو درویش است جمله نیک و بد

در حالت سخن گفتن نیز باید که ازین مشاهده غافل نشود بلکه گوشهٔ چشم دل او بدان سو باشد و اگر چه ظاهر او بچیزهای دیگر مشغول باشد چنانچه فرموده اند :

از درون شو آشنا و از برون بیگانه شو　　اینچنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

و هر چند (صحت) بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد و چون بمرتبه ای رسد که تفرقه میان دل و زبان تواند کردن و خلق او را حجاب از حق نشود و حق حجاب از خلق نگردد آنزمان تواند که بصفت جذبه در دیگران تصرف کند و اجازت ارشاد و دعوت خلق بحق آن کس را باشد که باین مرتبه برسد و باید که خود را از غضب راندن (ب) نگاه دارد که راندن غضب ظرف باطن را از نور معنی تهی و خالی سازد و اگر غضبی واقع شود یا قصوری دست دهد که کدورتی قوی طاری شود و سر رشتهٔ دلت گم گردد یا ضعیف شود غسل برآرد ، اگر قوت مزاج وفا کند بآب سرد که بسیار صفا میدهد و الّا بآب گرم و جامهٔ پاک پوشد و در جای خالی دو رکعت نماز بگذارد و چند نوبت بقوت نفس بر کشد و خود را خالی سازد و بعد ازان به (ج) مشایخ طریقه متوجه شود و در ظاهر نیز پیش حضرت جامعهٔ خود تضرع کند و بکلی باو توجه نماید و بداند که این حقیقت جامعه مظهر مجموع ذات و صفات حق است نه آنکه حق سبحانه در وی حلول کرده بلکه بمنزلهٔ صورت است در مرآت ـ پس این تضرع بحقیقت نزد حق سبحانه باشد ، همچنین در رشحات عین حیات آورده است ـ (د)

می فرمودند که رعایت جانب اهل علم باید کرد و حال خود را پوشیده باید داشت و با هر یک از اهل طریق به نسبت حال او سخن باید گفت ، رعایت خاطر و احتراز از آزار اهل قلوب می باید کرد ـ باین طائفه دروتی شدن کار (را) دشوار تر می گرداند ، کارهای

سح 149

(ا) قیاساً درویش ـ (ب) سح ، مظ راند ـ (ج) ایضاً ـ بهمه (د) رشحات ج ا ص 168 تا ط 17

سح 150 درونی ایشان باریکتر است ، مخالطت و دوستی کردن با ایشان وقتی مفید است و سبب مزید احوال است که بواسطهٔ آن مخالطت آداب صحبت ایشان را بیشتر شناسد و بیشتر رعایت کند و الّا سبب مزید خطر باشد ، ع

بی ادب را بار نی با ادب بودن خطاست

خطای ادب ظهور هستی و خود را با ادب دیدن است - پوشیده نماند که بعضی از کلمات قدسیه حضرت خواجه علاء الدّین عطار قدس اللّه سرّه که در مجالس صحبت می فرموده اند خدمت محمّد پارسا قدس اللّه سرّه در قید کتابت آورده اند و بعضی ازان اینست که برسم تبرک می آرم - می فرمودند که مقصود از ریاضت نفی تعلقات جسمانیت است بکلی و توجه کلی بعالم ارواح و عالم حقیقت ، مقصود از سلوک آنست که بنده باختیار و کسب خود ازین تعلقات که موانع راه اند بگذرد و هر یک ازین تعلقات را بر خود عرض کند ، از هر کدام کهلم که گذرد علامت آن بود که آن تعلق مانع نیست و غالب نیامده است ودر هر کدام که باز ایستد و خاطر بآن بسته بیند بداند که آن مانع راه او شده است ، تدبیر قطع آن کند -حضرت خواجهٔ ما برای احتیاط چون جامهٔ نو پوشیدندی در اول گفتندی که این آن فلان است وعاریت وار پوشیدندی و دیگر می فرمودند که چون طالب بامر مرشد و مدد او خود را خالی میکند از هر مانعی که از محبت مرشد بود و در دل طالب تمکن یافته باشد ، پس از آن قابل فیض الحق الهی گردد و محل ورود احوال نامتناهی شود بحقیقت قصور در فیض الهی نیست ، سح 151 قصور از جهت طالب است ، چون طالب رفع موانع کرد هر آئینه حالی طلوع کند بر او و بر واسطهٔ روحانیت مرشد که آن حال محل حیرت باشد و به هیچ وجه ادراک وجود آن حقیقت نتواند کرد "ربّ زدنی تحیراً فیک" حکمت اختیار بکوه در آدمیان بیشتر است ، چون موانع طبیعت اصل شده اند بقوت اختیار و جهت بسیار دفع آن موانع می باید کرد ، فرشتگان اگر چه مجبور بر طاعت اند و معصوم از مخالفت قصداً و خطاً امّا در خشیت و خوف اند ، اعتبار تمام

اختیار را است در سعادت و شقاوت و ترقی و تنزل ۔ وفات علاء الدّین عطار (رح) بعد از نماز خفتن شب چهار شنبه بیستم رجب سال هشت صد و دو هجری و قبر ایشان در ده نو چغانیان است و وفات خواجه حسن عطار (رح) در شب دو شنبه عید قربان است سال هشت صد و بیست و شش هجری و قبر وی در ده نو چغانیان است ۔

از خواجه بهاء الدّین نقشبند قدس الله سرّه ۔ وجهٔ تسمیهٔ نقشبند در رسالهٔ بهائیه که در مقامات حضرت خواجه می نویسد که حضرت خواجه می فرمودند که من و پدر بصنعت کمخواب بافی و نقشبندی مشغول می بودیم و چون نقل بدستخط حضرت مولانا عبدالرّحمن جامی قدس الله سرّه نوشته یافتم ۔ پوشیده نماند که در سلسلهٔ خواجگان قدس الله سرّهم از زمان خواجه انجیر فغنوی (رح) تا زمان امیر کلال رحمهما الله تعالی ذکر خفیه را با ذکر علانیه جمع می کردند و ایشان را در سلسلهٔ شریفه علانیه خوانان می گویند ۔ چون زمان ظهور خواجه بهاء الدّین قدس الله سرّه رسید بنا بر آنکه از حضرت خواجه عبدالخالق قدس الله سرّه مامور بعمل عزیمت بودند ذکر خفیه اختیار کرده و از ذکر علانیه اجتناب نموده و هر گاه که اصحاب امیر کلال (رح) در مجلس افتتاح ذکر علانیه می کردند حضرت خواجه بر می خاستند و از آن حوزه بیرون می رفتند و بر خاطر اصحاب این معنی بغایت گران می آمده است لکن حضرت خواجه پروای آن نمی کردند و در مقام رفع نقل (ب) ایشان نمی شدند (ا) ، امّا در خدمت و ملازمت امیر کلال (رح) هرگز دقیقهٔ فرو نمی گذاشتند (ج) و همیشه سر تسلیم بر آستانهٔ ارادت و متابعت ایشان می داشتند (ح) و امیر (رح) روز بروز التفات به حضرت خواجه زیاده می کردند (د) ۔ سر سلسلهٔ نقشبندیان است و ایشان بنظر قبول از فرزندی خواجه محمّدبابا سماسی (رح) است ، بظاهر مرید سید امیر کلال (رح) است و اویسی بود از روحانیت خواجه عبدالخالق غجدوانی قدس الله سرّه

سج 152

(ا لمسج ، فج ، مظ ۔ نمی کرده اند ۔ (ب) نقل ایشان نمی شده اند (رشحات ج1 ص96) ۔
(ج) سج ، فج ، مظ ۔ گذشتند ۔ (ح) ایضاً ۔ داشته اند ۔ (د) ایضاً ۔ کرده اند ۔

(86)

و از خدمت شیخ خلیل اتا (رح) یعنی بابا که از مشائخ ترکستان است [illegible] فائده های گرفته است ، طریقهٔ ایشان تمام مطابق شرع بود و مذهب امام اعظم (رح) داشتند و اکثر مشائخ این سلسله حنفی مذهب اند - از خواجه بزرگ پرسیدند که طریقهٔ شما جهر و سماع می باشد، فرمودند که نمی باشد ، پس گفتند طریقهٔ شما بر چیست؟ فرمودند که ظاهر با خلق و باطن با حق - روزی حضرت (خواجه) بزرگ قدس الله سرّه عمارتی می کردند و همه اصحاب ایشان از خرد و بزرگ حاضر بودند ، باهتمام بکار گل شغل داشتند و حضرت خواجه محمد پارسا قدس الله سرّه روز درمیان گلزار بودند ، چون آفتاب بحد استوا رسید و هوا بغایتی گرم شد، حضرت خواجه اصحاب را اجازت فرمودند که ساعتی استراحت کنید ، هرکس دست و پای شستند و بسایه رفتند و بخواب افتادند و حضرت محمد پارسا هم درآن گلزار پای پرگل در آفتاب خواب کردند - درین اثنا حضرت خواجه بزرگ (رح) آمدند و بر همه اصحاب گذر کرد ، چون پیش خواجه محمّد رسیدند و ایشان را بآن کیفیت دیدند روی مبارک خود را بر پای مالیدند و فرمودند که خداوندا ! بحرمت این پای که بر بهاء الدّین رحمت کن - و خدمت امیر کلال (رح) در مرض آخر خود اصحاب را بمتابعت حضرت خواجهٔ بزرگ قدس الله سرّه

آنها (۱) — سح 153

---

(۱) آنان -

(86) دربارهٔ شیخ خلیل اتا (رح) در کتب معاصر هیچ تفصیلی تا حال معلوم نشد ، مولانا عبدالرّحمن جامی (رح) نوشته است که خواجه بهاء الدّین فرموده اند که شبی در اوائل این کار (سلوک) در خواب دیدم خلیل اتا رحمة الله علیه را که از کبار مشائخ ترک اند مرا بدرویشی سفارش می نمایند ، چون بیدار شدم صورت آن درویش در خاطر من بود .... و من دائم طالب آن درویش می بودم تا روزی در بازار بخارا باو ملاقات افتاد ، او را شناختم ، پرسیدم نام او خلیل بود و در آن وقت با او مجالست و مکالمت میسّر نشد ، چون بمنزل رسیدم شب رسید ، قاصدی بیامد که درویش خلیل ترا می طلبد و ایام تیر ماه بود .... بخدمت او رسیدم و حالات غریبه مشاهده کردم - بعد از مدتی او را بادشاهی مملکت ماوراء النّهر میسّر شد و در زمانهٔ حکومت و سلطنت تا شش سال در خدمت او می بودم - (نفحات الانس طبع تهران ، سال طباعت ندارد ، ص 383 - 384) -

اشارت فرمودند - در آن (محل) اصحاب از خدمت امیر سوال کردند که حضرت خواجه بهاء الدّین (رح) در ذکر طائفه متابعت شما نکردند و امیر (رح) فرمودند[ا] "هر عملی که بر ایشان می گذرانند بنا بر حکمتی است و اختیار ایشان درمیان نیست"[ب] پس این مصراع خواندند:

ع: ای همه تو من کیم چنانکه تو داری[ج]

سخن خلفاء و خواجگان قدس الله ارواحهم: اگر تو را بی اختیار بیرون آورده اند مترس واگر تو بخود بیرون آمده ای بترس - منقولست که حضرت خواجه محمّد پارسا را قدس الله سره در توجه و مراقبه غیبت بسیار واقع می شده و حضرت خواجه علاء الدّین عطار را قدس الله سره شعور و وقوف تمامی بوده و آن صفت شعور و صحو را از غیبت و سکر اتم و اکمل گفته اند - حضرت خواجه عبید الله احرار قدس الله سره فرموده اند که بعد از وفات خواجه بهاء الدّین قدس الله سره همه اصحاب حضرت خواجه بحضرت خواجه علاء الدّین بیعت کرده اند بجهت علو شان ایشان حتّی خواجه محمد پارسا قدس الله سره - خواجه علاء الدّین عطار قدس الله سره فرموده اند که در وقت نقل حضرت خواجه یسین می خواندم، چون به نیمه رسانیدم انوار ظاهر شدن گرفت، به کلمه مشغول شدم، بعد ازان حضرت خواجه منقطع شد - سن شریف ایشان هفتاد و سه سال تمام شده بود و در هفتاد و چهارم بود که نقل فرمودند - وفات ایشان در شب دو شنبه سیم ماه ربیع الاول سنه احد و تسعین و سبع مائه بوده و در تاریخ حضرت خواجه گفته اند:

رفت شاه نقشبند آن خواجهٔ دنیاودین　　آنکه بودی شاهراه دین ودولت ملتش

مسکن و مأوای او چون بود قصر عارفان　　"قصر عرفان"[د] زین سبب آمد حساب رحلتش

خواجه بزرگ علیه الرّحمه وصیت کرده بود که پیش جنازهٔ من این بیت بخوان:

(ا) فخ، هر - نمی گیرد - (ب) سح، فخ، مظ - فرموده اند (ج) قیاساً دانی -
(د) قیاساً "قصرعرفان" (ق ص ر ع ر ف ا ن = 100_90_200_70_200_80_1_50 = 791 هـ)

خلسانم آمدم در کوی تو شیئاً لله از جلال روی تو

از امیر کلال قدس الله سره : شرف سیادت داشتند و بداش‌گری اشتغال می داشتند و بر زبان بخارا کلال داش(ا) را گویند و در مقامات ایشان مذکور است که والدهٔ ایشان فرموده اند "تا امیر کلال را در پوست داشتم هر گاه که لقمه به شبه اتفاق افتادی (مرا) در شکم درد عظیم بگرفتی ، چون این معنی مکرر شد دانستم که بسبب وجود این طفل است ، دیگر در لقمه احتیاط کردم و بوی امیدوار شدم - چون سید امیر کلال به سن شباب رسیدند کشتی می گرفتند و گرد ایشان هنگامه و معرکه می شدند - روزی در آن معرکه شخصی را بخاطر گذشت که چه معنی دارد که سید زاده شریف کشتی گیرد و زور آزمای کند و طریق اهل بدعت ورزد - درین اثنا وی را خواب ربود و در خواب چنان دید که قیامت قائم شده و وی جای درمیان لای و گل تا سینه فرو رفته و بحال خود فرو مانده تا که دید که امیر پیدا شدند و هر دو بازوی ویرا گرفتند و بآسانی(ب) بالا کشیدند - چون بیدار شد امیر در آن معرکه روی بوی کرده فرمودند که ما زور آزمای را از برای چنین روزها میکنیم - روزی حضرت خواجه محمد بابا از کنار معرکه امیر می گذشتند ، زمانی بنظارهٔ ایشان توقف کردند ، بعضی اصحاب را که همراهی بودند بخاطر گذشته که جهت چیست که حضرت خواجه متوجه این مبتدعان شدند ، خواجه را بر آن خاطر اشراقی شده فرمودند که درین معرکه مردی است که بسی مردان در صحبت وی بدرجهٔ کمال خواهند رسید ، نظر ما بر اوست ، می خواهم که او را(ج) صید کنم - درین محل نظر امیر بجانب ایشان افتاده و جذبهٔ ایشان امیر را در ربود - چون خواجه قدم نهادند و روان شد امیر بی طاقت شد ، معرکه گذاشت و از عقب ایشان رفته ، چون خواجه بمنزل خود رسیدند امیر را در آوردند و طریقه گفت و بفرزندی خود قبول کردند - بعد ازان دیگر هرگز کسی امیر را در معرکه و بازار نه دید - مدت بیست سال در خدمت و ملازمت خواجه محمد بابا (رح) بودند

سح 155

سح 156

(ا) داشگر - (ب) فخ ، مر - بالای (لای یعنی لجن درست است) - (ج) سح ، فخ ، مظ - (را) ندارد

پیوسته به هر هفته دوبار دو شنبه و پانچشنبه از سوخار[ا] به سماس می رفتند بملازمت خواجه محمد بابا و باز می آمد و مسافت میان سوخار[ب] و سماس پنج میل شرعی است و در آن مدت بطریق خواجگان قدس الله سرهم اشتغال می نمودند[ج] بر وجهی که هیچ کس را بر حال ایشان اطلاع نمی بوده است تا در ظل تربیت خواجه بدرجهٔ تکمیل و ارشاد رسیدند[د] و حضرت خواجه بهاء الدّین را قدس الله سره نسبت صحبت و تعلیم و آداب سلوک و طریقت از ایشان است خدمت سید امیر کلال را چهار فرزند بوده اند امیر برهان و امیر حمزه و امیر شاه و امیر عمر (رحمهم الله) و چهار خلیفه بوده اند خواجه بهاء الدّین نقشبند و شمس الدّین کلال و علاء الدّین کزسروتی و بهاء الدّین قشلاقی که شیخ صحبت و استاد حدیث حضرت خواجه بهاء الدّین نقشبند قدس الله سرهما ارباب کمال و اصحاب وقت حال بودند ـ حضرت خواجه عبیدالله احرار قدس الله سره می فرمودند که مولانا بهاء الدّین قشلاقی علیه الرّحمه بزرگ بودند و حضرت خواجه بهاء الدّین نقشبند قدس الله سره در بدایت ارادت بصحبت ایشان رسیده بودند ، ایشان فرمودند " ما را درویشی است که هیزم مطبخ می کشد ، وی را ببینید حضرت خواجه بیرون آمدند[ر] و آن درویش را دیدند[س] که پشتهٔ هیزم خشک بر پشت برهنهٔ خود گرفته از صحرا به مطبخ مولانا آورده و داب او در خار کشیدن آن بوده است که بر پشت برهنه می کشیده است و آنکه خدمت مولانا حضرت خواجه را بدیدن وی اشارت کرده اند از برای تنبیه ایشان بوده است بر کمال اخلاص در خدمت ـ حضرت ایشان بعد از تقریر این حکایت روی بحضار مجلس کرده فرمودند " مردم این چنین خدمتها باخلاص آورده اند ، لاجرم به دولتهای عظیم که فوق آن متصوّر نیست می رسیده اند ، اگر شما این چنین خدمتها نمی توانید پیش بردن باری دانید که این چنین مردم می بوده اند " ـ مولد و مدفن ایشان سوخارا ست

157

(ا) ، (ب) سوخاری (رشحات ج1 ص 76) ـ (ج) سع ، فح ، مظ ـ نموده اند ـ (د) ایضاً ـ رسیده اند ـ (ر) آمده اند ـ (س) سع ، فح ، مظ ـ دیده اند ـ (

از خواجه محمد بابا سماسی قدس الله سره : ایشان اکمل و افضل اصحاب حضرت عزیزان است - منقولست که چون حضرت عزیزان (رح) را وفات نزدیک رسید خواجه محمد بابا را از میان اصحاب اختیار کردند (ا)، امر خلافت و نیابت خود را بایشان تفویض کرد و همه اصحاب را بمتابعت (ب) و طاعت ایشان امر کردند (ج) و حضرت خواجه بهاء الدین را قدس الله سره نظر قبول و فرزندی ایشان بوده است و ایشان پیش از ولادت حضرت خواجه بارها که بر کوشک هندوان می گذشتند (د) می فرمودند (ر) که ازین خاک بوی مردی می آید، زود باشد که کوشک هندوان قصر عارفان شود تا وقتیکه آنجا رسیدند (س)، فرمودند که آن بوی زیاده شده، همانا (ص) گاه آنمرد متولد شده است و در آن محل از ولادت حضرت خواجه سه روز گذشته بود جد ایشان معامله بر روی سینهٔ ایشان گذاشته اند و ایشان را بنظر خواجه آورده خواجه فرمود که وی فرزند ماست و ما او را قبول کردیم، پس باصحاب گفتند که این مردی است که ما بوی او شمیده بودیم، زود باشد که مقتضای (ط) روزگار شود، پس روی به سید امیر کلال (رح) کردند (ع) که خلیفهٔ خواجه اند و فرمودند (ف) که در حق فرزندم بهاء الدین شفقت و تربیت دریغ نداری و ترا بحل نکنم اگر تقصیر کنی و امیر کلال بر پای خاستند و دست بر سینه بنهاده که مرد نه باشم اگر تقصیر کنم - خواجه محمد بابا را چهار خلیفه بودند، همه فاضل و کامل بودند که بعد از ایشان به دعوت صادقان و ارشاد طالبان مشغول می کردند، خواجه صوفی سوخاری رحمه الله علیه که از خلفای خواجه محمد بابا بوده است و ؟ قبر وی در ده سوخاری است از ده های بخارا، بر دو فرسنگ از شهر -

خواجه محمود سماسی رحمه الله علیه : فرزند شریف خواجه محمد بابا (رح) است و از خلفای ایشان مولانا دانشمند علیه الرّحمه از کبار اصحاب خواجه محمد بابا است و از

سع 158

(ا) سع، فح، مظ - کرده اند - (ب) ایضاً - متابعت - (ج) ایضاً - کرده اند - (د) ایضاً گذاشته اند - (ر) ایضاً - فرموده اند - (س) ایضاً - رسیده اند - (ص) قیاساً - همانا که - (ط) مقتدای - (ع) سع، مظ - کرده اند - (ف) ایضاً - کرده اند -

جمله مقیمان ایشان بوده است ، امیر سید کلال قدس الله سره ، ایشان اکمل و افضل همه خلفا و اصحاب خواجه محمد بابا بوده اند ـ مولد و مدفن ایشان قریهٔ سماس است که از جمله ده های رامتین است و از آنجا تا بخارا سه فرسنگ شرعی است ـ

از خواجه علی رامتنی قدس الله سره : لقب ایشان در سلسلهٔ خواجگان قدس الله سرهم حضرت عزیزان است و بصنعت بافندگی مشغول می بوده اند [87] ـ حضرت مخدومی در کتاب نفحات الانس نوشته اند که این فقیر از بعضی کتب اکابر چنین نوشته دیدم [(ا)] که اشارت بایشان است ، آنچه مولانا جلال الدّین رومی قدس الله سره در غزلیات خود نوشته اند ، شعر:

گر نه علم حال فوق قال بودی کی شدی بندهٔ اعیان بخارا خواجهٔ نسّاج را

حضرت رکن الدّین علاء الدوله سمنانی قدس الله سره با ایشان معاصر [(ب)] بوده اند و میان ایشان مراسلات و مفاوضات [(ج)] واقع شده ، منقولست گویند که حضرت شیخ درویشی را بخدمت فرستاده و سه مسئله پرسیده و هر یکی را جواب شنیده ، مسئلهٔ اول آنکه شما و ما خدمت آینده [(د)] و رونده [(ر)] می کنیم و شما در سفره تکلف نمی کنید و ما تکلفهای میکنیم و مردم از شما آزاری ظاهر نمی کنند و از ما در گله اند ، سبب این چیست؟ حضرت عزیزان (رح) جواب گفتند که خدمت کنندگان منت نهنده بسیار اند و خدمت کنندگان منت دارنده کم اند ، جهد کنید که از خدمت کنندگان منت دارنده باشید تا کس از شما در گله نباشد ـ مسئلهٔ دوم آنکه شنیده ایم که تربیت شما از خضر علیه السّلام است ، این چگونه است ؟ جواب فرمودند که بندگان حق سبحانه عاشقان آنند که خضر علیه السّلام عاشق اوست ـ مسئلهٔ سیم آنکه ما شنیده ایم که شما ذکر جهر می گوئید ، این چون است؟ در جواب فرمودند که ما نیز شنیده

159 سع

(ا) "این فقیر از بعضی اکابر چنین استماع دارد " (نفحات الانس ص 380) ـ (ب) فع ، عر (معاصر) ندارد ـ (ج) سع ، مظ ـ معاوضات ـ (د) سع ، فع ، مظ ـ آینده ـ (ر) سع ، مظ (ظاهر) ندارد ـ

(87) حضرت مخدومی" یعنی مولانا عبدالرّحمن جامی که مؤلف نفحات الانس و مخدوم مؤلف رشحات عین الحیات بوده و این اقتباس از آنجا ماخوذ است (رک به رشحات ج1 ص62 و نفحات ص380)ـ

ایم که شما ذکر خفیه می گوئید ، پس ذکر شما نیز ذکر جهر می باشد ـ مولانا سیف الدّین قصبه که از اکابر علمای آنزمان بوده از حضرت عزیزان سوال کردند که شما ذکر علانیه بچه نیت می گوئید ؟ ایشان فرمودند باجماع همه علماء در نفس اخیر بلند گفتن و تلقین کردن بحکم حدیث "لقّنوا موتکم بشهادة ان لا اله الّا اللّه"(ا) جائز است و درویشان را هر نفس نفس اخیر است ـ شیخ بدرالدّین که از کبار اصحاب بلغار(ب) است صحبت عزیزان (رح) را دریافته بود پرسید که ذکر کثیر که ما از نزد حق سبحانه بآن ماموریم کما قال سبحانه "واذکروا اللّه ذکراً کثیراً" ذکر زبان است یا ذکر دل ؟ حضرت عزیزان فرمودند که مبتدی را ذکر زبان و منتهی را ذکر دل همیشه مبتدی تکلّف و تحمّل می کند ، امّا منتهی را چون اثر ذکر بدل رسد جمله اعضاء وجوارح و عروق و مفاصل وی بذکر گویا شود و در آن وقت سالک بذکر کثیر محقق شود و در کار یک روزهٔ وی برابر کار یک سال(ج) دیگران بود ـ می فرمودند که حق سبحانه در هر شبان روزی سیصد و شصت نظر رحمت بر دل بندهٔ مومن می کند ، اینست که دل سیصد و شصت روزنه دارد و بجمیع اعضاء سیصد و شصت رگ است از روده و شرائین(د) متصل بدل ، چون دل از ذکر متأثر(ر) شود و بآن مرتبه رسد که منظور نظر خاص حق سبحانه گردد اثر آن نظر از دل بجمیع اعضاء منشعب شود تا هر عضوی به طاعتی لائق حال خود مشغول گردد و از نور آن طاعت (از) هر عضوی فیضی که نظر رحمت عبارت از آنست بدل رسد :

ذکر گنج است گنج پنهان به جای این گنج دل پنهان به

بر زبان گنگ شو بلب خاموش با خرد اندرا ازین معامله کوش(س)

و عمر شریف ایشان تا صد و سی کشیده بوده است ـ ایشان را دو فرزند بزرگوار بوده اند ، هر دو عارف و کامل ، خواجه خورد فرزند کلان حضرت عزیزان بوده است ، نام او خواجه محمد

سح 160

(ا) رک به تذکرة الموضوعات مؤلفه محمد طاهر بن علی الفتنی القیشرانی ص99 ـ (ب) شیخ بدرالدّین میدانی که ازکبار اصحاب شیخ حسن بلغاری است ـ (رشحات ص64 ج1) ـ (ج) کو کار یک سال (د) سع ، مظ ـ شرايين ـ (ر) ضر ـ مخرت ـ (س) قیاسیّ "با خرد راز این معامله کوش"

بوده و اصحاب حضرت عزیزان را خواجه بزرگ می گفتند و خواجه محمد را خواجه خورد ، خواجه ابراهیم رحمه الله علیه فرزند خورد حضرت عزیزان است ـ وفات ایشان روز دو شنبه بیست و هشتم ماه ذی القعده سال پانزده و هفت هجری× صد و بقولی هفت صد و بیست و یک هجری بود و قبر ایشان در خوارزم است ـ (۱)

(88)

از حضرت خواجه محمود انجیر فغنوی رحمه الله علیه : (مولد ایشان انجیر فغنه است) سح 161

و آن دهی است در ولایت بخارا از مضافات وابکنی (ب) که دهی بزرگ است مشتمل بر چندین ده و مزرعه و سه فرسنگ از بخارا و ایشان در وابکنی مقیم بودند ، بکسب گلکاری می پرداختند و از آن مرو جه معاش می ساخته و چون از خواجه اجازت ارشاد یافته و بدعوت خلق بحق مأذون گشته بنا بر مقتضی وقت و مصلحت حال طالبان ذکر علانیه افتتاح کردند و مولانا حافظ الدّین که از کبار علماء وقت که جد اعلی خواجه محمد پارسا اند باشارت استاذ العلماء شمس الائمه الحلوای رحمة الله علیه در بخارا از خواجه محمود سوال کرد بحضور جمعی کثیر از ائمه و علماء زمان که خدمت شما ذکر علانیه بچه نیت گوئید ؟ جواب فرمودند " تا خفته بیدار شود و غافل آگاه گردد و روی براه آورد و به استقامت شریعت و طریقت درآید و بحقیقت توبه و انابت که مفتاح همه خیرات و اصل همه سعادات است رغبت نماید ـ خدمت مولانا حافظ الدّین گفتند که نیت شما صحیح است و شما را این شغل حلال است ـ آنگاه از خواجه محمود التماس نمودند که ذکر علانیه را حدی فرمائید که به حد حقیقت از مجاز ممتاز گردد و بیگانه از آشنا جدا

---

(۱) رک به رشحات عین الحیات ج۱ ص 47 ـ در تاریخ وفات حضرت عزیزان قطعه ای گفته اند :

هفصد و پانزده ز هجرت بود — بیست و هشتم ز ماه ذی قعده
کان جنید زمان و شبلی وقت — زین سرا رفت در پس پرده

(ب) وابکنه (رشحات عین الحیات ج۱ ص 59) ـ

(88) در بعضی نسخه ها انجیر فغنوی نوشته است (رجوع کنید به رشحات عین الحیات ج۱ ص 59 صوفیای نقشبند ص 147 ، سلسلهٔ خیریه مؤلفه مفتی الخیری طبع لاهور 1981م ص 196) ـ

شود ـ خواجه فرمودند که ذکر طائفه کسی را مسلم است که زبان او پاک باشد از دروغ و غیبت و حلق او پاک باشد از حرام و شبهت و دل او پاک باشد از ریا و سمعت و سر او پاک باشد از توجه بغیر از حضرت ربوبیت ـ وفات ایشان در سال هفت صد و یازده هجری بود (ا) و قبر ایشان نیز در بخارا است ـ (ب)

نسخ 162

از خواجه عارف ریوگری رحمه الله علیه : مولد و مدفن ایشان در موضع ریوگر است و آن دهی است از ده های بخارا ، وفات ایشان در سال هفت صد و پانزده هجری بود ـ

از خواجه عبد الخالق غجدوانی قدس الله سره : و غجدوان دهی است از ده های بخارا و نام والد ایشان عبد الجمیل است ، به عبد الجمیل امام معروف است ، از اولاد امام مالک (رح) بود و مقتدای وقت و عالم ظاهر و باطن و ساکن ملاطیهٔ روم بود و والدهٔ حضرت خواجه از اولاد ملوک روم بود و گویند عبد الجمیل امام صحبت دار خضر علیه السّلام بوده و خضر علیه السّلام او را بوجود خواجه بشارت داده و عبد الخالق نام نهاده و بعد از آنکه عبد الجمیل امام بسبب حوادث ایام با متعلقان از ولایت روم بدیار ماوراء النّهر افتاده اند بولایت بخارا آمده در غجدوان ساکن شده اند و حضرت خواجه آنجا متولد شده و در غجدوان نشو ونما یافته و در مبادی حال در شهر بخارا به تحصیل علوم اشتغال داشته اند ـ روزی درمیان کاروبار بر استاد خود امام صدر الدّین نام بزرگ (ج) از کبار علماء زمان تفسیر می خواند ، باین آیت رسیده " ادعوا ربکم تضرّعاً وّ خفیةً ؕ انّه لایحبّ المعتدین " (د) از استاد پرسیدند که حقیقت این خفیه و طریقهٔ وی چیست؟ اگر ذاکر بلند میخواند و یا در وقت ذکر باعضاء حرکت می کند غیر بر آن اطلاع می یابد و اگر بدل می گوید شیطان بحکم حدیث "الشّیطن یجری من ابن آدم مجری الدّم" (ر) واقف می شود ـ استاد فرمود "این علم

(ا) بقولی وفات ایشان در 717ھ است (صوفیای نقشبند ص148 ـ سلسلهٔ خیریه ص196)ـ
(ب) وابکنه (رشحات ص59 ج1)ـ (ج) بزرگی ـ (د) اعراف 55 ـ (ر) سنن دارمی طبع ملتان ج2 ص228 ـ شرح مشکل الآثار ج1 ص29 ـ

لدنّی است اگر حق سبحانه خواسته باشد از اهل الله بتو کسی رسد و ترا تعلیم کند "۔

سح 163

حضرت خواجه عبدالخالق (رح) منتظر بودند تا وقتیکه خضر علیه السّلام بایشان رسیدند و وقوف عددی (89) مر ایشان را تلقین کردند ۔ در فصل الخطاب مذکور است که روش عبدالخالق در طریقت حجت است و مقبول همه فرق علی الدّوام و ایشان را سبق ذکر دل در جوانی از خضر علیه السّلام بوده و بر آن سبق مواظبت نموده اند و فرموده اند که در حوض آب در آی و غوطه خور و بدل بگو لا اله الّا اللّه محمّد رّسول اللّه و ذکر دل را بایشان آموختند و چون خواجه یوسف همدانی (رح) به بخارا آمدند صحبت ایشان را دریافتند گفتند خواجه خضر علیه السّلام پیر سبق ایشان اند و خواجه یوسف همدانی قدس اللّه سره پیر صحبت ایشان اند ۔ اگرچه طریقهٔ خواجه یوسف و مشائخ ایشان قدس اللّه ارواحهم ذکر علانیه بوده است لکن چون حضرت خواجه عبدالخالق قدس اللّه سره از خواجه خضر علیه السّلام تلقین ذکر خفیه گرفته بود و بآن مامور شده خواجه یوسف (رح) آنرا تغیر نداده اند و فرموده اند " بر وجهی که از ایشان مامور شده اید مشغول باشید "۔ کرامت ایشان چنان است که در وقت نماز بکعبه می رفتند و می آمدند و ایشان را وصیت نامه ایست در آداب طریقت که برای فرزند معنوی خود خواجه اولیا کبیر (90) قدس اللّه سره نوشته اند ، فرموده اند که " وصیت می کنم ترا ای پسرک من بعلم و ادب و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار سلف کنی و ملازم سنت و جماعت باشی و فقه و حدیث آموزی و از صوفیان جاهل دور باشی ، همیشه نماز با جماعت گذاری بشرطیکه امام و مؤذّن نباشی ، هرگز طلب شهرت نکنی که در شهرت آفت است ،

سح 164

---

(89) وقوف عددی یکی از هشت کلمات قدسیهٔ خواجه عبدالخالق غجدوانی (رح) است و مفهوم از وقوف عددی اینست که آن رعایت عدد است در ذکر قلبی ، ذاکر را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج کرت یا هفت کرت یا بیست و یک کرت گوید و عدد طاق را لازم شمرد (تفصیل در صفحات آیندهٔ متن می آید)۔

(90) ایشان خلیفهٔ دوم خواجه عبدالخالق اند و بخاری الاصل اند ، قبر ایشان در بخارا بر حصار [illegible] واقع است (رک به رشحات ص 53)

کم نام باش و بمحکمهٔ (ا) قضا حاضر مشو و ضمان کسی مباش و بر وصایای مردم در میا و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاه بنا مکن و در خانقاه منشین و سماع بسیار مکن که از سماع بسیار نفاق پدید آید و بسیاری سماع دل را بمیراند و بر سماع انکار مکن که اصحاب سماع بسیار اند - کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق بگریز چنانکه از شیر بگریزند و ملازم خلوت خود باش و با امردان (ب) و زنان و مبتدعان و توانگران و عامیان صحبت مدار ، حلال خور و از شبهه بپرهیز و تا توانی زن مخواه که طالب دنیا شوی و در طلب دنیا دین بباد دهی ، بسیار مخند و از خندهٔ قهقهه اجتناب کن که خندهٔ بسیار دل را بمیراند و باید که در همه کس بچشم حقارت نه بینی و بچشم شفقت نگری و هیچ فردی را حقیر نشمری ، ظاهر خود رانی آرای که آرایش ظاهر خرابی باطن است - باخلق مجادله مکن و از کسی چیزی مخواه و کسی را خدمت مفرمای و مشائخ را بمال و تن و جان خدمت کن و بر افعال ایشان انکار مکن که منکر ایشان هرگز رستگاری نیابد - بدنیا و اهل دنیا مغرور مشو ، باید که دل تو همیشه اندوهگین باشد و بدن تو بیمار و چشم تو گریان و عمل تو اخلاص و دعای تو تحقق تضرع و جامهٔ تو کهن و رفیق تو درویش و مایهٔ تو فقر (ج) و خانهٔ تو مسجد و مونس تو حق سبحانه" و هم از کلمات قدسیهٔ حضرت خواجه است که این هشت عبارت که بنای طریقهٔ خواجگان قدس الله ارواحهم بدانست ، هوش در دم ، نظر در قدم (د) ، سفر در وطن ، خلوت در انجمن ، یادکرد، بازگشت ، نگاه داشت ، یاد داشت وغیره این همه پنداشت - پوشیده نماند که سه کلمهٔ دیگر است که از جملهٔ مصطلحات این طائفهٔ عالیه است و آن وقوف زمانی و وقوف عددی و وقوف قلبی که جمله یازده کلمه باشد -

نسخ 165

هوش در دم ؛ — و آن آنست که هر نفس از درون بر آید باید که از سر حضور و آگاهی باشد

(ا) نسخ - بمحکم - (ب) فخ ، هو ، مظ - با مردان - (ج) فقر (رشحات ج1 ص38) - (د) نظر بر قدم -

و غفلت بآن راه نیابد - حضرت مولانا کاشغری قدس الله سره فرموده اند " هوش در دم یعنی انتقال از نفس به نفس می باید که از سر غفلت نباشد و از سر حضور باشد و هر نفس که می زند از حق سبحانه خالی و غافل نباشد - حضرت ایشان فرموده اند یعنی خواجه احرار (رح) که درین طریقه رعایت و حفظ نفس را مهم داشته اند یعنی باید که جمیع انفاس بر تحت حضور و آگاهی مصروف شود و اگر کسی محافظت نفس نمی کند میگویند فلان کس نفس گم کرده است یعنی طریق و روش گم کرده است - حضرت خواجه بهاء الدین قدس الله سره فرموده اند " بنای کاری درین راه بر نفس می باید کرد چنانکه اشتغال بوظیفه اهم زمانهٔ حال ، از تذکر ماضی و تفکر استقبال مشغول گرداند و نفس نگذارد که ضائع گردد و در خروج و دخول نفس حفظ ما بین النفسین سعی نماید که بغفلت فرو نرود و بر نیاید -

نظر بر قدم : و آن آنست که سالک را در رفتن و آمدن در شهر و صحرا و همه جای نظر او بر پشت پای او باشد تا نظر او پراگنده نشود و بجای که نمی باید افتد نیفتد و می شاید که نظر در قدم اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع مسافات هستی و طی عقبات خود پرستی یعنی نظرش بهر جا که منتهی شود فی الحال قدم بر آن نهد -

166 سع

سفر در وطن : آنست که سالک از طبیعت بشری سفر کند یعنی از صفات بشری بصفات ملکی و از صفات ذمیمه بصفات حمیده انتقال فرماید - حضرت مولانا سعد الدین کاشغری (رح) فرموده اند " شخصی خبیث بهر جای که انتقال کند خباثت او زائل نشود تا انتقال نکند از صفات خبیثه " و پوشیده نباشد که احوال مشائخ طریقت قدس الله ارواحهم در اختیار سفر و اقامت مختلف افتاده است ، بعضی از ایشان در بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند و بعضی در بدایت مقیم شوند و در نهایت سفر کنند و بعضی در بدایت و نهایت مقیم باشند و سفر نکنند و بعضی در بدایت و نهایت سفر کنند و مقیم نشوند و هر طائفه را ازین چهار فرقه در سفر و اقامت نیتی صادق و غرض صحیح است چنانچه در ترجمهٔ عوارف مشروح است ، اما

طریقۀ خواجگان قدس الله ارواحهم در سفر و اقامت آنست که در بدایت حال چندان سفر کنند که خود را بملازمت عزیزی رسانند ، پس در خدمت وی مقیم شوند و اگر آن هم در دیار خود کسی ازین طائفه یابند ترک (سفر) کرده بملازمت وی شتابند و سعی جهد در تحصیل ملکۀ آگاهی بتقدیم رسانند - بعد از حصول صفت ملکه سفر و اقامت علی السّویه است - حضرت ایشان عبیدالله احرار (رح) می فرمودند که مبتدی را در سفر جز پریشانی هیچ حاصل نیست - چون طالبی بصحبت عزیزی رسد وی را می باید نشست و صفت تمکین می باید حاصل کرد و ملکه و نسبت خواجگان قدس الله ارواحهم بدست می باید آورد و بعد ازان بهر جا که رود هیچ مانع نیست (رباعی) [(1)] :-

ص 167

یارب چه خوش است بی دهان خندیدن   بی واسطۀ چشم جهان را دیدن

بنشین و سفر کن که بغایت خوب است   بی منت پا گرد جهان گردیدن

و در شرح این بیت که :

آئینۀ صورت از سفر دور است   کاپزای[(ب)] صورت از نور است

چنین فرموده اند که یعنی آئینۀ صوری که عبارت از آهن مصقولست از برای انطباع صورت ناظر در وی حاجت به آن ندارد که بجانب صورت سفر کند و جنبش نماید زیرا که وی پذیرای صورت از جهت صفا و نوریت وجه خود شده است، هر چه در مقابلۀ وی افتد و روی می نماید و صورت آن در وی منطبع می گردد ، بی حرکت وی بسوی صورت همچنین چون آئینۀ معنوی دل از خشونات صور کونیه خلا ریافت و نوریت و صفا ویرا فرا گرفت و ظلمات خواستهای طبعی ازوی زائل شد ، در قبول تجلیات ذات و صفات الهیه حاجت بسیر و سلوک ندارد ، زیرا که سیر و سلوک وی عبارت از تصفیه و تصقیل وجه قلب است ، چون آن به صفا و صقالت رسید از سفر و سیر و سلوک مستغنی شد -

خلوت در انجمن : از حضرت خواجه بهاء الدّین قدس الله سره پرسیدند که بنای طریقۀ

(1) طبع ، حر ، مظ - خالر - (ب) کاپذیرای صورت از نوراست (اشعة اللمعات از مولانا عبدالرحمن جامی طبع انتشارات گنجینه تهران ص ۸۶ -

شما بر چیست؟ فرمودند " خلوت در انجمن ، ظاهر با خلق و باطن با حق سبحانه " :

از درون شو آشنا وزبرون بیگانه شو　　　　این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

آنچه حق سبحانه می فرماید که "رجال لاّ تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکرالله"(ا) "اشارت باین مقام است و فرموده اند " نسبت باطنی در این طریقه چنان افتاده است که جمعیت دل در ملازمت صورت بتفرقه بیشتر ازان بود که در خلوت" و فرموده اند که طریقهٔ ما صحبت است و در خلوت شهرت است و در شهرت آفت است ، خیریت در جمعیت است و جمعیت در صحبت است بشرط نفی بودن در یکدیگر و خواجه اولیا کلان(ب) قدس الله (سره) فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه ای رسد که اگر ببازار در آید هیچ سخن و آواز نشنود بسبب استیلای ذکر لسانی بر حقیقت دل ، حضرت ایشان می فرمودند که بسبب اشتغال بذکر از روی جد و اهتمام در مدت پنج(ج) روز باین مرتبه می رسد که همه آوازها وحکایات مردم ذکر نماید و سخنی که خود گوید ذکر شنود ، بی سعی و اهتمام نمی شود -

یاد کرد: و آن عبارت است از ذکر لسانی یا قلبی(د) - حضرت مولانا سعدالدین کاشغری قدس الله سره فرموده اند که طریقهٔ تعلیم ذکر آنست که اول شیخ بدل گوید لا اله الاّ الله محمّد رّسول الله مرید دل خود را حاضر کند و در مقابلهٔ شیخ دل(ر) بدارد و چشم فراز کند و دهان را استوار دارد و زبان را بر کام چسپاند و دندان را برهم نهد و نفس را بگیرد و با تعظیم و قوت تمام در ذکر شروع کند بر موافقت شیخ و بدل گوید نه بر زبان و بر حبس نفس صبر کند ، در یک نفس سه بار گوید چنانکه اثر ملاقات(س) بدل رسد و حضرت ایشان در بعض کلمات قدسیهٔ خود نوشته اند که مقصود در ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه باشد بوصف محبت و تعظیم ، اگر در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل شود خلاصهٔ ذکر حاصل

(ا) النّور 37 - (ب) اولیا کلان که به اولیا کبیر معروف است (رشحات ج1 ص43) - (ج) پنج شش روز (ایضاً) - (د) خفی ، مرـ باقی - (ر) دل شیخ (کذا فی رشحات) - (س) قیاساً حلاوت (کذا فی رشحات)

سح 168

شد ، مغز و روح ذکر آنست که دل آگاه بحق سبحانه باشد و اگر در صحبت این آگاهی حاصل نشود طریقه آنست که ذکر گفته شود و طریقی که نگاه داشت این آسان تر بود آنست که دم را در زیر ناف (حبس) کرده لب را بلب چسپاند و زبان را بریکام بروجهی که نفس در درون بسیار تنگ نشود و حقیقت دل را که عبارت از آن معنی مدرکه است که هر طرف میرود اندیشهٔ دنیا و مصالح دنیای همه او می اندیشد و در طرفة العینی او را بآسمان رفتن و تمام عالم را سیر کردن میسّر است ، از همه اندیشه ها بیزار سازد و ویرا متوجه گوشت پاره ای که بر صورت صنوبر است گرداند و او را مشغول بذکر گفتن کند ، باین طریقه که کلمه لا اله الّا اللّه را سخت بر دل صنوبری زند چنانچه حرارت او بتمام اعضا (1) برسد و در طرف نفی و اثبات خود جمیع محدثات را بنظر فنا و ناخواستن مطالعه باید کرد و در اثبات وجود حق سبحانه را بنظر بقا و مقصودی مطالعه باید کرد و ذکر صفت لازمهٔ دل گردد ـ

بازگشت : و آن آنست هر باری که ذاکر بر زبان دل کلمه طیبه را بگوید در عقب آن بهمان زبان گوید که خداوندا ! مقصود من توی و رضای تو زیرا که کلمهٔ بازگشت نفی کننده است هر خاطری را که بیاید از نیک و بد تا ذکر او خالص و سر او از ما سوی فارغ گردد و اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمهٔ بازگشت از خود صدق درنیابد باید که ترک آن نکند زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور می آید ـ خدمت مولانا علاء الدّین علیه الرّحمة که از جملهٔ اصحاب مولانا سعد الدّین قدس اللّه (سره) بودند ، می فرمودند که در مبادی احوال که از حضرت مخدوم تعلیم ذکر گرفته بودم و در ذکر ببازگشت مامور شده بودم ، چون می گفتم که خداوندا ! مقصود من توی و رضای تو ، مرا ازین گفتن شرم می آمد زیرا که درین قول صادق نبودم و بتصریح می دانستم که دروغ می گویم و درین خیال افتاده بودم ، پیش ایشان رفتم ، فرمودند که نزد شیخ بهاء الدّین عمر (رح) میروم ـ در ملازمت ایشان رفتم ، چون نشستم شیخ فرمودند

(1) سح ، مخ ، مر ـ (اثبات) ندارد ـ

سح 169

سح 170

که حضرت شیخ رکن الدّین علاء الدّوله قدس اللّه سره فرموده اند که سالک هر چند از خود صد در طلب نیابد لیکن می باید گفت که خدایا ! مقصود من توی تا وقتیکه حقیقت صدق ظاهر شود - چون از پیش حضرت شیخ بیرون آمدم حضرت مخدوم فرمودند " شیخ اهل جذبه اند و اصطلاح نمی دانند " معنی این سخن بر من پوشیده ماند تا بعد از مدتی ظاهر شد که غرض ایشان از آن سخن این بود که شیخ بطریق جذبه تربیت یافته اند نه بطریق سلوک و طریق ارشاد نمی دانند زیرا که هنوز آن محل نبود که شیخ بتلقین ظاهر کنند بجهت آنکه تا از شیخ نشنیده بودم در بازگشت آن کلمه را از روی سوز و نیاز می گفتم و در آن گفتن خجل و منفعل می بودم و چون از شیخ شنودم آنروز نیاز و خجالت و انفعال نماند -

نگاه داشت : و آن عبارت از مراقبهٔ خواطر است چنانکه در یک دم چند بار کلمه طیبه را بگوید که خاطر او بغیر نرود و حضرت مولانا سعد الدّین قدس اللّه سره در معنی این کلمه فرموده اند " باید که یک ساعت و دو ساعت و زیاده از دو ساعت آن مقدار که میسر شود خاطر خود را نگاه دارد که غیری بخاطر وی نگذرد (۱) و خدمت مولانا قاسم علیه الرّحمه که از کبار اصحاب و مخصوصان حضرت ایشان بوده اند روزی بتقریبی می فرمودند که ملکه در نگهداشت بآن وجه رسیده است که از وقت طلوع فجر تا چاشت بلند ذکر (ب) از خطور اغیار نگاه می توان داشت بر وجهی که درین مقدار زمان قوت متخیّله از عمل خود معزول گردد - پوشیده نماند که عزل قوت متخیّله بتمام از عمل اگر چه نیم ساعت باشد نزد اهل تحقیق امری بغایت عظیم است و آن از نوادر است و بعضی کمّل اولیا (ج) را احیاناً این معنی دست می دهد چنانچه شیخ محیّ الدّین ابن العربی قدس اللّه سره در فتوحات مکیه آنجا که بیان سجود قلبی کرده اند در اسوله و اجوبهٔ محمد علی حکیم ترمذی قدس اللّه سره بتحقیق این بحث فرموده اند و تفصیل آن لائق این مقام نیست -

سع 1 17

(۱) سع ، قع ، مظ - بگذرد - (ب) دل را (کذا فی رشحات ج1 ص6 4) - (ج) بعضی از کمل اولیا (کمل بضم کاف و فتح میم با تشدید جمع کامل)

یاد داشت : که مقصود ازین همه آنست که عبارت از دوام آگاهی است بحق سبحانه بر سبیل ذوق و گه بعضی باین عبارت گفته اند که حضور بی غیبت است و نزو اهل تحقیق مشاهده ای که استیلای شهود حق است بر دل و توسط حب ذاتی که ناشیه[(ا)] از حصول یاد داشت است و حضرت ایشان در شرح این چهار کلمه مذکور شده این عبارت فرموده اند که یادکرد عبارت از تکلف است در ذکر و بازگشت عبارت است از رجوع بحق سبحانه بر آن وجهی که هر بار که کلمهٔ طیبه را گوید ، از عقب آن بدل گوید که خداوندا ! مقصود من توی و نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع است بی گفت زبان و یاد داشت عبارت است از رسوخ[(ب)] -

وقوف زمانی : حضرت خواجه بهاء الدّین قدس الله سره فرموده اند که کار گذ[(ج)]رنده رونده راه است ، آنست که بنده واقف حال خود باشد که در هر زمانی صفت و حال او چیست؟ موجب شکر است یا موجب عذر و حضرت مولانا یعقوب[(د)] قدس الله سره فرموده اند که حضرت خواجه بهاء الدّین قدس الله سره در حال قبض باستغفار امر فرموده و در حال بسط بشکر و فرموده اند که رعایت از دو حال وقوف زمانی است و هم حضرت خواجه بزرگ فرموده اند که بنای کار سالک را در وقوف زمانی بر ساعت نهاده اند تا دریابندهٔ نفس شود که بحضور می گذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا کند دریابندهٔ این دو صفت نشود و وقوف زمانی نزد صوفیه قدس الله ارواحهم عبارت از محاسبه است و حضرت خواجه بزرگ فرموده اند که محاسبه آنست که هر ساعتی آنچه بر ما گذشته است محاسبه کنیم که غفلت چیست و حضور چیست ؟ می بینیم که همه نقصان است بازگشت میکنیم و عمل از سر می گیریم -

سح 172

وقوف عددی : و آن عبارت است از رعایت عدد در ذکر ، حضرت خواجه بهاء الدّین قدس الله سره فرموده اند که رعایت عدد در ذکر قلبی برای جمع خواطر متفرقه است و آنچه در کلام

(ا) سح ، مظ - ناشیت ، اصلاً ناشی است - (ب) رسوخ است در نگهداشت (کذا فی رشحات ج ا ص 47) (ج) گذارنده ... (د) یعنی مولانا یعقوب چرخی (رح) -

خواجگان قدس الله ارواحهم واقع است که فلانی مر فلانی را بوقوف(۱) عددی امر(ب) فرمود مقصود ذکر قلبی است با رعایت عدد نه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی د ذاکر را باید که در یک سه کرت یا پنج یا هفت کرت تا(ج) بیست و یک کرت گوید و عدد طاق را لازم شمرد و حضرت خواجه علاء الدین عطار قدس الله سره فرموده اند که بسیار گفتن شرط نیست باید که هر چه گوید از سر وقوف و حضور باشد تا فائده بر آن مرتب گردد و چون در ذکر قلبی از بیست و یک بگذرد و اثر ظاهر نشود دلیل باشد بر بی حاصلی آن عمل ، و اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت منفی شود و در زمان اثبات اثر(د) از آثار تصرفات جذبات الوهیت مطالعه افتد و آنکه حضرت خواجه بزرگ قدس الله سره فرموده اند که وقوف عددی اول مرتبه علم لدنی است میتواند بود که نسبت باهل بدایت اول مرتبهٔ علم لدنی مطالعهٔ این آثار تصرفات جذبات الوهیت بود که حضرت خواجه علاء الدین عطار (رح) فرموده اند که آن کیفیتی و حالتی است که موصل است به مرتبهٔ قرب و علم لدنی در آن مرتبه مکشوف می شود و نسبت باهل نهایت وقوف عددی که اول مرتبهٔ علم لدنی است آن باشد که ذاکر واقف باشد بر سریان واحد حقیقی در مراتب اعداد کونی همچنانکه واقف است و بر سریان واحد عددی حسابی ، بیت :

اعداد کون و صورت کثرت نمائشی است فالکلّ واحد یتجلّی بکلّ شان(ر)

و یکی از اکابر محققان این مضمون را چنین گفته است ، بیت :

کثرت چو نیک در نگری عین وحدت است ما را شکی نماند درین گر ترا شکی است

در هر عدد که بنگری از روی اعتبار گر صورتش ببینی در مادهٔ یکی است

در شرح رباعیات فرمود :

در مذهب اهل کشف و هم اهل خرد ساری است احد در همه افراد عدد

زیرا که عدد گر چه برونست ز حد هم صورت و مادهاش هست احد

سج 173

(۱) غج لـ(وقوف) ندارد - (ب) سج - امری - (ج) (بیا) - (د) اثری - (ر) دیوان جامی طبع تهران ص 587

وبحقیقت این وقوف اول مرتبهٔ علم لدنّی است ـ واللّه اعلم بالصّواب ـ

پوشیده نماند که علم لدنّی علمیست که اهل قرب را به تعلیم الهی و تفهیم ربّانی معلوم و مفهوم می شود نه بدلائل عقلی و شواهد نقلی چنانکه در کلام قدیم در حق حضرت خضر علیه السّلام فرمود "و علّمناه من لدنّا علماً" (ا) و فرق میان علم یقین و علم لدنّی آنست که علم یقین عبارت از ادراک نور ذات و صفات الهی است و علم لدنّی کنایت از ادراک معانی و فهم کلمات از حق سبحانه بطریق الهام ـ

سع 174

وقوف قلبی : و آن بر دو معنی محمول است یکی آنکه در ذکر واقف و آگاه باشد بحق سبحانه و آن از مقوله (ب) یاد داشت است و حضرت خواجه عبیداللّه احرار قدس اللّه سره در بعضی (از) کلمات قدسیهٔ خود نوشته اند که وقوف قلبی عبارت و آگاهی و حاضر بودن دل است بحق سبحانه بر آن وجه که دل را هیچ بائیستی غیر از (حق) سبحانه نباشد و جای فرموده اند که در حین ذکر ارتباط و آگاهی مذکور شرط (است) و این آگاهی را شهود و وصول (ج) و وجود و وقوف قلبی میگویند و معنی دوم آنست که ذاکر از دل واقف بود یعنی در اثنای ذکر متوجه باین قطعهٔ لحم صنوبری الشّکل (د) شود که آنرا مجازاً دل گویند و در جانب ایسر پستان چپ واقع است و او را مشغول و گویا بذکر کردن (ر) و نگذارد که از ذکر و مفهوم ذکر غافل و زائل گردد و حضرت خواجه بهاء الدّین قدس اللّه سره در ذکر حبس نفس و رعایت عدد لازم نمی شمرده اند ، امّا وقوف قلبی را بهر دو معنی که گفته اند مهم می داشته اند و لازم می شموده اند زیرا که خلاصهٔ او آنچه مقصود است از ذکر در وقوف قلبی است ، بیت :

مانند مرغی باش هان بر بیضهٔ دل پاسبان ۔ کز بیضهٔ دل زائدت مستی و ذوق و قهقهه

ولادت ایشان در غجدوان است و آن قصبه ایست در شش فرسنگ بخارا ونشو ونما نیز در اینجا است و وفات ایشان در سال پانصد و هفتاد و پنج هجری واقع شده و قبر ایشان در غجدوان

(ا) الکهف 65 ـ (ب) سع ، مظ ـ مقولی ـ (ج) غم ، مر ، مظ حصول ـ (د) ایضاً اشکال ـ (ر) گرداند ـ

سع 175

از خواجه یوسف همدانی قدس الله سره بن ایوب همدانی (رح) : کنیت ایشان

ابو یعقوب و اصل ایشان از همدان است و مرید حضرت شیخ ابو علی فارمدی (رح) و از شیخ ابو اسحاق[(91)] شیرازی (رح) نیز استفاده نمودند و بشیخ عبدالله جوئی[(ا)] و شیخ حسن سمنانی (رحمهم الله) صحبت داشته اند و چون به بغداد رفتند حضرت غوث الثقلین (رح) را هم دریافته اند و در مجلس غوث الاعظم (رح) اکثر حاضر می شدند و حنفی مذهب بود و سر سلسلهٔ خواجگان[(ب)] بزرگوار بودند و در تاریخ امام یافعی قدس الله سره مذکور است که خواجه یوسف همدانی (رح) صاحب احوال و کرامات بود و در بغداد و اصفهان و عراق و خراسان و ملکی سمرقند و بخارا افاده و استفاده نمود و حدیث ورزید و موعظه فرمود و خلق از وی منتفع شدند و در مرو نزول کردند و مدتی آنجا ساکن شد و بعد ازان بهرات رفت و چند وقت آنجا بود ، بعد ازان باز عزیمت مرو فرمود و چون از هرات بیرون آمد در راه وفات یافت و در همان موضع که وفات یافته بود ویرا دفن کردند و گویند بعد ازان ابن النجار[(ج)] که از مریدان وی بود جسد مبارک وی را به مرو نقل کرد و قبر مبارک وی آنجا است و ولادت ایشان در سال چهار صد و چهل هجری بود ، در سال پانصد و سی و پنج هجری وفات ایشان روی داده است ـ

از حضرت شیخ ابوعلی فارمدی قدس الله سره :

بعد آمد ولی صمدی (د) ... بر همه خلق او بود مددی

بود اند جهان ولی تحقیق ... شیخ کامل بوعلی فارمدی

(ا) جوینی ـ (ب) سع ، فع ، مظ ـ خواجهای ـ (ج) فع ، مر ـ این استخاره ـ اصلاً "ابن النجار" است (د) قیاساً ـ "بعد ازان آمد آن ولی صمدی" ـ

(91) ابو اسحق ابراهیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروزآبادی دانشمندی عالم و عارف و از متکلمین اشعری مذهب و از فقهاو اصولیها وصوفیان شافعی مرام بوده و جد مجدالدین صاحب "قاموس اللغه" است و معاصر با امام الحرمین وابوالقاسم القشیری صاحب "الرساله" است ـ در سال 393 هـ در فیروزآباد تولد یافت و بتاریخ یکشنبه بیست و یکم جمادی الاخری سال 479 هـ در

نام ایشان فضل بن محمد است ، مولد ایشان فارمد[ا] است که قریه ایست از مضافات طوس، شیخ شیوخ خراسان بود ، استاد[ب] ابوالقاسم قشیری[92] بود و مرید شیخ ابوالقاسم گرگانی (رحمهما الله) اند و با سعید[ج] ابوالخیر (رح) ملاقات نموده‌اند و شیخ ابو علی فارمدی (رح) می گوید " بعد از ملازمت شیخ بزرگوار حالها بر من می گذشت و من آن حالها بر استاد خود ابوالقاسم قشیری (رح) می گفتم ، استادم می گفت "با سبق مشغول باش" گویا از تحصیل علم[د] باطن ما را مانع می آمد تا روزی قلم از دوات بر آوردم سفید بر آمد ، چون این اسرار گفتم فرمودند "چون علم را از تو منع کردم تو نیز از صحبت من ممنوع شو[ر] و بعلم باطن بکوش" - رخت از مدرسه به خانقاه بردم و روی بطوس آوردم و منزل شیخ را نمی دانستم ، پرسیده بخانهٔ شیخ رسیدم ، دیدم که شیخ با جمعی نشسته و سر در پیش افگنده و بعد از ادای تحیه مسجد در آمدم و سلام کردم و بنشستم و واقعهای خود بگفتم ، جواب فرمودند که مبارک باد ! ابتدائت اینست امّا هنوز به مرتبهٔ کمال نرسیده ای ، اگر تربیت یابی بدرجهٔ اعلی خواهی رسید ، با خود گفتم که بودن در جوار شیخ مفید من باشد ، در خدمت شیخ مقام کردم و او مرا انواع ریاضات و مجاهدات فرمودند و بعد از آن ما را مرخص کرد و وفات ایشان در سال چهارصد و هفتاد و هفت بود و قبروی در طوس است -

(ا) فضل بن محمد (نفحات الانس ص368) - (ب) ابو علی فارمدی شاگرد ابوالقاسم القشیری بود نه که استاد چنانکه خود مصنف گفته نیز رجوع کنید به نفحات الانس ص368 و سلسلهٔ خیریه ص277) -
(ج) ابو سعید ابوالخیر - (د) فیح ، هر - محصل - (ر) "چون علم دست از تو بداشت تو نیز دست از وی بدار" (نفحات الانس ص369) -

(92) ابوالقاسم عبدالکریم بن هوازن بن عبدالملک بن طلحه بن محمد القشیری الاستوای النیشاپوری (تاریخ بغداد مؤلفه خطیب بغدادی طبع دارلکتب بیروت، سال طباعت ندارد ، ج11 ص83) الشافعی المحدث الصوفی که نسب ایشان به قشیر بن کعب بن ربیعه بن عامر بن صعصعه میرسد و بدین وجه ویرا قشیری گویند - در ماه ربیع الاول سال 376ھ بمقام استوا تولد یافت و وفات ایشان بتاریخ شانزدهم ربیع الاول سال 465ھ در نود و دو سالگی روی نمود - علامه سبکی در طبقات الشافعیه طبع اول مصر ج3 ص246 نوشته است که وی مصنف سیزده کتب بوده که الرساله و آداب الصوفیه اشهر همه است -
86 سالگی وفات یافت - (روضات الجنات ترجمه محمد باقر ساعدی ، طبع تهران ج1 ص275

از حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس الله سره

بعد ازان کرد سیر روحانی گر چه در دهر بود جسمانی

برد از مرشدان دهر سبق شیخ قاسم که اوست گرگانی

نام ایشان علی است و ایشان را نسبت ارادت باطنی از دو جانب است یکی از شیخ عثمان مغربی (رح) که بدو واسطه بسید الطائفه شیخ جنید بغدادی (رح) میرسد و نسبت دیگر بشیخ ابوالحسن خرقانی (رح) بی واسطه بحضرت بایزید بسطامی (رح) میرسد و می پیوندد و ایشان فرموده اند "با کسی نشین که همگی تو او شود و یا همگی او تو شود یا هر دو در حق سبحانه گم شوید که نه تو مانی و نه او ، "چه خوش گفت پیر هری" که او بود مرد بیابانی ، رفت بطلب آب زندگانی ، ناگاه فرا رسید بخرقانی آنجا یافت چشمهٔ زندگانی ، چندان بخورده که نه وی ماند و نه خرقانی " و صاحب کشف المحجوب در اوائل حال بصحبت ایشان رسیده بود و ایشان را قطب و مدار طالبهٔ وقت نوشتند (۱) و شیخ ابو سعید ابوالخیر (رح) و ایشان در طوس باهم نشسته بودند بر یک تخت و جمعی از درویشان پیش ایشان ایستاده ، در دل درویشی آمد که آیا منزل این دو بزرگواران برابر باشد یا زیاده و کم هم دارند - شیخ ابو سعید (رح) روی بآن درویش کرد و گفت "هر که خواهد که دو بادشاه بر یک تخت و یک وقت بیند گو درو نگرد و آن درویش چون بنشست و در ذات هر دو نگریست حق تعالی از پیش چشم وی حجاب برداشت تا صدق سخن شیخ ابو سعید بر دل او مکشوف گردد و بزرگی و عظمت آن هر دو ظاهر شود ، پس در دلش گذشت که آیا خدائتعالی را امروز بنده ای هست بروی زمین بزرگوار ازین دو شخص ، شیخ ابو سعید (رح) نیز معنی را دریافته روی بآن درویش کرد و گفت منحصر ملکی نبود هر روز در ملک او چون ابوسعید و ابوالقاسم هفتاد هزار فرا برسند و صاحب کشف المحجوب می گوید که وقتی مرا واقعه ای روی داده که طریق حال آن بر من دشوار شد ،

شیخ ابو القاسم (رح) را ملازمت در مسجد کردم و گفتم "ایها الشیخ ! این واقعه من است" گفت "ای پسر ! ستون را خداتعالی درین ساعت با من ناطق گردانید ، تا از من سوال کرد" و وفات ایشان در سال چهار صد و پنجاه هجری روی داده است ـ

از حضرت شیخ ابو عثمان مغربی رحمه الله علیه : (1) نام مبارک ایشان سعید بن اسلام است (93) و اصل ایشان از مغرب است ، شاگرد ابو حسین دینوری (رح) و مرید شیخ ابو علی کاتب (رح) بوده اند و با ابو یعقوب نهرجوری و حبیب مغربی و ایوب عمر زجاج (رحمهم الله) صحبت داشته اند و سالها مجاور مکه معظمه بوده اند ـ شیخ الاسلام (رح) گویند وی سی سال در مکه بود و در حرم بول نکرده بجهت حرمت حرم ، و ایشان فرموده اند که در شریعت متقی آن را گویند که بآنچه مامور شده است در امر و نهی بحکم شریعت یک سر موی تجاوز نکند و در طریقت آنرا گویند که دل را از الواث میل و محبت غیر حق سبحانه و تعالی و از همه فکر خلاص کرده اند و هیچ آرزوی او را نماند مگر همگی ذوق و محبت کردگار ، و ایشان نیز فرموده است که غیر از غم و غریبی و شکستگی در بارگاه حق تعالی خوب تر ازین تحفه نباشد صح 178 پس طالب را باید که لمحه و لحظه ازین غم بی غم نباشد ، هر دل که خراب از محبت است آباد حضرت است :-

دریاب دل خراب که دل حج اکبر است ـ بر گور مردگان بزیارت چه میروی

دل را خراب کرده به نیکو بود مدام ـ دل عرش خالق است بکعبه چه میروی

---

(1) سعید بن سلام (رک به رسالهٔ قشیریه و سفینة الاولیا ترجمه محمد علی لطفی ، طبع نفیس اکادمی کراچی 1961 م ص107) ـ

(93) اصلاً ابوالحسن صائغ دینوری است (نفحات الانس ص162 ـ تذکرة الاولیا از شیخ عطار نیشاپوری چاپ پنجم تهران ج2 ص257 ـ روضات الجنات ج2 ص561 حاشیه 1) وی از طبقهٔ ثالثه است نام ایشان علی بن محمد بن سهل است ، در مصر اقامت ورزید و آنجا در سال 330هـ درگذشت و بروایت شیخ ابو سعید مالینی (رح) در نیمهٔ رجب سال 331هـ وفات یافت ـ (نفحات الانس ص162) ـ

ای عزیز ! چون دانستی که در حضرت حق سبحانه و تعالی همی دل شکسته و غم زده قیمت دارد ، پس هیچ وقت و ساعت خالی نباشد ، غزل :

زغم خواری غم (از) غم غریبم — ندارم جز غم غم غم غریبم

نمانده در نهادم جز غریبی — غریبی در غریبی درغریبم

نمانده در دلم جز غیرجانان — غمش را دوستم هر دم غریبم

ندارم بی غمی را طاقت آورد (ا) — بغم چون گرویم زان رو غریبم (ب)

بجز غمخواری عشقت ندارم — دگر کار ازان غم ها غریبم (ج)

غم عشقت دلم را تازه دارد — همی پس درد را مرهم غریبم

چو عثمانؒ دردها و غم کشیدی — بغم شو آشنا هر دم غریبم

ایشان نیز فرموده اند که اوقات خود را ضائع نکنید ، همیشه در شکستگی و درد و زاری باشید تا یوم البقی (د) در حسرت و ندامت باشید ، غزل :

جز درد دوست هر چه بیابی بکن رها — وز کار و بار عالم یک بار شو جدا

باید مکن بدی (ر) وفا کن بجای آن — با صلح پیش آی که صالح کند خدا (س)

ازخلق بگسل و بخداوندکن رجوع — دل را ز اشتغال جهانی بکن رها

سر را چو گوی در ره چوگان او بنه — تا در رضای او نکنی هیچ که ابا

از غیر حق گریز ، دل اندر خدا ببند — وز خویشتن فنا شو ، آویز در بقا

غیر از حضور حق تو میاور نفس گهی — وین زنگ غفلت و هوس و جان و دل رها

ای دل بنال و زار برآری طلب وصال — تا از ره نیاز قبولت شود دعا

عثمانؒ مدام اشک همی بار زار زار — وز بیخودی خود بخدا شو توآشنا

سح 179

(ا) قیاساً ـ نیارم ـ (ب) ، (ج) این هر دو مصراع موزون نیست ـ (د) سح ، فح ـ حضرت ـ (ر) سح ، مظ ـ بدین ـ (س) سح ، فح ، مظ ـ کنی ـ

و ایشان نیز فرموده است که آفتاب عمر بغروب رسید و از مشکلات این کار هیچ گره نگشود، غزل :

اگر بختم مددگاری کند آن دم سرافرازم — ازین زندان رهانندم که می درهمی چه مشکلها

زدوری وطن گشتم چو رخم نیم بسم‌الله — چو در جان کندنم هر دم که می درهمی چه مشکلها

چو مرغ لامکان باشم چرا اندر قفس بندم — که تا با دوست پیوندم که می درهمی چه مشکلها

بیا عثمان چه تا دانی رها کن هر دو عالمها — رها بخشی خداوندم که می درهمی چه مشکلها

و ایشان نیز فرموده است که درویش را باید دل از کونین برداشتن و دیده از غیر حق دوختن و لب از ذکر غیر حق بستن و خون را از جگر پاشیدن و از خود رستن و بحق پیوستن، رباعی :

گفتم به طبیب حال این درد نهان — گفتا که بجز از دوست بهبند زبان

گفتم که غذا ؟ گفت همین خون جگر — گفتم که پرهیز ؟ گفت از هر دو جهان

و ایشان نیز فرموده است همه دوستان را در دریای کنه معرفت در دو عالم قضا و قدر قدمهای ایشان چون نون و جگرهای ایشان جیحون گشته، چنانچه عزیز فرموده ، غزل :

رسیدم من[(ا)] بدریای که موجش آدمی خوارست — نه کشتی اندر آن دریا نه ملاحی عجب کارست

حولش جمله خون دیدم بترسیدم ازان دریا — بدل گفتم چه میترسی گذر باید که ناچارست

شریعت کشتی باید ، طریقت بادبان او — حقیقت لنگری باید که راه فقر دشوارست

سع ۱۸۰
180

و ایشان نیز فرموده است که ای عزیز ! چه جای بی غمی و قرار است ، بیقین و خبر این بدان که هر که عاشق است قرار و آرام بر وی حرام است ، غزل :

همیشه مرد عاشق بی قرار است — همی گریان چو ابر نو بهار است

نه آن مرد است کو عاشق نباشد — بل آن سنگی[(ب)] درون کوهسار است

براه عاشقان سامان نباشد — که سامان را درین عالم چکار است

بیا در باز جان (در) عشق بازی — که جان درباختن مستانه کار است

(ا) فس، م، مظ — (من) ندارد — (ب) م — بلکه آن سنگ درون کوه زار است

بنه سر در ره چوگان معشوق — که سربازی کهنه کار زار است

اگر عاشق نرو رو بدر شو (۱) — که سگ را با مساجدها چه کار است

بیا در مجلس مستان نظر کن — هزاران مست او بر آن دار است

در آن عقلی که مستان باده نوشند — دو عالم نزد ایشان کاه سار است

اگر صد بار عاشق را برانی — رود، باز آید، او مشتاق یار است

نه تنها من بدو مشتاق اویم — به هر گوشه هزاران در هزار است

بهر نفسی زجان باید فنا شد — نه راه عاشقی آسان کار است

بیا درباز عثمانؒ جان بجانان — که جان درباختن مردانه کاراست

و ایشان فرموده است که حق سبحانه و تعالی هر دوستان خود را دل داده است که هر چه در آن دل گذرد، در زمانه همان شود و اگر مرده را گویند زنده شو، در همان زمان زنده شود و اگر پرسید که این طور دوست خدا چگونه دریابم، در جواب بگو که شناخت آن دوست خدا اینست که موصوف باین صفت باشد که اگر بر سر او دو شمشیر زند، تغیر نشود بلکه خوشحال گردد و به هیچ رنج (ب) رنج نشود و به هیچ شادی شاد نشود و در ضرر و نفع فرق نکند و در وی هیچ آرزو نمانده باشد، ولی در حقیقت کامل هنوز نباشد، کامل آنگاه شود که با وجود این تصرف از تصرف خود بدر آمده باشد و از خواست و آرزوی خلاص باشد -

سع 18 1

ای عزیز! آرزوی وقتی مسلم شود تا وجود بشریت متلاشی شود، آرزو که کند که عارف از خود فانی است و بدوست باقی، ایشان را آرزو نباشد، و ایشان نیز فرموده اند که ای عزیز! چون دانی که جای تو گورستان است پس اینجا چه جای قرار و آرام است و دل بستن درین فانی نه کار خردمندان است، غزل:

زسودای جهان بگذر اگر سودای ما داری — هوی حرص را بگذار اگر ما را هوی داری

(۱) قیاساً "اگر عاشق نه ای، زین در بدر شو" - (ب) رنجور -

تو ما را دور میدانی، منازجان تو نزدیکم　چرا بیگانه می گردی؟ نشان آشنا داری

بیای مردمی دانی، سرت را گوی میدان‌کن (ا)　بکن چوگان اگر مردی، که گوی پیش‌پا داری

بیا یک صبحدم ای‌دوست، بدرگاه مهدلسوزی (ب)　چو کامت بر نمی آید، برای من گله داری

طلب چون‌کردآن فرعون که جوی‌خشک شود دریا　بجان و دل طلب هشمانی اگرعلی‌سعاداری

و ایشان نیز فرموده است که ای درویش! اگر خواهی که مرد و نامرد و جوان مرد بشناسی باید شناخت که مرد کسی را گویند که دست بکار و دل بیار مشغول باشد، بدانچه مامور است و قدم از دائرهٔ شریعت بدر نکند و آنچه امر پسند است درو راسخ ماند و قبول کند و نامرد کسی را گویند که بالکل بدنیا مشغول باشد، مثل چهارپای است که "اولٰئک کالانعام بل هم اضلّ سبیلاً" (ج) و جوانمرد کسی را گویند که در قوت و لاغری، در خواب و بیداری بالکل میل و محبت حق سبحانه باشد و هیچ خبر از نیک و بد از علم (د) (نداشته) باشد، زهی سعادت زهی سعادت

و ایشان نیز فرموده است که ای درویش دلریش! دلی که درو ذکر حق و محبت مولا نبود، مرده بود کما قال الله تعالی "انک لا تسمع الموتیٰ" (ر) پس ای نادان گوبی مروت و کم همت! هر لحظه و لمحه تفقد و تجسّس دل خود بکن و خاشاک اغیار از زمین دل خود برکن، خوش گفت آنکه گفت، بیت:

سح 182

خواهم که پنجه ز صحبت اغیار برکنم (س)　درباغ دل رها نکنم جز نهال دوست

و هر که بیاد حق و شوق او و با اشتیاق لایزال دل را زنده دارد و غیر فکر سوی الله (ی) بگذارد زنده ابدی شود - قال النّبی صلی الله علیه و آله و سلم "المؤمن حیّ فی الدّارین" هر که از زمین زنده گرداند نفع آن بدو باز گردد و مالک رقاب آن زمین گردد و هر که نیکی کند هم برای خود کندو اگر بدی کند هم برای خود کند، قوله تعالی "من عمل صالحاً فلنفسه و من اساٰ.

(ا) قیاساً "بیا گر مردمی دانی" - (ب) سح، مظ - بدرد سوزی - (ج) الفرقان 44 (ان هم الا کالانعام) (د) قیاساً - عالم - (ر) النّمل 80 - (س) قیاساً "خواهم که بیخ صحبت اغیار برکنم" -
(ی) فح، مر، مظ - ما سوی الله -

قطیها " و هرکه دل او بیاد حق سبحانه در شوق و محبت زنده دارد سودای ابدی باو
باز رسد و صاحب دل شود و صاحب دل کسی را گویند که در دل وی خطرهٔ غیر جای نیابد

چون نماند در دل از اغیار نام　　　پردهٔ معشوق (۱) برخیزد تمام

هر وقت که دل از خطرهٔ غیر خلا ءیابد ربط قلب با حق تعالی استحکام پذیرد ، حق عزّاسمهٔ
عنان دل را مالک و متصرف کرده ، ای درویش دل ریش ! فرصت غنیمت شمار ، در پی کار بشتاب
و بیکار مباش و همیشه خیال جمال ذاتش و صفاتش در جگر متصور و مشاهدهٔ انوار و غم در جان
و شکسته (ب) در دل می دار که طالب را همین شوق درکار است ، خوش گفت آنکه گفت ، غزل :

چشم من هست ترا کاشانه　　　مردمی کن که ترا در خانه
هست در دیده خیال تومقیم　　　نیست در خانه کسی بیگانه
خانه از غیر تو پرداخته ام　　　وه چه دانم که در آی یا نه
بی رخ همچو تو یار مهروی　　　چه کنم خانه من دیوانه

هست عشقت را شراب لعل گون درکار نیست　　　ضعف هجرت را دوا جز شربت دیدار نیست

ای درویش دل ریش ! تا از میخانه شراب محبت جرعهٔ بیخودی ننوشی و از آتش ذوق و از
درد اشتیاق نه خروشی از بند ما سوی الله نتوانی جست ، نتوانی جست ، غزل :

سراندازان چو در خلوت زموج عشق درجوشند　　　یکی گوهر ازان دریا به هفت اقلیم نفروشند
حجاب ماسوی الله را بیک نعره بر اندازند　　　چو در میخانهٔ وحدت شراب بیخودی نوشند
باستغفار حق خود را کنند از غیر او عریان　　　ولیکن در صف طاعت لباس فقر در پوشند
نه در بازیچهٔ دنیا ، نه در اندیشهٔ عقبی　　　نه در سودای امروزاند ، نه در افسانهٔ دوشند

ای عزیز ! هرگاه که دیدهٔ دل در جمال حقیقی کحل گردد ، کی تواند که بسوی دیگر نظر کند

دیده از دیدار جانان بر گرفتن مشکل است　　　هر که ما را این نصیحت میکند بی حاصل است

---

(۱) سج ، مظ ـ ماشوق ـ　(ب) شکستگی ـ

سج 183

گر بصد منزل فراق افتد میان ما ودوست   همچنانست (و) میان جان شیرین منزلست

ای درویش دل ریش! چون فراق غالب آید عشق در جوشد و در جوش عشق بیخودی ومستی پدید آید و از مستی و بیخودی آن می خروشد ، اگر نعرهٔ "اناالحق" و لیس فی الجنه ما(ا) سوی اللّه" کشد ، معذور است(ب) ، این را سکر گویند و دیوانگی هم می نامند ، بیت :

هر چه از دیوانه آید در وجود   عفو فرمایند از دیوانه زود

رق الزجاج و رقت الخمر   فتشابها و تشاکل(ج) الامر

فکانّما(ح) خمر و لا قدح   فکانّما قدح و لا خمر

از صفای می (و) لطافت جام   در هم آمیخته است جام مدام

همه جام است نیست گوئی می   یا مدام است می نیست گوئی جام(د)

تا هوا رنگ آفتاب گرفت   رخت برداشت از میان ظلام

نسخ 184

ای عزیز ! آدمی را حق سبحانه برای شناخت خود آفریده است نه از برای علف خواری، ابیات :

آدمی نی علف خوار است   از پی زیرکی هشیار است(ر)

هر کز آموختن ندارد ننگ   در بر آرد ز آب و آب از اشک

آنکه دانش نباشدش روزی   ننگ دارد ز دانش آموزی

ای بسی تیز عقل کاهلی کوش   گه شد از ناقلی سفال فروش

خویشتن را چو خضر بازشناس   تا خوری آب زندگی بقیاس

چون نکو متاع است کار آگهی(س)   ازین نقد عالم مبادا تهی

آنکه همت که اندر جهان   بود از کار کار آگهان (ص)

(ا) الیس فی جبتی ماسوی اللّه - (ب) سح ، فح ، هر - مغرور - (ج) تشاکل الامر (تفهیمات الٰهیه مصنفه شاه ولی اللّه طبع حیدرآباد سنده 1390هـ جا صا 321) - (ح) ایضاً - وکانّها - (د) قیاساً - "یا مدام است می نه گوی جام" - (ر) قیاساً "آدمی نی پی علف خوار یست   ازپی زیرکی وهشیار یست" (س) قیاساً "چو نیکو متاع است کار آگهی" - (ص) شعر [illegible] است؛ [illegible] آن [illegible] نیست

ای درویش دل ریش ! هر که از حقیقت کار خود آگاهی یافت ، هیچ آرزوی این و آن نه پرداخته در همین غم افتاد و رنجور شد ، هرچند در علاج کوشش نمود رنج زیادت گشت، هر که او آگاه‌تر پردردتر- نقل است که چون سفیان ثوری (رح) از درد عشق و محبت دوست رنجور گشت خلیفه که معتقد او بود ، طبیب داشت ترسا ، استاد حاذق بود ، او را پیشش فرستاده چون طبیب قارورهٔ او را بدید گفت " این مردیست که از خوف خدا جگر پاره گشته است ، از مثانه بیرون می آید و در دینی که چنین مردی بود آن دین بر باطل نباشد "، در حال زنار ببرید و مسلمان شد ، خلیفه گفت " من پنداشتم که طبیب را بر بیماری می فرستم ، خود بیمار را بر طبیب فرستادم "-ای درویش دل ریش! بیقین دان و جز این مدان که هر چه درین عالم است از بهترین نعمت و کمال سعادت و نهایت مراتب و تمام سلوک و اتم آگاهی و خلعت دوجهانی همین دوستی خداوند است عزّ و جل ، غزل :

185 ص

درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آید	نهال دشمنی بر کن که رنج بیشمار آرد
چو مهمان خراباتی بحرمت باش با رندان (ا)	که درد سرکشی جانان گرفتمستی خمار آرد (ب)
شب صحبت غنیمت دان که بعد از روزگار ما	بسی گردش کند گردون بسی لیل و نهار آرد
عماری دار لیلی را که مهر ماه در حکم است	خدایا در دل انداز ش که بر مجنون گذار آرد
بهار عمر خواه ای دل وگرنه این چمن هر سال	چو نسرین صد گل آرد بار چون بلبل هزار آرد
خدایا (ج) این دل ریشم قراری نیست با زلفت (د)	بفرما زلف مشکین را که جانش با قرار آرد (ر)
درین باغ از خدا خواهد درین پیرانه سر حافظ	نشیند برلب جوی و سروی برکنار آرد

نقل است مردی بر در سلطان العارفین (رح)آمد و بانگ زد که ای ابو یزید ! ، ابویزید جواب داد یطلب ابایزید اربعین سنة فلا تجده ، نفس ابویزید بر جان تو (؟)و لکن ابو یزید

(ا) بعشرت (دیوان حافظ ، طبع مرکز تحقیقات فارسی پاکستان و ایران ناسلام آباد 1399ه ص158)
(ب) گرت مستی خمار آرد (ایضاً)-(ج)خدا را (ایضاً ص159)-(د)قراری بسته با زلفت (ایضاً)
(ر)بفرما لعل نوشین را که جانرا برقرار آرد (ایضاً)

را مشاهدهٔ حق چنان مشغول کرده بود که از خویشتن خبر نداشت و مقرر است که در هر دل که محبت حق قرار گیرد همه محبت ها از وی ساقط شود و از همنشینی همه و از فکرهای همه و از نظاره کردن همه و از یاد کردن و ذکر همه یکی باز آید ، آری شیوهٔ جوانمردان همین است و غیر ازین بیکاریست ، اما کدام شهباز جان بازی کند و در دادن جان غازی باشد تا جان و جهان جمله دربازد و گوی سعادت ازین میدان برده باشد ، رحمت حق بر جانش باد که گفت ، بیت :

قطرهٔ کو غرق در دریا بود هر دو کونش با خدا سودا بود

و ایشان نیز فرموده است در هر دل که محبت حق نیست خرابات(۱) است ، این طور خرابی آباد نباشد ، شعر :

خلل پذیر بود هر بنا که می بینی مگر بنای محبت که خالی از خلل است

سح 186 ای عزیز ! شبی از شبها سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس الله سره در حضرت باری و گفت "بار خدایا ! لائق تو چه چیز است که بایزید خدمتی کند ، گفت سه چیز در خزانهٔ ما نیست ، اگر داری بیار تا خریداری کنم ، بایزید گفت آن چیز چیست؟ فرمان شد یکی شکستگی دوم عذر تقصیر سیم بی چارگی " ـ شعر :

بازار خود فروشی زان راه دیگر است در راه ما شکسته دلی می خرند و بس(ب)

ای درویش ! هر چیز که شکسته شود بی قیمت گردد مگر دل شکسته با قیمت گردد ، پس نشانهٔ دل شکسته درد و اندوه است ـ بشنو ! شخصی خبر به سلطان العارفین (رح) رسانید که در فلان بیمارستان(ج) دیوانه را حبس کرده اند و در زنجیر آهنی مضبوط ساخته و دست و پای او بسته اند ، خواجه فرمود "بنگرم تا آن دیوانه چگونه است" ـ خواجه در آن موضع در آمد ، دیوانه را دید(د) ، دیوانه بانگ بر آورد و گفت که ای بایزید ! دانی که دوست چه می کند ؟ خواجه

---

(۱) سح ، ضر ، مظ ـ خرابات ـ (ب) سح ، ضر ـ بیت ـ (ج) ضر ـ شهرستان ـ (د) سح ، مظ ـ می کشید

در تعجب بماند و با دل گفت که هرگز این مرد مرا ندیده است و من هرگز او را ندیده ام، مرا چگونه شناخت؟ آن جوان آواز داد "ای بایزید! دوستان از حال دوستان خبر می دهند، چرا در اندیشه ماندی؟ ای بایزید! یک بار دعوی محبت او کردم و قدم در کوی محبت وی نهادم دغل آهن در گردن من انداخت و زنجیر در پای من کرده، ای بایزید! دوست را از من بگو که اگر هفت آسمان و زمین پر از بلا کنی و آن را طوق کنی و در گردن من افگنی، بجز تو که این دعوی باز نگردم "- (۱) بشر حافی رحمة الله علیه گفت " مردی را دیدم بزمین افتاده زنبوران پاره پاره از تن او جدا میکنند، سر او را در کنار خود نهادم و حال آن درد مند پرسیدم که چند گاه است که چنین است؟ چشم خود باز کرد و سر خود بر زمین نهاد و گفت "تو کیستی که درمیان من و دوست فرجه انداختی و مرا از یاد وی باز داشتی "- ای عزیز! هرکرا عشق و محبت است وی را درد و مرض هطان است، ابیات:

سع 187

خلق از برای درد دوا آرزو کنند — من ترک صد دوا بکنم از برای درد

یک ذره درد را بدو عالم نمی دهم — زیرا که نیست در (همه) عالم بهای درد

ای دوستان! تا رنج نکشی گنج نبری، تا نیش نخوری شهد نچشی، هر جفای که بتو می رسد فائدهٔ خود دانی و در تسلیم مانی، حدیث قدسی:

"ما بلا بر کسی قضا نکنیم — تا او را ز اولیاء نکنیم

این بلا گوهر خزانهٔ ماست — ما به هرکس گهر عطا نکنیم" (ب)

طریق عشق بازی بی بلا نیست — زمانه (ج) بی بلا بودن روا نیست

بلاکش تا لقای دوست بینی — که مرد بی بلا صاحب (ح) لقا نیست

میان صد بلا خوش باش دائم (د) — که جای او بود هرگز بلا نیست (ر)

193

(۱) سع، فع، مظ، سبغیر- (ب) رجوع کنید به تذکرة الموضوعات مؤلفه محمد طاهر بن علی الهندی (ج) زمانی- (ح) مردی لقا نیست، (د) با او، (ر) خود آنجا کو بود هرگز بلا نیست (برای این تصحیحات از دیوان قصائد و غزلیات خواجه عطار نیشاپوری (رج) طبع تهران 1341 هـ ص 5(17

و ایشان نیز فرموده است که ای درویش! چون در کوی محبت در آمدی مردانه در آی و پای خود را در پیش بکش و رنج محنت بر خود اختیار کن و غم مدار که ثمرهٔ بسیار شادی بینی، چنانچه فقیر نا مراد گفته اند ، غزل :

رنج گر آید بجان ، رنج مدان گنج دان	باش رضامند ازان ؛ رنج مدان گنج دان
رنج و بلا نعمت است ، فقر و فنا رحمت است	دان بیقین بی گمان ، رنج مدان گنج دان
در طلب گنج او ، دم مکش از رنج او	اینست ره مخلصان ، رنج مدان گنج دان
محنت درد و بلا ، آمده بر انبیا	زان پس بردوستان ، رنج مدان گنج دان
گر بکشی رنج آن ، گوی بری از میان	زنده شوی جاودان ، رنج مدان گنج دان
ره بطلب رنج را ، تا برسی گنج را	راه حق آسان مدان ، رنج مدان گنج دان
جان (و) دل خویش را ، ساز خدا (را) بیا	درگذ راز جان (و) مان ، رنج مدان گنج دان
تا نکشی رنج عشق ، کی رسدت گنج عشق	جمله ده (و) فهمستان ، رنج مدان گنج دان
گنج نیاید بدست ، تا نکشی رنج سخت	عشق خدا رنج دان ، رنج مدان گنج دان
تا نه چشی زهر درد ، نی نشوی مرد فرد	پیش تو کرد م بیان ، رنج مدان گنج دان
آنچه رسد مر ترا ، جمله بامر خدا	دم مزن ازحکم آن ، رنج مدان گنج دان
راه توکل شناس ، نه ز قناعت اساس (ا)	پاکشواز جستجو جان ، رنج مدان گنج دان
در پی گوشه شتاب ، رنج بکش بی حساب	کار ہمین کاردان ، رنج مدان گنج دان

سح 188

و ایشان نیز فرموده است که ای درویش دل ریش! اگر سودای محبت داری در کوی نامرادی بیا و در فقر و فاقه مونس و یار باش، وقت را غنیمت دان و در پی آخرت شتاب، تا کوی رحلت نزده اند از کار نماند ، چون وقت " اذا جآء اجلهم لا یستأخرون ساعةً و لا یستقدمون " (ب) در رسد در آن وقت ندامت و افسوس خوردن و پشیمانی سود ندارد و اگر خواهی که سلامت مانی

(ا) مظ ـ آسان ـ (ب) فاذا جآء اجلهم .... (النحل 61) ـ

در فقر و فاقه باش ، غزل :

فاقه و فقر و فقیری ترک دنیا کردن است — هر کرا اینها بود او را بجنت مسکن است

جای پاکانست آنجا جای هر ناپاک نیست — رفتن اندر راه پاکان پاک بازی کردن است

مرد این ره را نشانی عاشقی باید یقین — حلقه ها در گوش و طوق بندگی در گردن است

منزلی دارم دراز و عقبه دارم بلند — کی رسد آنجا کسی کو اسپ نفس توسن است

جبه (و) تاج و قبا یکهیچ روزی بیش نیست — رفتن راه حقیقت با یکی پیراهن است

کرتهٔ[(ا)] بی آستین است ازین هر مرد و زن — بی گریبانست او را تاکی دامن است

با چنین کرته ترا در خانهٔ باید شدن — خانهٔ تاریک و تنگ و بی در و بی روزن است

جز بفرمان خدا کار دگر کردن خطاست — هر که این فرمان برد ، تاریک بروی روشن است

آسمان[(ب)] مانند مرغ و این جهان چون خرمنی — آدمی افتاده چون دامن[(ج)] بگرد خرمن است

بر سر گنج قناعت حجرهٔ باید گرفت — نیم نانی میرسد تا نیم جانی در تن است

خاک شو خاقانیا ازخاک خاقان شد عجب — آخر هر عزیز و خاک خاقان خفتن است

ای درویش دل ریش ! فرمودهٔ بزرگان است که هر هیچ مخلوقی التجا نکنی و چون درویش شوی از درد و سوز رز تهرسد ، بتجربه شده است ، بحق خدای ربّ العزّت ! همچنان یافتم ، غزل : سع 189

نمی دانی ، نمی بینی ، چه می ورزی ، چه پهاداری ؟ — چه نادانی ، نمی دانی ، چه می ورزی چه پهاداری[(د)]

تو مرغ لامکان بودی ، فروماندی بدین فانی — که نادانتر ز نادانی ، چه می ورزی ، چه پهاداری

چرا بر خود ستم آری ؟ گهرمانی ، خذف چینی — مگر کوری ؟ نمی دانی ، چه می ورزی ، چه پهاداری ؟

بیک دم پهتوانی هردو عالم راخریدن تو — ولی قیمت نمی دانی ، چه می ورزی ، چه پهاداری ؟

درین بازی چه می نازی ؟ که جای نازبازی نیست — بیا بگریز ازین فانی ، چه می ورزی ، چه پهاداری ؟

اگر ترک هوی گیری ، شوی سلطان عالم را — سر از افلاک گذرانی ، چه می ورزی ، چه پهاداری ؟

بیا عثمان ! چه درماندی فنا شو پیش ازین مردن — نمیری چون زخود میری ، چه میورزی ، چه پهاداری

(ا) غم ، هر ـ پیراهن ـ (ب) سع ، مظ ـ خرمن ـ (ج) ایضاً ـ دامن ـ (د) غم ، هر ـ جهانداری ـ

و ایشان نیز فرموده است ای عزیز! تا جان ندهی از غیر نرمی و بجز جان بازی و سراندازی این راه هرگز نتوان قطع کردن ، غزل :

هر کس براه دوست چو بی پا و سر شود | روشن ز آفتاب جهان سربسر شود
عاشق کسی بود که زمام کشان خود | واز جز رضای دوست بکلی ضرر شود
مردم بآرزوی محبت ز شوق دل | خون جگر ز دیده دمادم بدر شود
مست الست را نبود جز غم وصال | تا روح او ز قالب جان در سفر شود
عثمان ز سوز دل همه اشکی زخون فشاند | امید آنکه شاید و درهم گهر شود

ای عزیز! عاشقان را یک ساعت بی یاد دوست که می گذرد برابر خمسین الف سنه می نماید - ای عزیز! اگر عاشق را وعده دهند که هزار بار جان قربان کند و آنگاه بدوست پیوندد و اگر این شرط بجا آورد دربارگاه دوست او را بار هست و اگر نه ، راه بجانب دیگر پیش گیرد و اگر عاشق صادق باشد بصد هزار آرزو و بصد هزار منت این سودا را بجان خریدار گردد و قبول کند ، بس ارزان باشد - ای درویش دل ریش! زنهار زنهار ! حسرت ناکامی و غم جز غمهای درد و الم بناکام چند روزی باید کشید که همیشه شادان باشی ، غزل :

190 صح

برای عاشق غم یار باید | رخش زرد و تنش بیمار باید
نباید فکر دیگر هیچ گامی | بلا و محنت و دشوار باید
بخواری و بمحنت انس گیرد | بآه و ناله هر دم زار باید
ز لذات جهان آزاد گردد | همیشه دیده اش خونبار باید
نفس بیمار باشد از غم درد | دلش از بیخ عشق افگار باید
بیا عثمان! اگر وصلش بخواهی | ترا اول قدم بر دار باید

ای عزیز! نشان عطا بر بنده رسانیدن بلا است - می آورده اند که بزرگی بود هر بار که به[illegible] بلا مبتلا می شد ، حق سبحانه وتعالی رفع می کرد ، آخر بلا ها متواتر نازل شدن گرفت ،

ایشان مناجات کردند " الٰهی ایشان ازین بلا زود دفع می کردی ، اکنون سبب چیست که هر ساعت بلا می فرستی و دفع نمی کنی " ـ هاتف آواز داد که پیش ازین تو مارا دوست میداشتی بلا از تو دفع می کردم ، اکنون ما ترا دوست میداریم هر ساعت بلا می فرستیم (ا) ، اینجا مجال دم زدن نیست ـ ای درویش دل ریش ! دانا و آگاه باش ! هر چه در عالم دولت و راحت بود در جام مراد ریختند (ب) و در دست فرعون دادند و هر چه در عالم فقر و محنت و بلا بود همه بر طبقه و در دست مهتر موسیٰ کلیم اللّٰه علیه و علیٰ نبینا الصّلوٰة و السّلام داده اند ـ می آورده اند آرند در آن وقت دو فرشته باهم یکدیگر ملاقی شدند ، یکی مر دیگری را گفت که بر سر مائدهٔ فرعون جمیع الوان نعیم موجود است ، امّا فرعون هوس تره میکند ، مرا فرمان است که برای وی تره برسانم و دیگری گفت که مرا فرمان است که موسیٰ علیه و علیٰ نبینا الصّلوٰة والتّسلیمات را آب (که) در کوزه برای سحر داشته ، برو و بریز ، چنانچه ریخته شود ـ ای درویش دل ریش ! بیقین دان و جز این مدان که عارف باللّٰه را از بلا بیم نباشد و هرگز از جفای خلق تیره نشود ـ ای درویش دل ریش ! اگر از دوی خلاص گردی کفر و اسلام ترا یکسان نمایند و تفاوت نتوانی کرد ، همه را بقضا و قدر حواله کنی ، بلکه همه را از یک جوهر دانی ، چه خوش گفته بهلول دانا (رح) :

خرابات را نیز عزت بدار　　　که او نیز در ملک حق کشوریست

و شیخ منصور بن حلاج فرمایند ، شعر :

بکفر و باسلام یکسان نگر　　　که هر یک ز دیوان او دفتریست

ای درویش دل ریش ! چون این نکته معلوم شد که هر ذره از ذرات کائنات دفتری باریتعالی است بر حرف انگشت نهادن کار عارفان نباشد ، شعر :

بر حرف هیچکس منه انگشت اعتراض　　　کان نیست کلک صنع (ج) که خط الخطی خطا کشد

(ا) نسخ ـ می کنم ـ (ب) نسخ ، هر ـ بخشد ـ (ج) قیاساً "کان نیست کلک صنع که خط خطا کشد" ـ

ای درویش دل ریش! هشیار باید شد و غلط نباید خورد که راه باریک است ، نفس و شیطان هر دو رهزن اند ، یک لحظه و لمحه از حضور حق غافل نباید شد ، اگر ناگاه غافل مانی ترا از راه ببرند و در ضلالت اندازند و در خانهٔ تا مرادی پاره پاره گردی و هیزم دوزخ شوی. -

سح 192

ای عزیز! مردان خدا همیشه در طاعت داشته اند و طاعت خود را عین گنه بر خود پنداشته اند و از شرمندگی و ناپسندگی خود سر بر نداشته اند و هر وقت "ماعرفناک حق معرفتک" بر زبان حال جاری داشته ، زهی همت شیران باوجود تمام بندگی از نقصان و تقصیر شرمندگی سر بر نیارند و همه شب (و) روزی نالند و یک لحظه و لمحه نیارامند و این ابیات را بر عجز و (۱) نیاز مداومت نمایند ، غزل :

گذشت عمر و نکردیم هیچ کار دریغ — چه یک دریغ که هر دم هزاربار دریغ !
هنوز دامن مقصود نارسیده بدست — بشد ز دست گریبان اختیار دریغ !
بهار عمر بغایت شگفته بود ولی — گل مراد نه چیدیم در بهار دریغ !
هر آن طبیب که درمان دردها میکرد — همان گذشت چنین زار و دلفگار دریغ !
هر آن نفس که بجز یاد دوست آوردم — کنون بهر نفسم (ب) هزار بار دریغ !

ای عزیز! زنهار ! فرصت غنیمت شمار ، چون برود باز بدست نیاید ، غزل :

فرصت غنیمت است چه ماندی عجب عجب — تحفه بآن جهان چه رساندی عجب عجب
العلم نکتهٔ خبری است اندر آن — زین نکته هیچ علم بخواندی عجب عجب
یاران و دوستان همه رفتند خانه کوچ — خوش خفته بر بساط بماندی عجب عجب
یک دم بآرزوی محبت ز سوز دل — خون جگر چرا نفشاندی عجب عجب
دنیا سرای کهنه پلی (ج) دار آن جهان — رو در گذر براه چه ماندی عجب عجب
هشمانٌ چه خفتهٔ تو ببین حال دوستان — همه را بزیر خاک رساندی عجب عجب
عبرت نمی خوری تو ازین حال دوستان — می می دریغها بچه ماندی عجب عجب

(۱) سح ، مظ (همه) ندارد - (ب) قیاساً - نفس من - (ج) قیاساً "دنیا سرای کهنهٔ پل دار آن جهان" -

و ایشان نیز فرموده است که ای درویش دل ریش ! نشانهٔ کمالیت عارفان درد و اندوه است و ثمرهٔ درد و اندوه عشق و محبت است و ثمرهٔ عشق و محبت سکر و بیخودی و ثمرهٔ سکر و بیخودی نسیان خود و نتیجهٔ نسیان خود وصول بحق است، چون بحق وصول یافتی بعد ازان حضور و آگاهی است ، بعد ازان باگاهی حق آگاهست، چنانچه آبی است بخود ایستاده سح 193
و این نهایت حضوری و آگاهی است و به بینای حق بینا است و به شنوای حق شنوا است و در فهم و وهم و در خیال و در خواب و بیداری جز وجه باقی هیچ طلب نباشد و در هر چه طلب نظر کند همون را بیند و پندارد ـ بعد ازان حق سبحانه و تعالی بذات پاک تجلی باو کند تا ببرکت آن از آفت حلول و اتحاد و تشبیه و تعطیل خلاص یابد و سرّ "فاعلم انّه لا اله الّا الله"(ا) ورا آشکارا گردد و از بت پرستی ما سوی الله خلاصی یابد و از قهر ایمن شود و به شرف سعادت ابدی بعالم تمکین مشرف شود و تمسّک بعروة الوثقی دین حنیفی(ب) چنان کند که دیگر بار بآفت انقطاع و حرمان مبتلا نشود کم "فمن یکفر بالطّاغوت و یؤمن بالله فقد استمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها والله سمیع علیم"(ج) در آن وقت این ابیات بر زبان جاری گردد ، قول

ای عاشقان مست کجائید کجائید ؟	معشوق درون خانه بیائید بیائید
این پردهٔ پندار شما وهم بوهم است	زین پردهٔ پندار بر آئید بر آئید
تو عاشق و معشوق یکی دان بحقیقت	حقّا که چنین است بدانید بدانید
در پردهٔ پندار چه بد نام بمانی	بی نام و نشان باش اگر طالب مائید
این سرّ نه هر کس بتواند که بیابد	خوش نکته عزیز است بدانید بدانید
مجنون صفت گر گم نشوی در ره معشوق	هرگز خبر دوست نیابید نیابید

ای درویش دل ریش جفاکش! چون عارف به عشق کمالیت یافته از هر چه ما سوی الله است از آن روی بتافت، از حق حق شناخت، باین و آن نپرداخت و هر چه آمده است از مشاهده

(ا) محمّد 19 (صلی الله علیه وسلم) ـ (ب) غج ، هر ـ مصطفی ـ (ج) البقره 256 ـ

و یا از معائنه بتیغ لا همه را از پیش خود برداشت و با هیچ مقامی مقام نکرد و بگذاشت و هر دیده نادیده پنداشت و آنچه شنیده ناشنیده انگاشت و هر چه ازو گفتگوی آمد در بی خودی بظهور آمد ، آنچه گفت ازو گفت و آنچه شنید ازو شنید ، چنانچه عزیز فرماید ، غزل :

سح 194

مرغان او هر چه از ایشان (ا) پرند | پس بی‌خورند جمله و بی‌بال و بی پرند
شاه باز حضرت آمده دیده بدوخته | تا جز بروی دوست بکونین ننگرند
زان میل بهشت دانهٔ جنت نمی‌کنند | کز مرغزار عالم وحدت (ب) خرند
ساقی شراب صاف تجلّی چو درد هد | خمخانهٔ وجود بیک دم فرو خورند
زان سوی دامن حد شان سر برآورند | وقتی که سر بجیب تحیّر فرو برند
جز مسکن جلال نسازند آشیان | چون زین نشیمن بشریت (همی) پرند

و گاه عین ذات در تجلی بیابند تا حق تعالی عالم جزو کل داند و هیچ از نظر شان غائب نبود "لایعزب (ج) عنه مثقال ذرة فی السّموٰت و (لافی)الارض" و عارف اسما و صفات شوند و بر مطومات اشرا ف یابند و بر تسبیح اشیا واقف و نفع و ضرر آن بدانند (د) که من عرف اللّه لا یخفی علیه شیئی ، عارف چون بدین مقام رسد بجز علم لامتناهی نه استد و دانش جز و کل در مقابلهٔ آن قطره داند ، قوله تعالی : "وما اوتیتم مّن العلم الاّ قلیلاً (ر) " و گاه عین ذات در تجلّی ارادت یابد و در عین آفرینش بنظر نقصان ننگرد ، از کمالیت محض و جلالیت قانع شود و نه از مستی خودو نه از مستی دیگر خبر دارد و از بیخودی همین ابیات بر زبان راند ، غزل :

از مستی تو مستم ، من هیچ نیم واللّه | وز بوی تو من مستم ، من هیچ نیم واللّه
مستی ترا یابم هر سوی که می بینم | خود اسم با طلسم ، من هیچ نیم واللّه
هر سو که ذوق و شوق است خود میکنی نظاره | از ذوق تو در ذوقم ، من هیچ نیم واللّه

(ا) قیاساً "مرغان باغ او چو ازین آشیان پرند" ـ (ب) همی خورند ـ (ج) سبا، 3 سح ، مظ الالهیة (د) هر ، مظ ـ اشراقی ـ (ر) الاسرا 85 ـ

در دیده توی پیدا ، هر دیده که باشد — در دیده تو بینایم، من هیچ نیم والله

هر جا که گفتگواست، آن گفتگوی تواست — در گفتگوی مائیم (ا)، من هیچ نیم والله

هر جا که روم خانه، آن خانه ز تو روشن — در خانه ترا بینم، من هیچ نیم والله

هر بود که می باشد، آن بود توی باشد — از بود تو می باشم، من هیچ نیم والله

عشاقٌ تو مجنون است، در باب مجنونی — در عشق تو مجنونم، من هیچ نیم والله

نسخ 195

ای درویش دل ریش! چون عنایت حق به بنده رسید چندان فتوحات غیبی در خود بیابد که عبارت آن نتوان کرد زیرا که چون داند که صاحب جذبه باشد - ای عزیز! اگر آتش عشق ولا در تو گرفت همه مشکل تو آسان شود، اگر داری طرب کن و اگر نداری طلب کن، در پی مردان دین شتاب و تقصیر مکن، بی راهبر هرگز بمنزل نتوانی رسید ، غزل :

بگرد عاشقان می رو که رستی — براه صادقان می رو که رستی

براه حق بهر دم تازه جانی — فدا کردن روان می رو که رستی

خلاصی گر همی خواهی ز غمها — همه فکر جهانها می رو که رستی

اگر خواهی سعادت هر دو عالم — طلب پیر مغان می رو که رستی

فدا کن هر چه داری در ره دوست — بسر غلطان روان می رو که رستی

بیا (ب) در بزمگاه درد مندان — ز دیده خونفشان می رو که رستی

بیاور توشهٔ عجز (و) نیازی — بزاری زار ها می رو که رستی

اگر گردی فنا در راه جانان — بقا یابی ازان می رو که رستی

بجان (و) دل خدمت سالکان کن — پی شاه جهان می رو که رستی

براه عاشقان سامان باید (ج) — مجرد ای عمان (د) می رو که رستی

بنه سر در ره چوگان معشوق — مزن دم ضرب آن می رو که رستی

سوار عشق شو عشمان دوانان — بیا در تن تنا (؟) می رو که رستی

(ا) اوروی ... نسخه ... بیاید ... (ب) نسخ ... بهمان ... (ج) نهاید - (د) نسخ ، مظ عمان

ای برادر! عشق نه آنست که شوق شهوتی و ذوق نفسانی و شیطانی باشد که ویرا عشق
نتوانی گفت بلکه عشق آنرا گویند که به هیچ دلگیری دلگیر نشود و کسی را بد نگوید و عیب
نتواند گفت و به هیچ کس حسد نبرد و جفای خلق عین تماشا پندارد و در مدح و ذم فرق
نکند و هوی را در دل دخل نماند و هیچ آرزوی نماند و تعظیم از مخلوق برخیزد و از شهوت (ا)
نام و نشان نبود و از ایشان جز نام/ نمانده باشد - ای عزیز! عاشق صادق کسی را گویند سح 196
که در محبت حق تعالی چنان مشغول گردد که غیر او را نشناسد و بگوش سخن غیر نشنود و
بچشم جز آیات او نبیند و بزبان جز ذکر او نه راند و به تن جز خدمت او نکند و به سر جز آرزوی
وی نه اندیشد - یک (ب) بزرگ (ج) گفته است "شرط محبت بلکه کمتر مقام محبت آنست که اگر بر جان تو
حکم کند مخالفت نکنی "ای عزیز! محبت بجای رسد ، بیت :

همه حدیث تو گویم بوقت بیداری (د) | همه خیال تو بینم که باشم اندر خواب (ر)

ای عزیز! هر که بدیدار جمال دوست نگرد دیدن غیر ممنوع است ، به نشانی محبوب خود
را تسلی دهد ، مجنون گرد خانهٔ لیلی هر صبح و شام گشتی (س) و خاک دیوار او بوسیدی ، بیت :

خاک را بوسه دهم لیلی بود | بوسه را بر در دهم لیلی بود

عاشق را هر وقت که نسیم الطاف حق از مهب عنایات بر مشام روح می رسد یعقوب وار
به آه گرم دیده سرد می گوید "انی لاجد ریح یوسف لو لا ان تفندون" یعقوب (ع) دم نعره زنان
می گوید فریاد که بوی پیراهن آمد ، غزل :

بباید که لذات جهان در دل تو خار است | نه صبر از دل نه جانش را قرار است (ا ی)

بیک سو آب دیگر سوی آتش | میان هر دو ام رفتن گذار است

گهی بر گل چو بلبل مست رقصان | گهی بر خار افتاده چو مار است

(ا) هر ، مظ شهوت - (ب) سح ، مظ (وی) ندارد - (ج) ایضاً (یک) ندارد - (ر) غج ، هر ، مظ همه -
(س) غج ، هر - مجنون جفای لیلی هر صبح و شام کشیدی - (ی) قیاساً "نه لذات جهان در دل تو خار است
نه صبر از دل ، نه جانترا قرار است"

ازین حسرت خورم خون جگر خود   ندانم تا چه آخر ختم کار است

زهی دولت که باشد در همه حال   همیشه با[1] محبت روزگار است

برای عاشقان نبود غم جان   بنزد عاشقان این سهل کار است

و ایشان نیز فرموده است که به بیت المقدس می رفتم هفت کس را دیدم از خواص بندگان خدای تعالی ، بروی سلام کردم و گفتم " فائده[ب] رسانید بچیزی که حق تعالی مرا در آن چیز نفع نهاده باشد " - گفتند که هرچه ترا آن چیز از خدای تعالی باز دارد و راه تو بریده گردد از روزگار دنیا وآخرت از آن بپرهیز و دور شو تا راهزن تو نشود ، گفتم زیادت کنید رحمک[ج] الله تعالی ، گفتند "بنگر بغیر از خدای تعالی بهیچ کس امید مدار و از غیر خدای تعالی از هیچ کس مترس" - گفتم زیادت کنید ، گفتند "بنگر هر کرا خدای تعالی دوست میدارد تو نیز دوست میدار و هر کرا خدای تعالی دشمن میدارد تو نیز دشمن میدار" گفتم زیادت کنید ، گفتند " بر تو باد بذکر و دعا و تضرع و گریه در خلوت و تواضع و خشوع هر جا که باشی " - گفتم زیادت کنید ، گفتند " خدایا امیان ما و این بنده حجاب کار دار که ما را از تو باز داشت و بخود مشغول کرد ، پس غائب شدند ، گفت ندانم بآسمان رفتند یا در زمین ، دیگر ایشان را ندیدم امّا نفع کلمات ایشان همیشه در جان خود می بینم - و ایشان نیز فرموده است که یک مرد از دوستان حق تعالی را در واقعه دیدم که در چهرهٔ وی نور می تابد و در خاطر من آمد که این یکی از دوستان خدای تعالی است ، پس در استقبال او آمدم و قدم بوسی او کردم و بعد ازان پرسیدم یا حضرت ! اسم مبارک شما چیست ؟ فرمودند " همچو تو بیهوده نیستم که بنامم مشغول باشم " باز التماس کردم که به حق فقیر دعا فرما ، فرمود که با یاد حق تعالی چنان مشغولم که فرصت دعا نیست ، هر دو دست بروی خود کشید و غائب شد - وفات ایشان به

---

(۱) نخ ، هر - همیشه تا به محنت - (ب) نخ ، هر - یک فائده مرا برسانید بچیزی -
(ج) "یرحمکم الله" درست باشد زیرا که مخاطب جمع (هفت کس) اند نه که واحد -

سح 197

سنهاپور[الف] واقع شده در سال سیصد و هفتاد و سیم هجری بودو قبر ایشان در سنهاپور[ب]است

از شیخ ابو علی کاتب قدس الله سره[94] : اصل ایشان از مصر است و با اکثر مشائخ مصر[ج]

صحبت داشتند ـ ایشان فرموده اند "هر گه مرا مشکلی می شد پیغمبر صلی الله علیه و آله

و سلم را بخواب می دیدم و آنرا می پرسیدم[د] و وفات ایشان درسال سیصدو پنج هجری بود

و قبر ایشان در مصر است ـ

از شیخ ابو علی رودباری قدس الله سره : نام پدر مبارک ایشان محمد بن قاسم بن منصور

است و از ابنای ملوک بوده اند ، نسبت ایشان با کسری و خال عبدالله رودباری اندو وفات

ایشان در سال سیصد و بیست و دو هجری بود و قبروی در مصر است ـ

از سید الطائفه شیخ جنید بغدادی قدس الله سره : مناقب ایشان در سلسلهٔ متبرکه قادریه سح 198

نوشته می شود ، ان شاء الله تعالی ـ

از شیخ عبدالله بن علی السقطی[ر] (سری) قدس الله سره : خال جنید بود رحمة الله علیه و

عالم بجمیع علوم بود و اندر تصوف شان عظیم داشتند و بیشتر از مشائخ عراق مریدان وی اند

و حبیب راعی رحمه الله علیه را دیده اند و با وی صحبت داشته اند ، وی اندر بازار سقط

فروشی کردی ، چون بازار بغداد سوخت ویرا گفتند دکانت سوخت ، گفت من فارغ شده ام ،

چون نگاه کرد دوکان آن نسوخته بود ، چون این حال دید آنچه داشت بدرویشان دادو

طریقهٔ تصوف اختیار کرد و ویرا پرسیدند که ابتدای حال تو چگونه بود ؟ گفت "روزی حبیب

راعی رحمة الله (علیه) بدوکان من برگذشت ، من شکسته[س] بوی دادم که بدرویشان به درویشان

(ا) ، (ب) نیشاپور (کذا فی رسالهٔ قشیریه) ـ (ج) غ ، مر ـ (مصر) ندارد ـ (د) رکبه نفحات الانس صه 104 ـ (ر) غ ، مر ، مظ ـ القطعی ـ (س) چیزی بدو دادم (تذکره الاولیا جا 1 صه 246) ـ

(94) نام ایشان حسن بن احمد (رسالهٔ قشیریه) یا حسن بن علی (المنتظم از ابن الجوزی طبع حیدرآباد دکن 1357هـ جه 6 صه 375) بود ، در تاریخ وفات ایشان نیز اختلاف واقع است روایت مذکورهٔ متن یعنی 305هـ درست نیست زیراکه صاحب الرساله وامام شعرانی مؤلف طبقات الکبری بعد از 340هـ وابن الجوزی 343هـ نوشته است (المنتظم صه 375/6) و همین قرین قیاس است

بده ، وی ما را دعا کرد ، از برکت آن دعا در امان بودم و تاریخ و بعضی از مناقب ایشان در سلسلهٔ متبرکه قادریه نوشته خواهد شد انشاء الله تعالی -

از حضرت معروف کرخی (رحمه الله علیه) : نسبت ارادت بدو جانب است یکی بداؤد طای و دیگر به علی رضا (رحمهما الله) و ایشان بوالد بزرگوار خود موسی کاظم (رح) و ایشان بوالد بزرگوار خود جعفر صادق (رح) و ایشان بوالد بزرگوار خود محمد باقر (رح) و ایشان بوالد بزرگوار خود زین العابدین (رح) و ایشان بوالد بزرگوار خود حسین وایشان بوالدبزرگوار خود علی رضی الله عنهم اجمعین -بباید دانست که معروف کرخی رحمه الله علیه) معروف عالم بعبادت و مشهور کشور عبادت بود -چنین گویند که او ترسا بچه بود ، چون او پسر بسال شد پدر او را به معلم ترسایان برد تا علم ترسائی (ب) بیاموزد (ا) ، معلم نکته نوشت و گفت بگو "ثالث ثلثة" اوگفت "قل هوالله احد" -وقتی او نماز می گذارد ، اسپی داشت قیمتی ،برمید ، در کشت زار (ج) یکی افتاد ، چون از نماز فارغ شد اسپ را دران کشت بگذاشت و می گفت من ترا بدان صاحب کشت بخشیدم که تو کشت او را خوردی- هم گفتی " غافل کسی است که او را مصیبتی رسد روز اول همان کند که روز سوم خواهد کرد ، هم گوید که مروت (د) خرسندی بهتر از مروت دان-وقتی اورایکی پرسیدکه داروی درد دل چیست؟ گفت " از خلق دور بودن " هم گفتی که اصحاب دنیا را خدمت بندگان کنند و اصحاب آخرت را خدمت احرار کنند -

هم گوید " مرد کامل کسی است که در توانگران بچشم نصیحت نگرد نه بچشم حسد و در مردان (ر) بچشم تواضع بیند نه بچشم تکبر و در زنان بچشم شفقت نگرد نه بچشم شهوت - هم گوید "خوب سخن به از موت باشد (س) زیرا که موت انقطاع است از خلق امّا موت الانقطاع ازخالق هم گوید " ادنیٰ مراتب انبیا (ع) اعلی مراتب شهدا باشد و ادنی مراتب شهدا اعلی مراتب

سح 199

(ا) سح ، مظ -علم - (ب)سح ، مظ ،غع -ترسائی - (ج)سح ، مظ ـکشت - (د)عر ، مظ (مروت) ندارد - (ر)غع ،عر ، مظ -مردمان -(س) قیاساً " موت به از فوت باشد " -

صلحا باشد و ادنی مراتب صلحا اعلی مراتب مؤمنان باشد "- هم گوید " عجب باید داشت از کسی که او پرهیز کند از همه علت و پرهیز گناه نکند از همه معصیت"(ا) - هم گوید " قیمت هر آدمی باندازهٔ همت اوست ، پس بیچاره کسی که او را همت نباشد مگر دنیا یعنی او را هیچ قیمتی نباشد(ب) " - چنین گویند روزی او را یکی برنجانید ، چون دید که او هیچ نگفت معذرت کردن گرفت، خواجه گفت "خوشباش ! ما خود ترا درمیان ندیده ایم و آواز آن جناب که بما نرسید آنجا خود غلطی نرود -تاریخ و بعضی مناقب ایشان درسلسلهٔ شهرکه قادریه نوشته خواهد شد -

از حضرت داود طائی قدس الله سره : در ارشاد الطالبین آورده است که روزی تشنه شد در صحن شخصی در آمد ، طلب آب کرد ، کنیزکی آب آورد ، نخورد ، گفتند "چرا ؟" گفت "بخواجهٔ این کنیزک روزی تعلیم کتابت کرده بودم ، مبادا که این باجر آن تعلیم برسد و از ثواب محروم مانم" - روزی در گرمای سخت عراق(ج) نشسته بود ، مادرش در رسید ، گفت "چرا در سایه نمی نشینی ؟ "گفت "در عراق تاشائستها بسیار دیدم ، دعا کردم که خداوندا ! پای من بستان تا از جمعه و جماعت باز مانم و این ناشائستها را نمی بینم ، الحال نمی توانم جنبید " و بعضی گفته اند که بوقت آمدن او بمسجد خلق چنان بدو استقبال و توجه می نمودند که بعضی مر بعضی را زیر پای می کردند ، شیخ دعا کرد که الهی ! کثرت توجه خلق نوعی از انواع دوستی دنیاوی است ، مرا زمن کن تا بر ایشان نروم ، در حال زمن شد - دیگر آورده اند که در هر خانه که می بود تا آن خانه خراب نمی شد ، بخانهٔ دیگر نمی رفت و تا در سرای یک خانه می بود به سرای دیگر نمی رفت و باز راست نمی کرد - گفتند "چرا ؟" گفت "بخدای تعالی عهد کرده ام که از من در دنیا آبادانی نماند" - چون وفات یافت خانهٔ آخرش خراب شد و تاریخ(د) و بعضی از مناقب ایشان درسلسلهٔ شهرکه نوشته خواهد شد - و نسبت

سبع 200

(ا) قع ،مر- پرهیزکند از همه چیزها و هرگز نکند ازهمه معصیت -(ب) قع ،مر- قیمت -(ج) ایضاً درعراق-

(د) رجوع کنید به ارشاد الطالبین ص 358-59

ارادت ایشان بدو جانب است یکی از شیخ حبیب راعی قدس الله سره که پیر علی هجویری (رح) در کشف المحجوب نوشته است. کنیت ایشان ابو حلیم بن سلیم الرّاعی است، ویرا آیات و براهین بسیار است اندر جمله احوال وصاحب سلمان فارسی بود رضی الله عنه و حبیب (رح) صاحب گوسفندان بود و بر کرانهٔ فرات نشستی و طریقش عزلت بود و یکی از مشائخ روایت کند که من بروگذ شتم وی را یافتم اندر نماز و گرگ مر گوسفندان ویرا نگاه میداشت، گفتم این پیر را زیارت کنم که در وی علامات بزرگی می بینم، نزدیک وی زمانی بودم تا از نماز فارغ شد، بر وی سلام کردم گفتم، گفت "ای پسر! بچه آمدی؟" گفتم بزیارت تو، گفتم ای شیخ! گرگ را با میش تو موافق می بینم" گفت "از آنچه راعی میش با حق موافق است "این بگفت، کاسهٔ چوبین در زیر سنگ داشت، دو چشمه از وی بکشاد یکی شیر و دیگر عسل، گفتم ایّها الشّیخ! این درجه بچه یافتی؟ گفت "بمتابعت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم، گفت ای پسر! قوم موسٰی علیه و علی نبینا الصّلوٰة والتّسلیمات مر او را مخالف بودند، سنگ ایشان را آب داد و موسٰی علیه و علی نبینا الصّلوٰة والتّسلیمات نه بدرجهٔ محمّد بود صلی الله علیه و آله و سلم، چون من محمّد را صلی الله علیه و آله و سلم متابع باشم سنگ مرا انگبین و شیر دهد و محمّد صلی الله علیه و آله و سلم بهتر از موسٰی علیه السّلام بود "گفتمش مرا پندی ده، گفت "لا تجعل قلبک صندوق الحرص و بطنک وعاء الحرام" (1) - و دیگر به حبیب عجمی قدس الله سره چنانچه مولانا اخوند درویزه علیه الرّحمه در ارشاد الطّالبین (ب) نوشته است و تاریخ و بعضی از مناقب ایشان در سلسلهٔ متبرکه قادریه خواهد نوشته شد و هر دو از ایشان یعنی حبیب عجمی و حبیب راعی قدس الله سرهما از حسن بصری رضی الله تعالی عنه چنانچه در رسالهٔ مکیه نوشته است و تاریخ و بعضی از مناقب ایشان در سلسلهٔ متبرکه قادریه خواهد نوشته شد، از حضرت علی رضی الله تعالی عنه از خلیفه اللهٔ فی الدّارین محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم -

20 1 صبح

(ا) صبح، مظ - اندروی - (ب) ارشاد الطّالبین ص 259 -

و حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس الله سره یکی نسبت ارادت بشیخ عثمان مغربی قدس الله سره است چنانچه باتمام رسیده است و دیگر بشیخ ابوالحسن خرقانی رحمه الله علیه :

نام ایشان علی بن جعفر است و خرقان موضع است بنزدیک قزنین که ایشان از آنجا اند - غوث روزگار خود اند ، ایشان فرموده اند "خدایا +! با من بدو وجه معاملت کن یکی آنکه در وقت نزع ملک الموت را بر من نفرست که مرا با او خصومت شود بنا بر آنکه من جان ازو نه ستدم که بدو باز دهم ، مرا جان تو داده ای هم تو بخواه ، دویم آنکه چون مرا در گور نهند ملائکه سوال بر من نفرست که جواب من همان است که یک بار گفته ام در سوال "الست بربکم" - انتساب ایشان در تصوف بشیخ بایزید بسطامی است قدس الله سره و تربیت سلوک ایشان نیز از روحانیت بشیخ بایزید است قدس الله سره اما ولادت ایشان بعد از وفات شیخ بایزید است قدس الله سره بمدتی و بحسب باطن تربیت یافته اند چنانچه حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس الله سره فرموده اند ، غزل :

سج 202

ای شنیدی داستان بایزید (ا)	که زحال بوالحسن (ب) پیشین چه دید
با مریدان جانب صحرا و دشت (ج)	روزی آن سلطان تقوی می گذشت
بوی خوش آمد مر او را ناگهان	در سواد (د) وی ز سوی خارقان (ر)
هم بر آنجا (س) ناله مشتاق کرد	بوی را از باد استنشاق (ص) کرد
گفت زین سوی بوی یاری می رسد	کاندرین ده شهریاری می رسد
بعد چندین سال می زاید شهی	می زند بر آسمان طبل (ط) تهی
رویش از گلزار حق گلگون بود	از من** او اندر مقام افزون بود

(ا) آن - (ب) یعنی ابوالحسن خرقانی - (ج) در نسخهٔ مطبوعه مثنوی (نولکشور 1905 م) مصراع دوم مقدم بر مصراع اول است - (د) سواد ری - (ر) زحد خارقان ، و خارقان نام ولایتی است (حاشیه مثنوی ص 343) - (س) بهر انجا - (ص) فم ، مر ، مظ - اشتیاق - (ط) می زند بر آسمانها خرگهی (این همه تصحیحات از روی نسخه مطبوعه مثنوی نولکشور 1905 م صورت گرفته است - ا.س)

چیست نامش؟ گفت نامش بوالحسن — حلیه اش و گفت زیر و ز قن (ا)

قد او و رنگ او و شکل او — یک بیک میگفت از گیسوی او (ب)

بر نوشتند (ج) آن زمان تاریخ را — از کتاب (د) آراستند آن شیخ (ر) را

چون رسید آن وقت و آن تاریخ راست — زان زمین آن شاه پیدا گشت و خاست (س)

زاد شد آن شاه نرد عشق (ن) باخت — از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت

از پس او سالها (ض) آمد پدید — بو الحسن پس از وفات بایزید سح 203

جمله خوا (ط) مان او زامساک وجود — آن چنان آمد که آن شاه گفته بود

همچنان آمد که او فرموده بود — بوالحسن از مردمان آنرا شنود

که حسن باشد مرید دامتم (ع) — درس گیرد هر صباح از تربتم

گفت من هم نیز خوابش دیده ام — وز زبان (غ) شیخ هم بشنوده ام (ف)

هر صباح (ق) روی نهاده سوی گور — ایستادی تا ضحیٰ اندر حضور

با مثال (ک) شیخ پیشش آمدی — تا که بی گفت (ل) اشکالش (م) حل شدی

تا یکی روزی بیامد با سعود (ن) — گورها را برف نو پوشیده بود

توی بر توی برفها همچو علم — قبه قبه دید و جانش شد بغم

بانگش آمد از مزار (و) شیخ حیّ — ها انا ادعوک (کی) تسعی الیّ

هین بیا این سو بآوازم شتاب — عالم از برف است رو از من متاب

حال او زان روز شب خواب دید (ه) — آن عجائب ها که اول می شنید

(ا) حلیه اش وا گفت زابرو و ز قن - (ب) گیسو و رو - (ج) برنبشتند - (د) کباب - (ر) سیخ -
(س) زاده شد آن شاه و نرد ملک باخت - (ن) ملک - مثنوی چاپ لیدن 1933 با هتمام نکلسن) -
(ض) آن - (ط) خوبهای - (ع) مرید واشم - (غ) روان - (ف) بشنیده ام - (ق) صباحی - (ک) تا -
(ل) گفتی - (م) سگالش - (ن) با سعود کنیت ابوالحسن بود (حاشیه مثنوی ص 346، چاپ نولکشور)
(و) خطیره (یعنی منزل و جانگاه بحاشیه مثنوی ص 346) - (ه) حال او زان روز شد خوب و بدید -
(تصحیحات نوین از روی نسخه مطبوعه مثنوی نولکشور 1905 م صورت گرفت نیز رک نسخه چاپ تهران 1374 ش)

- ایشان فرموده اند " انّی صعدت ان اطوف بالعرش و رأیت جماعة کثیرة یطوفون بالعرش طوافاً و تعجبین طوافهم لبرودتهم و سکونهم طوافاً بالعرش الف طوفةً واحداً فسألت منهم من انتم و ما هذه البرودة فی طوافکم؟ قالوا نحن الملئکه و هذا طبعنا لا یمکن لنا ان نتجاوز (ا) مما جعلنا الله تعالی علیه فسألونی من انت و ما هذه السّرعة (ب)؟ قلت انا ابن آدم و هذه السّرعة طبع لنا " - مشهور است که چند طالبعلم از علم ظاهری اینان شنیدند که در خرقان بزرگی است بصفات حمیده آراسته و مقتدای وقت شده، طالبان را بخدای رساند ، از مکان خود بر آمدند و قصد خرقان کردند - چون بخانهٔ شیخ رسیدند منتظر دیدار شیخ بودند که خاتون شیخ از حرم خود بر آمده، مسافران نوپی را دیده پرسید که انتظار که می برید ؟ گفتند برای زیارت شیخ آمده انتظار وی می بریم "-خاتون بمجرد شنیدن این کلام در پی گفتن نا سزای شیخ در آمده چندان در شان شیخ ما لا یعنی فرمود که دل طالبان سرد گردید و اراده کردند که بی آنکه شیخ را ببینند راه بخانهٔ خویش بگیرند - چون تند توفیق ازلی همراه داشتند بعد ازان مشورت نمودند ، یک دیگر بر آن قرار دادند که شیخ را ملازمت کرده بهر طوق که ارادت حق باشد ، برویم - درین اثنا از زبان خاتون شنیدند که مطلوب شما در پی بازی دادن و رام کردن مردم ابله بجنگل رفته است که هیزم بیاورد - گفتند که بیائید که شیخ را در همان جای بیابیم - چون از شهر بیرون آمدند دیدند که از دور آن آفتاب راه حقیقت می آید چون بنزدیک رسیدند دیدند که شیخ پشتارهٔ هیزم بر شیر بار کرده و خود هم بر یک شیرسوار شده می آید ، بمجرد دیدن احوال به بزرگی شیخ اقرار کردند و نزدیک وی گشتند و حقیقت ما فی الضّمیر طالبان که از شنودن خاتون جمع کرده بودند شیخ بیک یک بیان نمود ، طالبان عرض کردند " یا شیخ ! متحیّریم و متفکّریم آنکه خاتون در حق شما چه افتراها کرده "- فرمود نفعا "اگر ما برداشت او نکردیم، این درنده کی برداشت بار ما می کرد و رام ما می شد "- وفات

سع 204

(ا) سع ، فع ، مظ - یتجاوز - (ب) فع ، عر - جعلنا -

ایشان شب دوشنبه عاشوره سال چهار صد و بیست و پنج هجری بود و ایشان فرموده اند که هرگز با کسی صحبت مدارید که شما می گوئید که خدا و او می گوید چیزی دیگر - شیخ شبلی فرموده اند قدس الله سره "آن خواهم که نخواهم" ایشان فرمودند که این هم خواهشی است - روزی باصحاب گفتند که چه چیز بهتر بود ؟ گفتند "شیخا ! هم تو گوی" فرمودند "دلی که همه یاد کردهٔ او بود"[(1)] -

سح 205

از حضرت بایزید بسطامی رحمة الله علیه : لقب ایشان سلطان العارفین و نام وی طیفور بن عیسی بن آدم بن سروشان[(ب)] و جد ایشان گبر بود ، بسعادت اسلام مشرف شده ، اصل ایشان از بسطام[(95)] است - صاحب رشحات نوشته اند که ایشان اویسی[(96)] از حضرت

---

(1) غ ، هر - همه او یاد کرده بود - (ب) رک به روضات الجنات ج4ص 276 - ابن خلکان "آدم بن عیسی بن علی" نوشته است (وفیات الاعیان ج2ص1 53) -

(95) بسطام شهری بزرگ است در قومس (وهی بلدة مشهورة من اعمال قومس و یقال انها اول بلاد من جهة خراسان "وفیات الاعیان ج2ص1 53 " نزدیک دامغان در سه میلی شهرود در راه طوس - صاحب روضات الجنات رقمطراز است "از عجائب این شهر آنست که مردم آنجا عاشق نمی شوند و هرگاه عاشقی در آنجا در آید و از آب آنجا بخورد عشق ازو زائل گردد و مردم آنجا هیچگاه بدرد چشم مبتلا نمی شوند ، آب آنجا بوی گند دمن را بر طرف میکنند و چوب عود در آنجابوی خود را از دست می دهد ، مرغان خانگی آنجا کثافت نمی خورند و مارهای کوچک پرنده ای دارد " (روضات الجنات ج4ص 276 بحوالهٔ تلخیص الآثار) -

(96) اویس بن عامر قرنی رضی الله عنه از مردم یمن و ازمشاهیر زهاد و نساک قرن اول هجری و از بزرگان تابعین است که زمان پیغمبر اسلام صلی الله علیه و سلمرا درک کرده ولی اورا ندیده اویس (رض) در صحرایه شترچرانی اشتغال داشت - چندی بعد ازیمن بکوفه رفت و درآن شهر ساکن شد تا آنکه در واقعهٔ صفین در رکاب امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه جهاد کرد وشهید شد (قاموس الاعلام - ذیل مادهٔ اویس) ولی در حلیة الاولیا مؤلفه ابی نعیم اصفهانی نوشته است که حین مراجعت از معرکهٔ آذربائیجان در راه بیمار شده وفات یافت (حلیة الاولیا طبع قاهره1933 ص97 ج2) - شیخ فریدالدین عطار (رح) در ذیل ترجمهٔ احوال اویس (رض) مینویسد "بدانکه قومی باشند ایشانرا اویسیان گویند ، ایشان را به پیر حاجت نبود که ایشانرا نبوت در حجر خود پرورش دهد بی واسطهٔ غیری چنانکه اویس را داد - اگرچه بظاهر خواجهٔ انبیا صلی الله علیه وسلم را ندید اما پرورش ازو می یافت ، نبوت او را می پرورد و حقیقت هم نفس می بود و این عظیم عالی مقامی است تا که را آنجا رسانند و این دولت رو به که نماید - ذلک فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم - (تذکرة الاولیا ج1 ص 34) -

جعفر صادق رضی الله عنه و صاحب تذکرة الاولیا گفته اند که صد و سیزده پیر را خدمت کرده بود یکی از آنجمله امام جعفر صادق (97) بود و ابو حفص (98) و یحیی معاذ (99) و شقیق بلخی (100) (رحمهم الله)

---

(97) رجوع کنید به تذکرة الاولیا ج1 ص130 ـ صاحب تذکرة الاولیا فقط "صادق" نوشته است و اینجا اگر از صادق مراد همان جعفر صادق (رح) است از روی تاریخ محل نظر است زیرا که بایزید بسطامی (رح) بعد از ارتحال حضرت جعفر صادق (رح) متولد شده بود چه امام جعفر صادق در زمانهٔ سلطنت عبدالملک بن مروان اموی بتاریخ 17 ربیع الاول سال 80 یا 83 هـ تولد یافت (مسالک السالکین ج1 ص216 ـ سفینة الاولیا ص40) و در سال 148 هـ بجوار رحمت حق پیوست (ایضاً) و بایزید در سال 261 یا 264 هـ درگذشته است درین صورت تقارن زمانی میان امام جعفر صادق (رح) و بایزید (رح) بعید بلکه محال است و این موضوع را اگر از نظر یک مؤرخ بررسی کنیم در می یابیم که از لحاظ تاریخ ممکن نیست که بایزید (رح) محضر جعفر صادق (رح) را درک کرده باشد ـ صاحب روضات الجنات بروایت محمد بن عیسی المشهور به حاجی ممکن خراسانی نوشته است که بایزید (بایزید) بخدمت صدوسیزده نفر از مشائخ رسیده است و آنحضرت (جعفر صادق) استاد چهاردهمی او بوده و مدت هجده سال سمت سقای آنحضرت داشته (روضات الجنات ج4 ص274) اینجا هم همان اشکال زمانی باقی است مگر چنانکه قبلاً ذکر شده است (رک به ترجمهٔ احوال شیخ ابوالحسن خرقانی رح.) و مشائخ نقشبندیه معتقد اند که شیخ ابوالحسن خرقانی (رح) آداب و تربیت در سلوک از جنبهٔ روحانیت و باطن بایزید (رح) گرفته و با اینکه شیخ ابوالحسن در صورت ظاهر مرید ابوالعباس قصاب آملی بوده و با ابو یزید در یک زمانی نمی زیسته معهذا از جنبهٔ روحانیت و تربیت باطن او کسب فیض کرده است ـ همچنین ابویزید (رح) خرقهٔ طریقت و ارشاد از روحانیت و باطن امام جعفر صادق (رح) اخذ کرده است ـ

(98) اصلاً ابو حفص حداد (رح) است ـ نام وی عمرو بن سلمه بود و اصل ایشان از دهٔ های نیشاپور بود ، رفیق احمد خضرویه و بایزید و پیرو عثمان حیری بوده و شاگرد عبدالله مهدی است ، (رحمهم الله) ـ در سال دو صد و شصت و چهار و بقولی دوصدوشصت و هفت هجری درگذشت (نفحات الانس ص57ـ58) ـ

(99) یحیی بن معاذ الرازی (رح) ، کنیت وی ابو زکریا است و لقب او واعظ (نفحات الانس ص55) برای احوال ایشان رجوع کنید به رسالهٔ قشیریه و تذکرة الاولیا وکشف المحجوب ونفحات الانس ـ در تمام مصادر تاریخ وفات وی 258 هـ نوشته است "قال اهل التاریخ خرج یحیی بن معاذ الی بلخ و اقام بها مدة ثم رجع الی نیشابور و مات بها سنة ثمان وخمسین و مأتین" (نفحات الانس ص56 ـ رسالهٔ قشیریه ص16) ولی جای تعجب است که ابن ندیم در "فهرست" 206 هـ نوشته است ـ ابن ندیم رقمطراز است "یحیی بن معاذ (رح) از زاهدان شب زنده دار و عابد بود و پیروانی داشت در سال دویست و شش (سنه سته و مأتین) درگذشت و این کتاب از اوست ، کتاب المریدین " (الفهرست مترجم رضا تجدد

را نیز دیده بودند و از مادر ایشان نقل کنند که ابو یزید (رح) در شکم بود چون لقمه در
(ا)
دهن خود می نهادم که دران شبه بودی بایزید (رح) در شکم من طپیدن می گرفت تا آن
لقمه دفع کردمی و سید الطّائفه جنید (رح) فرمودند که بایزید (رح) درمیان ماهان چون
جبرئیل (ع) درمیان ملائکه و در سخنان بلندی که از ایشان نقل میکنند شیخ الاسلام (رح
(ب)
در آن باب می فرمایند که بایزید (رح) فراوان دروغها بسته اند - از حضرت بایزید (رح)
پرسیدند که سنت طریقت کدام است و فرض کدام؟ فرموده اند که سنت ترک دنیا است و فرض
صحبت مولا است - گویند فرمودند که عارف به هیچ چیزی شاد نشود جز بوصال و فرموده اند
"صحبت نیکان به از کار نیک و صحبت بدان بد از کار بد" - نقل است که ایشان را بعد از
وفات بخواب دیدند، پرسیدند که حال تو چیست؟ فرمودند که مرا پرسیدند که ای پیر! چه
آوردی؟ گفتم درویشی که بدرگاه ملک بیاید نپرسند که چه بیاوردی، گویند که چه خواهی "-
(101)
طریقهٔ طیفوریه منسوب بایشان و بنای طریقهٔ ایشان بر سکر و غلبه است برعکس جنیدیان -
و وفات ایشان پانزدهم شعبان در سال دو صد و شصت و یک و بقولی دو صد و شصت و چهار

(ا) چاپ اول کتابخانه ابن سینا تهران 1343 خورشیدی ص 344)-

* * * * * * * * * * * * * * * *

(100) ابو علی (رسالهٔ قشیریه، تذکرة الاولیا، سفینة الاولیا، فرهنگ فارسی از دکتر معین) یا ابو موسی (نفحات الانس) شقیق بن ابراهیم بلخی (رح) از طبقهٔ اولی است، در اول صاحب رای بود، صاحب حدیث گشت - شاگرد امام زفر و ابو یوسف (رحمهما الله که از شاگردان معروف امام ابو حنیفه رحمه الله علیه بودند) بوده و استاد حاتم اصم (رح) است - تصانیف بسیار دارد و انواع علوم را حاصل نمود، میگوید "هزار و هفتصد استاد را شاگردی کردم وچند اشتروار کتاب حاصل کردم" (تذکرة الاولیا ج 1 ص 180) - بقول مولانا عبد الرّحمن جامی در سال 174 هـ درگذشت (نفحات الانس) ولی مطابق دیگر مصادر چون رسالهٔ قشیریه و سفینه الاولیا وفرهنگ فارسی از دکتر محمد معین در سال 194 هـ در جنگ با ترکان در "کولان" یا "واسجرد" (ماوراء النّهر) بقتل رسیده و مزار ایشان در ختلان است -

(101) طریقهٔ جنیدیان "صحو" است که عبارت است از بازگشت باحساس بعد از بیخودی (ابن الجوزی) صحو و سکر از حیث معنی نزدیک اند به غیبت و حضور جز آنکه صحو و سکر قویتر و تمامتر از غیبت و حضور است (تاریخ تصوف در اسلام از دکتر قاسم غنی طبع تهران چاپ دوم ج 2 ص 649)

بود و این دو قول تاریخ وفات از اکثر کتب معتبره که در زمان قدیم نوشته شده بود نقل (ا) کرده شود و آنچه مولانا عبدالرّحمن جامی (رح) دوصد و چهار (ب) نوشته اند ، احتمال دارد از طبقات که این تاریخ را نقل فرموده اند خالی از نقل نباشد ـ

از حضرت امام جعفر صادق رضی اللّٰه تعالی عنه : کنیت ایشان ابو عبداللّٰه است یا ابو اسمٰعیل و لقب صادق و نام جعفر و هو ابن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللّٰه عنهم و نام مادر ایشان ام فروه بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق است رضی اللّٰه عنهما (ج) و نسبت خرقه امام جعفر صادق (رح) از دو جانب است یکی از جانب والد خود حضرت امام محمد باقر (رح) بحضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللّٰه وجهه می رسد و دیگر از پدر والدهٔ خود قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق و ایشان از سلمان فارسی و ایشان از صدیق اکبر رضی اللّٰه عنهم و ولادت ایشان بمدینه منوّره در سال هشتاد و بقولی هشتاد و سه در روز دو شنبه هفدهم ربیع الاول بوده است و مدت عمر شریف ایشان شصت و هشت سال و بقولی شصت و پنج سال بود ـ وفات ایشان نیز در مدینه منوّره است روز دو شنبه پانزدهم رجب سال یکصد و چهل و هشت هجری بود و قبر ایشان در بقیع است و آن گنبدیست که در آن امام محمد باقر و امام زین العابدین و امام حسن نیز آسوده اند ، رضی اللّٰه عنهم و در کشف المحجوب نوشته است که امام جعفر صادق رضی اللّٰه تعالی عنه با موالی خویش نشسته بود و می گفت که بیائید که بیعت کنم و عهد کنم (د) کردم که هر که از میان ما یان رستگاری یابد اندر قیامت، همه را شفاعت کند ـ گفتند " یا فرزند رسول اللّٰه ! ترا بشفاعت ما چه حاجت است که جد تو شفیع جمیع خلائق است " ایشان فرمودند که من باین افعال خود شرم دارم که بقیامت اندر روی جد خود نگرم ـ

سج 207

(ا) رجوع کنید به رسالهٔ قشیریه، وفیات الاعیان ، رشحات عین الحیات وغیره ـ (ب) در نفحات الانس صـ 5 دوصد و سی وچهار سال (سنه اربع وثلا ثین و مأتین) نوشته است نه که دوصد و چهار چنانکه در متن مذکوراست، اغلباً اینجا سهو قلم واقع شده است ـ (ج) رجوع کنید بمسالک السالکین جـ1 صـ 217 ـ (د) عهد کنیم ـ

از قاسم بن محمّد بن ابو بکر صدیق رضی اللّه تعالی عنه : از کبار تابعین اند و یکی از فقهای سبعه (102) مدینه اند و در خانهٔ عمهٔ خویش حضرت عائشه رضی اللّه عنها تربیت یافته اند۔

(102) "و انّما قیل لهم الفقهاء السبعة و خصّوا بهذ التّسمیة لانّ الفتویٰ بعد الصّحابة (رض) صارت الیهم" (وفیات الاعیان ج1 ص92) یعنی ایشان را فقهای سبعه ازینجهت گویند که بعد از صحابهٔکرام رضی اللّه عنهم شعبهٔ افتا بایشان منحصر بود۔ علاوه بر قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللّه عنهم فقهای معروف دیگر مدینه منوّره (1) یکی سعید بن المسیب بود کنیت ایشان ابو محمد و لقبش فقیه الفقهاء بود، از کبار تابعین صحابه حضرت عمر و عثمان و علی و ابوذر و ابوالدرداء و حسان بن ثابت رضی اللّه عنهم اکتساب فیض نمود ند۔ سلیمان بن موسی گوید که ایشان در تابعین بزرگترین فقهاء بود ند (تهذیب الاسماء مؤلفه امام نووی رح، طبع دارالکتب العلمیه بیروت، سال طباعت ندارد، ج1 ص220)۔ در دورهٔ حکومت ولید بن عبد الملک در سال 94ھ رحلت نمود ند۔ (2) دوم حضرت عروه بن زبیر (رض)، کنیت ایشان ابو عبد اللّه بود وبقول حافظ ابن کثیر در سال 23ھ چشم بدنیا کشود۔ در زمرهٔ استادان ایشان پدرش حضرت زبیر (رض)، برادرش عبد اللّه، زید بن ثابت، عبد اللّه بن عباس، عبد اللّه بن عمرو ابوایوب انصاری رضی اللّه عنهم بود ند۔ ایشان نیز در دورهٔ ولید بن عبد الملک بن مروان در هفتاد و پنج سالگی در 94ھ وفات یافتند۔ (3) سوم حضرت خارجه بن زید (رض) بود، کنیت وی ابوزید بود و در دورهٔ خلافت عثمان رضی اللّه عنه (30ھ) در مدینه منوره تولد یافتند "خارجه بن زید الانصاری المدنی المفتی احد الفقهاء السبعه تفقه علی والده" (شذرات الذهب مؤلفه عبد الحی بن العماد الحنبلی طبع بیروت، سال طباعت ندارد، ج1 ص118)۔ در دورهٔ خلافت عمر بن عبد العزیز (رح) در سال 100ھ در هفتاد سالگی رحلت نمود۔ (4) چهارم عبید اللّه بن عبد اللّه بود، در مدینه منوره تولد یافت، پدرش عبد اللّه در وقت وفات پیغمبر صلی اللّه علیه و آله و سلم پنج یا شش ساله بود ند (تهذیب الاسماء ج1 ص278)۔ امام زهری (رح) گوید "کان عبید اللّه من بحور العلم" (تذکرة الحفاظ مؤلفه علامه ذهبی م 748ھ طبع حیدرآباد، ج1 ص74)۔ در سال 98ھ وفات یافت۔ (5) پنجم ابوبکر بن عبد الرّحمن (رض)، نزد بعضی از علماء نام ایشان محمد بود ولی بقول حافظ ذهبی "یقال اسمه محمد والاصح ان اسمه کنیته" (تذکرة الحفاظ ج1 ص59) یعنی نام و کنیت ایشان یکی است۔ ایشان در زمانهٔ خلافت فاروق اعظم (رض) تولد یافت، بقول ابن خراش (رح) "هو احد ائمة المسلمین" (تهذیب التهذیب مؤلفه حافظ ابن حجر رح، طبع حیدر آباد دکن 1325ھ ج3 ص31)۔ در سال 94ھ وفات یافت۔ (6) ششم حضرت سلیمان بن یسار (رح) بود، کنیت ایشان ابو ایوب بود، ابتداءً غلام ام المؤمنین حضرت میمونه (رض) بود ند، بعد ازان مکاتبت کرده آزاد شد ند، از حضرت عبد اللّه بن عباس، عبد اللّه بن عمر، جابر، حسان بن ثابت، مقداد بن الاسود، ابوسعید خدری، و ابوهریره رضی اللّه عنهم اکتساب فیض نمود ند۔ حافظ ابن حبان گوید "کان من فقهاء المدینه و قرائهم" یعنی ایشان یکی از فقهاء و قراء مدینه منوره بود ند (تهذیب التهذیب ج4 ص230)۔ در سال 34ھ تولد یافتند و در سال 107ھ در هفتاد سالگی در دورهٔ حکومت هشام بن عبد الملک رحلت فرمود ند (مقباد سبعه مؤلفه حافظ محمد اسحق طبع لاهور 1979م ص 103)۔

یحیی معاذ (رح) فرموده اند که در مدینه منوّره هیچ یکی را افضل از قاسم ندیدم و از زیاد[1] (رح) مرویست که هیچ یکی را اعلی تر ازو ندیدم و از عمر بن عبد العزیز (رح) منقولست که اگر معاملهٔ خلافت باختیار من بودی بقاسم می گذاشتم و وفات ایشان در سال یکصد و هفت هجری و بقولی یکصد و دوازده و صد و دو نیز گفته اند[ب] -

از حضرت سلمان فارسی رضی الله عنه : کنیت ایشان ابو عبد الله است و ابن عباس رضی الله عنهما گوید که سلمان با من گفت که من دهقان بچه بودم از بعضی قریه های اصفهان که آنرا حی خوانند (103) و پدرم مودی منعم بود (104) از جمله آتش پرستان و نام وی ابوخشان بود و از

---

(۱) فع ، عر ، مظ - دیار - (ب) رجوع کنید به فقهای سبعه ص 85 - (

(103) اگرچه در سیره ابن هشام ج1 ص142 حی (حای مهمله و یاء) نوشته ولی اصلاً جی است چنانکه در مسند احمد و سیر اعلام النبلاء مؤلفه حافظ ذهبی و طبقات ابن سعد نوشته است جی بالفتح ثم التشدید نام شهریست در ناحیه اصفهان قدیم که فعلاً خراب است - ابن الاثیر گوید که آبا و اجداد سلمان (رض) در رامهرز می زیستند (اسد الغابه طبع تهران 1377 هـ ج2 ص328 ، نیز رجوع کنید به سیر اعلام النبلاء ج1 ص370 والاصابه فی تمییز الصحابه مؤلفه ابن حجر عسقلانی ج3 ص113) و رامهرز در خوزستان است و آنرا سوق الاهواز نیز گویند (تاریخ ایران مؤلفه مقبول بیگ بدخشانی طبع لاهور 1967 م ج1 ص355) اهل جی آتش را می پرستیدند نیز اسپ ابلق را می پرستیدند (اردو دائره المعارف الاسلامیه طبع جامعه پنجاب ج11 ص188 نیز رجوع کنید به سیرت سلمان مؤلفه فضل احمد عارف طبع لاهور ، سال طباعت ندارد ، ص36) و حضرت سلمان (رض) در ابتدای عمر در مسلک مجوسیت خیلی منهمک می بود چنانچه در طبقات ابن سعد ج4 ص75 ، سیرة ابن هشام ج2 ص214 و سیر اعلام النبلاء ج1 ص363 مسطور است " اجتهدت فی المجوسیة حتی کنت قطن النّار الّذی یوقدها لا یترکها تخبوا ساعة " - علامه ابن الاثیر در اسد الغابه ج2 ص328 ویرا بنام سادن النّار (نگران آتشکده) معرفی کرده است ولی در اردو دائره المعارف الاسلامیه ج1 ص188 بحوالهٔ اکمال الدّین مؤلفه ابوجعفر ابن بابویه قمی الصّدوق طبع تهران 1390 هـ ص165 نوشته است که سلمان (رض) نه آتش را پرستیده است و نه اسپ ابلق را - والله اعلم -

(104) در روایت ابن عباس (رضی الله عنهما) که در مسند احمد ج5 مفصل مسطور است نام پدر سلمان مذکور نیست ولی ابن الاثیر در اسد الغابه ج2 ص328 نسب نامهٔ وی اینطور نوشته است " مابه (سلمان) ابن بوزخشان بن مورسلان بن بهبوذان بن فیروز بن سهرک " -

غایت محبت از خانه بیرون آمدنم رخصت نمی داد - یک روز مرا به مزرعه فرستاد و وصیت کرد که بسرعت مراجعت کنی و من بیرون آمدم و متوجه زراعت[1] پدر گشتم و در راه به کنیسه ای از کنائس نصاری رسیدم و آواز نصاری اندرون کنیسه شنیدم و جمعی را دیدم که انجیل میخواندند و بعضی به نماز مشغول اند - اطوار آن جماعت در نظرم مستحسن آمد ، ضیاع[ب] را گذاشتم و در آن موضع توقف کردم و از ترسایان استفسار نمودم این چه دین است؟ گفت این دین عیسیٰ علیه السّلام است ، مرا بآن دین میل تمام حاصل شد و محبت نصرانیت بر دل من مستولی شو و دین آتش پرستی بر خاطرم سرد شد ، آنروز تا شب در صحبت آن قوم بودم و ایشان را از حال خود خبر ساختم و گفتم مرا مشکلی است در دین پدر، حظی از دین شما نمی توانستم، تدبیر این چیست؟ گفتند اگر صبح این دولت از افق شام طالع گردد و قافله در آن طرف عزیمت کند ترا از آن واقف گردانم و باین مرادبرسانم - بعد ازان که بخانه مراجعت نمودم پدر را بغایت اندوهگین بدیدم و جماعتی را بطلب من فرستاده بود تا با طراف و جوانب از حال من استخبار نمایند و مطلق خبر نیافته بنزد پدرم باز گشته آمدند ، چون نظر پدر بر من افتاد و گفت " تا غایت این غایت کجا بودی ؟ و بوصیت من چرا عمل ننمودی؟ واقعهٔ کنیسه و خدمت نصاریٰ با پدرم عرض کردم ، ازین معنی بغایت متغیر شد و سخنی چند در تحسین دین خویش و تقبیح دین ایشان با من گفت - دید که محبت آن دین در دل من بمشابه متمکن شده که باین سخنان انتقای نیران ممکن نیست - چون پدر رغبت من درین دین مشاهده کرد از خوف آنکه جاده اقرار نمایم ، بندی بر پای من نهاد و مرا محبوس ساخت و من خفیه کسی نزد نصاری فرستادم که هر وقت که قافله بجانب شام عزیمت کند مرا خبر کنید - اتفاقاً جمعی از کاروانی از شام آمده بود و باز مراجعت می نمودند ، ترسایان مرا خبر ساختند ، من به هر حیله که توانستم خود را از قید رهانیدم و بقافله پیوستم و بموافقت

(۱) غ ، م - به زراعت - (ب) غ ، م - زراعت -

سح 208
سح 209

ایشان بشام رفتم واز فاضل ترین نصاری پرسیدم ، مرا باسقفی(ا) نشان دادند که در کنیسه
می بود ، من بصحبت او شتافته حال خود بروی عرض کردم و میل خود به دین نصاری و رغبت
ملت عیسی علیه السّلام باو گفتم و تعلیم شرائع(ب) از او التماس نمود(ج) ـ اسقف ملتمس من مبذول
داشت و مرا در خدمت خود راه داد و او کسی بود که مردم را بصدقه دلالت می کرد و هرچه
باو میدادند بمستحقان نمی رسانید(د) و هیچکس را فلس نمی داد و همه از برای خود ذخیره
می نهاد تا چنانکه هفت خم از درم و دینار دریست و ازین سبب عداوت او در دلم مستولی
گشت ـ چون اسقف وفات یافت ترسایان خواستند که به تکفین و تجهیز او قیام نمایند من کفایت
معاش او را بایشان درمیان نهادم، پرسیدند(ر) که ترا این صورت از کجا معلوم شد ؟ من [illegible]
ترسایان را به سر گنج بردم، هفت خم بود ، ایشان سوگند یاد کردند که ما این شخص را دفن
نکنیم ـ اسقف را بر دار آویخته سنگسار کردند و شخصی را قائم مقام او نشانیدند(س) که بغایت
زاهد و عابد بود و محبت وی بر دل من متمکن گشت و چندین وقت در ملازمت وی بودم و در
وقت رحلت وی ازین جهان، گفتم " ای فلان ! چندین وقت در ملازمت تو بودم، اکنون وقت
رحلت تست، مرا به که حوالت میکنی ؟ "گفت "واللّٰه من هیچ کس را نمی دانم که بر سجادهٔ
عبودیت مستقیم باشد و از دنیا متعرض و بآخرت مائل ، مگر مردی را که در موصل است و نام
و نشان او بامن گفت و بعده از عالم(ش) فانی نقل کرد ـ چون از دفن فارغ شدم بموصل رفتم و زاهد
موصل را پیدا(ط) کردم و گفتم مرا فلان زاهد بتو حواله کرده است و آن سعادت مند انگشت قبول
بر دیده(ع) نهاد و مرا بمصاحبت خویش سرفراز گردانید و احوال او نیز خیر و صلاح و فوز و نجاح
یافته و بعد از چند گاه که در ملازمت او بودم او را نیز مرض موت پیش آمد و ازو نیز مثل او

سخ 10

(ا) اسقف ـ کشیش ـ (ب) عر ـ شرع ـ (ج) نمودم ـ (د) سخ ، مظ ـ (نمی) ندارد ـ
(ر) سخ ، غع ، مظ ـ پرستند ـ (س) ایضاً ـ نشانند ـ (ش) سخ ، مظ ـ طم ـ (ط) غع ، عر ـ معائنه ـ
(ع) [illegible]

التماس سابقه نمودم و او مرا بمرد صالح تقوی شعاری که شیخ نصیبین(105) بود راهنمود(1) و وی نیز مرا بملازمت خود مخصوص گردانید و چون ویرا وفات رسید مثل التماس ماضیه از شیخ نصیبین نیز بتقدیم رسانیدم و او باسقفی که در ولایت روم بود هدایت نمود و بعد از تردد بسیار به خدمت او مبادرت نمودم، او نیز مرا شائستهٔ خدمت خود یافت و در وقت نزع از وی پرسیدم که مرا به که حوالت می کنی ؟ او گفت "ظهور پیغمبر آخرزمان صلی الله علیه و آله و سلم است و او باحیای ملت ابراهیم علیه الصّلوٰة و السّلام مبعوث شود و در دیار عرب ظاهر گردد و از وطن خویش به نخلستانی هجرت نماید که درمیان دو سنگ(106) لان یعنی دو کوه از سنگ بود و از جمله علامات او آنکه صدقه نخورد و هدیه قبول کند - نشان دیگر آنکه درمیان دوشانه او مهر نبوت باشد - سلمان (رض) گوید که گاهی در عماری(107) به مهمی اشتغال می نمودم و از آن مهم چند گاو و گوسفند حاصل کردم و بعد از فوت اسقف با کاروانی از بنی کلب ملاقات کردم و از ایشان التماس نمودم که کاروان او گوسفندان مرا بملکیت تصرف نمایند و مرا بر زمین عرب رسانند و ملتمس من مبذول افتاد، قافله روان شد و من بوادی ام القری(ب) رسیدم، با من غدر کردند و به عثمان اسهل(ج) یهودی فروختند و در آن موضع خرماستانی(د) دیدم، شنودم که هجرت گاه پیغمبر موعود همین خواهد بود امّا خاطرم بآن قرار نمی گرفت و بخدمت یهودی اشتغال می

سح 211

(ا) فح ، مر - ساخته - (ب) وادی القری (مسند احمد ج5 ص443) - (ج) فح ، مر - اکدل ، ولی اسهل یا اشهل درست است چنانکه حافظ ذهبی در سیر اعلام النبلاء ج1 ص403 عثمان بن اشهل القرظی نوشته است - (د) سح - خرمستانی ، مظ - خرابیانی -

(105) نصیبین و آن شهریست آباد از شهرهای جزیره که بر راه قافله ها از موصل تا شام واقع است و در آن شهر و نواحی آن بقول اهالیان آن شهر چهل هزار باغات است و صاحب الزیج گفته که طول نصیبین بیست وهفت ونصف درجه است - (معجم البلدان طبع بیروت بجـ 1399 هـ ص 288 ج5

(106) حرتین (مسند احمد ج5 ص442) و حرّه جای بلند را میگویند که سنگهای آن سیاه باشد - و اینچنین کوه ها در ناحیهٔ مشرق و شمال مدینه یافته میشود ، همچنین در بین شهر نخلستان نهمکات است -

(107) اغلباً این نام "عموریه" است و آن شهریست قدیم در جزیرهٔ اناطولی در روی جادهٔ مهم نظامی قسطنطنیه به کیلیکیه (آسیای صغیر) - عرب در خلافت معتصم سال 223 هـ (پسرداری افشین بعد از سیزده روز محاصره) آنرا فتح کردند (فرهنگ فارسی از دکتر معین ص1215 ج5)

نمود م و در بین[1] بن عم او از مدینه رسید و مرا خرید و بمدینه برد و چون بدان زمین رسیدم چنان تصور کردم که این بلده را در زمان گذشته دیدم و در آن آوان حضرت مقدس نبوی صلی اللّه علیه و آله و سلم از مکه هجرت کرد و بمدینه آمده ، اتفاقاً روزی در بالای درختی خرما بکاری اشتغال می نمودم و خواجهٔ من در پای درخت ایستاده بود که ابن عم او آمده و گفت " هلاکت باد اوس و خزرج را (اوس و خزرج هر دو قبیله اند) در قبا نزد وی مجتمع شده اند که از مکه آمده و دعویٰ پیغمبری کند" - چون این سخن شنیدم فرح تمام با من دست داده و از درخت فرود آمدم و از آن مرد استفسار این سخن کردم ، بیت :

سخن بگفتی و بردی هوش دل از سلطان (1) چه شود باری دیگر گوی جهان هم ببرد

سید من از آن در خشم شد ، طپانچهٔ (ب) سخت بر روی من زد و گفت " ترا با آن فضولی چه کار ، برسم ... مهم خود رو " - القصه چون شب در آمد جلباب ظلمت بسر زاویه نشینان خاک در کشیدند ، مقداری ... خرما من ترتیب نمودم ، به قبا رفتم و در مجلس رسول صلی اللّه علیه و آله و سلم در آمدم ، بآنحضرت رسالت (پناه) صلی اللّه علیه و آله و سلم گفتم " شنیدم که مردی به صلاحی و جمعی از غربای محتاج با تو همراه اند ، این مقدار خرما (ج) بر سبیل تصدق نزد تو آوردم (د)" - حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم اشارت بیاران کرد که بخورید و خود هیچ تناول نفرمود ، با (ر) خود گفتم که یک علامت از علامات اسقف اینست که دیدم آنگه از مجلس منوّر خواجه علیه الصّلوٰة والسّلام بخانهٔ صاحب خود رفتم - چون شب دیگر آمد غاشیه آسوده بچهرهٔ (س) بیاض

---

[1] نام این شهر منسوب به عموریه بنت الرّوم بن الیغز بن سام بن نوح علیه السّلام است ، بقول بطلیموس طول عموریه 94 و 38 درجه است و در اقلیم خامس است و بقول ابی عون در اقلیم چهارم است (معجم البلدان ج4 ص 158) -

* * * * * * * * * * * *

(1) قیاساً " سخن بگفتی و بردی هش و دل از سلطان
شود که بار دگر گوی و جان هم ببرد

(ب) ع ، مظ - طپانچه - (د) ایضاً - آمدم - (ر) ایضاً - باوجود - (س) ایضاً - بهجوی -

سج 212 روزگار در کشیدند ، پارهٔ خرما بدست آوردم و باز بمجلس شریف آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم رفتم و گفتم این خرما را هدیه آوردم، قبول کرد و با یاران تناول نمودند ـ گفتم این نشانهٔ دیگر شد و ایشان فرمود آن روز آن خرما بشمردم بیست یا بیست و پنج بود ، چون تناول نمودند جستهای آن شمردم هزار جسته بود ، طاعت نبوت مثنیٰ و مثلث گشت و بدان (1) مجلس مرتضی علی کرم الله وجهه سر مرا بوسیده و حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود تا مرا جامه پوشانند ، صدیق اکبر رضی الله عنه جامه از بدن بیرون کرد و بر من پوشاندو کرت سیم نیز بآنحضرت صلی الله علیهٔ و آله و سلم رفتم و او را در گورستان بقیع یافتم که تشییع (ب) جنازهٔ یکی از اصحاب (رضی الله عنهم) رفته بود ، چون بدان موضع رسیدم در برابر او رفتم و سلام کردم و بعد ازان بجانب پشت مبارک میل نمودم تا مهر نبوت را ببینم ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم به فراست دریافت که مطلوب من چیست؟ فی الحال ردا از پشت مبارک خود برداشت و من خاتم نبوت راببوسیدم و بگریستم و گفتم اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله و بعد از آن بفرمودهٔ حضرت (صلی الله علیه و آله و سلم) مقابل روی مبارکش آمدم و سرگذشت خود عرض نمودم، تعجب نمود و می خواست که اصحاب صورت واقعهٔ من بشنوند و من شرح حال خود می گفتم و یاران استماع می نمودند ـ یک روز آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مرا گفت که خود را ازین خواجه خلاص کن، من از خواجه التماس نمودم که مرا مکاتب (108) گردانید و بعد از علاج بسیار و مضائقهٔ بیشمار رای خواجهٔ من بر آن قرار یافت که صد نهال سج 213 خرما برای ما بنشان و بپرور تا ببار آید و چهل اوقیه زر مرا بده تا از قید رقیت خلاص شوی چون کیفیت حال معروض آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم گشت به اصحاب خطاب کرد (ج) که برادر

---

(1) مج ، مر ـ مرا ظاهر گشت (ب) سج ، مج ، مظ ـ تشنیع ولی تشییع بمعنی وداع کردن ، مقداری راه با جنازه ای پیمودن درست است ـ (ج) سج ، مظ ـ (کرد) ندارد ـ

(108) در تعداد نهال اختلاف است، در روایت ابن عباس سیصد مذکور است (مسند احمد ج5 ص443 وابن هشام ج1 ص144 ـ ولی ابن سعد در طبقات ج4 ص235 و امام احمد در مسند خویش ج5 ص440 بروایتی پانصد هم نقل فرموده اند ، یکصد در هیچ روایتی یافته نشد ـ

خود را امداد کنید ، یاران در امداد من اتفاق نمودند ، سه صد نهال خرما نخیل بمن داد ، آنگه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم مرا گفت "برو بیخهای نهال فرو بر، (ا) چون تمام شود مرا خبر کن " من بفرموده وی قیام نمودم ، آنگه حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم تشریف فرمود ، مجموع آن نهال را بدست مبارک خود نهادند نشاندند و (ب) بخدای که جان سلمان در قبضهٔ قدرت اوست که هیچ کدام از آن خطا نگردید و از جملهٔ آن سه صد تخم نهال یکی باهتمام عمر بن الخطاب رضی الله عنه نشانده بود و در سال اول همه بار آورد مگر آن نهال که بدست عمر رضی الله عنه نشانده بود - چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر آن نهالها گذشت همه را پر میوه دید بغیر از نهال عمر (رض) ، پس حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود " مَالَهَا بِنَخْلٍ ؟" چیست حال آن یک درخت ؟ عمر رضی الله عنه گفت که این من نشانده ام ، آنوقت پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرمود (109) (ا) "آن نهال را بر کنید و دیگر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر آنجا نشاند ، در حال خوشه آورد و این نخلستان را تسلیم خواجهٔ خود کردم و یک بیضه زر کسی پیش آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آورد ، پس آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مرا طلبید و گفت که این بوستان را بادای دین خود (ب) قیام نمای ، می گفتم یا رسول الله ! (صلی الله علیه و آله و سلم) مرا چهل اوقیه زر می باید که وی را بدهم و این مقدار کفایت نکند ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم دعای برکت کرد و فرمود "این زر بگیر و آنچه دین تست باین ادا نمائید " سلمان رضی الله عنه گفت بدان خدای که نفس من بید قدرت اوست که چون آن بیضهٔ زر را بسنجیدم وزن آن چهل اوقیه شد بی کم و بیش و آنرا بخواجه دادم و از محنت بندگی خلاص یافتم و بعد ازان در خدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بودم تا بخلعت "ولوکان دین معلقاً بالثریا لناله رجل من موالی" (د) و اشارت

سح 14

(ا) سح ، مظ - بیخها - (ب) سح ، فح ، مظ - نشانید - (ج) سح ، مظ - از - (د) قیاساً "این را بستان و بادای دین خود قیام نمای " - (ر) مسلم (عربی - اردو) ج6 ص197 - 198 - (ر) 6:150 بروایت مذکوره در مجمع الزواید و شمائل ترمذی مسطوراست (سیرت سلمان ص67)

بمن کرد و شرف اختصاص یافتم و بعد ازان در غزوهٔ خندق و سائر غزوات در خدمت آنحضرت

رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم بودم و بخلوص نیت و صفای طویت خدمت آنحضرت صلی

الله علیه و آله و سلم می نمودم و چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بجنهن سرای حضرت (ا)

عزت خرامید درمیان حربهای عرب و عجم می رفت تا آنروز (ب) آنروز که لشکر اسلام یزدجرد را

بشکست و او را از مملکت او بیرون کردند و مدائن را از تحت تصرف او بیرون آوردند و امارت

مدائن و نواحی آن را بخوش سلمان (رض) ساختند و تخت گاه بادشاه عجم او را مسلم شد و باقی

عمر در آنجا بادشاهی کرد و در سنه ثلثهٔ و ثلثین از هجرت (110) در مدائن بریاض جنان و

فرادیس رضوان خرامید و بریاض حضرت پروردگار جل و علا مشرف گشت و بدانکه در کتب در طاقات

طاقات سلمان رضی الله عنه با آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم و کیفیت تخلیص او از عقد رقیت

روایت دیگر ورود یافت و درین نسخه تعرض آنها مفض با طناب می شد قلم مشکین رقم خود

را معذور داشت و اطلاع بر آنها بر مطالعه (ج) کتب متوط باز گذاشت و از سلمان فارسی رضی الله

عنه منقولست که من به تصرف هفده کس بر رسم رقیت (د) دست بدست رسیده ام و در مقدار عمر او

علماء را اختلاف است بعضی هزار و پنج سال گفته اند و بعضی چهار صد سال و بعضی سه صد

و پنجاه سال و هیچ کس در مدت حیات او از دویست و پنجاه سال کم نگفته است (111) آورده اند

ولی در طبقات ابن سعد ج4 ص235 و مسند احمد ج5 ص440 از حضرت سلمان رضی الله عنه مرویست که نخلی که خوشه نیاورده بود وی خودش نشانده بود (نه که حضرت عمر رضی الله عنه)۔

(ا) قیاساً ۔ بجنهن سرای ۔ (ب) درمیان عرب و عجم حربهای می رفت ۔ (ج) فح ، عر ۔ مطالعه ۔
(د) فح ، عر ۔ که رقیت من بتصرف هفده کس دست بدست رسیده است ۔

(110) در سال وفات سلمان (رض) اختلاف است و باعتبار روایات 32ھ یا 33ھ یا 34ھ (تقریب التهذیب مؤلفه ابن حجر عسقلانی تحقیق عبدالوهاب عبداللطیف استاد جامعه ازهر مصر ، سال طباعت ندارد ، ج1 ص 315) ۔ صاحب استیعاب 35ھ و مستدرک 37ھ نوشته است ۔

(111) حافظ ذهبی مدت حیات سلمان رضی الله عنه کم از دویست و پنجاه نوشته است "فلعله ما زاد علی الثمانین" (یعنی هفتاد تا هشتاد سال ۔ سیر اعلام النبلاء ج1 ص404)

(۱)
که درمیان مهاجر و انصار (رضی الله عنهم) گفت و شنید درباره سلمان (رض) پدید آمده بود هر فرقه او را بخود اسناد می نمود و می گفتند که سلمان (رض) از ماست تا حدیکه خواجه کائنات صلی الله علیه و آله و سلم درباره او چنین فرمودند که "سلمان من اهل بیتی" - از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه ، از محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و علی سائر الانبیا والمرسلین و علی آله اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین -

نسبت ارادت جعفر صادق (رض) دیگر از امام محمد باقر (رح) است ، کنیت ایشان
(ب) (112) (ج)
ابوجعفر و لقب باقر و نام محمد و هو ابن علی رضی الله عنهما - ولادت ایشان در مدینه منوره پیش از قتل امیرالمؤمنین رضی الله عنه بسه سال بود روز جمعه سیم ماه صفر سال پنجاه و هفت هجری و نام مادر ایشان فاطمه بنت امیرالمؤمنین حسن بن علی رضی الله عنهما و پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بایشان سلام رسانیده اند چنانچه گویند جابر رضی الله عنه که روزی با
(د) (ر)
رسول خدا (صلی الله علیه و آله و سلم) بودم و رسول خدا مرا فرمود " شاید تو بمانید تا

علاوه ازین علامه ابی حاتم سجستانی (متوفی 250هـ) که یکی از ثقات علماء اسلام بشمار می رود در تصنیف خویش "المعمرون والوصایا تحقیق عبدالمنعم عامر 1961م طبع دارالکتب العربیه عیسی البابی الحلبی وشرکاء" که در آن احوال رجال معمرترین تا زمانه خویش نقل کرده است از احوال سلمان فارسی (رض) صرف نظر کرده است حالانکه مقام و حیثیت مذهبی وسیاسی سلمان فارسی (رض) که در زمانه خویش داشته، ذکر احوال وی را رها کردن خالی از تعجب نباشد - ازین قیاس میتوان کرد که عمر طبیعی سلمان (رض) از هفتاد تا هشتاد سال بوده و روایاتی که دران مدت حیات وی بیش از آن مذکور است محل نظر است - روی معرفته بیشتر مورخین و محققین برآنند که مدت حیات سلمان (رض) کم از 250 سال نبود چنانکه عباس بن عزیز البحرانی میگوید "قال اهل العلم یقولون عاش سلمان ثلثمأته وخمسین سنة فاما مائتان وخمسون فلایشکون فیها" (البدایه والنهایه از ابن کثیر طبع بیروت 1966م ج2 ص314) و قول ذهبی را ابن حجر عسقلانی رد کرده میگوید که ذهبی درین ضمن هیچ سندی نیاورده و من گمان میکنم که ذهبی از موجود بودن سلمان در فتوحاتی که بعد از دوره رسالت صورت گرفت و نکاح کردن وی با زنی از کنده وغیره (رک به حلیة الاولیا ج1 ص185) که بیانی بودن بعضی از نشاط و قوت سلمان (رض) دلالت میکند ، این نتیجه اخذ کرده است ولی اگر اقوال دیگر مورخین که مدت عمری بیش از 250 سال گفته ند ثابت میشود ، از خوارق عادات سلمان بود (الاصابه ص 113/3) -
(۱) مهاجرین (ب) (ج) ابو حفص ولی ابوجعفر درست است (رک به مسالک السالکین ، سفینة الاولیا

آنوقت که ملاقات کنی با یکی از فرزندان من که ویرا محمد بن علی بن حسین (رضی الله عنهم)
(زمن) (113)
گویند ، خدایتعالی او را نور و حکمت خواهد داد ، وی را سلام رسانید " - مدت عمر شریف
(ا)
ایشان پنجاه و هفت سال و بقولی شصت و سه سال و بقول واقدی هفتاد و سه سال و در تعریف
(ب)
تعریف بخاری از امام جعفر صادق (رض) منقولست که عمر شریف ایشان پنجاه و هشت سال بود
وفات ایشان در سال یکصد و چهارده هجری و بقول یحیی بن معین در سال یکصد و هژده
(ج)
و بقول مدائنی یکصد و هفده بود و قبر ایشان در بقیع است بنزدیک قبر حضرت زین العابدین

از حضرت امام زین العابدین رضی الله تعالی عنه : کنیت ایشان ابومحمد است و ابوالحسن
و ابو بکر نیز گفته اند و لقب سجاد و زین العابدین و نام علی و هو ابن حسین ابن علی مرتضی
رضی الله عنهم - ولادت ایشان بمدینه منوره در سال سی و سه هجری و بقولی سی و هشت
و بقولی سی و شش، نام مادر ایشان شهربانو دختر یزجرد که از اولاد نوشیروان عادل بود
یا جاریه غزاله نام و مدت عمر شریف ایشان شصت و یک سال یا شصت و دو سال یا پنجاه و

(ج) یعنی علی زین العابدین - (د) سح ۵بود ند - (ر) سح ، فح ، مظ - نمانید -

(112) امام نووی (رح) گوید که ایشان را باقر ازجهت می گویند که معنی این لفظ شق کردن و ایشان علم را شق کرده به کنه آن رسیده است (طبقات الکبری ص 76) -

• • • • • • • • • • • • • •

(ا) سح - هشت - (ب) تاریخ بخاری - (ج) طبقات الکبری ص 76 -

(113) در صواعق محرقه مسطوراست که ابن مدنی از جابر (رض) روایت میکند که حضرت جابر با امام باقر گفت و در آنزمان امام باقر صغیرالسن بود ، که حضور صلی الله علیه و سلم بشما سلام گفته است ، حاضرین گفتند این چگونه ممکن است حضرت جابر گفت که من روزی در خدمت اقدس حاضر بودم وحضرت امام حسین (رض) در آغوش آنحضرت صلی الله علیه و سلم بازی میکرد فقال "یا جابر ایولد له مولود اسمه علی اذا کان یوم القیمه ینادی منادی لیقم سید العابدین فیقوم ولده ثم یولد له ولد اسمه محمد فان ادرکته یا جابر فاقرأه منی السلام" (مسالک السالکین ج1 ص214) - علامه ابن الجوزی با تغییر الفاظ این حدیث را نقل کرده و آنرا موضوع قرار داده است (رجوع کنید به کتاب الموضوعات طبع اول مکتبه سلفیه مدینه منوره 1386 هـ ج 2 ص 44) -

هشت سال و بقولی پنجاه و یا شصت سال ، وفات ایشان در شب هژدهم محرم سال نود و چهار هجری و یا نود و پنج هجری روی نمود و گفته اند که هرگاه ایشان وضو می ساختند گونهٔ روی مبارک ایشان زرد می شد و لرزه بر اندام ایشان می افتاد - چون ایشان را از آن پرسیدند تاق فرمودند که پیش که خواهم ایستاد ؟ و قبر ایشان نزدیک قبر امام حسن رضی الله عنه (است) - از حضرت حسین بن علی رضی الله عنهما ، از رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و علی سائر الانبیاء و المرسلین برحمتک یا ارحم الرّاحمین آمین یا ربّ العلمین "

قصیده در مدح خواجهای نقشبند قدس الله ارواحهم (ا)

نقشبندیه عجب طائفهٔ پرکار (ب) اند — که چو پرکار درین دائره سربر کار اند

همه گرد آمده بر مرکز یک دائره اند — همه واقف شده از گردش یک پرکار اند

نقشبند اند (ج) ولی بند بهر نقش نهند — هر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند

هر زمان بوقلمون وار برنگی گرد ند (د) — وین عجب تر که زرنگ دو جهان بیزار اند

آب نیل اند ، ولی بر لب قبطی خون اند — روح محض اند ولی بر خر عیسیٰ بار اند

گرچه مرآت صقیلند ، حبش راز نگ اند — ورچه گلزار خلیل اند ، حطبرا نارند

در قباء از روش آل عبا یاد دهند — نه چو زرّاق نوشان خرقهٔ ازرق دارند

ستر وتلبیس (ر) بود شیوهٔ این عیاران — ملتبس بصفات (س) ملک ستار اند

ستر این کثرت موهوم (س) در آن وحدت صرف — چشم دارند در آن (ط) بر سر استغفار اند

نکند کثرت آثار در ایشان تاثیر — خویش را دوخته بر مبدأ این آثار اند

پاس انفاس بود خصلت این شاه وشان — پاسبانند ولی پادشه اخیار اند

سع 17

(ا) خواجگان - (ب) هر ، مظ - بر کار - (ج) سع ، قح ، مظ - بندد - (د) برنگی دگرند (رشحات) (ر) ، (س) سروتلبیس (رشحات ج2 ص 260) - (س) بصفات ملک (ایضاً) - (ط) از آن (ایضاً)

....

دم یک داشته چون نافهٔ مشک اند وگر (ا)	لب کشایند روان پرور صد عطار اند
خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار	همه شیرین حرکات وشکرین گفتار اند
بر لب تشنه دلان روح فزا یاقوت اند (ب)	در کف وسوسه کیشان رشت افشار اند (ج)
شاهد شاه وجود اند دران دار ولی (د)	نه چومنصور سر عربده جوی دار اند
میرسد شان از طرب معرفت ازنخل وجود (ر)	یارب ازبخت خود این قوم چه برخورد ارند
صفت بیت ازغزل بیدل عارف روم	که همه باخبران والهٔ آن گفتار اند
می کنم تضمین کاندر صفت این پاکان	آن گهرها شوق عقد ثریا دارند
چون صدف گوش نهوجای ده اندر دل ما	این غزل راکه بجزعقد درش نشمارند
حله همشدارکه در شهر دو سه طراراند	که بتدبیر کله از سر مه بر دا رند
دو سه رندند که هشیار دل وسرمستند	که فلک رابیکی عربده در چرخ آرند
صورتی اند ولی دشمن صورتها اند	درجهانند ولی از دوجهان بیزارند
یار آن صورت غیب اند که جان طالب اوست	همچو چشم خوش اوخیره کش وبیمار اند (س)
سرد ها نند که گرسر ندهی ، سرندهند (ش)	ساقیانند که انگور نمی افشارند
که بکف خاک بگیرند زر سرخ شود	روزگندم درونند ، ارچه بشب جوکار اند
مرد می کن مرو از صحبت شان مردم شو	زانکه این مردم دیگرهمه مردم خوار اند

و ایشان را در سلسلهٔ متبرکه قادریه از حضرت شاه سکندر از شاه کمال کیتلی ، از خواجه فضیل از سید گدای شمس الدّین ، از خواجه شمس العارف ، از خواجه ابوالحسن ، از سید گدای رحمن ، از شمس الدّین صحرای ، از سید عقیل ، از سید بهاء الدّین ، از سید عبدالوهاب ، (ط) از سید شریف الدّین و این از عبدالرزاق قدس الله اسرارهم و برد الله مضاجعهم ، از حضرت غوث الثقلین

(ا) دم نگهداشته (رشحات ج2 ص661) ـ (ب) تشنه لبان (ایضاً ص662) ـ (ج) زره شت (ایضاً) ـ (د) دربین (ایضاً) ـ (ر) میرسد شان رطب معرفت ۰۰۰۰ الخ (ایضاً) ـ (س) همچو (رشحات ص663) (ش) سبح ، فح ، مظ (گر) ندارد ـ (ط) فح ، عر ، مظ (عبدالوهاب) ندارد ـ

سبح 218

عبدالقادر گیلانی رضی الله عنه و هوابن ابی صالح بن موسی بن عبدالله بن یحیی زاهد (114) (ا)

بن محمد بن داود بن موسی بن عبدالله بن موسی الجون بن عبدالله المحض بن حسن (ب)

مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضی رضی الله عنهم و حسنی و حسینی ازان گویند که پدر عبدالله

المحض حسن مثنیٰ بن حسن بن علی و مادر عبدالله محض فاطمه بنت حسین بن علی مرتضی

رضی الله تعالی عنه و محیّ الدّین ازان گویند که آنحضرت (رح) فرموده اند "روز جمعه از بعض

سیاحات بغداد می آمدم، ناگاه بر بیماری نحیف البدن متغیّرالّون بگذشتم، مرا گفت السّلام

علیک یا عبدالقادر، جواب دادم، گفت (نزدیک من آی) نزدیک (وی) رفتم، گفت مرا بنشان،

او را نشاندم، جسد او تازه گشت و صورت خوب شد و رنگ او صاف گردید، ازو پرسیدم، گفت

مرا نمی شناسی؟ گفتم نی، گفت من دین جد تو ام، ضعیف ناکام بودم چنانکه دیدی، مرا

خدایتعالی بتو زنده گردانید انت محیّ الدّین، او را بگذاشتم و بمسجد جامع رفتم، شخصی

نعلین پیش پای من نهاد و گفت یا شیخ محیّ الدّین! چون نماز بگذاردم خلق از هر طرف

بر من هجوم کرد و دست و پای مرا ببوسید و می گفت یا محیّ الدّین! ولقب آنحضرت در آسمان

باز اشهب است چنانکه آنحضرت فرموده اند :

انا البازی اشهب کل شیخ　　　و من ذا فی الرّجال اعطوا مثال

و غوث الثّقلین بجهت آن گویند که تصرف آنحضرت بر جن و انس بوده است چنانچه آنحضرت

(ا) بن زاید نوشته است ـ (ب) کذا فی مسالک السّالکین ج ا ص329 وطبقات الکبری ص249 ولی در سفینة الاولیا ص69 و فتح الربّانی دیباچه ازمولانا عاشق الٰهی میرٹهی طبع کراچی 1965 (موسی بن عبدالله) ندارد ـ (ج)

(114) صاحب مسالک السّالکین شجرهٔ طریقت قادریه این طور نوشته است "حضرت مجدد الف ثانی از شاه سکندر، از شاه کمال کیتلی، از خواجه فضیل، ازسید گدا رحمان ثانی، از سید شمس الدّین عارف، از شاه گدا رحمان، از شمس الدّین صحرای، ازسید عقیل، از سید شاه بهاء الدّین، ازشاه عبدالوهاب، از شاه شرف الدّین، از تاج الدّین سید عبدالرزاق، از قطب عالم غوث الاعظم (رحمهم الله) ـ (فهرست کتاب جلد اول)

حاضر می شدند ، آدمیان در مجلس آن غوث الاعظمؒ حاضر می شدند و اسلام می آوردند و تائب می شدند و افاده می گرفتند ، جنهاء جنیان نیز صف صف در مجلس او حاضر می شدند و اسلام می آوردند و فائده حاصل می نمودند و آنحضرت می فرمودند که مر انس را مشائخ است و مر جن را مشائخ است و مر ملائک را مشائخ است و من شیخ کلّهم و جیلانی ازآنجهت گویند که اصل آن غوث از ولایت جیل است (ا) و ولادت آنحضرت نیز در آنجا است و آن ملکی است ورای طبرستان (ب) که آنرا جیلان و گیلان و گیل نیز گویند و بعضی گفته اند که جیل موضعی است بر کنارهٔ دجله یک روز راه از بغداد بطرف واسط و نیز موضع است جیل نام نزدیک مدائن و بجهت نسبت این دو موضع هم گیلی و گیلانی و جیلانی می گویند ، امّا جماعتی که نسبت آنحضرت باین مواضع کرده اند صاحب روضه النّواظر که از اکابر وقت بود و قول ایشان سند است نوشته اند که قول آنها غلط است و گفته اند می تواند بود که آنحضرت درین مواضع چند روز اقامت نموده باشد چنانچه در برج عجمی و برج عجمی موضعی است در ولا عراق در قلعهٔ نوشیروان عادل که آنحضرت در آن چند روز سکونت کرده است ، امّا اصل آنحضرت از گیلان است سیدانکه تربیت آنحضرت غوث الاعظمؒ بی واسطه از روحانیت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم و پیر خرقهٔ آنحضرت (رح) شیخ ابو سعید مبارک (رح) بود و حنبلی مذهب بود و فتوی بمذهب امام شافعی و امام احمد بن حنبل (رحمهما الله) می دادند و با خضر علیه الصّلوٰة و السّلام صحبت داشتند و ولادت آنحضرت در جیلان است در اول شب ماه رمضان سال چهار صد و هفتاد و بقولی هفتاد و یک هجری بود و والدهٔ آنحضرت فرموده اند که چون فرزندم عبدالقادر (رح) متولد شد هرگز در (ج) ماه رمضان روز پستان نگرفتی و شیر نخوردی ، یک بار هلال رمضان بجهت ابر پوشیده مانده بود ، مردم از من پرسیدند ،

سح 220

(ا) حضرت غوث الاعظم (رح) در شعری گفته : انا الجیلی ومحیّ الدّین اسمی
و اعلامی علی رأس الجبال

(ب) طبرستان ـ (ج) سح ، مظ (در) ندارد ـ

گفتم امروز فرزندم شیر نخورده است، آخر معلوم شد که آن روز ماه رمضان بوده است و آنحضرت فرموده که در اوائل جوانی چون چشم من بخواب گرم شدی آواز می شنیدم که ای عبدالقادر! ترا برای خواب نیافریدم - نقل است از شیخ جمال العارفین ابو محمد عبدالله البصری (رح) که وقتی با خضر علیه الصّلوٰة والسّلام ملاقات نموده گفتم حکایت عجیبه که ترا باولیاءُ حق گذشته باشد بگو، گفت "وقتی در کنارهٔ بحر محیط می گذشتم، آدمی وغیره نبوده ننمود، ناگاه دیدم مردی گلیم پیچیده خفته است، در خاطر من گذشته که ولی خدا هست، او را گفتم برخیز و بندگی خدا کن، گفت ای ابوالعباس! برو و نفس خود را مشغول دار، گفتم مرا چگونه شناختی گفت تو خضر هستی یا نه؟ گفتم بلی، امّا بگو که من کیستم؟ مناجات کردم یا رب! من نقیب اولیاءُ ام و این را نشناسم، ندای شنیدم که ای ابوالعباس! تو نقیب اولیاءُ هستی و لکن کسانی که مرا دوست میدارند و این آن طائفه است که من ایشان را دوست میدارم و آن مرد روی به من کرد و گفت شنیدی، گفتم آری، گفتم مرا دعاکن، گفت دعا از تو میخواهم، گفتم چاره نیست گفت وفرک الله نصیبک منه یعنی زیاده کند، درحال از نظر من غائب شد و هیچ ولی را ممکن نبود که از نظر من غائب شود ، از آنجا پیش رفتم بر تودهٔ ریگ که بغایت بلند بود ، بالای آن نوری دیدم که چشم مرا خیره می کرد ، آنجا عورتی گلیم پیچیده خفته بود مشابه گلیم آن مرد ، خواستم که بر پای بیدار سازم، ندا شنیدم که با ادب باش با آن کسانی که ما ایشانرا حرمت میدارم، پس ساعتی نشستم که بیدارشد ، گفت الحمد لله الذی احیانی بعد ما اماتنی و الیه النّشور و الحمد لله الذی آنسنی به و اوحشنی من خلقه، بعد ازآن بمن گفت یا ابی العباس! اگر پیش از منع با ادب می بودی بهتر بود ، گفتم بالله علیک تو زوجهٔ آن مرد باشی ، گفت بلی دراینجا عورتی از ابدال نقل کرده بود ، الله تعالی بجهت غسل و تکفین او مرا اینجا آورد ، چون ازین فارغ شدم او را برداشتند و بسوی آسمان بردند ، گفتم مرا دعا کن ، گفت ای

سنح 221

(۱) غیر معروف - بادی -

ابوالعباس ! دعا در تست، گفتم چره نیست، گفت وافرک اللّه نصیبک منه، گفتم یعنی زیاده کند ،گفت طاقت نکنی اگر از نظر تو غائب شوم، در حال نگاه کردم او را ندیدم - راوی می گوید از خضر علیه الصّلوٰة و السّلام پرسیدم مثل این طائفه اصحاب را بر سر قومی می باشد که رجوع ایشان بدو بود ، گفت آری ، گفتم در عهد ما کیست؟ گفت شیخ عبدالقادر رضی اللّه عنه و او از افراد است و این مرتبه بالاتر از جمیع مراتب ولایت است و درین باب این فقیرگفته (۱)

عاشق یاری خویش جمله جهان است   این خوش آنکس که یاری عاشق اوست

صاحب فتوحات می گوید که مفردان جماعتی اند که از دائرهٔ قطبیت خارج اند ، خضر علیه السّلام از ایشان است و رسول ما صلی اللّه علیه و آله و سلم پیش از بعثت از ایشان بوده اند و این احوال و کرامات حضرت غوث الاعظم (رح) که مرقوم گشته اند از هزار یکی و بسیار اندکی است - حضرت مولانا عبدالرّحمن جامی (رح) از تاریخ امام عبداللّه یافعی (رح) در نفحات الانس نوشته اند که "کرامات شیخ عبدالقادر رضی اللّه عنه بیرون از حد و نهایت است، کرامتی کراماتی که از ایشان بظهور رسیده از دیگر مشائخ ظاهر نشد - (ب) و آنچه از آنحضرت در ایام حیات بظهور رسیده و آنچه الحال مشاهده نموده می شود اگر جمع کنم کتاب کلان می شود ، ازین جهت به همین قدر اختصار نموده و خوارق که از آنحضرت ظاهر گردید در حقیقت معجزهٔ رسول است صلی اللّه علیه و آله و سلم چنانچه عبدالرّحمن جامی (رح لمیفرمودند "از ولی که خوارق مسموع است معجزهٔ آن نبی متبوع است (ج) " - حضرت غوث الاعظم" را ده پسر بودند یکی از آن جمله شیخ عبدالوهاب سیف الدّین (رح) است و ایشان بزرگترین فرزندان حضرت غوث الاعظم" اند و علوم ظاهری و باطنی از والد بزرگوار خود کسب نمودند و از جمیع

---

(۱) اغلباً این شعر را داراشکوه سروده است که در سفینةالاولیا ص 87 مسطور است و آن اینطور است

عاشق یار خویش جمله جهان   ای خوش آنکس که یار عاشق اوست

(ب) نفحات الانس ص 518 - (ج) از ولی خارقی که مسموع است معجزهٔ آن نبی متبوع است (سفینة الاولیا ص 88)

علوم بهرهٔ تمام داشته اند و بعد از حضرت غوث الاعظمؒ در مدرسهٔ حضرت وعظ می فرمودند و از فیض صحبت ایشان بهره مند می گشتند ودیگر شیخ شرف الدّین عیسی رحمه اللّه علیه، کنیت ایشان ابو عبدالرّحمن است، فرزند غوث الاعظمؒ اند و جمیع علوم را در خدمت والد بزرگوار خود کسب نموده و کتاب جواهر الاسرار در علوم صوفیه که مشتمل بحقائق و معارف است تصنیف ایشان است و حضرت غوث الاعظم (رح) فتوح الغیب را بجهت ایشان تصنیف کرده اند و وفات ایشان در سال پانصد و هفتاد و سه هجری بود - دیگر شیخ شمس الدّین عبدالعزیز رحمه اللّه علیه : کنیت ایشان ابو بکر است ، فرزند غوث الاعظمؒ اند ، ایشان نیز کسب علوم ظاهری و باطنی از والد بزرگوار خود نموده اند و بسیار از صحبت ایشان فیض حاصل کرده اند و ایشان بجانب سنجار عزیمت نمود ، همو جای متوطن گشتند - دیگر شیخ سراج الدّین عبدالجبار رحمه اللّه علیه : کنیت ایشان ابو عبدالرّحمن و ابوالفرج است و تحصیل جمیع علوم از خدمت والد شریف خود نمودند و مفتی عراق گشتند و رساله جلائل خواطر[115] که ملفوظ والد بزرگوار ایشان است بخط ایشان است و در آن نوشته اند که طامع خالی است چون حروف طمع خالی است - قبر ایشان[(ا)] در بغداد است - دیگر شیخ تاج الدّین ابو بکر عبدالرزّاق قدس اللّه سره . قدوة الاولیا[(ب)] و کمال اتقیا بود ، علوم ظاهری و باطنی از آنحضرت (رح) بوجه کمال کسب نمودند و خلق بسیار از فیض صحبت ایشان بدرجهٔ[(ج)] کمال رسیدند - تفکر و سکوت بر ایشان[(د)] غالب بود و زهد و ورع بمرتبهٔ اعلی داشتند و از حیای پروردگار سی سال سر بالا نکردند - ولادت ایشان در سال پانصد و بیست و هشت[(ر)] هجری

سج 223

(ا) سج ، فح ، مظ (قبر ایشان) ندارد - (ب) فح ، مر - قدوس الاولیا - (ج) فح ، مر - بوجه - (د) فح ، مر ، مظ - مر ایشانرا - (ر) فح ، مر (هشت) ندارد -

(115) اصلاً "رسالهٔ جلاء الخاطر" (سفینة الاولیا) یا "جلاء الخواطر" (مسالک السّالکین) است و آنرا شیخ تاج الدّین عبدالرزّاق (رح) مرتب کرده است نه که شیخ سراج الدّین عبد الجبّار (رح) ، همچنین در مسالک السّالکین ج1 ص1 37 وسفینة الاولیا ص 89 مسطور است - نیز ابوالفرج هم کنیت عبدالرزّاق بود (ایضا) ، روی همرفته سراج الدّین هم ابوالفرج کنیت داشت -

بود و وفات ایشان در ششم ماه شوال سال شش صد و بیست و سه هجری بود و قبر ایشان نزدیک قبر والد است و ایشانرا پنج پسر بودند ، شیخ ابو صالح نصیر و شیخ ابوالقاسم عبدالرّحیم و شیخ محمد اسمعیل (ا) و شیخ ابوالمحاسن فضل اللّه و شیخ جمال اللّه که ایشان در صورت بحضرت غوث الاعظم (رح) مشابه بودند و همگی در خدمت والد و عم خود شیخ عبدالوهاب کسب علوم صوری و معنوی نمودند ، هر یک کامل و مکمل گشتند - دیگر شیخ ابوالاسحق ابراهیم رحمه اللّه علیه : علوم حدیث و فقه را در خدمت والد خود کسب کردند و بکمالات ظاهری و باطنی متصف بودند ، وفات ایشان بیست و پنجم ماه ذی قعده سال شش صد (ب) هجری بود و قبر ایشان در واسط است - دیگر شیخ ابوالفضل محمد قدس اللّه سره : علوم ظاهری و باطنی در خدمت والد خود کسب نمودند و کامل گشتند ، وفات ایشان در بغداد است بیست و پنجم ذیقعده سال شش صد هجری بود - دیگر شیخ ابو (ج) عبدالرّحمن رحمه اللّه علیه: اکتساب علوم صوری و معنوی از خدمت والد کسب کردند و محدث و فقیه گشتند ، وفات ایشان بیست و هفتم ماه صفر سال پانصد و هشتاد و هفت هجری بود و قبر وی در بغداد است و ایشان را دو فرزند بودند ، شیخ ابو عبدالرّحمن و شیخ ابو محمد عبدالقادر ، کنیت/ونام ایشان موافق جد/نام خود کرده است ، جمیع علوم را از والد و عم خود شیخ عبدالرزاق کسب نموده عالم و کامل گشت - دیگر شیخ ابو ذکریا یحیی (رح) ، اکتساب علوم فقه و حدیث از والد خود نمودند و فاضل علم و عمل گشتند ، ولادت ایشان در ششم ربیع الاول سال پانصد و پنجاه هجری بود ، وفات ایشان در شب برات شش صد هجری بود و قبر ایشان در بغداد متصل برادر خود شیخ عبدالوهاب است - دیگر شیخ ابو نصیر موسی قدس اللّه سره ، آخرین فرزند حضرت غوث الاعظم اند و تحصیل علوم در خدمت والد شریف خود نموده فقیه و محدث و عارف

نسخ 224

(ا) ابو محمد اسمعیل (سفینه الاولیا ص 90) - (ب) شش صد و بیست و سه هجری (رک به مسالک السالکین ج 1 ص 370 سفینه الاولیا ص 90) - (ج) نام ایشان سید عبداللّه بود (ایضاً) -

و کامل گشتند ، ولادت ایشان در سلخ ربیع الاول سال پانصد و سی و نه (هجری) بود و
(ا)
به دمشق رفته متوطن شده در همان جای غره جمادی الاخری سال شش صد و هژده هجری
وفات نموده و قبر ایشان در دمشق است و حلیهٔ مبارک آنحضرت (رح) در کتب معتبره چنین
نوشته اند نحیف البدن ، میان بالا ، عریض الصدر ، کشاده پیشانی ، گندم گون ، پیوسته ابرو
و آواز آنحضرت بلند بود و لباس بطریق علما می پوشید ، گاه طیلسان و گاه جامهٔ دری گرفته
که قیمت یک گز آن بیک دینار بود و یک جبه زیاده می بود و می فرمودند که نمی پوشم تا نمی سح 25
پوشانند و نمی خورم تا نمی خورانند و نمی گویم تا نمی گویانند - نقل است که روزی بخانهٔ
آنحضرت دزد آمد ، نابینا شد ، هیچ نتوانست بردن ، درین اثنا خضر علیه السّلام در رسید
وگفت یا ولی الله ! یکی از ابدال فوت شده ، بهر کس که فرمای بجای او نصب کرده شود ،
فرمودند که در خانهٔ ما شخصی بشکستگی افتاده است باید که او را آورده شود و بجای آن
نصب کرده شود ، پس خضر علیه الصّلوٰة و السّلام او را از آن خانه پیش آن یگانهٔ عصر آورد و
بیک نظر کیمیا اثر آنحضرت بینا گردیده بمرتبهٔ ابدالیت رسید - چون در آن بقعه شریفه بغیر
از معرفت و محبت الهی چیزی نبود ، پس در حقیقت آن شخص بدزدی این متاع آمده بود ،
ازین بود که حضرت او را بمطلب رسانید و محروم نساختند ، بمرتبهٔ ابدالیت فائز گردانید -
گویند که عزل و نصب اقطاب و ابدال و اوتاد و سلب حال اولیا بر دست ایشان بود ، هر کرا
می خواستند عزل می نمودند ، دیگریرا بجای او نصب می نمودند ، چنانچه یکی از ابدال
وفات یافته بود ، کافری را از قسطنطنیه آورده و موی بر دست او گرفته محمد نام گذاشته و
(ب)
طاقیهٔ مبارک خود بر سر او نهاده داخل آن جماعت نمودند - روزی یک از مردان غیب در هوا
(د) (ج)
می رفتند ، چون بر سمت راست بغداد گذشت و گفت هیچ مردی نیست ، حضرت غوث الاعظم
دریافته حال را ازو سلب نمودند و آن جوان از هوا بر درگاه آنحضرت افتاد و بالتماس شیخ

(ا) غم ، عر ربیع الاول - (ب) عر رجال الغیب - (ج) سح ، غم ، عر - راس - (د) سح ، مظ (گذشت وگفت) ندارد -

علی بن هیتی (رح) آمد و از تقصیر او در گذ شتند ، توبه کرد و باز در هوا پرواز نمود میرفت و طریقهٔ آنحضرت تمام شرع بود و اگر کسی را می دیدند که برخلاف شرع عمل می کند حال او را سلب می کردند و می فرمودند که ای مرد ! اگر ادب شریعت نمی بود هرآینه خبر می کردم شما را از آنچه می خرید و ذخیره می کنید ، شما پیش من همچو آئینه می آئید ، می بینم آنچه در ظاهر و باطن شما است ـ نقل است از شیخ عبدالرزّاق (رح) فرزند آنحضرت می فرمودند که مرا بدست کاغذی داده شد بمقدار درازی انتهای نظر ، دیدم که نام مریدان و اصحاب من تا قیامت نسبت خود بمن درست خواهند کرد ، در آنجا ثبت نموده و حکم شد که این همه را بتو بخشیدم ـ نقل است که آنحضرت می فرمودند "قسم بعزّت و جلالت او که قدم بر ندارم پیش پروردگار خود تا روان نکنند مریدان مرا با من بسوی بهشت" ـ نقل است از شیخ عمران (رح) که وقتی بآنحضرت عرض کردم که اگر شخصی خود را مرید حضرت شما (1) بگویاند و دست بیعت بشما نداده باشد و خرقه از شما نپوشیده باشد ، آیا او را از اصحاب حضرت شما شمارم یا نه؟ فرمودند بلی ، هر که خود را بمن نسبت کند ، قبول کند او را حق سبحانه و تعالی ، بیامرزد گناهان او را و او از جمله اصحاب من است و آنحضرت گفت هر کس که از مریدان من باشد و بلغزد مرکب او تا قیام قیامت دستگیری کنم ، بشارت باد بر کسانیکه پیر ایشان شیخ عبدالقادر (رح) است و امام ایشان ابو حنیفه (رح) و پیغمبر ایشان محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم است و آنحضرت فرموده اند که هر مسلمانی که بر مدرسهٔ من گذشته یا روی من دیده است عذاب گور و قیامت ازو تخفیف کرده شود ـ راوی می گوید که مردی از همدان بر آنحضرت در آمد و گفت " پدر من وفات یافته است ، او را در خواب دیدم ، گفت مرا در گور عذاب میکنند ، بخدمت شیخ عبدالقادر برو ، التماس دعا کن " ـ شیخ گفت بر مدرسهٔ من گذشته؟ گفت آری ، شیخ ساکت شد ، روزی دیگر آن مرد بیامد و گفت " پدر خود را در خواب دیدم بغایت خوش و

نسخ 226 / نسخ 227

(1) نسخ ، مظ (شما) ندارد ـ

خرم و خلعت سبز در بر پوشیده می گفت که عذاب از من برداشتند و این خلعت به برکت شیخ عبدالقادر (رح) بمن دادند". یکی از اهل یمن گوید که عزیمت اسلام کردم ، در خاطر داشتم که در پیش بهترین اهل یمن باین سعادت مشرف گردم ، در خواب دیدم که عیسیٰ علیه الصّلوٰة و السّلام می فرمودند که در بغداد برو ، بردست شیخ عبدالقادر (رح) اسلام آر که بهترین اهل زمین است و شیخ عمر بن مرزوق رحمه الله علیه گفته اند که شیخ عبدالقادر (رح) امام و سید ما است ، هر که درین زمانه براه الٰهی می رود پس شیخ عبدالقادر (رح) امام اوست و حق تعالی عهد گرفته است از اولیا وقت که هر او را قبول کنند و هر فیض که از رسول صلی الله علیه و آله و سلم بکسی می رسد درین زمانه از شیخ عبدالقادر (رح) می رسد و بر مراتب جمیع اولیا زمانه اطلاع دارد و هیچ کس را به مرتبهٔ شیخ اطلاع نیست و درین طریقه هیچ کس را بجز خدا و رسول (صلی الله علیه و آله و سلم) برو منت نیست و آنحضرت می فرمود که می خواستم که در صحراها تنها باشم لیکن حق سبحانه و تعالی نفع خلق را بر من بار بسته است و تا حال صد هزار کس بر دست من توبه کرده اند و شیخ علی بن هیتی رضی الله عنه (116) از کبار مشائخ اند و مرید شیخ تاج العارفین ابوالوفا (رح) و ایشان مرید شیخ ابو محمد شنبکی[1] (رح) و ایشان مرید شیخ ابوبکر بن هزار (117) (رح) و ایشان مرید اویسی صدیق اکبر

مسح 228

(1) قع ، مر - شمکی ، ولی شنبکی درست است (کذا فی مسالک السالکین ج1 ص337 - طبقات الکبری ص 261) -

(116) مولانا شیخ عبدالحق محدث دهلوی (رح) در اخبارالاخیار ص16 ، مفتی غلام سرور در خزینة الاصفیا ج1 ص154 و امام ابوالحسن شعرانی در طبقات الکبری ص282 "علی بن هیتی" نوشته است - تاریخ وفات ایشان 561 هـ (خزینة الاصفیا) یا 564 هـ (طبقات الکبری) است و قبر ایشان در زیران از مضافات نهرالملک است -

(117) ابوبکر بن هوار (طبقات الکبری و مسالک السالکین) - امام ابوالحسن شعرانی رقمطراز است که شیخ ابوبکر بن هوار بطائحی (رح) اولین شخص است که حضرت ابو بکر صدیق رضی الله عنه ویرا در خواب خرقه و کلاه پوشانیدند و چون از خواب بیدار شد خود را بآن دو چیز ملبوس یافت (طبقات الکبری ص 261) -

رضی اللّه عنه، پیوسته در خدمت حضرت شیخ غوث الاعظم می بودند و فائده ها می گرفته اند، وقتی که آنحضرت فرموده اند " قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّه" اول کسی که بالای منبر رفت و قدم آنحضرت بر گردن خود نهاد و در زیردامن ایشان بود و گویند که آن غوث (۱) صمدانی روزی در رباط خویش مجلس فرمودند و عامه مشائخ صد تن حاضر بودند و از آنجمله شیخ علی بن هاتی و شیخ بقا ابن بطو و شیخ ابوسعید قیلوی و شیخ ابو نجیب سهروردی هم شیخ شهاب الدین سهروردی و شیخ جاکر (ب) و قضیب البان موصلی (ج) و شیخ ابو سعود و شیخ غزاره بطاکی (د) و شیخ منصور بطاکی (ر) و شیخ حماد بن مسلم دباس و خواجه یوسف بن ایوب همدانی که سر سلسلهٔ خواجگان نقشبند اند و شیخ عقیل منجی (118) و شیخ ابو بغرا مغربی و شیخ عدی بن مسافر و شیخ علی بن وهب سنجاری و شیخ موسی بن ماهین زولی و شیخ احمد ابو الحسن رفاعی و شیخ عبد الرّحمن طوبجی (119) و شیخ علی هارمان و شیخ ماجد کردی و شیخ ابو محمد قاسم بن عبد منصور بصری و شیخ ابو عمر بن عثمان بن شیخ مرزوق و شیخ سوید (س) سنجاری و شیخ حیات بن قیس حرّانی و شیخ موسلان دمشقی و شیخ ابوالکریم (ص) الاکبر المعمّر و شیخ ابوالعباس جوسیقی الصرصری و شیخ ابوحکیم ابراهیم دینار و شیخ مکارم اکبری و شیخ صدقه بغدادی و شیخ یحیی دوری مرتعش و شیخ ضیاء الدّین ابراهیم بن ابی عبد اللّه بن

---

(۱) نسخ، مط - آن - (ب) جاگیر (نفحات الانس ص511) - (ج) موصلی (کذا فی نفحات الانس و طبقات الکبری و خزینه الاصفیاء) - (د)، (ر) بطائحی (کذا فی طبقات الکبری) - (س) سوید (کذا فی طبقات الکبری - سفینه الاولیاء) - (ص) عبد الکریم (کذا فی سفینه الاولیاء)

(118) اصلاً منبجی است (طبقات الکبری ص266) و منبج (م ن ب ج) شهریست کبیر، میان آن و فرات سه فرسخ و بین حلب و آن ده فرسخ مسافت است (معجم البلدان ج5 ص205 تا 207) یعقوبی گوید که از ده های تنسرین است، دیگران گویند که در عمان واقع است (حاشیه طبقات الکبری ص267) -

(119) در طبقات الکبری ص28 و نفحات الانس ص513 طفسونجی نوشته است ولی اصلاً طسفونجی است و طسفونج دهی است کبیر بر کنارهٔ شرقی دجله مقابل نعمانیه بین بغداد و واسط حمزه گوید "اصل آن طوسفون است که معرّب شده طیسفونج و طیسفون و عموماً طسفونج میگویند بغیر یا" (معجم البلدان ج4 ص35) -

علی جوینی و شیخ عبدالله و شیخ ابو بکر جمال المزین و شیخ جمیل و شیخ ابو محمد عبدالحق حزیمی (ا) و شیخ ابو عمر الکیماطی و شیخ ابو حفص عمر بن ابی نصیر نغرابی و شیخ مظفر الحمام (ب) و محمد درطبی القزوینی و شیخ ابوالعباس احمد یمانی و شیخ ابوالعباس احمد بن موسی و شیخ ابو عبدالله محمد المعروف بالمعاذ و شیخ ابو عمرو عثمان بن احمد شوکی از رجال الغیب سیاره (؟) بودند و شیخ سلطان بن احمد مزین و شیخ ابو بکر سبط المجید شیبانی و شیخ ابوالعباس احمد بن استاد و شیخ ابو محمد عیسی المعروف بالکرخی و شیخ مبارک بن علی الحطی و شیخ ابوالبرکات بن معدان العراقی و شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی و شیخ ابو سعود احمد بن ابو بکر عطار و شیخ ابو عبدالله محمد الاوانی و شیخ ابو علی و شیخ شهاب الدین سهروردی و شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزاز و شیخ ابوالنسا (ج) محمود بن عثمان بقال و شیخ عباد البواب و شیخ عبدالرحیم فتاوی مغربی و شیخ ابو عمر عثمان بن مروزه و شیخ مکارم شهر خالصی (د) و شیخ خلیفه بن موسی نهر ملکی و شیخ ابوالحسن جوسقی و شیخ عبدالله قریشی و شیخ ابوالبرکات بن سحراموشی و شیخ ابو اسحاق ابراهیم بن علی اغرب و شیخ غوث رضی الله عنهم اجمعین و غیر ایشان نیز جمعی از مشائخ کبار در آنجا بودند و آنحضرت بالای منبر سخن میفرمودند و در اثنا سخن فرمودند " قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" شیخ علی بن هاتی (رح) به منبر بر آمد ، قدم مبارک آنحضرت را گرفت ، بر گردن خود نهاد و بزیر دامن آنحضرت در آمد و سائر اولیا گردن نهاده در پیش داشتند - شیخ ابو سعید قیلوی (رح) گفته اند که چون حضرت شیخ عبدالقادر (رح) فرمودند که قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله ، حضرت حق سبحانه و تعالی بر دل آنحضرت تجلی کرد و رسول صلی الله علیه و آله و سلم بر دست طائفه ای از ملائکه مقربین بمحضر اولیا متقدمین و متأخرین که در آنجا حاضر بودند احیا باجساد خود و اموات بارواح خود خلعت در آن حضرت پوشا

سح 29

(ا) الغزالی (سفینه الاولیا) - (ب) الحمال (ایضاً) - (ج) ابوالمناد (ایضاً) - (د) نهرخالصی (ایضاً) -

پوشانیدند و ملائکه و رجال الغیب مجلس آنحضرت را درمیان گرفته بودند و صفها در هوا ایستاده و بر روی زمین هیچ ولی آن عصر نماند مگر که گردن خود را پست کرد و گویند یک کس از عجم تواضع نکرد ، حال وی را سلب نمودند و ظاهر است که این قسم دعوی از کمال عنایت بی نهایت الهی و فرزندی و حمایت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم که همه اولیاء الله آن عصر تواضع نمودند و فرمان ایشان را قبول کردند و هیچ ولی آن عصر این مقام را نرسید ،(ا) ذلک فضل الله یؤتیه من یشآء والله ذوالفضل العظیم(ب) -وفات آنحضرت غوث الثقلین بعد از نماز عشاء شب شنبه هشتم یا نهم ربیع الآخر گفته اند و بقولی سیزدهم و بقولی هفدهم ماه مذکور بود ، اما اصح قول نهم ماه است - مدت عمر شریف آنحضرت بقول اول از سال ولادت نود سال و هفت ماه و نه روز است و بقول ثانی هشتاد و نه سال و هفتاد و نه روز است و عرس آنحضرت در هندوستان یازدهم و بعضی هفدهم می کنند ، اما در بعض بلاد هفدهم و اصح قول نهم است - روزی شیخ عبدالوهاب ولد آنحضرت (رحمهما الله) طلب وصیت کرد ، فرمود "علیک بتقوی الله و الطاعة" یعنی لازم گیر تقوی و طاعت و پرهیزگاری که خالص از برای خدای تعالی باشد و لاتخف احد و لاترج یعنی مترس از هیچ کس و امید مدار از هیچ کس بغیر از خدای تعالی وکل الحوائج الی الله کلها و اطلب منه یعنی بسپار حاجتها را بحق سبحانه و بطلب حاجتها را ازو و لاتثق(ج) باحد سوی الله یعنی اعتماد مکن بر هیچ کس مگر بروی و خذ التوحید اجماع الکل(د) یعنی لازم گیر توحید را و تکرار برای تاکید است و بر توحید اجماع کل است و جمیع مشائخ و سادات(ر) را بر توحید اتفاق ایست و بعد از آن باولاد امجاد که گرد آنحضرت نشسته بودند فرمودند که برخیزید و جای دهید و آداب ایشان بجا آرید که اینجا رحمت عظیم در نثار(س) است و جای تنگ مدارید بر ایشان و می فرمودند که علیک السلام

سع 30

(ا) سع ، مظ (را) ندارد - (ب) الجمعه 4 -(ج) سع ، مظ (لا) ندارد -(د) قح ، مر - توحید -(ر) قح ، مر - سیاقات - (س) قح ، مر - درخشان ها

و رحمة الله و یک شبانروز این کلمات بسیار فرمودند انا لا ابالی بشیئی و لا بملک الموت یعنی من از هیچ چیز باک ندارم و از ملک الموت هم باک ندارم و قبر ایشان در باب الازج واقع شد که در شهر بغداد است ـ و حق تعالی چنانچه در حیات تصرف داشت آنحضرت را بر تمام عالم بعد از وفات نیز تصرف دارد ، چنانچه امام عبدالله یا شیخ (۱) رحمه الله (علیه) گفته اند که کسی که صاحب حال باشد و در بغداد داخل شود و زیارت آنحضرت نکند ، حال او سلب شود و آنحضرت را کرامات از حد بیرون است ، طاقت و استطاعت نوشتن نیست ـ

صح 231

از حضرت شیخ ابو سعید مبارک (رحمه الله علیه) : نام مبارک ایشان مبارک ابن علی حسینی المخدومی سلطان و برهان اتقیا و قدوهٔ عارفان و قبله گاه سالکان و پیر طریقت ، واقف اسرار حقیقت و جامع علوم ظاهری و باطنی و صحبت دار خضر علیه الصّلوٰة والسّلام و حنبلی مذهب بود ـ از حضرت غوث الاعظم (رح) منقولست که در ابتدای حال با خدایتعالی عهد کردم که نخورم تا نخورانند و ننوشم تا ننوشانند ، چون چهل روز بگذشت شخص آمد و قدری طعام آورد و پیش من نهاده بگذاشت ، نزدیک بود که نفس من از گرسنگی بالای آن طعام افتد ، گفتم والله ! از آن عهد که با خدایتعالی (ب) بسته ام بر نگردم ، ناگاه از باطن خود آوازی شنیدم که کسی بآواز بلند می گفت "الجوع الجوع" شیخ ابوسعید بر من بگذشت و آن آواز بشنید ، گفت عبدالقادر ! این چیست؟ گفتم این اضطراب نفس است امّا روح من بر قرار است در مشاهدهٔ خداوند خود ، گفت بخانهٔ ما بیا ، گفتم بیرون نخواهم رفتن (ج) ، ناگاه ابوالعباس خضر علیه السّلام در آمد و گفت برخیز و پیش ابوسعید برو ، رفتم ، دیدم که ابوسعید بر در خانهٔ خود ایستاده برای انتظار من ، گفت "ای عبدالقادر ! آنچه من ترا گفتم بس نبود که خضر علیه الصّلوٰة و السّلام را نیز بایستی گفت" ـ پس مرا در خانه در آورد و طعام مهیّا کرده بود ، لقمه لقمه در دهن من نهاد تا سیر شدم ، بعد ازان مرا خرقه پوشانید و صحبت او را

---

(۱) قع ، عو ـ یا شفی ولی اصلاً یافعی است (رکبه حاشیه ۹ 109) ـ (ب) صح ، مظ (از) ندارد ـ (ج) ایضاً (رفتن) ندارد ـ

لازم گرفتم ـ بنای مدرسه باب الازج که منسوب بحضرت غوث الثقلین است ایشان کرده اند ، در حیات خود بحضرت غوث الاعظم داده بودند چنانچه قبر مبارک حضرت غوث الاعظم (رح) درهمان مدرسه ایست و وفات حضرت ابوسعید المخدومی (رح) در ماه محرم سال پانصد و سیزده هجری بود ـ

مسح 232

حضرت حماد دباس قدس الله سره : کنیت ایشان ابو عبدالله است و نام حماد بن مسلم و دباس(۱) دوشابی فروش را گویند ـ پیر صحبت غوث الاعظم (رح) است و ازمشائخ کبارآنگاهی بود ، حق تعالی علم لدنی را بایشان کرامت فرموده بود و دوازده هزار مرید کامل داشتند و بهتر و مهتر همه غوث الاعظم (رح) است ـ وفات ایشان درماه رمضان سال پانصد وبیست(ب) هجری بود ـ

شیخ ابوسعید مبارک ازشیخ ابوالحسن المکاری قدس الله سره : نام ایشان علی بن محمد بن یوسف بن جعفر القریشی المکاری است ، از بزرگان مشائخ وقت بود و صاحب کرامات و خوارق بود ، وفات ایشان درمحرم سال چهار صدوهشتاد وشش هجری واقع شده ـ

از شیخ ابوالفرح طرطوسی(ج) قدس الله سره : اصل ایشان از طرطوس است ، مرید شیخ عبدالواحد تمیمی (رح) اند و قدوة الاولیا زمان و زبدهٔ مشائخ جهان و صاحب مقامات بلند و کرامات ارجمند بوده اند ـ

از شیخ عبدالواحد تمیمی قدس الله سره : کنیت ایشان ابوالفضل است و نام پدر ایشان عبدالعزیز بن حرث بن اسد از بزرگان این طائفه بوده اند ، وفات ایشان در جمادی الاخری سال چهار صد و بیست و پنج روی داده و قبر ایشان در مقبرهٔ امام احمد حنبل است ـ

از حضرت شیخ شبلی قدس الله سره : کنیت ایشان ابو بکر است و نام جعفر و هو ابن یونس(د) و بقولی دلفه بن جحد و بقولی دلف بن محمد شبلی اند ، از بزرگان مشائخ بود ، وی

---

(۱) دوشاب فروش ـ دوشاب بمعنی شیرهٔ انگور که ترش شده باشد ـ (ب) پانصد و بیست و پنج (نفحات الانس ص 510) ـ (ج) متوفی 447هـ (مسالک السالکین ج۱ ص328 ، خزینة الاصفیا ج۱ ص148)
(د) بر مرقد وی نامش "جعفر بن یونس" نوشته است (مسالک السالکین ج۱ ص315) ـ

را اشارات لطیفه است و ستوده چنانکه یکی گوید از متأخرین که ثلثة من عجائب الدّنیا ،

اشارات شبلیؒ و نکتة المرتعشؒ و حکایت جعفرؒ، و او از اکابر قوم بود و سادات اهل طریقت، پدر او حاجب الحجاب خلیفه بود ند ، در مجلس خیرالنّساجؒ توبه کرد و تعلق ارادت بجنید (رح)(ا) کرد و بسیاری از مشائخ (را) دریافت و از وی می آید که گفته اندر معنی قول خدای عزّوجل

"قل للمؤمنین یغضّوا من ابصارهم"(ب) ای ابصار الرؤس عن المحارم و ابصارالقلوب عما سوی الله.

بگو مر مؤمنان را تا چشم سر نگهدارند از نظر شهوت و چشم دل نگهدارند از انواع فکرت بجز اندیشهٔ رویت، پس متابعت شهوت و ملاحظهٔ محارم غفلت است و معصیت، مهین(ج) مر اهل غفلت را آنست که از عیوب خود جاهل باشد و آنکه اینجا جاهل باشد آنجا هم جاهل بود ،

"من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ"(د) و بحقیقت تا حق تعالی ارادت شهوت از دل کسی پاک نکند چشم سر از غوامض آن محفوظ(ر) نگردد و تا ارادت خود اندر دل اثبات نکند چشم دل از نظاره بغیر محفوظ نگردد و از وی می آید که روزی ببازار اندر(س) آمدم ، قوم گفتند هذا مجنون ، گفتم انا عندکم مجنون و انتم عندی اصحاء فزادالله فی جنونی و زاد فی صحتکم ، من نزدیک شما دیوانه ام و شما نزدیک من هوشیار ، جنون من از شدت محبت است و صحت شما از قوت(ص) غفلت است ، پس خدای عزّوجل اندر دیوانگی من زیادت کند تا قربتم بر قربت زیاده شود و هوشیاری شما زیاده کند تا بعد شما بر بعد زیاده شود - این قول از غیرت بود تا خود چرا کسی اندر آن درجه باشد که دوستی را از دیوانگی فرق نکند و تمیز آن نباشدش اندر اندر دو جهان و در رشحات آورده است "چون شبلی (رح) را ارادت این طریق طریق پیدا شد و پدر وی حاکم واسط بود ، چون بدست خیرالنّساج (رح) که از مشائخ وقت بود انابت آورده و توبه کرد و خیرالنّساج (رح) وی را پیش جنید (رح) فرستاد"(ط) - صاحب

(ا) خود شیخ شبلی (رح) حاکم نهاوند بود - (خزینه الاصفیا ج1 ص144) - (ب) النّور 30 -
(ج) غج ، هر- مهین - (د) الاسرا 45 - (ر) هر- محول - (س) غج ، هر (اندر) ندارد - (ص) غج ، هر، مظ - دقت - (ط) رشحات عین الحیات ج2 ص450 -

کشف المحجوب آورده است که این فرستادن نه از آنجهت بود که وی از تهمت شبلی (رح) عاجز بود و لکن ادب جنید (رح) نگاه داشت ـ

خیر النّساج رحمه الله علیه : کنیت ایشان ابوالحسن و نام مبارک ایشان محمد ابن اسمعیل (۱) و اندر معامله شان نیکو داشت و عمری دراز یافت (ب) و شبلی و ابراهیم خواص (رحمهما الله) هر دو اندر مجلس وی توبه کرده اند (ج) و از اقران جنید و ابوالحسن نوری (رحمهما الله) اند و خیرالنّساج از آنجهت گویند که چون وی از مولدگاه به سامره برفت بقصد حج (د)، گذ ارش بکوفه بود و در دروازهٔ کوفه خیر بافتی (ر) او را بگرفت که تو بندهٔ منی و خیر نامی ، وی آن از حق دید و مرد را خلاف (س) نکرد (120) و سالهای بسیار کار وی می کرد ، هرگاه که او را گفتی یا خیرا ، اوگفتی "لبیک" تا آن مرد از کردهٔ خود پشیمان شد . وی را گفت برو که من غلط کرده بودم ، تو نه بندهٔ منی ، پس برفت و بمکه شد و گویند که چون وفاتش نزدیک رسید وقت نماز شام شده بود ، چون ملائک مرگ در آمد چشم باز کرد ، ملک الموت را دید و گفت " قف که تو بندهٔ فرمانبرداری و من بندهٔ فرمان بردارم و آنچه ترا فرموده اند از تو فوت نمی گردد یعنی جان ستاندن و آنچه مرا فرموده اند از من فوت می شود یعنی نماز شام ، مرا بگذار تا فرمان خود بگذارم ، تا من ترا بگذارم تا تو فرمان حق بگذاری " آنگاه آب خواست و طهارت کرد و نماز شام بگذارد و جان بداد و شبلی (رح) نیز از خویشان جنید (رح) بود ، هفت سال ویرا کسب فرمود و گفت وجه آنرا بر و مظالمی که در ایام حکومت از یک تو صادر شده است باز ده ، بعد ازان

---

(۱) محمد بن اسمعیل (رسالهٔ قشیریه و کشف المحجوب) ـ (ب) فع ، مر ، مظ ـ داشت ـ (ج) فع ، مر ، مظ ـ کردند ـ (د) ایضاً ـ بهشام ـ (؟) ، ولی "ازمولدگاه سامره برفت" درست است زیرا که سامره مولد او بود ـ (ر) فع ـ شیر بافی ، ولی خیر بافی درست ـ (س) فع ، مر ـ خلاس ـ

(120) شیخ فریدالدین عطار (رح) این واقعه را قدری مفصل بیان کرده است میگوید "چون بدروازهٔ کوفه رسید مرقعی پاره پاره پوشیده بود و او خود سیاه رنگ بود چنانکه هر که او را دیدی گفتی این مرد ابلهی می نماید ، یکی او را بدید گفت روزی چند در کار کشم ، پیش او رفت و گفت تو بنده ای ؟ گفت آری ، گفت از خداوند گریخته ای ؟ گفت آری ، گفت ترا

(ا)
هفت سال دیگر وی را خدمت خلاجای و طهارت خانه باز دست (؟) تا کلوخ استنجا و آب طهارت اصحاب مهیا ساخته، بعد ازان از چهار ده سال وی را طریقت گفت و ریاضت امر فرمود و محمد بن عمر (رح) گفت که من نزد احمد بن موسی بن مجاهد مقری (رح) بودم که شبلی (رح) در آمد، احمد بن موسی برخاست و شبلیؒ را در کنار گرفت و میان دو ابرو بوسه داد، گفتم سیدی! این مردم شبلیؒ را بدیوانگی اعتقاد دارند، شما با وی این معامله پیش می برید، گفت "من با وی آن معامله کردم که از رسول صلی اللّٰه علیه و آله و سلم دیده بودم، در واقعه دیدم که حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم نشسته بودند که شبلیؒ در آمد، حضرت (ص) بتعظیم برخاست و او را در کنار گرفت و بوسه میان دو دیدهٔ وی داد، من از آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم سوال کردم که یا رسول اللّٰه ابا شبلیؒ این نوع معامله بتقدیم می رسانید، فرمود بلی، او بعد از هر نماز این آیت می خواند "لقد جآء کم رسول مّن انفسکم عزیز علیه ما عنتّم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرّحیم فان تولّوا فقل حسبی اللّٰه لا اله الّا هو علیه توکّلت و هو ربّ العرش العظیم - (ب) بعد ازان بر من سلام می فرستد لاجرم با وی این معامله می کنم، چنانچه در مدارج النّبوه آورده است و حضرت شیخ (ج) می فرمودند که هر قوم را تاج است و تاج این قوم شبلیؒ است و مالکی مذهب بود، وفات ایشان در شب جمعه بیست و هفتم ذی الحجه سال سیصد و سی و چهار هجری بود و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و هشت سال و قبری در بغداد است، ویرا نوشته اند جعفر بن یونس -

سع 35

از سید الطّائفه شیخ جنید بغدادی قدس اللّٰه سره : کنیت ایشان ابوالقاسم است و

نگاه دارم تا ترا بخداوند سپارم، او گفت من خود این می طلبم، عمریست که در آرزوی آنم که کسی یابم که مرا بخداوند سپارد - پس او را بخانه برد و گفت نام تو خیر است و او ازحسن عقیده که المؤمن لا یکذب او را خلاف نکرد و او را خدمت کرد ..... الخ (تذکرة الاولیا ج2 ص94)

* * * * * * * * * * * * * * * *

(ا) یعنی بیت الخلاء (ب) التوبه 128 - (ج) یعنی شیخ جنید بغدادی (رح) "لکلّ قوم تاج و تاج هذه القوم الشبلی ولا تنظروا الی ابی بکر بالعین التی ینظر بعضکم الی بعض فانه عین من عیون اللّٰه (مسالک ج1 ص317)-

و لقب وی سید الطائفه و طاؤس الفقراء و قواریری و زجاج و خراز، و قواریری و زجاج از آن گویند که پدر ایشان که محمد بن الجنید (رح) باشد آبگینه فروختی، والد ایشان از نهاوند است و منشای سید طائفه به بغداد بود، مرجع مشائخ کبار "مطلع سعادت انوار، بحر حقائق اسرار، سلطان طریقت، پیشوای اهل حقیقت، مقتدای جهان و از آئمهٔ سادات این قوم بود - با حارث محاسبی و محمد قصاب (رحمهما الله) صحبت داشته اند و رویم و ابوالحسن نوری و شبلی (رحمهما الله) وغیره و مشائخ اکثر سلسله ها نسبت بایشان درست کنند و منسوبان ایشان را جنیدیان خوانند، ازین جهت ایشان را سید الطائفه و امام آئمه گویند - سخن ایشان در طریقت حجت است و هیچ کس از مشائخ متقدمین و متأخرین بر ظاهر و باطن ایشان انگشت نتوانست نهاد و مقبول همه خلق بوده و بنای طریقهٔ ایشان صحو است بر عکس طیفوریان و خواهرزادهٔ سری سقطی (رح) بود و مرید وی، روزی از سری سقطی (رح) پرسیدند که هیچ مرید را درجهٔ بلند تر از پیر باشد؟ گفت "بلی، برهان این ظاهر است، جنید (رح) را درجه فوق از درجهٔ من است" - و در کشف المحجوب آورده است که این قول از وی از روی تواضع بود و آنچه گفت به بصیرت گفت و مشهور است که اندر حال حیات سری (رح) (1) مریدان جنید را گفتند که شیخا! ما را سخن گو تا دلهای ما را راحتی باشد، وی اجابت نکرد و گفت تا شیخ من بر جا است من سخن نگویم، تا شبی خفته بود که پیغمبر را صلی الله علیه و آله و سلم بخواب دید و گفت "یا جنید! مر خلق را سخن گوی که کلام ترا خدای تعالی سبب نجات عالمی گردانید" چون بیدار شد اندر دلش صورت گرفت که درجهٔ من از درجهٔ سری (رح) (ب) در گذشت که مرا از رسول صلی الله علیه و آله و سلم امر دعوت آمد - چون بامداد شد (ج) سری (رح) مرید را فرستاد که چون جنید سلام نماز بازدهد او را بگو که بگفتار مریدان ایشان را سخن نگفتی و بشفاعت مشائخ بغداد نیز رد کردی و من پیغام فرستادم، اکنون بار پیغمبر صلی الله علیه و آله

سخ 236

سخ 237

(1) فخ - پیری، هر - پیرسری سقطی - (ب) فخ - پیری، هر - پیر - (ج) سخ، مظ - بود -

و سلم فرمود «فرمان او را اجابت کن». جنید (رح) گفت آن پنداشت که از سر من بشد و دانستم که سری (رح) اندر همه خلائق احوال مشرف ظاهر و باطن من است و درجهٔ وی فوق از درجهٔ من ایست که بر اسرار من خبر است و من از روزگار وی بیخبر. به نزدیک آمدم واستغفار کردم و از وی پرسیدم "تو بچه دانستی که من پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم را بخواب دیدم گفت "من خدای را عزّوجل بخواب دیدم که گفت من رسول (صلی الله علیه و آله و سلم) را فرستادم تا جنید را بگوید که وعظ کن مر خلق را تا مراد اهل بغداد از وی حاصل شود"۔ درین حکایت دلیل واضح است که پیران را بر همه صفت که باشند مشرف حال مریدان (باشند)

و در کشف المحجوب آورده است که شیخ جنید بغدادی (رح) و محمد بن مسروق (۱) و ابوالعباس بن عطا قدس الله اسرارهم مجتمع بودند و قوال چند بیتی می خواند. ایشان تواجد می کردند. وی ساکن می بودند و گفتند "ایها الشیخ ! ترا ازین سماع هیچ نصیب نمی باشد ؟ وی بر خواند قول خدای عزّوجل "تحسبها جامدةً وّهی تمرّ مرّ السّحاب" (ب) و تواجد تکلّف بود اندر میان (ج) وجد و آن عرض کردن انعام و شواهد حق است بر دل و اندیشهٔ اهمال و تمنی روشن (د) مردان و گروهی اندر آن مترسند که تقلید کرده اند بحرکات ظاهر و تهیت رقص و تزئین اشارات ایشان و این حرام محض باشد و در قالع البدعات شیخ الاسلام لهانوری قدس الله سره آورده است که آنچه بعض صوفیان گویند که شیخ جنید (رح) رقص می کرد راستاست امّا در آخر عمر ازو تائب شد و توبه کشید چرا که پس از حصول ولایت ولی حال وی اولاً نبود باشد وثانیاً وجد چنانچه پیر علی هجویری (رح) در کشف المحجوب آورده است که من از شیخ ابوالقاسم عبدالکریم (رح) که اندر زمانهٔ خود بدیع بود. شنیدم که وی میگفت "مثل الصّوفی کعلّة البرسام، اوّلها هذیان و اذا تمکّن خرس" مانند کرد صوفی را به علت برسام

(۱) احمد بن مسروق (کشف المحجوب ص 363)۔(ب) النّمل 88۔ (ج) اندر اتیان وجد (کشف المحجوب ص 363)۔(د) روش (ایضاً)۔(ر) اوله هذیان وآخره سکوت فاذا تمکنت خرست" (کشف المحجوب ص 151)۔

نسخ 238

که ابتدای آن هذیان گفتن است و انتهائش سکوت ،(۱) زان پس صوفی را دو طرف است یکی وجد و دیگر نمود ، نمود مبتدیان را بود و اندر وجد عبارت از نمود هذیان بود و وجد منتهیان را بود و اندر وجد عبارت از وجد محال باشد چنانچه موسیٰ علیه الصّلوٰة و السّلام مبتدی بود همه همتش رویت بود از همت عبارت کرد و گفت "ربّ ارنی انظر الیک"(ب) این عبارت از نایافت مقصود بود هذیان نمود و رسول ما یان علیه الصّلوٰة والسّلام منتهی بود و (الف) تمکن یافت باین مقام رسید ، همتش فانی شد لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک میگفت ، این منزلت رفیع و مقام اعلی است و دیگر آنکه چون جبرائیل علیه السّلام اندر ابتدا بیامد ، پیغمبر علیه الصّلوٰة والسّلام طاقت رویت او نداشت و چون بنهایت رسید اگر یک ساعت نیامدی تنگ دل می شد و این را شواهد بسیار است بر اضطراب مبتدیان ـ آورده اند که روزی در بازار می گذشت کودکان او را بسنگ و کلوخ می زدند ، گفت "بسنگ نه زنید که پای مَن می شکند(ج) و از شکستگی پای نمی ترسم بلکه از عبادت محروم مانم" ـ ابو جعفر محمد روایت کند که بنزدیک جنید (رح) آمدم ، او را یافتم اندر زحمت ، گفتم ای استاد ! با حق بگو تا ترا عافیت دهد ، گفت دوش میگفتم ، بسرم ندا آمد که تن تو ملک ما است ، خواهم تندرست دارم ، خواهم بیمار ، تو کیستی که میان ما و ملک ما دخل کنی ، تصرف خود منقطع کن تا بنده باشی ، والله اعلم ـ روزی شیخ جنید بغدادی (رح) همراه سری سقطی (رح) به طواف کعبة الله رفت و در مسجد حرام چهارصد کس اولیاء الله یافتند که همگی در بیان شکر بودند ، چون ایشان آمدند همگی متوجه سری سقطی (رح) شدند و ایشان اشارت بجنید (رح) کرد که ازو پرسید ، شیخ جنید (رح) گفت "شکر گفتار زبان نیست بلکه شکر آن بود که چون نعمت منعم را صرف خود کردی پس قوت آنرا در عبادت او صرف کنی ، باز نعمت دیگر می طلبی تا شکر آورده باشد" همگی پسندیدند و

سح 239

---

(۱) صفوت (کشف المحجوب صا 15) ـ (ب) الاعراف 143 ـ (ج) سح ـ می شکستند ـ

وفات ایشان روز سه‌شنبه سال دو صد و نود [illegible] و هفت هجری بودو بعضی دو صد و نود و هشت نوشته اند و بقولی دو صد و نود ونه بود و قول اول اصح است - گویند که چون وقت[(ا)] ایشان نزدیک رسید تبسّم کرد و بانگشت عقد میگرفتند تا چهار انگشت عقد کرد و انگشت مسبحه را واگذاشتند و گفتند "بسم الله الرّحمن الرّحیم" و چشم پوشید ، برحمت حق پیوستند چون غسال بوقت غسل خواست که آب بچشم ایشان رساند هاتفی آواز داد که دست از دیدهٔ دوست ما بردار که چشم[(ب)] بنام ما بسته شد جز بلقای ما نکشاید ، پس خواست هر انگشت که عقد کرده بود بکشانند ، آواز آمد که انگشت بنام ما بسته است جز بفرمان ما کشاده نگردد و چون جنازه بر گرفتند کبوتر سفید بر گوشهٔ[(ج)] جنازهٔ او نشست و هر چند آن را میراندند نمی رفت تا آواز داد "خود را و مرا منرنجانید که چنگ ما به مسطر عشق بر گوشهٔ این جنازه دوخته اند ، امروز قالب جنید (رح) نصیب کروبیان است که اگر غوغای شما نبودی کالبد اوچون باز سفید درهوا پریدی" و قبر ایشان در بغداد است -

سح 240

از حضرت شیخ عبدالله سری سقطی بن مغلس السّقطی قدس الله سره : کنیت ایشان ابوالحسن است و ایشان فرموده اند "مرد آنست که درمیان بازار بحق مشغول باشد و خرید و فروخت نماید و یک لحظه از الله تعالی غافل نماند" و نیز فرموده اند که قوی ترین قوت ها آنست که بر نفس خود غالب آی[(د)] و نیز فرموده اند که هر روز چند بار در آئینه می نگرم آنکه شاید از شومی گناه رویم سیاه شده باشد - سید طائفه شیخ جنید (رح) فرموده اند که هیچ کس را درعبادت کامل تر از سری سقطی (رح) ندیدم که نود و هشت سال بگذشت پهلوی خود بر زمین نه نهاد مگر در بیماری مرگ و هم فرموده اند که در وقت رحلت گفتم مرا وصیت کن ، فرمود " ای جنید ! مشغول مشو بسبب خلق[(ر)] ازصحبت خدای "گفتم اگر این سخن را پیشتر

سح 241

(ا) رجوع کنید به رسالهٔ قشیریه و طبقات الکبری) - (ب) قع ، مر ، مظ (ما) ندارد - (ج) قع ، مر - (گوشه) ندارد - (د) قع ، مر ، مظ - آید - (ر) قیاساً - بصحبت -

(ا)
می گفتی با تو نیز صحبت نکرده بودم و در معارج النبوه آورده است که شیخ جنید بغدادی
(رح) فرمود که روزی با جمعی از درویشان بزیارت شیخ سری سقطی قدس الله سره رفتم،
شیخ از علم الهی سخن می گفت ، ناگاه شیخ را وجدی پیدا شد و از خود غائب شد چنانچه روی
دروی هیچ حس و حرکت نماند و بعد از زمانی بخود باز آمد ، گفت "یا ابوالقاسم! میچ میدانی
(ب)
که کجا بودم؟ "گفتم نی شیخ ، گفت "مرا از آن میان گرفتند و بآسمان بر آوردند چنانچه بحجاب
عزت رسیدم ، ناگاه از ورای حجاب آوازی شنیدم که یا سری! ، از خود برفتم و بند از بند من
جدا شد ، باز اعضای مرا جمع کردند "خطاب آمد که یا سری! میچ میدانی که حساب من با
خلق چون است؟ گفتم نمی دانم ، گفت چون ذریات خلق را از صلب آدم علیه السلام بیرون
آوردم و گفتم الست بربکم ، گفتند بلی ، دنیا را بر ایشان عرض کردم ، یک قسم ده قسم گشتند ،
نه قسم به دنیا میل کردند و یک قسم بماند ، بعد ازان بهشت را بر ایشان عرض کردم ، یک
قسم ده قسم شدند ، نه قسم روی به بهشت آوردند و یک قسم باقی ماند ، محبت خود را بر
این یک جزء عرض کردم ، ده قسم شدند ، نه بگریختند یکی بماند ، محنت و بلاهای خود را بر
سح 242
این یک قسم ریختم ، ده قسم شدند ، نه قسم نتوانستند کشید ، یک قسم اختیار کردند ، بعد
(ج)
ازان حجاب قربت را بر این یک قسم کشف کردم ، اینها ده جزء شدند ، نه در غفلت غرق
شدند و یکی باقی ماند ، بعد ازان حجاب هستی را کشف کردم ، آن یک جزء ده جزء شدند ،
(د)
نه در بحر هستی غرق شدند یکی باقی ماند ، آنگاه ندای کرم آمد که یا عبادی! دنیا
بر شما عرض کردم ، دیگران میل کردند و شما نکردید ، بهشت را بیاراستم ، التفات ننمودید
(ر)
محبت خود را عرض کردم ، نگریختید و در تحمل باز قدم استوار داشتید و بلاهای مرا بدل و
جان اختیار کردید ، اکنون مقصود شما و مطلوب شما کیست؟ گفتند مقصود و مطلوب ما توی "۔

(ا) سح ، مظ ۔ نکنم ۔ (ب) فح ۔ بحجاب ۔ (ج) فح ، مر ۔ قرب ۔ (د) سح ۔ هیبت ۔
(ر) قیاساً محنت بمعنی بلا و مصیبت چنانکه قبلاً ذکر شده است ۔

وفات ایشان بامداد سه شنبه سیم ماه رمضان سال دو صد و پنجاه و سه هجری بود و قبر در شونیز بغداد است ـ

از حضرت شیخ معروف کرخی قدس الله سره : کنیت ایشان معروف بن علی الکرخی[1] ، والد ایشان بر دین ترسایان بودند و بر دست امام علی رضا[ب] رضی الله عنه مسلمان شدند و و در مذهب امام اعظم (رح) بودند ـ حضرت امام مالک (رح) را بایشان کمال عنایت و صحبت بود و آنچه یافتند از برکت خدمت امام علی رضا رضی الله عنه بود و دربانی امام کرده و وفات ایشان در دوم محرم سال دو صد هجری بود و قبر وی در بغداد است ـ

از حضرت داوٗد طای قدس الله سره : کنیت ایشان ابو سلیمان است ، شاگرد امام اعظم (رح) است ، جامع علوم ظاهری و باطنی و فقیه الفقها است و با فضیل ابن عیاض و سلطان ابراهیم ابن ادهم (رحمهم الله) صحبت داشتند و در ... آورده است که صاحبین را بهم سح 243 اختلاف افتاده وی را حاکم کردندی و چون به نزدیک وی آمدندی پشت را بسوی ابویوسف (رح) کردی و روی بطرف محمد (رح) و با ابویوسف سخن نکردی و گفتی استاد ما را تازیانه زدند ، (121) وی حاکمی نگرفت و در آن هلاک شد و تو خلاف آن کردی ، پس اگر قول محمدؒ درست بودی گفتی قول اینست که محمدؒ می گوید و اگر قول ابویوسفؒ درست بودی گفت قول اوست و نام بر زبان نبردی ـ روزی هارون رشید و امام (ابو) یوسفؒ هر دو بخلوت داوٗد طای (رح) رفتند ، اذن بدخول نکردند ، مادر او را شفیع آوردند ، مادر پستان بالا کرد که بحق همان شیر که ازین پستان خورده ای ایشان را اذن ده ، گفت "یارب! رضای تو در رضای مادر است و الّا اذن نمی دادم" بعد دخول چون نصیحت شنید ، وقت بر آمدن مبلغ زر بدو پیش کرد ، گفت "من از میراث پدر خانه فروخته ام و دعا کرده ام که یا رب! هرگاه که این نفقه حلال من صرف شود ارواحم قبض کن" هارون رشید از آن مقال پرسید که نفقه چند مانده باشد ؟ گفت

(ا) ابومحفوظ (سفینة الاولیا ـ خزینة الاولیا ـ طبقات الکبری) ـ (ب) قم عدد رمظ ـ (رضا) ندارد ـ

"ده یا دوازده درم مانده است و هر روز نیم دانگ می خورم" - خلیفه آنرا حساب کرد که مقدار روز عمر او باشد ، چون روز آخر شد بعد از سلام بامداد پشت بقبله آورد ، گفت "ای یاران! داوٗد طائیؒ نماند که من می دانم که دعای او مستجاب باشد" - چون روز شد بعد از سلام کس فرستادند ، مادرش گفت "شب نماز می گذارد ، در وقت سحر بعد از وتر سر بزمین نهاد ، وقت بامداد ~~بیدارش کردم~~ بیدار می کردم که مرغ روحش پریده بود" - وفات ایشان در سال صد و شصت و پنج هجری بود و بقولی صد و هفتاد بود و قبر ایشان در بغداد است -

سج 244

از حبیب عجمی قدس الله سره : کنیت ایشان ابو محمد است ، اصل وی از فارس و بسیاری از مشائخ و آئمهٗ کبار را دریافته اند - وی را توبه بر دست حسن بصری (رح) بوده - در اول عهد ربا خوار بود و از هر جنس فساد کردی ، خدایتعالی ویرا توبهٗ نصوحا ارزانی داشت تا بدرگاه خدای تعالی باز گشت و زبانش عجمی بود (۱) ، برعربی جاری نگشته بود تا عهدی ، روزی حسن بصری (رح) در صومعهٔ وی بگذشت و وی اقامت نماز شام گفته بود و به نماز ایستاده ، حسن در آمد و اقتداٗ بدو نکرد زیرا که زبان وی بر خواندن قرآن جاری نبود - چون در شب بخفت خدای عز و جل را در خواب دید و گفت بار خدایا ! رضای تو چه بود ؟ گفت "تو اگر دوش در پس حبیب (رح) نماز می کردی (ب)" - نقل است که خونی را بر دار کردند (ج) ، همدران شب آن خونی را بخواب دیدند (د) در بهشت خرامان با حلهای می رفتند (ر) ، پرسید ای قاتل اتو قاتل بودی این درجه از کجا یافتی ؟ گفت "فلا در آن ساعت که مرا بر دار

(ج) فتاوی برهنه صـ 573 -

(121) شیخ فریدالدین عطار (رح) گوید "چون از داوٗد سوال کردند که هر دو درعلم بزرگاند چرایکی را عزیزداری و یکی را در پیش خود نگذاری ؟ گفت بجهت آنکه محمد حسنؒ از سر نعمت و رفعت دنیا برخاسته است و بسرعلم آمده و علم سبب عزدین است وذل دنیا و ابویوسفؒ از سرذل و فاقه بعلم آمده است و علمرا سبب عزوجاه خود گردانیده ، پس هرگز محمد چون او نبود که استاد ما ابوحنیفهؒ را بتازیانه بزدند قضا قبول نکرد و ابویوسف قبول کرد ، هرکه طریق استاد خلاف کند من با او سخن نگویم" (تذکرة الاولیا جا صـ 204)

(ا) بیت - عربیت - (ب) غیر مره مظ - میگذاردی - (ج) غیر مره - خونی راکدام بادشاه بردار کرده -

بردار کردند حبیب عجمی (رح) یگذشت و در حق من دعا کرد ، این همه از برکت آنست"۔

وفات ایشان در سال یک صد و پنجاه و شش هجری بود و قبر ایشان در بصره است۔

از حضرت حسن بصری رحمة الله علیه : از کبار تابعین امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه

با صد وسه کس از اصحاب رضی الله عنهم را دیده اند ۔گویند که مادر ایشان از موالی ام سلمه

بود رضی الله عنها و در ارشاد الطالبین آورده است که در قریب ایشان مجوسی شمعون (ب) نام (۱)

آتش پرست بود ، روزی بحالت نزع رسید ، امام بدو حاضر شد ، گفت "ای شمعون! (ج) چونی ؟

گفت چنانکه دانند ، گفت چون دانند (د) ؟ گفت چنانکه رضای اوست، گفت چون است رضای او (ر) ؟

گفت چنانکه سزای ماست، شیخ گفت ازین سخن بوی آشنای می آید و شما چرا بیگانه می گردید؟ سح 45

گفت شما مسلمانان مرا بیگانه کرده است (س) ، شما می گوئید که دوزخ برحق است و گناه میکنید و

شما میگوئید که بهشت حق است و تصدقات نمی کنید (ص) و شما میگوئید که دیدار حق است و

بغیر او دوستی می کنید ، امام گفت بقدر گناه عذاب کرده شویم و ببرکت ایمان بگذ ریم (ط) ، شمعون

گفت من نیز مدت هفتاد سال عبادت آتش کرده ام ، مرا نخواهد سوخت، امام آتش را طلب

کرد و دست خود در آتش کرد ، امام گفت تو نیز دست خود درین آتش کن که ترا سوزد یا نه ،

شمعون قبول نکرد ، امام گفت من عبادت الله تعالی کرده ام ، از آتش نمی ترسم و تو عبادت

آتش کرده ای از وی می ترسی ، ~~شمعون~~ شمعون گفت ایمان آرم بسه شرط اگر ضامن شوی ، اول

نابودن عذاب قبر ، دویم رسیدن به بهشت ، سیم دیدار باری تعالی ، امام گفت قبول کردم ،

گفت نوشته بمن ده تا در گور خود برم ، همچنان کرد ، شمعون مسلمان شد ، بعد از دفن کردن

امام بغایتی دلگیر شد که کار بد کرده ام ، بدرگاه لم یزل ضمانت نوشته فرستادم ۔از کثرت

غم و اندوه در خواب رفت، دید که شمعون خلعتهای بهشت پد پوشیده در بهشت می خرامد

بود ۔(د) غع ، عر ۔یک فقیر بخواب دید ۔ (ر) سح ، فع ، مظ (می رفتند) ندارد ۔

(۱) غع ، عر ، مظ (در) ندارد ۔ (ب) ، (ج) شمعون (ارشاد الطالبین صا 356) ۔(د) داند (ایضاً (ر) ایضاً ۔ (س) کرده اید (ایضاً) ۔ (ص) غع ، عر ۔جنت ۔(ط) غع ، عر ۔بگور در امان باشیم ۔

امام گفت چونی ؟ گفت چنانکه بینی ، گفت خدای تعالی بتو چه کرد ؟ گفت از برکت ایمان و ضمانیت شط عذاب قبر نکردو از دوزخ نیز خلاص شدم و بجنت رسیدم و وعدهٔ دیدار کرد و تو الحال از ضمانیت خلاص شدی ، نوشتهٔ خود را بگیر - امام چون بیدار شد نوشته در دست یافت و بطرف دیگر نوشته بود "نجاک الله کما نجیتنی من الهمّ والغمّ" (ا) ولادت ایشان در سال بیست و یک هجری بود و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و نه سال (ب) و وفات ایشان پنجم رجب سال یک صد و ده هجری و قبر ایشان در بصره که سابق آباد بود نزدیک بصره که الحال آباد است واقع است - از علی کرم الله وجهه ، از رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و علی سائر الانبیاء والمرسلین و علی من تابعهم اجمعین و سلم تسلیماً کثیراً ، برحمتک یا ارحم الرّاحمین -

سح 46

و اخوند محمد صدیق پشاوری که مرشد مرشد این فقیر کاتب حروف بود اجازت از سه جانب گرفته است یکی از اخوند محمد شاه سدوس (رح) و دیگر از اخوند صاحب ککری (رح) که احوال او ذکر کرده شده و جانب دیگر از شیخ جنید پشاوری (رح) و او اجازت از دو جانب گرفته است یکی از شیخ احمد ملتانی قدس الله سره و او از شاه عالم دهلوی ، از شاه منوّر ، از شاه دولا قدس الله سرهم و او از غوث الاعظم قدس الله سره و جانب دیگر از سید معصوم شاه جهان باقی ساکن در پشاور قدس الله سره و او از حاجی سید قدس الله سره و او از خیرالله قدس الله سره و او از غیاث الدّین قدس الله سره و او از عبدالرزّاق قدس الله سره و او از سید زین الدّین (122) قدس الله سره و او از سید مستان قدس الله سره و او از سید

(الف) رجوع کنید به ارشادالطّالبین صا 36 - 362 - (ب) غم ، هر ، مظ - هفتاد (درست نیست ۔)
(122) اینجا ... مصنف (رح) نوشته شود که سید زین الدّین از سید میرمیران واو از شیخ سلیمان واو از شیخ نظام الدّین ، از سید مستان ، از شیخ ... ، از سید جلال ، از شیخ بهاءالدّین ، از سید جلال ، از شیخ عبدالله ، از سید مستان ، از غوث الثّقلین (حاشیه سح ...) ولی اندر شجرهٔ طریقت مطبوعه منظوم ... پشاور که با هتمام صاحبزاده احمد جان عمرزی الحال ساکن پلوشی (سخاکوت) بچاپ رسیده میرمیران وشیخ سلیمان وسید مستان وشیخ نظام الدّین نوشته نیست -

یسین قدس اللہ سرہ و او از سید جلال قدس اللہ سرہ و او از شیخ بہاء الدین قدس اللہ سرہ و او از سید جلال قدس اللہ سرہ و او از شیخ عبداللہ قدس اللہ سرہ و او از سید احمد قدس اللہ سرہ و او از سید احمد/مستان قدس اللہ سرہ و او از حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہ ۔

سح 47

در ذکر ائمۂ اربعہ کہ چہار دیوار خانۂ اسلام اند و مقتدای فرقۂ انام اند

* *

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ علیہ :- کنیت ایشان ابو حنیفہ است و لقب ایشان امام اعظم و نام نعمان ابن ثابت بن زوطی ، کذا فی سفینۃ الاولیا و در ارشاد الطالبین اخوند درویزہ علیہ الرحمہ و صلوٰۃ مسعودی آوردہ اند کہ ثابت بن زوطی بن المرزبان است و در رشحات آوردہ است کہ ثابت بن عبداللہ بن طاوس بن ہرمز وکان ~~الملوک~~ الہرمز ملکاً (123)

ثلہ سید جلال ثانی

(123) اینجا روایت رشحات درست ننوشتہ است اغلباً از روی سہو کاتب است زیرا کہ عبداللہ جد امام محمد بن حسن شیبانی (رح) بود نہ کہ جد امام ابوحنیفہ (رح) ، روایت صحیحہ در نسخۂ مطبوعۂ رشحات ج1 ص234 اینطور مسطور است "محمد بن (حسن) بن عبداللہ بن طاوس بن ہرمز الشیبانی وکان ہرمز ملکاً ببغداد اسلم علی یدی عمر بن الخطاب (رض) و ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن طاوس بن ہرمز" مورخ ابن خلکان رقمطراز است "ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ و زوطی را با پیش زاء و فتح طاؤ در آخر یای مکسورہ ضبط کردہ است ولی نبیرۂ امام اعظم اسمعیل نسب نامۂ خویش چنین نوشتہ است اسمعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان" (وفیات الاعیان ج5 ص405) ۔ علامہ شبلی خیال میکند کہ چون زوطی مسلمان شدہ باشد نام ایشان نعمان داشتہ شدہ باشد ، ازین رو اسمعیل ذکر ایشان با نام اسلامی کردہ است ۔ خطیب بغدادی می گوید "کان ابو حنیفہ اسمہ عتیک بن زوطرہ فسمی نفسہ النعمان و اباہ ثابتاً" (تاریخ بغداد ج13 ص325) ولی بقول مولانا بدر عالم رفیق ندوۃ المصنفین دہلی راوی این روایت "الساجی" مختلف فیہ است ، بدین وجہ این روایت مشکوک است (ترجمان السنہ طبع دوم دہلی 1377ھ / 1958م ج1 ص220)

* *

ملکاً بهغداد اسلم على يد عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالی عنه و این هرمز دیگر است و آن هرمز که پسر نوشیروان است دیگر، زیرا که از تواریخ ایشان معلوم شده است که نوشیروان در سال هشتم از تولد آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم مرد و مملکت خود به پسر خود که هرمز بود سپرد و در سال نوزدهم هرمز را قتل کردند و همدرین سال خسرو پرویز را که پسر هرمز است باستقلال بر تخت سلطنت نشانیدند کذا فی معارج النبوه و آن هرمز که جد حضرت امام اعظم (رح) بود بدست عمر بن الخطاب (رض) مسلمان شده بود و از قبیلهٔ شیبانی اند و آن هرمز که پسر نوشیروان بود از قبیلهٔ ساسانیان بود که هردو قبیله از عجم بودند و حضرت امام (رح) از تابعین اند و امام اول از ائمه اربعه و با امام جعفر صادق رضی اللّٰه تعالی عنه صحبت داشته اند و هفت کس از اصحاب کبار رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم را دیده اند سح 248 و علم از آنها گرفته اند (124)، یکی انس بن مالک و عبداللّٰه بن جزء الزبیدی و جابر بن عبداللّٰه

---

(124) محققین اسلام درین باره مختلف الرأی بوده اند که آیا امام ابو حنیفه (رح) بعضی از صحابه (رض) رادیده و از آنان سماعت و روایت حدیث کرده اند یا فقط بدیدار بعضی و درک زمانهٔ بعضی دیگر مشرف شده اند ـ علامه عینی (رح) قائل سماعت حدیث از صحابه است (×× ردالمختار مصنفه محمد امین المعروف به ابن عابدین الشامی طبع اول کوئته 1399 هـ جا ص49) ـ بعضی دیگر نیز احادیث چندبروایت امام موصوف نقل کرده اند (رجوع کنید به ردالمختار جا ص48) در تنویرالابصار متن ردالمختار جا ص47 مسطور است "وصح ان ابا حنیفه سمع الحدیث من سبعة من الصحابة و ادرک بالسن نحو عشرين صحابیاً" یعنی امام ابو حنیفه از هفت کس از صحابه (رض) حدیث شنیده و زمانهٔ بیست کس از صحابه را دریافته بود ـ ولي اکثر محققین متأخرین چون حافظ ذهبیؒ و ابن حجر عسقلانیؒ و حافظ قاسم الحنفیؒ و خطیب بغدادی و محمد طاهر فتنیؒ (متوفی 986 هـ مؤلف مجمع البحار الانوار) وغیره برین اند که جمعی از صحابه را دیده یا زمانهٔ آنان را دریافته ولی درک صحبت و روایت حدیث از آنان ثابت نیست ـ خطیب بغدادی در تاریخ خویش و محمد بن سعد در طبقات گویند که امام موصوف انس بن مالک (رض) را دیده اند، ابن حجر عسقلانی (رح) گوید که سوای انس بن مالک تلاقی هیچ یک از صحابه ثابت نیست (رجوع کنید به تبییض الصحیفه طبع حیدرآباد دکن 1334 هـ ص6) پرفسور محمد ابو زهره رقمطراز است " و انا نمیل الى ذلك الرأى و نختاره فنقرر ان ابا حنيفة التقى ببعض الصحابة الذين امتد بهم العمر الى عصره و لكنه لم يرو عنهم " یعنی ما این رای را پسند می کنیم، پس

و عبدالله بن ابی اوفی و عبدالله بن حرث[1] و عقیل بن یسار و واثله بن الاسقع (رضی الله عنهم) و از بعضی از زنان اصحاب نیز علم گرفته چون عائشه بنت عجرد[125] (رض) و از بیشتر اصحاب (علم) گرفته است امّا او را در فقه نسبت بسوی حماد (رح) میکنند و او از شاگردان ابراهیم بن یزید (رح) و او از شاگردان علقمه (رح) و او از شاگردان اسود (رح) و او از شریح[ب] قاضی (رح) گرفته، ایشان هر دو از عمر فاروق (رض) و عمر فاروق از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و استاد فضیل ابن عیاض و ابراهیم بن ادهم و بشر حافی و داوٗد طای رحمهم الله و یحیی معاذ (رح) گوید که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را در خواب دیدم ، گفتم یا رسول الله ! این اطلبک یعنی کجا جویم ترا ؟ قال "عند علم ابی حنیفه"[ج] خواجه محمد پارسا (رح) درفصول نوشته اند که وجود امام اعظم رضی الله عنه بزرگترین معجزات پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بعد از نزول قرآن و مذهب او مذهبی است که عیسی علیه السّلام بعد از نزول

اقرار میکنیم که ابو حنیفه با بعضی از صحابه که آنان بلحاظ عمر تا زمانهٔ ابو حنیفه بقید حیات بودند ، ملاقات نموده ولی ازآنان روایت نکرده اند (ابوحنیفه، طبع ثانیه قاهره 1366هـ ص65) علامه انورشاه کشمیری (رح) گوید "لم یثبت له غیر رویة انس (فیض الباری طبع قاهره 1357هـ ج1 ص202) زیرا که امام ابو حنیفهٔ که در سال 80هجری چشم بدنیا کشود ، وقت رحلت صحابهٔ مذکورهٔ متن زیر نظر که امام موصوف بزعم بعضی از علماء حنفیون از آنان روایت کرده ، چون جابر بن عبدالله متوفی 79هـ (قبل از ولادت امام موصوف) و واثله بن الاسقع متوفی 85یا 86 یا 87هـ و عبدالله بن ابی اوفی متوفی 86یا 87یا 88هـ (آخرین صحابه که در کوفه وفات یافتند) و عبدالله بن حرث بن جزء الزّبیدی متوفی 86هـ در مصر ، (رضی الله عنهم) ، خیلی صغیر السّن بود و روایت حدیث از آنان برای ابو حنیفه (رح) محل نظر است ، نیز هیچ یک از تلامذهٔ اکابر امام ابوحنیفه چون امام ابو یوسف و امام محمد بن حسن و عبدالله بن مبارک و عبدالرزاق (رحمهم الله) در کتب احادیث که ایشان نوشته اند ، هیچ روایتی درین باره نقل نکرده اند (الخیرات الحسان مؤلفه ابن حجر مکی طبع بمبی 1324هـ ص24).

خلاصهٔ بحث اینکه امام ابو حنیفه بقول انورشاه کشمیری از روی رویت صحابه تابعی اند و از روی روایت حدیث تبع تابعی "انه تابعی رویةً و تبع تابعی روایةً" (فیض الباری ج1 ص202).

(1) عبدالله بن حرث بن جزء الزّبیدی - (ب) فتح ، عرش شیخ - (ج) رجوع کنید به کشف المحجوب ص86

(125) عائشه بنت عجرد (رض) : علامه ذهبی و ابن حجر عسقلانی هردو برین اند که وی صحبت رسول صلی الله علیه و آله و سلم را نیافته است (رد المختار ج1 ص49) ، همچنین علامه ابن اثیر ویرا از تابعین شموده است (اسد الغابه طبع تهران ج5 احوال عائشه بنت عجرد رضی الله عنها)

(ا)
چهار سال موافقت آن مذهب خواهد کرد و گویند که آخر بار بطواف کعبه رفتند ، شبی بر پای ایستاده نصف قرآن بر یک پای و نصف دیگر بر دیگر ختم نمودند و گفتند "ما عرفناک حق معرفتک و ما عبدناک حق عبادتک" هاتفی آواز داد که ای ابو حنیفه! شناختی مرا آنکه حق شناختن بود و عبادت کردی ما را آنچه حق عبادت کردن است ، پس آمرزیدیم ترا با تابعان تو ، و در تذکرة الاولیا شیخ فریدالدّین عطار (رح) آورده است که امام ابوحنیفه (ب) بروضهٔ مصطفی صلی اللّه علیه و آله و سلم رفت و سلام کرد بدین لفظ "السّلام علیک یا سیّد المرسلین" از روضهٔ مبارک آواز آمد "وعلیک السّلام یا امام المسلمین" - در اول قدم عزیمت عزلت کرد و روی از خلائق بگردانید و صوف در پوشید ، بدان سبب که توجه بقبلهٔ حقیقی داشت

سع 49

(ا) چهل سال (رجوع کنید به تفسیر ابن کثیر سورهٔ النّسا: 157_158 ، و حیات عیسی مؤلفه مولانا محمد ادریس کاندهلوی طبع ادارهٔ اسلامیات لاهور 1977م ص120) - (ب) رجوع کنید به تنویر الابصار متن ردالمختار ج1 ص39 -

(194) این رای مبنی برمتابعت و موافقت اهل الکشف است چنانکه امام ابوالحسن شعرانی میگوید که وقتیکه حق تعالی بر من احسان کرد و حقیقت شریعت بر من مکشوف گردانید همه مذاهب را متصل یکدیگر دیدم و مذاهب اربعه (حنفیه، مالکیه، شافعیه، حنبلیه) را در صورت جداول اربعه دیدم که درازترین همه جدول امام ابو حنیفه (رح) بود و بعد ازان قریب بآن بالترتیب جدول امام مالک، امام شافعی و امام احمد بود و جدول امام داوٗد کوتاه ترین آنها بود که در قرن پنجم هجری منقرض شد ، پس بذریعهٔ این جدولها تاویل درازی وکوتاهی مدت این مذاهب بما کرده شد و چنانکه مذهب امام ابوحنیفه اولین مذاهب مدوّنه بود ، همچنین از روی انقراض آخرین مذاهب خواهد بود (میزان الکبری طبع مصر 1279هـ ص59) ولی مؤلف مرحوم (شیخ محمد شعیب) هیچ دلیلی درین باره نیاورده که عیسی علیه السّلام متابعت مسلک حنفیه خواهد کرد چنانکه حافظ جلال الدّین سیوطی این رای را باطل گردانیده می گوید که درباره یک نبی چطور گمان میتوان کرد که وی تقلید از مجتهد خواهد کرد در صورتیکه یک مجتهد را تقلید از دیگران جائز نیست، عیسی علیه السّلام هم اجتهاد خواهد کرد یا بر آن که قبل ازین از شریعت ما بوی تعلیم کرده شده یا بر آن که بوی در آسمان تعلیم کرده یا اینکه در قرآن نظر کرده و تفهم احکام کرده چنانکه پیغمبر ما علیه الصّلوٰة والسّلا تفهم و استنباط می کرد - انتهی کلامه - و علامه سبکی رحمة اللّه علیه بر آخرین اقتصار نموده اند - (ردالمختار ج1 ص 42) -

* * * * * * * * * * * * * * * * *

تا حدیکه شبی حضرت علیه السّلام را در خواب دید که می گفت" یا ابا حنیفه! بدان که خدای تعالی ترا از برای زنده کردن سنتهای من از عالم عدم بصحرای وجود آورده اند ، قصد عزلت مکن بیرون آی" - چون امام آن خواب دید بکار اجتهاد و درس و فتویٰ مشغول شد و در تذکرة الاولیا نیز آورده است که شبی ابوحنیفه (رح) خواب دید که استخوانهای حضرت علیه السّلام از لحد گرد آوردی و بعضی را بربعضی اختیار کردی ، از هیبت این خواب بر خود لرزید و بیدار شد و بامداد بنزد یکی از اصحاب ابن سیرین رضی الله عنه رفت وتعبیر این خواب خود باز پرسید ، آن بزرگوار گفت بدان که این خواب تو دلالت بر آن میکند که در علم حضرت علیه السّلام و حفظ سنت وی بدرجهٔ بزرگ بزرگ خواهی رسید چنانچه ترا در آن باب تصرف خواهد بود بحدیکه صحیح را از سقیم جدا کنی و سقیم را از صحیح فرق کنی و (1)

و در تذکرة الاولیا نیز آورده است که روزی خلیفه جماعتی بر انگیخت و ائمه که بدوری بود ند همه را حاضر کرد و در آن وقت از امام شعبی (رح) کسی بزرگ تر نبود و بغایت پیر شده بود و وی استاد ابو حنیفه بود و او را برهمه مقدم داشته بودی و خلیفه را غرض آن بود که خطوطی (ب) داشت، ضیاع و اشیای چند خریده بود بنام هر خادمی از آن خود ، بعضی با قرار و بعضی بملکی و بعضی بوقف و خدام این خطوط به پیش ائمه آوردند ، پیغام خلیفه رسانیدند که باید حضار برین صکوک شهادت خود بنویسند (ج) - امام شعبی (رح) بنوشت و دیگران هم نوشتند و امام ابو حنیفه (رح) در عقب همه بودند ، در آن وقت هنوز جوان بود ، چون کتاب شهادت بوی رسید پرسید که خلیفه کجااست؟ گفتند که در خانه است ، گفت بگوئید که یا اینجا شود یا مرا باز خواند تا من از زبان بشنوم و مواجه توقیع خود بکنم (د) - خدام خلیفه را دشوار آمد ، گفتند " ای جوان! کبار ائمه بی دیدار شهادت نوشتند تو چرا فضولی می کنی ؟ " امام گفت "لنها ما کسبت و لکم ما کسبتم" ایشان با وی همچنان الحاح و درشتی می نمودند و امام می

سح 50

(1) تذکرة الاولیا ج1 ص 186 - (ب) سح ، فح ، مظ (را) ندارد - (ج) خطوط - (د) سح ، فح ، مظ بشنوام -

گفت البته بی دیدار خلیفه گواهی ننویسم که درست نیست و از گفتار امام و درشتی خدام خلیفه شنید و از خدام باز پرسید ، خادمان صورت حال باوی بگفتند ، خلیفه را پسند افتاد سخن امام و خلیفه از خانه بیرون آمد ، در مجلس با امام شعبی (رح) در مکالمه آمد و گفت "چه گوی که در شهادت دیدار شرط XXXX" است یا نی ؟ "امام گفت شرط است ، خلیفه گفت پس تو چرا از ما سوال نکردی و بی دیدار من گواهی نوشتی ؟ گفت بر قول خدام اعتماد کردم و دانستم که دروغ نگویند و نیز گستاخی (1) نکردم و از خلیفه دیدار نخواستم." خلیفه گفت "این سخن از حق دور است" و امام شعبی در آن وقت قاضی بود ، خلیفه گفت "تو شائستهٔ قضا نیستی و این جوان از تو شائسته تر است بقضا" و خلیفه منصور بود ، اندیشه کرد که قضا بکسی دیگر بدهد ، فرمود کدا نام چند از ائمه که شائستهٔ قضا اند بنویسند و بوی دهند تا از ایشان هر کدام که شائسته باشد قضا را بوی دهند ، پس احتیاط کردند ، چهار کس را اختیار کردند که ایشان مقبول علماء بودند ، یکی امام ابو حنیفه ، دویم سفیان ثوری ، سوم مسعر بن حرام (127) ، چهارم شریک (128) (رحمهم الله) - وانعه را پیش خلیفه بردند ، فرمود تا چهار

صح 51

---

(1) صح - گستاختی -

(127) اصلاً مسعر بن کدام است و ابو سلمه مسعر بن کدام بن ظهیر بن الحارث بن عبدالله بن عمرو بن عبد مناف بن هلال بن عامر بن صعصعه در کوفه در سال 152 هـ وفات یافت (طبقات ابن سعد حصه ششم ص385) - از سفیان بن عینیه مروی است که هیچ کس را افضل از مسعر بن کدام (رح) ندیدم (حلیة الاولیاء ج 7 ص 209) -

(128) ابو عبدالله شریک بن عبدالله بن ابی شریک حارث بن اوس بن حارث بن الاذ هل بن وهبیل بن سعد بن مالک بن النخع ، و نخع قبیله ایست بزرگ از مذحج ، ولادت ایشان بمقام بخارا در سال 95 هـ واقع شد و در کوفه و اهواز بر منصب قضا فائز بوده در سال 177 هـ در کوفه وفات یافت - خلیفه هارون الرشید از حیره آمده بر او نماز خواند - جد شریک ابی شریک الحارث در غزوهٔ قادسیه شهادت یافت (وفیات الاعیان ج2 ص464 تا 68) و طبقات ابن سعد حصه ششم ص40) - برای احوال وی رجوع کنید به تاریخ بغداد ج9 ص279 - تذکرة الحفاظ ص232 - میزان الاعتدال مؤلفه علامه ذهبی طبع اول بیروت 1382 هـ ج2 ص270 - البدایه والنهایه ج10 ص171 -

. . . .

را حاضر کردند ، کسی از خلیفه بیامد و ایشان را بجانب خلیفه روان ساخت ، در راه که می آمدند ابو حنیفه (رح) گفت من در هر یکی از شما فراستی گویم، گفتند صواب آید ، گفت "من ابو حنیفه قضا را از خود بحیلتی دفع گردانم و سفیان (رح) بگریزد و مسعر (رح) خود را دیوانه سازد و شریک (رح) قاضی شود" - پس سفیان از همانجا بگریخت و در کشتی نشست و اهل کشتی را گفت که مرا پنهان کنی که می خواهند تا سرم ببرند و این سخن بتاویل این حدیث می گفت که پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است "من جعل قاضیاً فقد ذبح بغیر سکین" [1] یعنی هر کرا قاضی گردانید ند بی کارد [ب] سرش بریدند - چون این سخن شنید او را در آن کشتی پنهان کرد و کشتی را براند و آن سه کس دیگر برفتند - چون خلیفه ایشان را بدید نخست روی بجانب امام ابوحنیفه" کرد و گفت ترا باید قضا اختیار کردن ، امام گفت "یا امیرالمؤمنین ! بدان که من مردی ام نه از عرب بلکه از موالی ایشان [129] و سادات عرب راضی

---

(1) تذکرة الاولیاء ج1 ص287 - تذکره الموضوعات از محمد طاهر الهندی ص186 - (ب) فی ، هر مظ - بکارد -

(129) اگرچه در نسخهٔ زیرنظر "از موالی ایشان "یعنی از آنان بسبب موالی زادگی" مسطوراست، لکن در تذکرة الاولیاء ج1 ص187 که بقول مؤلف مرحوم ماخذ این روایت است، این الفاظ موجود نیست - بسیاری از مؤرخین امام ابو حنیفهٔ را موالی زاده گردانیده اند و آنانکه مخالف امام بوده اند همین نکته را برای تنقیص امام اعظم بنای بحث قرار داده اند ، حالانکه اولاً این روایت مختلف فیه است که امام موصوف از اولاد موالی بود یا احرار زیرا که اگرچه ابن ندیم (مؤلف الفهرست) وابن سعد (مؤلف طبقات) امام موصوف را از مولای بنی تیم الله بن ثعلبه از مردم کابل و بقولی بردهٔ بنی قفل قرار داده اند ولی مؤرخ معروف ابن خلکان در تاریخ خویش (وفیات الاعیان ج5 ص405) روایتی از نبیرهٔ امام اعظم اسمعیل بن حماد نقل کرده و آن اینست "انا اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان من ابناء فارس من الاحرار والله ما وقع علینا رق قط "و بمصداق "صاحب البیت ادری بما فیها" روایت اسمعیل ترجیحاً قابل اعتماد است علاوه برین اختلافات دیگر نیز دربارهٔ نسب امام اعظم موجود هستند حتی که ابومطیع امام اعظم را عرب نژاد قرار داده است (سیرة النعمان مؤلفه علامه شبلی طبع کراچی ص27) نیز مولی بمعنی حلیف مستعمل بوده است نه که محض در معنی غلام چنانکه قاضی ضمیری تصریح کرده است که زوطی حلیف بنی تیم الله بود یعنی هم قسم (قلائد عقود العقیان فی مناقب ابی حنیفه النعمان ، مؤلفه ابی القاسم ابن عبد العلیم

نباشند بحکم من بسبب موالی زادگی "خلیفه گفت "این کار بنسب تعلق ندارد که اصل علم است و تو از جمله فحول علمای " امام گفت من خود را شائستهٔ این کار ندانم، خلیفه گفت بچه دلیل ؟ امام گفت بدان دلیل که اینکه می گویم که نمی شایم، پس چنان است که شائسته قضا نیستم و قضا را مردی شائسته می باید و اگر چنان است که دروغ گویم ،پس قضا را نمی شایم که دروغ گوی قضا را نشاید و تو خلیفهٔ مؤمنانی روا مدار که دروغ گوی را قاضی مسلمانان گردانی و بر مسند شریعت محمد صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بنشانی و اعتماد فروج زنان (ا) بر وی کنی "۔خلیفه دست از وی بداشت و روی بجانب مسعر آورد و گفت او را بیاورید ، زود مسعر (رح) پیش خلیفه بدوید و بر خلیفه سلام گفت و دست خلیفه بگرفت و گفت "تو چگونه ای وفرزندان و مستورات (ب) چگونه اند ؟ " منصور را خنده آمد وگفت او را بیرون کنید که او دیوانه است، ناگاه روی بجانب شریک (رح) کرد و گفت ترا قضا باید قبول کردن، گفت من مردی سوداوی ام و دماغ من ضعیف شده است، منصور گفت باک نیست فرمایم تا معالجت آن بچیزی موافق بکنند تا عافیت کامل شود ۔شریک (رح) راضی شد و قضا را بوی تسلیم کرد ، فراست امام (رح درست شد و در شرح مختصر امام محمد (ج) کوهستانی آورده است که پیغمبر صلی اللّٰه علیه و آله و سلم فرموده است که بعد از من شخصی پیدا شود ،نام او نعمان بن ثابت باشد ،اگر من به پیغمبری مبعوث شده نمی بودم او را پیغمبر میکرد (د) ، و در ارشاد الطّالبین مولانا درویزه علیه الرّحمه والغفران آورده است که عمر مرتضی علی کرم اللّٰه وجهه بآخر رسید ثابت نعمان را در کنار گرفت، در پیش او برد و مرتضی علی کرم اللّٰه وجهه در حق او دعا کرد و ایضاً از ارشاد

(ا) و اعتماد خون و مال مسلمانان بر وی کنی (تذکرة الاولیاءج1 ص187)۔(ب) مستورات وفرزندانت ۔(ج)فخ ،مر، مظ ۔(محمد) ندارد ۔(د) رجوع کنید بارشاد الطّالبین ص398 ۔

****
(
الیمنی ،باب اول)۔علامه نوویؒ درمقدمهٔ تهذیب الاسماوٗاللّغات نوشته است که مولی اکثر در معنی حلیف مستعمل است ۔بازهم اگر تسلیم کنیم که امام اعظم مولی زاده بود چه وجه کسر شان است؟ درصدراسلام بعدازان بسیاری از مشاهیر اسلام بوده اند ازقبیل حسن بصری و ابن سیرین وطاوس وعطاء بن یسار ونافع و مکحول که مقتدای زمانه خویش بودند وخود یا ابا واجداد ایشان غلام بودند

سح 53

است که روزی مهتر عالم علیه السّلام در مسجد نشسته بود ، اعرابی در آمد و کاسهٔ خرما پیش نهاد ، گفت از راه دور آورده ام ، چون رسول علیه السّلام نیم خرما بخورد عبدالله بن مسعود (رض) بر پای خاست و گفت "یا رسول الله ! در شب خوابی دیدم عجیب، تعبیرم فرمای " گفت " چسان دیدی ؟ " گفت "دیدم که ستاره ای از آسمان بر زمین فرود آمد ، از نور آن ستاره تمام عالم منوّر شد ، "رسول علیه السّلام متفکّر شد ، جبرائیل امین (ع)بفرمان[(ا)] رب الجلیل در رسید و بفرمان ربّ العلمین گفت "ای رسول اولین و آخرین ! تعبیر این خواب[(ب)] مسعود اینست که بعد از رحلت تو بدارالبقا بهشتاد سال و هفت[(ج)] روز شخص بیرون آید از کوفه و کنیت او ابوحنیفهٔ بود ، همه دنیا بنور علم او منوّر گردد و سنت های ترا بکمال رساند " رسول علیه السّلام خوشدل شد و انس بن مالک (رض) را پیش خود خواند و قدری آب از دهن خود بر کام وی ریخت و او را گفت که ترا عمر دراز خواهد شد و تو ابوحنیفه را خواهی[(د)] دید ، سلام من بر وی برسان و بگو که عطای تحفهٔ محمد صلی الله علیه و آله و سلم ترا مبارک باد و خرما که در دست داشت در حریر کرد و به عبدالله بن مسعود (رض) داد ، گفت دست بدست تو این خرما بکسان برسان تا ابو حنیفه را رساند - چون رسول علیه السّلام بدار آخرت خرامید عبدالله بن مسعود امانت را نگهداشت تا آخر عمر خود ، آنگاه بشاگرد خود علقمه (رض) داد و قصه آن بگفت ، چون علقمه (رض) را وفات نزدیک آمد بشاگر خود یزید (رض) داد و قصهٔ آن بگفت، چون یزید (رض) را وفات نزدیک آمد بشاگرد خود ابراهیم (رض) داد و قصهٔ آن بگفت، چون ابراهیم را وفات نزدیک آمد بشاگرد خود حماد دادو قصهٔ آن بگفت و درین وقت ابوحنیفه (رض) هفت ساله بود و شاگردی حماد (رض) میکرد و هشتاد

(ا) سح -فرمان - (ب) قیاساً "تعبیر خواب ابن مسعود (رضی الله عنه) " -(ج) هشت (ارشاد الطالبین ص399) -(د) سح -بخ بست -

(130) سال در شاگردی حماد (رح) بود ، حماد هر روز آن نیم خرما از صندوق بیرون کردی و بدست نهادی و گفتی بحرمت عطای این خرما که او را بمن نمای ، روزی ابو حنیفه (رح) نزدیک او آمد و گفت آن امانت را بمن ده و کسی آن را نمی تواند خوردن و حماد (رح) سر او را در کنار گرفت و گفت من می دانم که نیم خرمای رسول علیه السلام امانت تو خواهد بودو در تو میدیدم ، ترا مبارکباد و قصهٔ خواب عبدالله ابن مسعود (رض) با وی بگفت و چون حماد" وفات یافت پدر ابو حنیفه که ثابت بوده است قصد حج کرد و ابو حنیفه" را با خود بردو در مکه خیمه دیدند زده و گرد آن خیمه آدمی انبوه در آمده ، ابو حنیفه" گفت بدان جا رفتم ، پیری دیدم کلان سالخورده و نورانی ، گفتم این کیست؟ گفتند انس بن مالک (رض) ، در آمدم و بر وی سلام کردم ، چون آواز من شنید گفت (1) ازین آواز بوی آشنا می آید و مرا گفت از کجا می آئی گفتم از کوفه ، گفت کنیت تو چیست؟ گفتم ابو حنیفه ، انس بن مالک (رض) گفت ابروان مرا برگیر تا من او ببینم که صاحب مذهب و بزرگ است ، آنکه مرا گفت نزدیک من آی تا ترا سلام دارم تسلیم کنم ، چون نزدیک او رفتم قدری آب دهن در دهن من کرد و گفت این آب دهن مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم است ، چون آب دهن خوردم حلاوت عظیم یافتم ، انس بن مالک (رض) گفت اکنون چون آب دهن مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم خوردی خود را چگونه می بینی ؟ نشان آن بمن بگو ، ابو حنیفه" بر پای خاست و زبان بکشاد و گفت ای انس! این ساعت خود

---

(1) نسخ ، مظ ـ ای آواز آشنا می آید ـ

(130) این درست نیست زیرا که امام ابو حنیفه" (ولادت سال 80 هـ) در هفت سالگی شاگردی حماد میکرد و حماد بقول مولانا شبلی نعمانی و ابو زهره در سال 120 هـ وفات یافت (سیره النعمان ص 43) ـ ازینرو ممکن نیست که امام اعظم هشتاد سال در شاگردی حماد بوده باشد بلکه مولانا شبلی میگوید که امام ابوحنیفه گوید که تا دو سال در حلقهٔ درس حماد می بودم (سیره النعمان ص 42) ـ محمد ابو زهره گوید که امام ابو حنیفه هجده سال در شاگردی حماد (رح) می بود (ابوحنیفه ص 66) ـ

* * * * * * * * * * * * * * *

نسخ 54

سح 55 را چنان می بینم که اگر انواع حکمت و انواع علوم در هر یک از دانایان روی زمین جمع شود و هر یک از من هزار مسئله بامتحان بپرسند بتوفیق الله تعالی آن همه را جوابها با ثواب گویم واز هیچ کس نترسم و اندیشه نکنم واز همه بزیادت آیم و مذهب من بهمه آفاق رسد - دیگر آنکه در ماه رمضان شصت و یک کرت قرآن مجید می خواند یک کرت در تراویح و دیگر آنکه هرگز بآفتاب و آسمان نظر نمی کرد و میگفت تأسف بآن عمر گذشته که بآسمان و آفتاب تیز نگریستم و در روایت ندیده بودم که حضرت رسالت صلی الله علیه و آله و سلم هرگز بآسمان و آفتاب ننگریست زیرا که هر دو مؤنث معنوی اند و در برهنه آورده است که روزی امام اعظم را با محمد بن حسن بن علی رضی الله عنهم ملاقات شد (1)، فرمود توی که مخالفت حدیث جد من کنی بقیاس، امام گفت "معاذ الله ! بنشین که ترا حرمتی است چون حرمت جد تو، وی بنشست و امام پیش او بدو زانو با ادب بنشست و گفت مرد ضعیف تر است یا زن؟ فرمود زن، گفت حصهٔ او از میراث چند است؟ فرمود نصف از مرد، گفت اگر بقیاس می گفتم حکم بر عکس این می کردم، باز گفت نماز فاضل تر است یا روزه؟ فرمود نماز، گفت اگر بقیاس می گفتم بر زن قضای نماز بود نه روزه، باز گفت بول پلید تر است یا نطفه؟ فرمود بول، گفت اگر به قیاس می گفتم غسل ازان بودی نه ازین، معاذ الله که من مخالفت حدیث کنم بلکه خادم اویم، آنگاه امام برخاست و امام را در کنار گرفت و بر روی مبارک او بوسه داد و در اول امام را از سح 56 برای آن سخت گفت که حساد چنان شنوانیده بودند و هکذا کلّ ذی نعمت محسود لکل فی خیرات الحسنات (ب) - اسد بن عمر رضی الله عنهما که از اجله تلامذ امام است گفت امام چهل سال بوضو نماز خفتن نماز بامداد گذارد و تمامی قرآن را در یک رکعت می خواند (131) و آواز گریهٔ

---

(1) ملاقات مذکورهٔ متن امام اعظم را با امام محمد باقر که محمد بن علی (زین العابدین) بن حسین (رضی الله عنهم) است، اتفاق افتاده بود - (سیره النعمان ص 57) - (ب) کل ذی نعمة محسود، نقل فی خیرات الحسان (خیرات الحسان تالیف علامه حافظ ابن حجر عسقلانی است)

(131) شیخ نصیر الدین سینای میگوید "او را از جهت کثرت قیام "وتد" (یعنی میخ)

او همسایها می شنیدند و جعفر بن زیاد الاحمر (رح) گفته است که عدد ختمات امام در موضعی که رحلت کرده غیر سایر مواضع به هفت هزار رسیده است اما طریق صوم او در کشف آورده که روزی روزه میداشت و روزی تناول می کرد و بعده پیش از وفات صوم هر روز می داشت و ختم هر روز می کردی و در رمضان دو ختم در آخر و در جواهر الفتاوی آورده است که امام هر سال احرام حرم محرمه بسته اند چنانچه در مدت عمر پنجاه و پنج حج گذارده اند از عبدالجبار بن عبدالعزیز مرویست که در خدمت امام جعفر صادق (رح) بودم در مدت حج که امام ابو حنیفه (رض) رحمة الله علیه به مجلس وی در آمد ، امام برخاست و بتحیهٔ سلام قیام نمود و معانقه کرد و در پرسیدن احوال اکثار نمود از احوال خادمان وی بپرسید بعد از مجلس یکی از امام پرسید می شناسی این مرد را ؟ گفت نادان تر از تو کسی ندیده ام می بینی که از احوال او و خدم او می پرسم و می پرسی که شناسی او را ، بعده لب بتحسین

میگفتند ـ گویند که بعد از وفات امام اعظم دختری از پدر پرسید ای بابا ! آن ستون چه شد ؟ گفت آن ستون نبود ، امام المسلمین بود (فتاوی برهنه طبع نولکشور لکهنو 1874 م ص 552) ـ روایات در بارهٔ قیام لیل و تهجد و تعبد امام ابو حنیفهؒ بدرجهٔ تواتر رسیده و برای یک فقیه و مجتهد اینگونه ریاضات ناگزیر است زیرا که "والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا " راه های هدایت و راهنمای برای آنها کشاده می شود که درین راه جد و جهد میکنند ، روی همرفته کمال و فضیلت امام اعظم منحصر بر اینگونه مجاهداتی که به سرحد رهبانیت می رسد ، نبود بلکه اصل کمال وی خدمات مجتهدانهٔ وی بود زیرا که او شخصی بود که بیشتر از همه تدوین وتبویب فقهٔ خویش کرد "کان مذهب الامام ابی حنیفه اول المذاهب المدونه" (ردالمختار ج1 ص42) و از امام شافعی (رح) منقولست "من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة انه من وفق له الفقه و عنه رضی الله عنه ایضاً من لم ینظر فی کتبه لم یتبحر فی العلم و لا یتفقه "یعنی هر کسی که خواهد که در فقه تبحر پیدا کند وی از عیال ابی حنیفه باشد ، وی شخصی است که بفقه موفق گشت و نیز از وی آورده اند که هر که در کتابهای وی نظر نکند در علم تبحر نتواند پیدا کرد :

و قد قال ابن ادریس مقالاً	صحیح النقل فی حکم لطیفه
بان الناس فی فقه عیال	علی فقه الامام ابی حنیفه

(عبدالله بن مبارک ـ ردالمختار ج1 ص47)

او کشود و گفت " هذا ابو حنیفة افقه بلده " و در کشف از عثمان بن معین (رح) گفته ابو حنیفة افقه من حماد و من النخعی و من علقمة و اسود (رحمهم الله) و در فصول سته آورده از امام غزالی (رح) که گفت " بالله الذی لا اله الا هو که معتقد من آنست که ابوحنیفهؒ غواص ترین امت مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم است بر حقائق معانی فقه اما چون فهم ما در بعض مسائل بر غوری سخن او نرسید بر ما لازم شد بحسب فهم خود بموجب اجتهاد خود عمل کردن و در حاشیهٔ فصول آورده که چون امام بروضهٔ مقدسهٔ نبویه علی راقدها السلام و التحیه آمد از دور دو زانو شد و گفت السلام علیک یا سید المرسلین از خطیرهٔ مقدسه جواب آمد و علیک السلام یا امام المسلمین، و امام شافعی (رح) در روضهٔ منوره ابو حنیفه گاه در شداید بترک حسبت و دعا میکرد بر جای قبول، یک بار آمد و نماز گذارد و دست در تکبیر رکوع بر نداشت و بروایتی نماز فجر بود و قنوت نخواند، پرسیده شد، گفت از جهت ادب این امام که بحضور او خلاف نکنم و همچنین بسم الله جهر نکرد تأدباً له و از اینجا است که شافعی (رح) در مدح او گفت والحق در انصافرا سفته است :

لقد زان البلاد و من علیها	امام المسلمین ابو حنیفة
بآیات و اسناد و فقه	کآیات الزبور علی الصحیفة
امام صار فی الاسلام نوراً	امین للرسول و للخلیفة
فما بالمشرقین له نظیراً	و لا با لمغربین و لا بکوفة
فلعنة ربنا اعداد رمل	علی من رد قول ابی حنیفة (132)

(132) ابن ندیم در تصنیف خویش الفهرست ص 374 و علامه ابن عابدین در رد المختار ج1 ص46-47 اشعار مذکورهٔ متن را به عبدالله بن مبارک (رح) منسوب کرده اند و این درست زیرا که علامه ابن عابدین الشامی در آنجا دو شعری درج کرده است که اصلاً قول امام شافعی (رح) است : وقد قال ابن ادریس مقالاً صحیح النقل فی حکم لطیفه

بان الناس فی فقه عیال علی فقه الامام ابی حنیفه

اغلباً اینجا مؤلف مرحوم را اشتباه شده است که این اشعار امام شافعی (رح) است.

اگر گوید که شافعی (رح) با چنین اعتقاد چرا مخالفت او کرد ، گویم که مجتهد را تقلید روا نیست و در خیر الحسان(ا) گفته که سبب وفات امام چنان بود که منصور خلیفه او را برای قضا طلبید ، امام ابا فرمود ، پس به حبس امر کرد و آنجا رسالت کرد و قبول نکرد ، پس حکم کرد که هر روز بدر آرند و ده تازیانه بزنند و در بازار ندا کنند(ب) ، پس بدر آوردند و سخت زدند تا خون از عقب امام روان شد ، باز در محبس(ج) بردند تا عدد اسواط بصد و ده رسید ، امام قبول نکرد تا آنکه بروی سخت کردند حتّی الاکل والشّرب تا ده روز ، بعده امام بگریست و دعا کرد و بعد از پنج روز وفات یافت و بروایتی قدح زهر آلوده بوی دادند تا بنوشد ، نگرفت و ننوشید و فرمود می دانم آنچه در وی هست و خود را نمی کشم ، بعده به قهر در دهن او ریخت ، چون از موت آگاه شد به سجده رفت و جان در سجده داد(د) و اتفاق کرده اند که اندر سنه هجرت یک صد و پنجاه بود در رجب و بقولی در شعبان و بقولی در شوال و بقولی در شب جمعه اول رمضان کما فی التّرصیف من المواهب و بعد از وفات امام را پنج کس از آنجا برداشتند و بمحل غسل آوردند و حسن بن عمارة قاضی بغداد او را غسل داد و ابو الرّجا عبداللّه بروی آب می ریخت - ابن سماکؒ (رح) گوید که بعد از غسل او یافتم سطری رسته بر جبهۀ او کاینجا "یآ یّتها النّفس المطمئنّة ارجعی الی ربّک راضیة مّرضیة" فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی(ر) و بر دست راست او "ادخلوا الجنّة بما کنتم تعملون(س)" و بر دست چپ او "انّا لا نضیع اجر من احسن عملا(ص)" و بر شکم او "یبشّرهم ربّهم برحمة منه و رضوان(ط)" و چون جنازه نهادند آواز آمد یا قائم اللّیل یا طویل القیام یا صائم الیوم یا کثیر الصّیام اباحک اللّه ما تبغی منه جنّة الخلود و دارالسّلام و چون در قبر نهادند آواز آمد "فروح وّ ریحان وّ جنّة نعیم(ع)" کما فی القشیری

(ا) خیرات الحسان طبع مصر 1324ھ ص70 - (ب) غم ، مر - بیرون - (ج) ایضاً - محبس خانه
(د) علامه شبلی گوید که زهر در صورتی خوراندند که امام (رح) را خبر نبود ، چون اثر محسوس کرد در سجده افتاد و جان بجهان آفرین سپرد (سیره النّعمان ص78) - (ر) الفجر 27تا 30 -
(س) النّحل 32 - (ص) الکهف 30 - (ط) التّوبه 21 - (ع) واقعه 98 -

و پوشیده نماند که اهل حال و کشف چیزها می بینند و می شنوند که مخصوص بایشان است
شاید که از آنجمله این واقعه باشد کما فی الترصیف و بعد از دفن امام تا شب این آواز شنیده
می شد "ذهب الفقه فلا فقه لکم فاتقوا الله" و چنان در آن شب گریستند که گفته اند که
روایت کرده نشود کما فی الملتقط والله (اعلم) و نقش نگین ایشان " قل الخیر و الا فا سکت"

حضرت امام شافعی (رحمه الله علیه) : کنیت ایشان ابو عبدالله است و لقب شافعی
و نامش محمد بن ادریس ابن عباس ابن عثمان ابن شافع (ا) ابن سائبه (ب) ابن عبید ابن عبد یزید (ج) سح 69
ابن المطلب ابن عبدالمناف و نام مادر ابن حسنه (133) است بنت حمزه بن قاسم بن زید بن حسن
بن علی رضی الله عنهما و ایشان قریشی هاشمی علوی فاطمی اند و امام دوم اند از ائمه اربعه
تا در مدینه بود پیش امام مالک (رح) کسب علم می نمودند، بعد از آنکه به عراق آمدند با
امام محمد بن حسن (رح) شاگرد امام اعظم (رح) صحبت داشته (و) استفاده نمودند -
ولادت ایشان به غزوا (134) و بقولی به عسقلان (135) و بقولی در منا (یامنی) سال یکصد و پنجاه هجری

(ا) شافع -(ب) سائب -(ج) ابن ندیم عبد زید بن عبد المطلب نوشته است (الفهرست ص 376)
ولی در هیچ نسخهٔ دیگر همچنین یافته نشد و ابن خلکان در وفیات الاعیان و عبدالحی بن
العماد الحنبلی در شذرات الذهب و امام بیهقی در مناقب امام شافعی چنانکه در متن اختیار
کردیم "عبد یزید بن المطلب" نوشته است -
(133) نام مادر ایشان اگرچه در هرچهار نسخه "ابن حسنه" نوشته است ولی این صحیحاً غلط
است، قیاساً ام الحسن است چنانکه در مسالک السالکین و خزینة الاصفیا و سفینة الاصفیا نوشته
است، امام بیهقی نام مادر ایشان فاطمه بنت عبدالله بن الحسن بن الحسین بن علی بن ابی طالب
(رضی الله عنهم) نوشته است (مناقب امام شافعی طبع قاهره 1970 م ج 1 ص 85) ودر مقدمة الام "
(طبع اول مکتبه کلیات الازهر 1381 هـ) "السیده فاطمه ـ ام حبیبه ـ الازدیه" مسطور است -
**** خلاصه اینکه نام مادر ایشان فاطمه بود و ام الحسن یا ام حبیبه کنیت وی بود -
(134) اصلاً غزّه است (بفتح اول و تشدید ثانیه وفتحه) در اقلیم ثالث است و طول آن از جانب
مغرب 54 درجه و عرضش 32 درجه است، یکی از شهرهای فلسطین است که از عسقلان دوفرسخ
یا کم دوراست وهمین جا جد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم هاشم بن عبد مناف وفات یافته
بود، ازینرو آنرا غزه هاشم هم گویند، ابو نواس گفته است :
طوالب بالرکبان غزّه هاشم — و بالفرما من حاجهنّ شقور

بود و وفات ایشان روز جمعه سلخ ماه رجب سال دو صد و چهار هجری روی داده و قبر ایشان در قرافهٔ مصر است و نقش نگین ایشان "الرّاحة فی القناعة" (136) ـ

حضرت امام مالک قدس الله سره : کنیت ایشان ابو عبدالله است و نامش مالک و هو ابن انس بن مالک رضی الله عنه و ایشان در جمیع علوم دینی امام سیم اند از ائمه اربعه و استاد امام شافعی اند ـ ولادت ایشان در یکصد و دو هجری روی داده و قبر ایشان در بقیع است ـ

حضرت امام احمد (رحمه الله علیه : کنیت ایشان ابو محمد یا ابو عبدالله است و نام احمد و هو ابن محمد ابن حنبل ، امام چهارم اند از ائمه اربعه و شاگرد امام شافعی اند ـ ولادت ایشان به بغداد است در سال یک صد و شصت و چهار هجری و مدت عمر شریف ایشان هفتاد و نه سال است ، وفات ایشان هم در بغداد است وقت چاشت روز جمعه دوازده ربیع الاول سال دو صد و چهل و یک هجری روی داده و قبر ایشان در کنار شط بغداد است (137) ـ

گویند در بغداد معتزله علیهم اللعنه هجوم نمودند و امام را تکلیف فرمودند تا قرآن را مخلوق گویند ، پس بر سرای خلیفه بردند ، سرهنگی بر در سرای خلیفه بود ، گفت "ای امام! زنهار که مردانه باش که وقتی من دزدی کرده بودم هزار چوبم بزدند بزدن اقرار ننمودم تا عاقبت رهائی یافتم ، من که در باطل چنین صبر کردم تو که بر حقّ ای اولی تر باشی" ـ امام فرمودند که این نشانهٔ یاری بود ما را و ایشان را ، باوجود کبر سن بعاقبین کشیدند و هزار تازیانه بزدند

(وفیات الاعیان ج ۲ ...) (معجم البلدان ج4 ص 202) ـ

(135) عسقلان : در اقلیم سوم واقع است و از شهرهای شام که در اعمال فلسطین واقع است ، بر کنارهٔ بحر در میان غزّه و بیت جبرین و آنرا عروس الشّام گویند چنانکه دمشق را گویند (ایضاً ...)

(136) قرافهٔ مصر : اصلاً "قرافه الصّغری" است و قرافه نام قبیله ای بود که بنام آن منسوب است و فعلاً مقبرهٔ اهل مصر است و درینجا عمارات حسین و بازار و مقابر اکابر مثل ابن طولون و والطذرای و امام محمد ابن ادریس الشّافعی (رح) هستند ـ (ایضاً ج4 ص 317) ـ

(137) قبرش در مقبرهٔ باب حرب (بغداد) است ، ابن خلکان گوید که اینجا منسوب به حرب بن عبدالله است که یکی از اصحاب ابی جعفرالمنصور بود (وفیات الاعیان ج1 ص65) ـ

که قرآن را مخلوق بگو ، نگفتم (ا) و دران میان بند (ب) از ایشان کشاده شد و دستهای امام بسته بودند ، دو دست از غیب پدید آمده ببستند - چون آن برهان بدید رها کرد و هم ازان آزار برحمت حق پیوستند و در حالت نزع بدست اشارت میکرد و بزبان میگفت "نه هنوزنه هنوز" پسر ایشان را گفت پدر چه حالت است؟ فرمودند "وقت با خطر است چه جای سوال است ، بدعا مدد کن که از حاضران آنکه به بالین اند یکی ابلیس است که در برابر ایستاده و خاک ادبار بر سر میرد و میگوید که ای احمد ! جان و ایمان بردی از دست من و من میگویم نه هنوز نه هنوز ، تا یک نفس مانده است جای خطر است نه جای امن" - چون وفات کردند جنازه را بر گرفتند ، مرغان آمدند و خود را بر جنازه می زدند تا چهل (ج) هزار گبر مسلمان شدند و نعره می زدند لا اله الا الله محمد رسول الله می گفتند - ولادت ایشان در سال چهار صد و شصت (د) و وفات ایشان در سال یک و چهل و دو صد و قبر ایشان در بغداد است -

سح 261

در ذکر امامین ، امام ابو یوسف رحمه الله علیه : نام ایشان یعقوب بن ابراهیم و اصل ایشان از کوفه است ، شاگرد امام اعظم است و امام ایشان را ستایش می فرمودند باوجود آنکه بقضا اشتغال داشتند هر روز دو صد رکعت نماز می گذاردند - وفات ایشان در بیست و هفتم رجب سال یک صد و هشتاد و دو هجری بود و مدت عمر شریف ایشان هفتاد سال و قبر ایشان در بغداد است و نقش نگین ایشان "من عمل برأی فقد ندم" -

امام محمد رحمه الله علیه : نام پدر ایشان حسن بن عبدالله بن طاؤس بن هرمز و حسن رحمه الله علیه از ولایت شام به عراق آمدند ، در واسط متوطن گشتند و در اینجا امام محمد (رح) متولد شدند و در کوفه نشو و نما یافتند و ایشان از امراء بودند - حضرت امام شاگرد امام اعظم (رح) بود و علم حضرت امام (اعظم) از ایشان در عالم منتشر گشت و امام

(ا) نگفت - (ب) از ار بند ایشان ، همچنین در خزینة الاصفیا و کشف المحجوب نوشته است -
(ج) ابن خلکان در وفیات الاعیان ج1 ص65 بیست هزار نوشته است - (د) در سال چهار صد و شصت و یک صد (164 هـ) درست است (کذا فی مسالک السالکین ج1 ص264) -

(138)

(ابو)یوسف و ایشان را صاحبین و امامین گویند و صاحب تصانیف مشهوره بودند و در ملفوظات گنج شکر(رح) و در برهنه می نویسند که امام شافعی رحمة الله علیه در رکاب امام می رفتند (۱) و می گفتند که اگر بگویم که قرآن به لغت محمد بن حسنؒ نازل شده هر آینه توانستم گفت بواسطهٔ فصاحت وی و در شرح نام حق آورده است که امام محمد بن حسنؒ جمیع کلام الله را در هفت روز حفظ کرده و امام شافعی رحمة الله علیه که از شاگردان وی اند گفت امام محمد بن حسن سخن میگوید بما بقدر علم و فهم من و اگر تکلّم کند بقدر عقل خود، ما فهم نمی کنیم آنرا " وقتی امام شافعی (رح) با آن بزرگواری چنین می گوید بزرگی او از آن جا قیاس کن (ب) و امام حصری در خطیرهٔ شرح جامع الکبیر آورده که یکی بود در روم از احبار نصاریٰ که چندین عالم را دریافته بود و مسلمان نشده بود، چون امام محمد (رح) جامع الکبیر را تصنیف کرد وی آنرا مطالعه کرد و بعد ازان مسلمان شد و چندین گبر مسلمان شدند و از وی سوال کردند از سبب اسلام، گفت کسی که این کتاب تصنیف کرده اگر دعوی پیغمبری کردی و بجهت اظهار معجزه این کتاب بیرون آوردی هیچ کس نتوانستند (ج) که ایمان نیاورد (د) و بر همه لازم شدی که بدو ایمان آوردند (ر)، هرگاه که این تابع دین محمد صلی الله علیه و آله و سلم است بی شبه این دین بر حق است - وفات ایشان در چهاردهم جمادی الاخری سال یکصد و هشتاد و نه هجری بود و قبر وی در ری است و نقش نگین ایشان "من صبر ظفر" -

سح 62

---

(۱) فتاوی برهنه ص568 - (ب) فع مر - بر من قیاس کن - (ج) نتوانستی - (د) نیاوردی - (ر) آوردندی -

(138) ابن ندیم در تالیف خویش الفهرست ص378 شصت و هفت تالیفات امام موصوف ذکر کرده است منجمله آنها کتاب الجامع الصغیر، کتاب الجامع الکبیر، کتاب الاستحسان، کتاب اصول الفقه، کتاب الامالی محمد فی الفقه، کتاب الزّیادات، کتاب الزّیادة الزّیادات، کتاب الرّد علی اهل المدینه، کتاب نوادر محمد بروایت ابن رستم وغیره مشهور است -

* * * * * * * * * * * *

در ذکر علامات پیر کامل و علائم آن

بدانکه طلب حق در متابعت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم است به لقوله تعالی "وان کنتم تحبون الله فاتبعونی"[ا] هر که بغیر متابعت رسول (صلی الله علیه و آله و سلم) بسبب شیخ زادگی و سید زادگی خود را پیری و پیشوای سازد او ضال و مضل است کما قال الجنید للشبلی یا شبلی ! اذا رأیت صوفیاً و لم یکن بین یدیه تفسیر و علی یمینه احادیث و شماله کتب الفقه تعلم انه شیطان و ما صدر منه مکر و استدراج یعنی هر گاه که یک افعال و اقوال[ب] بر خلاف این مذکورین باشد آن صوفی را شیطان منسوب کرده اند و از آن اجتناب تعلم باید نمود زیرا[ج] که جاهل پیری و پیشوای را نشاید کما قال[د] الله تعالی "واعرض عن الجاهلین"[ر] و چه خوش گفت بیت :

سگی که تر شود از بول پاک تر باشد　　ازان کس که کند اختلاطها عامی

در تفسیر متین این آیت آورده است "الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس" یعنی شیطان بر دو نوع است، شیطان مشهوراست و شیطان انس، شیخ جاهل که بدی آن در خفیه است و بدیه این در ظاهر - پس پیر کامل را اول اعمال و اقوال او بطریق مذکور موزون می باید، بعد ازان او را لازم است که از چهار علم آگاه باشد و بعد ازان بجا آوردن این امور پیری او مقید بچهار شرط است ، اگر این شروط درو موجود باشد پیری را شاید والا دست انابت بکسی ندهد تا ضال و مضل نگردد - اول علم تفسیر و احادیث را بتعلم دانسته باشد یعنی آیت ناسخ و منسوخ و معمول به را از یک دیگر امتیاز میتوان کرد زیرا که ایمان آوردن بکلام الله فرض است و بتعلم عمل فرض نیست چنانکه بعضی بدبختان آیتی قرآن را بعد حیله و توجیه برای رواج اصول خود می آرند و قرارگاه خود می سازند ، پس پیر

(ا) آل عمران 31 - (ب) نخ ، مر ، مظ ل فعل و قول - (ج) نخ ، مر - زانکه - (د) سخ ، مظ (را) ندارد - (ر) اعراف 199 -

آن را دانسته باشد که این آیت در فلان واقعه نازل شده است و این بدان شان است و این معقول بهواست تا میدان خود را در شک و ریب نه اندازد و علم احادیث را نیز همچنان دانسته باشد که این احادیث در کتب صحیح یافته شده و یا این احادیث در کتابهای صحیح یافته نشده است (ا) زیرا که به هر حدیث متابعت نمی تواند کرد و حضرت امام (ابو) یوسف را ده هزار حدیث افترا یاد بود هر که زبان می جنبانید امام میگفت که فلان حدیث افترا است و فلان صحیح است و علی هذا القیاس (ب) - قاضی شمس الدین از مرشد خود شیخ شرف الدین ابو علی پانی پتی (رح) سوال کرد که چشتی (رح) خود (ج) بمرید خود گفت ، بگو لا اله الا الله چشتی رسول الله ، شیخ شرف الدین گفت این محض دروغ است زیرا که چشتی (رح) مردی صدق و عالم بود ، از وی چگونه این سخن در وجود آمده باشد (د) ، این را کسی افترا گفته باشد و جای گریز خود کرده باشد و این دور نیست زیرا که بر خدای و بر رسول خدای (صلی الله علیه و آله و سلم) نیز می گویند کما قال الله تعالی " من افتری علی الله کذبا (ر) و قال من حدث بحدیث ما احدثه فهو (احد) الکاذبین (س) ، بیت :

سرور انبیا چنین فرمود — حق قول او شنوبی غش

هر که عن دروغ بست بمن — جای خود گو بگیر در آتش (ص)

و این ظاهر است که اکثر مردمان آیت کلام الله را محل حجت می آرند و آن کفر محض است اگر اعتقاد بدان داشته باشد و یا آنکه بعض از حشویان در باب تعویذ و فال گوی آیت را می آرند این کفر است و بعض صوفیان جاهل این آیت را حجت می سازند "فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه (ط)" و این را در باب سماع ملاهی می آرند ، اگر اعتقاد

(ا) سح ، فح ، مظ - تصحیح - (ب) سح - هذه القیاس - (ج) قیاساً "چرا به مرید خود گفت" - (د) فح ، مر ، مظ - [illegible] (را) تدارد - (ر) الاعراف 37 - (س) ارشاد الطالبین ص 322 - (ص) عمداً (ایضاً) - "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده فی النار" (مسند احمد ج 4 ص 413) (ط) الزمر 18 - عن سمرة بن جندب عن النبی قال من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین - (الترغیب والترهیب مؤلفه المنذری طبع ... ص 111 -)

سح 265 بدین داشته باشند کافر شوند زیرا که شان نزول این آیت بجای دیگر است ، پس اگر پیر دانا باشد باین قصه مرید او لغزش نیابد - دوم علم فقه را دانسته باشد ، شاید که گاهی برخلاف آن مسئله کار بکند هرکرا خلاف شرع شریعت قلیلاً و کثیراً ظاهر شود او را مشائخ کبار در سلک پیران نشمرده اند چنانکه در ازمنهٔ ماضی درویشی بود بکرامت مشهور بود تا که کور و لنگ پیس (ا) در نظر او گذشتی صحت یافتی ، بایزید بسطامی (رح) با جمع اصحاب بزیارت روان شدند ، امّا چون بر در حجره اش ایستاده آن شیخ بیرون آمد و بطرف قبله آب دهن انداخت ، بایزید بسطامی (رح) باو دست گیری نکرد و از آنجا برگشت ، یارانش گفتند چرا گفت از آداب شریعت خبر ندارد ، این همه کرامات مکر و استدراج است زیرا که پیر تا خود دانا نباشد و خود را نجات ندهد پس مریدان را چگونه بیاگاهاند یا نجات دهد - قال علیه الصّلوٰة و السّلام "لکلّ شیئی عماد و عماد (ب) هذه فقه" - پس پیر عالم باشد باین که اگر آیت کلام اللّه و احادیث نبوی بهم مخالف باشند شاید که عمل باحادیث کند زیرا که ادراک ما در کنه حقیقت قرآن نمی رسد ، بیت :

جمع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرّجال

و حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم خود بیان فرمود و اگر احادیث نبوی و روایات فقه خلاف شوند عمل به روایات فقه میتوان کرد زیرا که احادیث نیز اشکال دارد ، عقول علیان سح 266 از ادراک آن معانی کوتاه است و عالمان ماضی که قریب به حضرت بودند قریب به رحمت بودند عالم تر از علیان بودند ، عمل بگفتهٔ ایشان میتوان کرد - سیم علم کلام ومناظره دانسته باشد تا عقیدهٔ خود و عقیدهٔ مریدان را از فساد آن نگاه دارد و هرکه به بدمذهبی بدبخت دعوی مناظره کند بعلم مناظره او را رد کند و یا مرید قولاً و اعتقاداً لغزش یابد بدان باز آرد زیرا که اکثر مریدان بدبخت این زمانه چنان بقول پیران اعتقاد دارند که اگر ایشان را کلمهٔ کفر تلقین کنند خواهند یقین کرد - پس پیران را باید که اول ایشان را ازین آگاهاند که اگر من گمراه شوم شما از من باز گردید و متابعت من نه ورزید چنانکه بایزید بسطامی (رح) مریدان خود را میگفت که اگر من سخن ناموافق شرع گویم مرا بکشتن دهید و باید که مرید بالهام نیز فریفته نشود که الحال الهام را رواج نیست و الهام خاصهٔ پیغمبران (علیهم السّلام) بود

(ا) غ ، م (پیس) ندارد ، قیاساً پیس است بمعنی کسیکه لکه های سفید در بدن خود دارد -
(ب) عماد الدّین الفقه (ارشاد الطّالبین ص 323) -

و در عمدة العقائد آورده است الالهام لیس سبباً للمعرفة و کذٰلک التّقلید من شیخ الجاهل و اگر علم صرف و نحو را نداند جمله علوم او ناقص باشد زیرا که مراد دعیه که در زمانهٔ ط باجابت مقرون نیست ازان سبب است که در اعراب غلط خوانده میشود (ا) و یا کلام اللّٰه را می خواند چند جا در کلام اللّٰه باختلاف اعراب کفر لازم میشود (ب) ـ چهارم علم طاعات را دانسته و آن سر نفس و روح را گویند تا ازان نیز خبر باشد زیرا که در اکثر اوقات چون کشف اطوار و روح شود مرید آن را صفات داند یا ذات داند که کفر شود (ج) و یا چون ذات روح را ببیند گوید که ذات حق را دیدم، کافر شود ـ پیر عالم باین مراتب باشد تا مریدان را لغزش ندهد و معلوم است که وصول بین الحق والعبد وصول بجسم نیست بلکه وصول به مراتب که اللّٰه تعالی ضد جسم و جوهر کا است که وصل و فصل ندارد و از اینجا است که وصول جسمین بهم ممکن است که الضّدان لایجتمعان "و شناسای ذات و صفات باشد زیرا که باریتعالی راجسم نیست که وصول بجسم کرده باشد بلکه وصول او بصفات است و صفات او از ذات امتیاز ندارد پس وصول داعی بی وصل و بی فصل باشد زیرا که اگر او را امکان وصول گوی کفر است که اشارت بدو درجه کرده باشی و اگر وصول او قید در مکان گوی بدعت کرده باشی (د) زیرا که مکان حادث است و او قدیم و قدیم را در حادث بقید آوردن کفر محض است و چون دو جسم باشد وصول او بجسم باشد که ذات و صفات از یک دیگر امتیاز ندارد و وجهٔ قدم تسمیهٔ صفات بدین و غیره از ذوات است که او تعدد دارد و ذوات بلا تعدد و الّا جز یکی بیش نیست ـ

بدان ای فرزند ! چون پیر یابی که بدین صفات مذکور موصوف باشد پس او را از چهار شروط که بین المشائخ متعارف است ببین، اگر بر جا دارد همه شروط را کامل و مکمل است و اگر یک شرط از شرطها ندارد پیشوای را تقلید (ر) نشاید ـ شرط اول آنکه بعد از علوم ریاضت بجا آوردن، العلم للعمل کالتّبهر للطّبخ یعنی در بوتهٔ آتش مجاهدات نفس را گداختن و در

(ا) سح، فج، مظ (است) ندارد ـ (ب) سح ـ که ـ (ج) کافر ـ (د) هو، مظ ـ درجهت ـ (ر) سح تقلید

سح 67

مصباح نظر حق موصل را بین ما سوی را سوختن، دویم آنکه بعد از ریاضت در پیش مرشد رود که او نیز همچنان باشد و تربیت آن در حق این کس با نواع بوده باشد، با نواع خدمت فرماید و تربیت دهد تا پختگی پیدا کند - شرط سیم آنکه عنایت، یعنی[(ا)] چون این کس از غایت ریاضت و از کثرت خدمت بحدی رسد که عنایت الله تعالی بسوی نازل گردد و آن مرشد باحوال آگاه شود که این کس عنایتی گشت که من بعد ازین خود لغزش نیابد و نه کسی را لغزیده سازد و اگر اجازت داده شود مرید را بجای خواهد رسانید - شرط چهارم اذن[(ب)] پیر کامل است و آن آنست که آن پیر اذن نیز از جای آورده باشد که دست بدست تا محمد صلی الله علیه و آله و سلم و آن نیست که سید زاده و یا شیخ زاده و ملا زاده کامل و مکمل باشد بلکه کامل کسی است که از خدمت اذن حاصل کرده باشد - پس معلوم باد ای فرزند که بغیر این شروط اربعه اگر[(ج)] کسی پیری کند نشاید و آن نقل که در اکثر جای مسطور است من لیس له شیخ فشیخه شیطان، آن در شان کسی است که چون پیری و پیشوای کند و اذن از کسی نیاورده باشد، پس این چنین کس را شیطان گمراه خواهد کرد و اکثر مشائخ کبار چون اویس قرنی (رض) وغیر ذلک اگر چه مستجمع این جمله شروط بودند از علوم دریافته، اما چون اذن شیخ بر ایشان نبود از ایشان خانواده نماند - قال الله تعالی "یوم ینفخ فی الصّور فلا انساب بینهم"[(د)] یعنی در روزی که صور بدمد گفته نشود که فلان شیخ زاده یا فلان طرف زاده بیارید بلکه گویند آنچه عمل کرده است در حساب آرید، قال علیه الصّلوٰة و السّلام "من ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه"[(ر)] یعنی هر کرا عمل از دست رفته باشد نسب او اورا دست گیری نکند خصوصاً درین زمانهٔ فساد که اکثر آدم صورت شیطان سیرت بر سجادهٔ پدر و کلان پدر خود نشسته اند و خود را پیر و پیشوای جهال

سج 268

سج 269

مظ - بوته، بوته درست است یعنی ظرفی که در آن فلزات گرانبها ذوب کنند -

• • • • • • • • • • • •

(ا) سج، فج، مظ (یعنی) ندارد - (ب) ایضاً - ازان - (ج) ایضاً (اگر) ندارد - (د) فاذا نفخ فی الصّور ...... (المؤمنون 101) - (ر) سج، فج، مظ - ابطل، ابطأ درست است (رک به مسند احمد ص

ساخته‌اند و از جهت گرد کردن مال و ناموس دنیاوی (ا) دین ضعیف خود را باخته‌اند و از جهت ازدیاد رغبت به مریدان بعضی گویند ما دریائیم ، شما جامهٔ پلید ، جامه چون بدریا رسد بیشک پاک گردد ، هرگاه که گناه شما در وجود آید روی ما دیده (ب) پاک شوید - پس هر مرید که بدین اعتقاد کند کافر گردد و علی هذ القیاس - اکثر مشائخ جهال چهار رکن شرع (ج) شریف را خراب میکنند و بعضی چون بادشاهان بر تخت می نشینند و مریدان بفوج و هجوم کرده و در پیش او شوند و چون مرید یکی ازین جهال شود سایر پیران زمانه را بدشمنی گیرند و گاه از پیری دست بکشند و بمریدی دیگری اعتقاد می کنند و ازان خبر ندارند که پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم گفته اند که هر که از یک مسلمانی را منکر شود کافر گردد و ازان خبر ندارند که بایزید بسطامی (رح) هزار پیر را خدمت کرده بود و در آخر امام جعفر صادق (رح) بدو اذن پیروی داده و معلوم باد که بفوج و هجوم رفتن بدعت است که در هیچ (د) ازمنه نبود و این اولیاء سلف بعضی را دوازده و بعضی را بیست نفر بودند و ازینجا مشائخ سلف گفته اند که هر پیر را که خلیفه بسیار باشند نشانهٔ (ر) اعتزال است - پس ای فرزند ! اگر توبه از گناه کنی در جای کن که دو مسلمانان نشسته باشند ، ایشان را برخود گواه کن تا توبهٔ تو قبول شود حاجت رفتن به پیر ندارد کما قال الله تعالی انتم شهداء لله فی الارض و اگر عزم آن داری که من نیز پیر شوم پس اول این چهار علم مذکور بدان ، بعد ازان در خدمت پیر کامل شو چنانکه بایزید بسطامی (رح) را پرسیدند که بچه بزرگترین عارفان شدی که سلطان العارفین نام تو شد ، گفت اول آنچه از انواع علوم است بتمامه دانستم بعد ازان خود را در خدمت پیر کامل بپروردم تا بمقام عارفی رسیدم - ای فرزند ! اگر در پیش نظر پیر توبه بزبان گوی و چون برگشته بیای آنچه انواع ذنوب و عصیان است از تو در وجود آیند بجز ضلالت

سح 270

(ا)سح ، مظ (گرد)ندارد - (ب)فج ، مر - روی ما ببینید از گناه پاک شوید - (ج)سح ، مظ - شریعت - (د)فج ، مر - پیر - (ر) سح - نشای -

حاصل نه آری و بعضی خانقاه راست کنند و میدان را در خلوت در آرند که محض عامی و جاهل باشند یکی از آن جاهلان گوید که حور و قصور و باغها و درختان گوناگون دیدم و بعضی از آن گویند که صفات حق را دیدم و از مهتر موسی صلوٰة الله علی نبینا و علیه در گذشتم که او صفات دیده بود و من ذات را دیدم بلکه درین زمانه بعضی سگ پرستان گوه میخورند و عامیان جاهل که بدتر از کافران اند باور می کنند که ما از مقام محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم در گذشتیم و از ین خبر ندارند که هر نبی علیه الصّلوة والسّلام چهل و چهار مرتبه از اولیا[(ب)] فاضل تر است، در جائیکه انتهای اولیا است ابتدای انبیا (علیهم السلام) است و در جائیکه ابتدای محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم است انتهای سایر انبیا (علیهم السّلام) است ـ ای فرزند ! زنهار صد زنهار که از مرشدان زمانه دور تر باش تا ایمان خود را به هلاکت ندهی و گمراه نگردی و عادت این ناقصان آنست که گفتار و کردار بر مخالف شرع میکنند و می گویند که کمینه مرید ما بمراتب منصور حلاج رسیده است و از احوال منصور خبر ندارند که او را به سنگ و چوب می کوفتند بجز تبسم و خنده نمی گفت ـ

سع 1 7

در ذکر هفتاد هزار حجاب و چهار اقدام

••••••••••••••••••••••••

بدانکه هر طالب را باید که از هفتاد هزار حجاب و چهار اقدام آگاه باشد که تا در ضلّت نه افتد چنانچه در مخزن الاسلام افغانی نیز آورده است :

هر چه له اولیا زره حجاب چهار[(ج)] اقدام آگاه نه دی هغه پیران م شیاطین دی آدم نه دی اول قدم بر سر مار هفت سر بنه که آنرا نفس نامند که درین احوال هر نامرضیات در پیش آید،

(ا) سع ـ انبیا ـ (ب) قع ، مر (چهار) ندارد ـ (ج) مر (چهار اقدام) ندارد ـ در نسخهٔ مطبوعه مخزن الاسلام مؤلفه اخوند درویزه (رح) طبع پشتو اکادمی دانشگاه پشاور 1969 ـ ص 111 اینطور مسطور است :

هر چه له اولیا زره حجابه چار اقدام آگاه نه شو هغه پیران م شیطانان دی آدم نه دی

بهمت قدم شریعت و ریاضت و ذکر و فکر تلقین آنرا پائمال کن (ا) تا سالکی و استقامت را

شایان باشی - چون درین قدم مستقیم آمدی نفس و شیطان خطورات مکروه و طورهای نفس

ذ میمه بتو پیش آید (ب) چون قطرهای باران و گرد و غبار و چون گرمای تیموز تابستان ، ناگهان

در آن میان رنگهای زشت گوناگون پیدا شود که همین ده هزار پرده های نفس و شیطان اند

بتو پیش آیند ، گاهی رنگهای بد و گاهی باغهای گوناگون و دختران جوانان لطیف و جویهای

نظیف بلکه حور و قصور و عرش و کرسی و آن حقیقت هزلی عرش و کرسی نباشد - پس باید که

صورت مرشد در قلب بگردانی تا کدورات مضمحل شوند و قدم دویم بر همین اطوار مذکورین

سح 72

باید نهاد و چون سالک را انواع معاینات چون ملک و ملکوت و نور و نار و انواع الهام روی نماید

برین نیز قدم نهد که این قدم سویم است ، بلکه بعضی صورت مرشد ملاحظه کند تا بهمت او

لغزش نیاید - پس چون ممکنات در نظر سالک چون برق در جنبش آید و پندارد که هر چیز در

جنبش است ناگهان درین میان اطوار کبود در رسد و تمام وجود او در گیرد - بعد از آن تمام

کلیات را کبود بیند و آن موضع جلوس و قیام و قعود و مشی و رکوب خود فراموش کند و نداند

که من در کجایم و زانکه تمام عالم در نظر او جز کبودی چیزی نیست و دیگر نباشد مگر آنکه

داند که من باین حالت درویشانه رسیده ام و این قدم چهارم است باید که نیز صورت مرشد

ملاحظه کند تا ازین بگذرد ، گاهی بهشت را میبیند و دایم الاوقات به بیهوشی گاه بیخودی

نمی داند که در کدام محل ام و در چه کارم و من کیستم و آشنا نا آشنا (ج) خیال کند و سالک را

باید که برین اطوار نیز قدم نهد و در طلب ازدیاد باشد یعنی مغرور نباشد که من به مراتب

چنان رسیده م و چنین دیده م که این همه سد راه سالک است از جانب او و این قدم پنجم بود

(ا) سح ، غع ، مظ - بکند - (ب) سح - طورات مکدره و طورهای نفس ذمیمه - (ج) سح ، مظ - و آشنا و نا آشنا و خیال کند (قیاساً "و آشنا را نا آشنا خیال کند") -

و نهایت تصفیه قلب اینست که از رزق[1] باز ماند بعضی فراموش کنند و آن ذاکر است و این اطوار

قلب چنان قوت گرفته اند که گاه گاهی تمام اطوار سبعه در و عیان بینند و به مقصود برسند . بعد

بعده معلوم باد که دو قدم تعلق انبیاء (علیهم السّلام) دارد که اولیاء را در ان دخلی نیست

امّا اولیاء را شمه ای از آن روشن می گردد و از آن هفتاد هزار پرده اول ده هزار از آن عقیق رنگ سح 273

و بعد از آن ده هزار سرخ خالص و بعد از آن ده هزار زرد و بعد از آن کبود رنگ ده هزار

و بعد از آن ده هزار سفید نماید و کل اشیاء را نداند مگر ذات واحد و از خود خبر نباشد

مگر اندک اثانیت باقی باشد و در آن اختلاف است بعضی گفته که سبز بعده سفید است و بعضی

گفته اند که بعد از سبز سیاه و بعضی گفته اند که بعد از سفید سیاه بعده سبز و این تعلق به

آخرت دارد . اما بقول فریدالدّین عراقی و حضرت شیخ ابو بکر شبلی و شقیق بلخی و سری

سقطی و معروف کرخی قدس الله اسرارهم اصح آنست که بعد از سفید سبز است و سیاه تعلق

بآخرت دارد اگرچه هزار در هزار نقطه از آن بعضی (بر) طالبان روشن گردد . امّا غیر آن در

آخرت حاصل میشود و بقول سید علی همدانی و اکثر اهل کبرویه[139] و ابو علی رودباری قدس الله

اسرارهم بر آنست که اول سیاه روی نماید و سبز تعلق بآخرت دارد و قدم نهادن بر اطوار

سفید که مراتب روح است آن قدم هفتم است و گذشتن حاصل نشود مگر بجذبهٔ الهی و چون

---

(۱) سح ، مظ ـ ارزن ـ

(139) کبرویه منسوب به شیخ نجم الدّین کبری (رح) است ـ نام شیخ موصوف احمد بن عمر الجنوقی و کنیت ایشان ابوالجناب بود ، لقب نجم الدّین کبری و کبری از آن گویند که در عنفوان شباب حین تحصیل علوم چون با کسی مناظره و مباحثه می کرد غالب آمدی ، ازین جهت "طامه الکبری" گفته شد و از کثرت استعمال لفظ طامه حذف شده کبری باقی ماند ـ ایشانرا شیخ ولی تراش نیز گویند ـ تاریخ وفات ایشان دهم جمادی الاولی سال 618 هجری است ـ مشائخ عظام دیگر این سلسله شیخ مجدالدّین بغدادی (متوفی 607 یا 616 هـ) و شیخ سعدالدّین حموی (متوفی 650هـ) و شیخ سیف الدّین باخرزی (متوفی 658هـ) و شیخ نجم الدّین رازی (م 654هـ) و شیخ علاء الدّین سمنانی (متوفی 636هـ) رحمهم الله بودند (ماخوذ از سفینة الاولیا ص 140)

....

جذبهٔ الهی در رسد او را شمه ای ازین دو اطوار خواه سبز خواه سیاه بدرخشد چنان مستغرق توحید شود که از گم شدن شدن خود خبر نباشد ، بیت :

تو دروگم شو که توحید آن بود   گم شدن گم کن که تفرید آن بود

در ذکر تعبیر خواب : در برهنه آورده است که رویت پیغمبر علیه الصّلوه و السّلام در خواب حق است، منکر او مبتدع است و فی الحدیث "من رآنی فی المنام فقد رآنی فانّ الشّیطن لا یتمثّل بی و لا بالکعبة" (140) و در شرح مولانا عصام الدّین للمشارق گفته یعنی کسی که مرا در خواب بیند تحقیق ذات مرا بیند که شیطان متمثل نمی شود بمن و نه بصورت کعبه، خواب مضاف بود بمن و رأی تفریعد بالفاء آن که این پیغمبر است ، پس اگر گفته شود یا خطور کند که این پیغمبر (ص) است تحقیق باشد در هر صورت که بیند اگر چه در صورت پسر هو الصّحیح کما فی العبارت من الامام المنازنی والمطالب من الکاشف و شیطان نمی تواند که بصورت پیغمبران و فرشتگان علیهم السّلام و ستارگان و ابر پرآب شود و رویت اصحاب (رض) و تابعین (رح) و اهل دین برکت و خیر است بقدر رتبه ایشان رضوان اللّه تعالی عنهم اجمعین و در خلاصه الفتاوی گفته که رویت حق تعالی بخواب نزدیک بعضی رواست و بقول اکثر مشائخ سمرقند روا نه، و شیخ ابو منصور ماتریدی (رح) گفته کسی که چنین گوید از بت پرست بدتر است و محققان پیشتر و مشائخ بخاری برین اند و در مختار گفته که اکثر مشائخ روا داشته بی کیف و جهت و مقابله و خیال و مثال چنانچه فاروق رضی اللّه تعالی عنه گفته "رأی قلبی ربّی" هو المختار و در کنز گفته واقعه آنست که میان خواب و بیداری چیزی بیند آن است که چون حواس کلی از کار افتد چیزی در خیال آید و این چند گونه است یکی اضغاث احلام یعنی بیهوده خواب که نفس بواسطهٔ خیال ادراک کند و وساوس نفسانی و هوای جنس شیطانی و این از

سح 274

---

(140) رجوع کنید به جمع الفواید مؤلفه امام محمد بن محمد بن سلیمان طبع مدینه منوره 1381 هـ ج 2 ص 301 - بعضی گفته اند که بمثال حق تعالی میتوان تمثل نمود ___

القای نفس و شیطان بود و خیال او را نقش بندی مناسب کند و این را تعبیر نباشد ازین
استعاذه واجب بود و با کسی نگوید و دیگر رویای صالح مؤمن یا ولی یا نبی رواست باز سح 75
خواند چنانچه خواب خلیل الرحمن علیه السلام و این از نمائش حق تعالی بود و دیگر رویای
صادق که راست باز خواند یا تاویلی راست دارد چنانچه ملک مصر و زندانیان را افتاد واین
از نمائش روح باشد و فائده در خواب آنست که سالک بر احوال خود اطلاع یابد ، اگر صفات
ذمیمه انسانی غالب بود هر یک در صورت حیوان نقش بندد ، حرص در صورت مور و موش و
مثل آن و بخل در صورت سگ و بوزنه و مثل آن و حقد در صورت مار و کبر در صورت پلنگ و
خشم در صورت یوز و بهیمی در صورت گوسفند و شهوت در صورت دراز گوش و حسد در صورت (1)
سباع و فریب و حیله در صورت روباه و خرگوش و شغال و اگر اینها را بر خود غالب بیند داند
که این صفات غالب اند و اگر مسخر بیند داند که وی بر آنها غالب و اگر آنها را می کشد و قهر
میکند داند که از اینها می گریزد و اگر تغیر و تبدیل می دهد و اگر کشاکش است از زخم
ایمن نباشد و اگر آب صاف و روان چشمها و حوضها و دریاها و سبزیها و باغها و قصرها و جواهر
و ماه و ستاره و آسمان بیند این هم در صورت صفات و مقامات دل است و اگر ایوان بی نهایت
و عالم های نامتناهی و طیران و عروج و طی رفتن بر هوا بیند این صفات روحانی و نمائشهای سح 76
روح است و اگر مطالع ملکوت و مشاهدهٔ ملائکه و مواقف و مواقف و عرض جنت و سقر و فلک و عرش
بیند در سلوک صفات ملکی است و حصول اوصاف حمیده و باید که تعبیر از عالم صالح خواهد

و دروغ گفت ، ورای را در وسواس افگند که این تمثل حق است سبحانه و تعالی اما بصورت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم هرگز نمیتواند بر آمد و بروی دروغ بست چه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مظهر هدایت است و شیطان مظهر ضلالت و میان ضلالت و هدایت ضدیت است و حضرت حق تعالی مطلق است جامع صفت اضلال و هدایت و جمع صفات متضاده ، و نیز دعوی الوهیت از مخلوقات صریح البطلان است و محل اشتباه نه بخلاف دعوی نبوت و لهذا اگر یکی دعوی الوهیت کند صدور خارق عادت از وی متصور است و اگر او بدروغ دعوی نبوت کند معجزه ظاهر نگردد (اشعة اللمعات ج شرح مشکوة ج3 ص137

(1) سح ، ضر ، مظ (حسد) ندارد ـ ....

تا از جاهل و زن و در خواب دروغ نگوید که زیان است و فی الحدیث "اصدق الرؤیا ما کان بالاسحار اصدقکم رؤیاً اصدقکم حدیثاً و لایقص بکل ما یری من الاحلام فیولع به الشیطن فانه یری ما یکرهه فلیبزق(ا) عن یساره والتفل(ب) ثلاثاً ثم یتعوذ باللّه من شر ما یری ثلاثاً و یتحول من جنبه ذلک ثم یقیم و یصلی رکعتین والتصدق بشیئی فان اللّه یصرف عن شرهما(ج)" و اگر خواب بد باشد سه بار بجانب چپ دم زند بی ریق و بقولی باریق اندک و در ارشاد الطالبین آورده است که حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم هر روز بامداد اصحاب (رضی اللّه عنهم) را پرسیدی که هر کس خواب دیده باشد بمن بگوید - گفتند یا رسول اللّه ! غرض چیست؟ فرمود خواب حق است و بهر نوع که معبر تعبیر کند همان گردد اگر چه بد باشد به تعبیر نیک نیک شود و من نیک خواه شمایم تعبیر(د) نیک بگویم اما اگر در شب خواب بد بینید که به(ر) خاطر شما بد رسد باید که سه کرت آب دهن بر دست چپ اندازید و از آن پهلو بگردید شما را ضرر نرسد و آن خواب را بیکی بیان نکنید که من خواب چنان دیده ام ، قال علیه السلام :

سح 277 " الرؤیا الصالحة من اللّه والحلم من الشیطن و من رأی شیئاً یکرهه فلیتفل(س) عن شماله و یتعوذ باللّه من الشیطن الرجیم فانها لاتضره(ص)" یعنی خوابهای خوش و صادق از جانب خدای است و طاعت وی لطف و رحمت است و حلم یعنی خوابهای ناخوش و دروغ که آنرا اضغاث احلام گویند از شیطان آید و برضا و هوای او افتد اگرچه پیدا کردن و نمودن هر دو به خلقت و قدرت خدای است متفق علیه همچنین در مشکوٰة در باب رویا آورده است که روزی زنی در خدمت رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم آمد و گفت "یا رسول اللّه! خواب دیده ام که علاقه سقف خانهٔ من شکست" حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم فرمود "شوهر تو که در سفر است باز آید" -

---

(ا) سح - فلیبزق - (ب) سح ، فح ، مظ - التفل - (ج) رجوع کنید به مسند احمد ج3ص350 -
(د) سح ، مر ، مظ - بتعبیر - (ر) ایضاً (به) ندارد - (س) ایضاً - فلیلفت - (ص) ایضاً - یضره -

* * * * * * * * * * * *

هنوز در خانه نرسیده که شوهرش باز آمد، همکذا (ا) چند کرت آمد، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم تعبیر آن خواب همچنان میکرد، اما روزی چون باز برای تعبیر آمد حضرت صلی الله علیه و آله و سلم را نیافت، ابوبکر و عمر (رضی الله عنهما) را احوال باز نمود، ایشان گفتند که شوهرت خواهد مرد، بعد ساعتی (ب) خواب را بر رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم عرض کرد، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود مگر بکسی گفته باشی، گفت آری اما تعبیر چنان کردند، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود فهو کما قیل یعنی خواهد شوهر تو مرد -

و ایضاً آورده اند که شخصی علی الصباح خواب را بزن خود باز نمود که تمام دریا را من فرو بردم و بخوردم، زنش دانا بود، گفت بغیر از عالم بکسی مگوی و زن بجانب عالم روان شد - مردی هازّل (ج) و بدبخت در پیش آمد و گفت بکجا می روی؟ هر چند ممانعت کرد نی ایستاد، گفت تا مقصود ما نگوی نخواهم گذاشت - زن ناچار شد که شوهر من خواب دیده است بعالم بگویم، گفت آن خواب را بمن بگوی و من تعبیر آن خواهم (د) گفت، خواب را بدو نمود، آن کس در حال گفت که شکم او خواهد ترکید - چون آن زن در پیش عالم شد، واقعه باز نمود، گفت "اگر چه خوب بود اما تعبیر آن همچنین گشت" - چون بخانه آمده شوهرش ترکیده بود - خواجه علی یحیی (رح) گفت که شبی حضرت رسول علیه الصّلوٰة و السّلام را بخواب دیدم که مسجد زاهد آباد را عمارت میکرد، چون چشم من بر حضرت صلی الله علیه و آله و سلم افتاد دیدم که در محراب نشسته است، گفتم یا رسول الله! آن چیز که می گویند که دیو خود را بشکل تو نمی تواند نمود راست است؟ گفت هست، بعد از آن شیخ را دیدم همانجا نشست و این سخن میگوید - تعجب کردم که درین زمان پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بود اکنون شیخ است - آوازی شنیدم که او هست و ما اویم، چندین تعجب چیست؟ نقل از خلاصة المقامات احمد جام

سح 78

(ا) سح، مر، مظ - آید - (ب) مر - بعد از گذشتن یک ساعت - (ج) هزّال با تشدید بمعنی بسیار شوخ و بیهوده گو - (د) سح، مظ - نخواهم -

اما نزدیک اهل تصوف خواب دیدن بر چهار نوع است برابر عناصر اربعه زیرا که تولد خواب از عناصر اربعه است چون خاک و باد و آتش، ایشان در پاک کردن هر یکی از عناصر سعی بلیغ می نمایند - هر گاه که عناصر خاکش مصفا از مخطورات و مکروهات گردد به سبب صافیت باغهای گوناگون و سبزه های لطیفه و جویهای نظیف و قصرهای بلند و ایوانهای بزرگ بلکه ملک و ملکوت و بهشت و عرش و کرسی اندر خود بمقدار مرتبهٔ خود در خواب بیند تاکه دلش خوش پذیرد و هر گاه که عنصر آبش مصفا باشد بسبب صافیت دریاها و آبها و جویها وسیاحی (ا) کردن دران و ملاحی کردن و به کشتی سوار شدن و شربت آشامیدن در خواب بیند تا خوشحالی (ب) او پیدا شود و چون عنصر بادش مصفا گردد به سبب صافیت سواری و بلندی و به هوا پریدن و از کوه بکوه رفتن و بر سر آب بی غرق شدن رفتن بلکه سوار شدن بدرختان بزرگ و از شاخها (ج) به شاخ پریدن بیند علی هذا القیاس - خود را چست و چالاک و پرنده بیند تا دلش خوش پذیرد و چون عنصر نارش مصفا باشد از آن صافیت صورت مادر و پدر و مرشد و استاد و اولیای ماضیه بلکه خلفای راشدین (رضی الله عنهم) و حضرت رسالت و انبیا علیهم الصلوٰة والسلام و صورت یار و محب و جمله نیک صورت چون طاؤس و طوطی و غیر ذلک از صورتها ، تا دلش خوش (د) پذیرد و بدانکه دلهای اهل تصوف چون مردمک چشم روشن اند زیرا که هر چه از حسنه و سیئه از ایشان در وجود می آید همان را در دل یاد می گیرند - پس چون اینچنین خواب می بینند بر اعمال گذشتهٔ خود نظر کنند که کدام فعل نیک و خطرهٔ نیک ازو پیدا شده بود که این نتیجهٔ همان است، باید همان را از دست ندهد و هر گاه که در باطن صوفی آلائش نامرضی بوده باشد به برابر خاک زمین زشت و شوره و گرد و غبار و ویرانیها و خرابی و جمله چیزها که او را دلگیر کند بیند و برابر آبهای زشت و گنده بوی و سیلاب و غرق شدن درآب

سخ 279

سخ 280

(ا) سخ ، غج ، مظ - عناصر - (ب) سخ ، غج - خوار - (ج) از شاخ بشاخ پریدن -
(د) قیاساً " از صورتهای لطیف " -

و بر سر کشتیها دریا معطل شدن و عاجز ماندن از گذشتن و آبهای پلید و بد رنگ بیند و برابر
باد از بلندی افتادن و از درخت و از اسپ افتادن و در چاه افتادن و در جسر آویزان شدن
و بدست ظالمان افتادن و معطل شدن ایستادن وغیر ذلک از شرها بیند و برابر آتش صورتهای
زشت چون دیو و پری و مار و مورچه و کژدم و پلنگ و خوک و خرس و غیر ذلک من الموذیات و
و هر صورت که موجب دلگیری او باشد بیند ، این را تعلق تنبیهات الهی داند و لغو شمارد ،(ا)
در حال بر افعال گذشتهٔ خود نظر کند تا هر سیئه که درو بوده باشد از آن بر گردد و توبه
کند و طهارت کرده در خواب رود تا باری دیگر خواب نیک بیند و صاحب رشحات می گوید که
شبی بخواب چنان دیدم که درصحن مسجد هرات ایستادم ناگاه مولانا خواجه احرار قدس الله
سره پیدا شد و فقیر باستقبال ایشان پیش رفتم، دیدم که دو چشم مبارک ایشان پوشیده است
ناگاه از مشاهدهٔ این صورت بغایت متوحش و متألم شدم -بامداد که بملازمت ایشان رفتم متأمل
و متألم بودم که این خواب را چگونه به عرض ایشان رسانم و آیا آن را چه تعبیر باشد،آخر خاطر
بر آن قرار دادم که هیچ نگویم و منتظر نشستم تواند بود که ایشان سخنی گوید که این مشکل
ما حل شود -زمانی نیک صحبت بر سکوت گذشت و این دغدغه از خاطر ما محو نمی گشت ،بعد
از انتظار بسیار آغاز سخن کردند و روی به فقیر آورده فرمودند (ب) که انسان را دو چشم
است یکی ناظر بعالم ملک و دیگری ناظر بعالم ملکوت، پس اگر کسی در واقعه بیند که شخص
را چشم راست نابینا است و چشم چپ روشن است تعبیر آنست که نظر او از عالم ملکوت پوشیده
است و توجه او بعالم ملک است و این حال اهل حجاب و مرتبهٔ عوام است و اگر در واقعه بیند
که چشم چپ آن شخص نابینا است و چشم راست او روشن است تعبیرش آنست که نظر او از عالم
ملک پوشیده است و توجه او بعالم ملکوت است و این حال اهل کشف و مرتبهٔ خواص است و اگر
بیند که هر دو چشم شخص ازین طائفه نابینا است تعبیرش آنست که نظر وی از ملک و ملکوت

(ا) سح ، فح ، مظ (موجب) ندارد - (ب) سح ، فح ، مظ آواز -

سح 281

و عالم ناسوت به تمام پوشیده و ناظر بعالم جبروت و لاهوت است و این (مرتبهٔ) اخص خواص
است انتهی کلامه۔ (ا)

در ذکر سفر

* * * * * * * * * * * * *
* * * * * * *

عادت کریمهٔ آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم چنان بود که در وقت انشاء سفر میان امّهات المؤمنین (رضی اللّٰه عنهن) قرعه زدی تا نام هر یک که آمدی او را همراه گرفتی و در سفر که جهت حج بمکه فرمود مجموع امّهات المؤمنین در رکاب بودند و در هوای روز پانجشنبه سفر را دوست داشتی و چون پای مبارک در رکاب نهادی بسم اللّٰه الرّحمن الرّحیم و چون بر پشت مرکب نشستی گفتی "سبحان الّذی سخّر لنا هذا و ما کنّا له مقرنین و انّا الی ربّنا لمنقلبون" (ب) و چون از سفر باز گشتی میگفتی "آئبون تائبون عابدون لربّنا حامدون" (141) و بر مکان بلند تکبیر گفتی وچون از بلندی فرود آمدی هم تکبیر گفتی (142) و چون در ده یا شهر آمدی میگفتی "اللّهم اسئلک خیر

(ا) رجوع کنید به رشحات ج2 ص356 ۔(ب) الزّخرف 13 ۔

(141) در نسخ ، عربجای "حامدون" ساجدون نوشته است ولی در بعضی از روایات حامدون نوشته است (رک به اشعة اللمعات شرح مشکوٰة ج2 ص273 ۔ الوفا باحوال المصطفی ص663 ابواب السّفر) ۔ امام غزالی (رح) هر دو لفظ را شامل روایت کرده "آئبون تائبون عابدون ساجدون لربّنا حامدون" نوشته است (احیاء العلوم فی الدّین طبع بیروت، سال طباعت درج نیست، ج2 ص256) ۔

(142) چون از بلندی فرود آمدی تسبیح گفتی ، اخرجه البخاری عن جابر و ابوداوٗد و النّسای عن ابن عمر (رضی اللّٰه عنهم) و ابن عمر (رض) گوید "نهادم من درود را بالای آن و این سنت مستمرّه آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلم بود قولاً و فعلاً ، و گفته اند که وجه تکبیر در وقت صعود آن باشد که چون درین وقت در نفس آدمی علوی و رفعتی پیدا می شود یاد کند کبریای حق را عز و جل تا آن خاطر و آن حالت فرو نشیند و پست گردد و وجه تسبیح در وقت نزول تنزیه و تقدیس وی تعالی است از تغیر و تنزل و دوام و بقای او بر علو و کبریای سبحانه ۔

(رجوع کنید به شرح سفر السّعادة مؤلفه شیخ عبدالحق محدث دهلوی طبع مکتبه رضویه سکهر، ص233 نیز حصن حصین مؤلفه محمد بن محمد الجزری ترجمه مفتی محمد عاشق بلند شهری طبع دارالاشاعت کراچی 1401هـ ص262) ۔

هذه القریة و خیر اهلها و ما فیها و اعوذبک من شرها و شر اهلها و شر ما فیها[1] و گاه گفتی "اللهم انی اسئلک من خیر هذه و خیر ما جمعت فیها و اعوذبک من شرها و شر ما جمعت فیها اللهم ارزقنا جناها و اعذنا من وبائها و حببنا الی اهلها و حبب صالحی اهلها الینا[ب]" و در مجموع اسفار بر نماز رباعی قصر کردی و هرگز تمام نکردی و بر نماز فرض اقتصار کردی و سنتها در سفر نمی گذاردی مگر دو رکعت فجر و وتر و تهجد هرگز فوت نشده، اما از جماعتی از صحابه (رضی الله تعالی عنهم) ثابت شده که در سفر سنت میگذاردند ، پس اگر سنت بگذارد سنت نباشد تطوع و نوافل باشد و چون کسی در سفر رود باید که تنها نرود و دو کس نیز نروند که ثالث ایشان شیطان می باشد ، باید که سه کس بروند که رابع ایشان حق تعالی باشد چنانچه در حدیث آمده است آورده است "عن عمرو بن شعیب رضی الله عنهما عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم قال الراکب والراکبان شیطان و ثلثة رکبة رکب[143] رواه مالک و ترمذی و ابوداؤد ابوداؤد و نسای رحمهم الله کذا فی المشکوة - و باید که در میان سه مسافر و یا بیشتر یکی را بادشاه کنند و حکومت او را قبول کنند چنانچه در حدیث آمده است "وعن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم قال اذا کان ثلث نفر فلیؤمروا احدهم[ج] رواه ابوداؤد و چون بسفر رود اهل بیت را بحق سپارد و حق تعالی تا آمدن او اهل بیت او را سلامت دارد -

حکایت. چنانچه آورده اند که شخصی عزم سفر کرد ، چون روان شد زن او حامله بود ، گفت "حمل تو را بخدا سپردم" و چون از سفر باز آمد زن خود را مرده یافت - گفت "ای بارخدایا !

(ا) حصن حصین ص266 -(ب) ایضاً -(ج) ابوداؤد ج1 ص1 35 -

(143) در نسخهٔ مطبوعهٔ مشکوة اینطور منقولست "عن عمرو بن شعیب رضی الله عنهما عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم قال الراکب شیطان و الراکبان شیطانان و الثلثة رکب" شیخ عبدالحق محدث دهلوی رقمطراز است "یعنی یک سوار یک شیطان است و دو سوار دو شیطان اند و سه سوار سوارانند که مستأهل و مستحق اند که ایشان را سوارا

پیغمبر شما (صلی الله علیه وآله و سلم) گفته که هر که اهل بیت را بخدا سپارد سلامت یابد، (ا) زن من وفات شد چگونه است؟" - هاتفی بر او آواز داد که آری پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم دروغ نفرموده است، شما حمل را بخدا سپرده بودی نه زن، برو گور زن را شگاف کن، چون آن شخص گور را شگاف کرد زنش مرده و فرزند زنده یافت و در زبدة الخلاصه آورده است که چون مسافر بوقت بیرون شدن از خانه آیة الکرسی بخواند در آن سفر از درد وزحمت ایمن باشد و اگر مسافر را تشنگی غلبه کند و آب موجود نباشد چند دانه سنگریزها بدمد با یک یک بار "انا اعطینا" بخواند و در دهن کند انشاء الله آتش تشنگی قرار گیرد بلکه دفع شود و اگر مسافر راه گم کرده باشد باید که این دعا بخواند "یا عباد الله المخلصون اعینونی (ب)" و در شرعة الاسلام مذکور است اگر مسافر راه گم کرده باشد باید که بانگ نماز بگوید، دریابد و در زبدة الخلاصه نیز آورده است که از روایت صحیح واضح گشت که یک بار سورهٔ یٰسین بخواند راه بیابد و همچنین در زبدة الخلاصه آورده است که اختیار در روز پنجشنبه اولی و در (144)

سح 83

نام توان کرد از جهت محفوظ بودن ایشان از شیطان، نهی کرد از سیر یک سوار و دو سوار از جهت فوات جماعت ازیکی و تعسر زندگانی بر دو، از دو کس اگر یکی بمیرد یا بیمار شود مضطر میگردد دیگری و خوش میگردد شیطان و مراد آنست که با ایشان شیطان است که امر میکند به شر و بطریق مبالغه ایشانرا نفس شیطان خواند (اشعة اللمعات ج3 ص376) -

* * * * * * * * * * * *

(ا) سح، مظ - نموده - (ب) "وعن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه و سلم قال ان لله ملٰئکة فی الارض سوی الحفظة یکتبون ما یسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجة بارض فلاة فلیناد اعینوا عباد الله" یعنی خدای تعالی را در زمین فرشتگان هستند علاوه بر فرشتگان نیکه اعمال بندگان مینویسند، که اوراق افتاده درختگان را مینویسند پس هر کسی از شما را که در بیابان زحمتی برسد باید که ندا کند باینطور که یا بندگان خدا مرا مدد کنید (مجمع الزوائد ج10 ص132 بحوالهٔ طبرانی) -

(144) حضرت کعب بن مالک رضی الله عنه روایت می کند که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بیرون آمد در غزوهٔ تبوک و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم دوست می داشت که بیرون می آید برای سفر غزوه روز پنجشنبه و در جامع الاصول از کعب بن مالک آورده است که گفت "کم بود که بیرون می آمد پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم برای سفر مگر روز پنجشنبه،

روز شنبه و دو شنبه نیک است در هر طرفی که خواهد برود و بعضی مشائخ چنانچه مولانا یوسف در تحفة النّصائح وغیره چنین آورده اند که روز جمعه و یک شنبه در طرف مغرب نرود و در روز شنبه و دو شنبه بطرف مشرق نرود و در روز سه شنبه و چهار شنبه بطرف شمال نرود و در روز پانجشنبه بطرف جنوب نرود ، فامّا اهل سنت و جماعت (ا) درین اعتبار نکرده اند زیرا که این قواعد قواعد نجوم است و بر نجوم عمل کردن روا نیست چنانچه در حدیث آمده " قال رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم من آمن بالنّجوم فقد کفر" (ب) و نیز آورده است در اول شب راه نرود که خطرهٔ بیریان باشد بلکه در آخر نصف رود که این وقت وقت (ج) سیر فرشتگان است و در هر شهری که وبا باشد نرود و اگر رفته باشد زود باز گردد و در هر زمین که برود پیاز و سیر آن زمین بخورد تا آب و باد آن زمین او را مخالف نیاشند و چون خروج کند سورة الکافرون و اذا جآء و اخلاص و فلق و النّاس، هر یک با بسم اللّه الرّحمن الرّحیم بخواند ، بجانب یمین بدمد ، باز خواند بجانب شمال بدمد ، باز خواند بجانب مشرق بدمد ، باز خواند بجانب مغرب بدمد - و دیگر حکایت آورده اند (د) که سوداگری بود در هر شب همین چهار صورت می خواند و چهار جانب می دمید - یک شب از شبها فراموش کرد ، هم دران شب دزدان برو تاختند و مالش را بغنیمت بردند و همان سالار را گفتند که ای سالار کاروان

سح 4

(اشعة اللّمعات شرح مشکوة جد3 صا 137) - شیخ عبدالحق در شرح این حدیث میگوید کهروز پنجشنبه روزی مبارک است که برداشته میشود دروی اعمال بندگان ، پس خواست آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم که برداشته شود جهاد که افضل اعمال است نزد اللّه تعالی (ایضاً) - ولی از سلف اصلاً منقول نیست که اتباع احکام و اختیار ساعت بحکم آن کنند - از امیرالمؤمنین علی کرم اللّه وجهه منقولست که کسی نزد ایشان گفت که فلان روز برو و فلان روز مرو ، فرمود اگر شمشیر در دست من بودی می زدم گردن ترا ، بودیم ما در خدمت ابوالقاسم محمد رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم و نشنیدیم که ذکر کرده می شد که فلان روز مسافرت باید کرد و فلان روز نباید کرد " (اشعة اللّمعات شرح مشکوة جد3 صا 137) -

* * * * * * * * * * * * * *

(ا) سح ، غح ، مظ - جماعتی - (ب) ماخذ معلوم نشد - (ج) غح (وقت) ندارد - (د) غح ، مر - الخ

شما را چه قدرت بود که در هر شب در هر مرحله و منزل قلعه راست میکردی ، بیادش آمد ، گفت آری بدبختی من این شب همان اوراد را فراموش کردم که قلعهٔ من همان بود ، بیت :

آن مسافر که می رود به سفر	وقت رفتن نماز خواند اگر

چار رکعت به هر چهار ازان	خواند الحمد و چهار قل را

بعد ازان نزد حق بگوید او	که من ودیعت سپردم بتو (؟)

نفس خود را و مال و اهل بود	این همه را بحفظ خویش اندر (؟)

این همه را بحفظ خویش اندر	تا که باز آید او بشان زسفر (؟)

وانگهی بر سفر برآید آن	یازده بار چار قل بخوان

خیر و شر هر که در سفر دارد	وانچه از نفع از ضرر دارد

شر آنرا خدا بگرداند	خیر وی را عطاش گرداند

روز پنجشنبه هست روز سفر	(در) همین روز رفت خیر بشر (ص)

اگر ماه منعه سه روز آخر ماه دانی تو	هم بعقرب چون ماه وقت دور (؟)

من نوشتم ز مضمرات چنین	معتبر دان بر آنچه گفتم درین

قال النبی علیه الصّلوٰة والسّلام لا تخرج الی الیمن اذا کان القمر فی العقرب[1]، معنی این حدیث در ترغیب الصّلوٰة چنین آورده است که مولانا حمیدالدّین المخلص لله ابو محمد عبدالله و مولانا شیخ المحدثین والمفسرین جلال الحق والدّین مغربی طیب الله مرقدهما و این دو استادان بزرگواران که مقتدای محدثان بودند در وقت خویش، چنین فرمودند که معنی این خبر معنون و مسلسل الی رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم که قمر نام رهزنی بود در عهد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و عقرب نام دهی است که این قمر راهزن در آنجای بود ، کسانی که سفر کردندی بسوی یمن ایشانرا منزل در ده عقرب شدی ـ رسول علیه الصّلوٰة و السّلام

(1) رک به تحفه النّصائح (قلمی) ازمولانا محمد یوسف مملوکه پشتواکادمی دانشگاه پشاورص 52ـ

ایشانرا خبر داد و گفت سفر نکنید که قمر راهزن در دو عقرب است و این خبر موقوف است بر علی رضی اللّٰه عنه و مراد ازین خبر اینست که تقریر افتاد نه آنکه ماه در عقرب است چنانچه اهل نجوم می گویند زیرا که رسول علیه الصّلوٰة و السّلام فرموده است "من اتی کاهناً و صدق فیما قال فکانّما کفر بما انزل علی محمد صلی اللّٰه علیه و آله و سلم"(ا) اگر چه علم نجوم منزّل بود لکن منسوخ شده است بدین خبر قال النّبی صلی اللّٰه علیه و آله و سلم "نسخت شریعتی شرائع من قبلی"(ب) ترغیب الصّلوٰة - دیگر آورده اند که سلطان سکندر ذوالقرنین چون تمام عالم را بادشاه شد تمام عالمان زمانه را جمع کرد که برای من حرزی پیدا کنید که احتیاج من بقلعه نباشد - آورده اند که تمام عالمان متفق شدند بر این اسم که هر که این اسم را هر روز بخواند هفت بار(ج) او را احتیاج به قلعه نباشد و حق تعالی فرمان دهد هشتاد هزار فرشتگان را کے تا چهل هزار در روز و چهل هزار در شب نگاهدارد - بعد ازان ذوالقرنین قلعه راست نمی کرد اسم اینست" صبرصاً ابرصاً سعرصاً(د) - دیگر در رشحات آورده است" می فرمودند که کشف قبور آنست که روح صاحب قبر متمثل می شود بصورت مناسب از صورت آن(ر) و صاحب کشف ویرا در آن صورت بدیدهٔ بصیرت مشاهده می کند ، اما چون شیطان را قوت تمثل و تشکل بصورت(س) و اشکال مختلفه می باشد از آن جهت خواجگان قدس اللّٰه اسرارهم ازین کشف اعتبار نگرفته اند و طریقهٔ ایشان در زیارت اصحاب قبور آنست که چون بر سر قبر عزیزی رسند خود را از همه نسبتها و کیفیتها تهی(ش) سازند و منتظر نشینند تا چه نسبت درو ظاهر می شود ، از آن نسبت حال صاحب قبر معلوم کنند - طریق ایشان در صحبت مردم بیگانه هم برین وجه است که هر که

35 سع

(ا) برای روایت بالمعنی رجوع کنید به کنزالعمال ج 6 ص 327 - تذکرة الموضوعات مؤلفه محمد بن طاهر بن علی القیسرانی ص 110 - "عن الحسن عن علی بن ابی طالب قال من اتی کاهناً او عرافاً فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللّٰه علیه و آله و سلم - (ج) سع ، فع (بار) ندارد - (د) فع ، عر - صعرصاً - (ر) مثالی (رشحات ج2 ص 468 که ماخذ اقتباس است) - (س) سع ، فع (بصورت) ندارد - (ش) سع ، فع (تهی) ندارد -

پیش ایشان نشیند به باطن خود نظر کند هر چه بعد از آمدن آنکس ظاهر شود ه... دانند
که آن نسبت از آن اوست و ایشان را دخلی نیست، بحسب آن نسبت با وی زندگانی کنند سح 86
از لطف و قهر، و حضرت شیخ محیّ الدّین ابن عربی قدس الله سره این را تجلی مقابل (ا) می
گفتند و ظهور این معنی بواسطهٔ کمال جلا و صفا است که باطن منوّر ایشان را حاصل است
و آئنه حقیقت ایشان از نقوش کونیه پاک و صاف شده است و بسبب کمال محاذات به آن ذات
بی کم و کیف دارد چرا تجلی ذات درو هیچ نمانده (ب) و هرگاه که وی را به طمع باز گذارند
غیر آن امر بی کیف هیچ چیز دیگر در وی ظاهر نخواهد شد - پس هر چه در آن آئینه پیدا
خواهد آمد از آن او نخواهد بود بلکه بواسطهٔ تقابل شخصی خواهد بود که در وی منعکس
گشت (ج) - دیگر در نفحات آورده است که بعضی از درویشان در مشغولی فرق میان خواب و
بیداری نمیکنند بلکه در خواب که بعضی موانع باشد یعنی مرتفع میشود صافی تر و قوی ترمیشود

در ذکر قربانی اهل عشق و محبت

و معنای این قربانی بر اشتیاق وصال و مشاهده است چنانکه مالک دینار (145) گفت قدس الله
سره العزیز که در بادیه می رفتم، جوانی را دیدم که در زیر درختی نماز میکرد و آن درخت را
رطب بار بود - مالک می گوید نزد وی رفتم، چون جوان از نماز فارغ شد بر وی سلام کردم،
جواب گفت و خرمای چند از آن درخت درباز کرد (؟) و بمن داد، من گفتم ای عزیز امیخواهم
که با تو صحبت دارم، جوان گفت "ای مالک با من مصاحبت نمی توانی کرد" - از وی درگذشتم

(ا) سح - مقابله - (ب) جز (رشحات ج2 ص 468) - (ج) رک به رشحات عین الحیات ج2 ص 468-469

(145) صاحب کشف المحجوب و مؤلف طبقات الکبری کنیت ایشان ابویحیی و نامش مالک بن دینار نوشته است، یکی از تبع تابعین بود و صحبت حضرت حسن بصری (رح) را دریافته بود - در سال صد و سی (مطابق الفهرست ابن ندیم) یا صد و سی و یک (مطابق طبقات الکبری) یا صد و سی و هفت (مطابق سفینة الاولیا) وفات یافت -

- و روز منی بود نیز ویرا در مسجد خیف یافتم (ا) که نماز میکرد ، چون از نماز فارغ شد گفت "الٰهی قرب النّاس قربانیهم و لا املک الّا نفسی فاتقرب الیک بنفسی ، الٰهی همه مردم قربانیها می کنند و من مالک هیچ چیز نیستم مگر تن خود ، من نیز تن خود را برای تو قربان می کنم ، بانگشت اشارت بحلق کرد ، فی الحال بیفتاد و بمرد ، بیت :

بدست دوست درین عید هرکه قربان شد بکیش زنده دلان پای تا بسر جان شد

چه عیدی (ب) به ازین عاشق بلاکش را که پیش خنجر هران عشق قربان شد

ز بهر کشتن خود دست و پا زدم بسیار ولی بکوشش خود سرخ روی نتوان شد

- قربانی ، قانیان حضرت عزت سبحانه و تعالی اینکه نفس امّاره را در قربانگاه مخالفت هویٰ بر رسن اوامر و نواهی دست و پای تصرف بر بندی و بکار قطع طمع سر انانیت او برداری و بدم نصیحت درو دمی و او را از پوست نیت امارگی بیرون آری و بتیغ (چ) مجاهت شکم آز و شرهش (د) را چاک کنی و مفاصل و مواصل او را که با شیطان پیوسته است به خنجر مجاهدت بند از بند جدا کنی و در دیگ ریاضت اندازی و آب طهارت بروی ریزی ، آنگاه هیزم محنت در دیگدان محبت نهی و آتش فتنه در وی زنی و در زیر دیگ ریاضت بر افروزی و دیگر اقرار از کارها وی قرین کنی و آن را بجوشش شوق و ذوق پخته کنی و سرپوش خاموشی بروی نهی و کفک مستی و غدود هوی پرستی در حین جوش هستی از وی بر اندازی و نمک محبت و زعفران موت با پیاز نیاز و گرم داروی کرم و دار چینی مسکینی و نخود بیخودی با مشک و گلاب صدق و محبت در وی تعبیه کنی ، آنگاه نان ایمان را در تنور احسان با آتش عرفان بپزی و نمکدان دل از نمک محبت پر سازی و سبزی طاعت و سرکهٔ زهد بر خوان استطاعت مهیّا کنی ، آنگاه از جلاب شراب ناب دیده در پاتلی حدقهٔ چاشنی پالوده ترتیب کنی و به نشست (ر) ترک ناشائسته آنرا بقوا

(ا) سع ، فح ، مظ - نزد وی که مسجد خیف یافتم - (ب) قیاساً "چه عید بهتر ازین ......الخ -
(چ) سع ، فح - تیغ - (د) شره (بفتح شین وکسررا) = حرص - (ر) سع ، فح ، مظ - نشتی -

سع 88 آنگاه بزعفران خوف و بوی بوستان رجا و مغز نغز تجرید و خشخاش قاشی تفرید و گلاب ریاضت و مشک عشق آراسته کنی و بر طبق اخلاص بر خوان اختصاص نهی ، آنگاه مهمانان ارادت غیبی و صادران و واردان لاریبی را در خانقاه وجود بر سر خوان شهود بنشانی و این غذای روحانی را طعمهٔ این مسافران عالم ربانی گردانی ، معنی ازین مسکین تو تلقی نتوانی ، از استادان فنا فی الله به صدر بارگاه بقاء الله تلقی توانی (ا) ، ابیات .

جانان قبول گردان این جستجوی ما را ــ بنده و مرید عشقم بر دار سوی (ب) ما را

با (ج) ساغر پیاله ، در ده می چو لاله ــ تا گل سجود آرد پیمای (د) ما را

گر بحر می بریزی ما سیر (ر) بر نگردیم ــ زیرا نگون نهادی بر (س) شیر کدوی ما را

مهمان دیگر آمد دیگی دگر بکن کن ــ کین لوت (ص) پس نیاید یک کاسه شوی ما را

هر لحظه جوق مستان دری رسید مهمان ــ مخمور چون نیاید چون یافت بوی ما را

گر خوی ما ندانی ازلطف باده (ط) واجوی ــ هم خوی خویش کرده این باده خوی ما را

ترک هنر بگوید ، دفتر همه بشوید ــ گر بشنود عطارد این طرقوی (ع) ما را

ای آب زندگانی ما را ربود سیلت ــ اکنون حلال باشد (ف) بشکن سبوی ما را

این پس که تلخ نگردد دنیا بر اهل دنیا ــ گر بشنود نهاگه این گفتگوی ما را

وقتی بزرگوار نصیحت میکرد و مردان و زنان در آن مجلس حاضر بودند ، شیخ نزد حاضران مجلس کلام توحید میکرد ، یک عورت جواب داد و گفت "التوحید الواحد الاحد" شیخ گفت جواب خوب گفتی ، بگو ای عورت! در چه کار مشغول هستی ؟ عورت گفت در کار زراعت ، شیخ

(ا) سع ، فغ ، مظ ــ ترقی ــ (ب) بنده و مرید عشقم برگیر سوی ما را (دیوان شمس تبریزی مرتبه بدیع الزمان ، حسن عمید ، طبع دوم سازمان انتشارات جاویدان طبع تهران 1346 حصه اول ص 18) ــ (ج) بی ساغر و پیاله (ایضاً) ــ (د) سیمای روی ما را (ایضاً) ــ (ر) سیر و پر (ایضاً) (س) در سر (ایضاً) ــ (ص) کین دیگ (ایضاً) ــ (ط) باده واجو (ایضاً) ــ (ع) طرقوی ما را (ایضاً) ــ (ف) بادت (ایضاً) ــ

گفت "اسباب زراعت در تو موجود نمی بینم، بچه زراعت میکنی ؟" حورث گفت" ستور نفس را با گاو همت جفت ساخته ام در زمین بستان باطن با نواع ریاضات (1) قلبه رانی خواهم کرد و تخم عبادت و معرفت خواهم کاشت و کشت مذکور را بآب بیداری همیشه پرورش خواهم داد تا بغایتی که ثمرهٔ معرفت و ولایت بارور گردد و بعده آنرا بداس رضا بریده و از خس و خاشاک خودکامی پاک نموده تحت العرش خرمن مذکور خواهم کرد ، شاهنشاه لم یزل و لایزال بعد قبول آنچه محصول خود طلب کند خواهد گرفت و آنچه باقی ماند با مّتیان حضرت محمّد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم قسمت خواهم کرد "و چون شیخ اینّ سخن ازو بشنید گفت "ای حورث! معلوم میشود که ترا در کارو بار باغبانی و در پرورش آن قوت تام خواهد بود " -حورث گفت "بلی خلق الله تعالی عشر بساتین فی قلوب المؤمنین، اول باغ توحید دویم باغ علم سیم باغ حلم چهارم باغ تواضع پنجم باغ سخاوت ششم باغ توکل هفتم باغ قسمت هشتم باغ سنت نهم باغ خوف دهم باغ رجا- پس شرط باغبان آنست که چون تفحص کند درون خویش در آید ، هر جا که خاری و خسی باشد آنرا بر گیرد و بیرون اندازد بجز نهال اصلی ، پس چون مرد مؤمن در باغ علم در آید خار نادانی را بیرون اندازد و چون در باغ در باغ سخاوت در آید خار تکبر بیرون اندازد و چون در باغ توکّل در آید خار خصومت را بیرون اندازد و چون در باغ سنت در آید خار بدعت را بیرون اندازو و چون در باغ خوف در آید خار بی ادبی را بیرون اندازد و چون در باغ رجا در آید خار خوف را بیرون اندازد "و چون حورث بیان ده باغ کرد شیخ آهی برد ، حورث گفت" ای شیخ مریض هستی که آه زدی "شیخ گفت "از بیکاری دین رنجور ام، ای حورث! برو و دارو در کار من کن-" حورث گفت" برو هاون نامرادی را بگیر و هلیلهٔ تقوی بدو یار کن و بدیگدان محبت بنه و آتش شوق بر افروز و هیزم شکستگی و بی نیازی بر کن و سرپوش خاموشی بر لب او محکم بر بند و صباح و شام بخور تا صحت یابی " -

---

(1) فح ،حر، مظ -ریاضت -

دیگر بشنو! که روزی سید طائفه شیخ جنید بغدادی رحمة الله علیه و الغفران در راه میگذشت، مندوب نام طبیب پیش حضرت شیخ آمد ، داروی خود را تعریف کرد که داروی قوت طبع حسن دارم، خواجه فرمود "این هم خوب است اما داروی گناه داری ؟" طبیب شرمنده شد و سر فرو گشت و زار زار بگریست، دیوانه در راه میگذشت و گفت "ای خواجه! در خیال این چه افتی ، داروی گناه من دارم اما سخت تلخ است، نتوانی خوردن" شیخ فرمود بگو تا بخورم، گفت "ای خواجه ! برو هلیله (ا) درویشی بیار و بلیله (ب) فقر و املة (ج) ریاضت بیار و بیخ درخت اخلاص و شاخ عجز بیار و پوست درخت ارادت و برگ درخت تواضع بیار و گل محبت و میوهٔ صبر بیار - این همه را بدست توفیق بکوب، چون کوفته شود بجامهٔ (د) تدبیر ببیز ، چون بیزده شود در دیگ تفکر بیانداز و بر دیگدان برابر نشان و بآتش شوق فروزان و آب بیچارگی از جگر بریز و سرپوش طاعت بر سر او بنه تا در جوش محبت در آید و آنگاه که بجوشد آب طهارت از دیدهٔ خیال بیداری و به چمچهٔ مصیبت بزن و بکفگیر قناعت بجنبان ، واقف باش که از دود دل خام سوز نماند - چون بدین ترتیب این ترکیب دم پخته شود بعد از آن بهنگام سحر در صحن ندامت فرود آر و در قدح امید انداز و از راه ضمیر سرگدان در حلق گناه بریز تا شفا حاصل شود -

دیگر بشنو که روزی خواجه حسن بصری علیه الرحمة والغفران در بازار شهر بغداد می گذشت، طبیبی فریاد میکرد که من طبیبم و هر رنج که باشد دوا کنم - چون خواجه این بشنید گفت دعوی قوی کردی که من هر رنج را دوا کنم، گفت آری ، گفت ای طبیب! من نیز رنج دارم، گفت چه رنج داری ؟ گفت رنج گناه دارم ، طبیب گفت چنان دوا کنم که شفا یابی ، فرمود بیخ فقر بیار یعنی از خود و از جمله اشیا بر خیز و احتیاج بدو آر و محتاج بدو باش و با

(ا) ، (ب) ، (ج) - این هر سه نامهای گیاه ها هستند و مخصوص نواحی حاره هستند و در هند وچین میرویند - میوه های این گیاه ها در تداوی مورد استعمال میگردد - (د) سع ، فح ، مظ - الفته -

* * * * * * * * * * * * * * * *

خدید غیر مگوی و غیر مجوی چنانکه ابراهیم علیه و علی نبینا الصّلوٰة و التّسلیمات در منجنیق از فرشتگان مقرب استعانت نمی جست و آن نیز ولایت او نبود بلکه نبوت او بود زیرا که ولایت انبیا (علیهم السلام) آن بود که از خود درگذرند و فراموش کنند کل اشیا را مگر او را - گفت برگ صبرباوی یار کن یا چون غرض و مقصود جز او نداری پس هر تلخی که ازو زاید شیرین پنداری که در ولایت محبوب بر عاشق تلخی دیدن حرام است و نباید (۱) :

پیش تو دعا گفتم و دشنام شنیدم هرگز نبود بهتر ازین هیچ دعا را

باز علیلهٔ تواضع با بلیلهٔ مسکنت بیامیز ، بدانکه حد تواضع سر افراختن (ب) و سر انداختن است بایزید بسطامی قدس الله سره گفته است که اگر تمام کلیات از ذره خود را بهتر بینی تواضع ترا نشاید بلکه متکبر هم ترا گویند و سکون وقتی یابی که ظاهر و باطن خود بدو تسلیم کنی ، پس چون تسلیم کردی مرگ معنوی چشیده باشی و چون مرگ معنوی حاصل شود هر گاه که یاد انانیت بتو پیش آید کام مراوی تلخ گردد و این جان کندن در هر ساعت باشد و اگر تو به نیک و بد نظر کننده ای پس متحرک باشی و متحرک سکون را نشاید - باز گفت که در هاون معرفت بیانداز و چون چنان کردی پس بر تو باد که اقوال و افعال خود را در کل (ج) حین اسیر معرفت دانی پنداری که هیچ ذره نیست که او نیست یا بی اوست و بدستهٔ تقوی بکوب - بدانکه قلب سالک چون مردمک چشم است اگر اندک چرک درو افتد تاریکی پذیرد - پس بر تو باد که تواضع و مسکنت بتقوی داری نه آنکه تواضع بحرص و هوی و شهوت پرستی کنی و بغربال رضا بیبیز یعنی سبوس سرکشی و غیر (د) و ناخشای (ر) و انانیت دور کن تا تمام رضا باشی - آورده اند که حضرت عزت جل و علا مهتر موسی را علیه و علی نبینا الصّلوٰة والتّسلیمات گفت "من لم یصبر علی بلائی و لم یرض علی قضائی و لم یشکر علی نعمائی فلیخرج تحت سمائی و الیطلب ربّ سوائی "

(۱) سح ، فح ، مظ - پندارد - (ب) فح ، مر ، مظ - افروختن - (ج) فح ، مر ، مظ (کل) ندارد - (د) مر (غیر) ندارد - (ر) قیاساً - نارضای -

و به‌یلا طاعت بکن یعنی تا این چیز ها نکرده باشی هنوز مبتدی و چون کردی پس نام طالع مطیعی و طاعت زین هنگام بر تو نعل تو اطلاق آید و در دیگ اشتیاق بیانداز یعنی جز او اشتیاق چیزی در دل نیاری که گفته اند الاشتیاق یمحواللذات (1)، هر لذت غیر دوست را ریب دان و آتش شوق در زیر آن بر افروز یعنی پیش ازین کار تو بتو بود، الحال از جانب دوست جذبه بتو رسد که همیشه اسیر طریق او باشی و در شب و روز آشائش دو گیتی بر تو حرام گرداند، پس تو بی تو او باشی یعنی هرگز از طلب مقصود ممانعت را نباشی و گفته اند "النوم حرام علی کل محبّ" زیرا که محب از دو حال خالی نیست یا در هجران است یا در وصال، اگر در هجران است مهجوری از عذاب دوزخ سخت تر است او را چگونه خواب بود، اگر در وصال است واصل را خود خواب نمی آید و بکفگیر شتابی بزن یعنی چون همه چیز ها را حاصل کردی پس درین راه تیز رو باش یا آنکه ذکورین را از دست مده یا آنکه چون فی الحال از چنین دیگ انانیت برخیزد باید که بکفگیر ذکر و فکر و اراده وطن را بوحدانیت بدل کنی و به صدق همت فرود آر، بدانکه گفته اند که انتهای سالک در ابتدای اوست یعنی اگر در ابتداء مخلص بود در انتها بمقصود رسد و اگر در ابتداء بریا بود در انتها به بدعت افتد. پس چون همت تو در ابتداء بلند بود الحال در انتهای آن بلند همت گردی که انّ الله یحبّ مطلبهم و معالی آن بود که غیرالله نه بیند و نداند و نه خواند و در طبق اخلاص بکن زیرا که ضد اخلاص ریا است و گفته اند که عمل نیست مگر به نیت و نیت نیک حاصل نشود مگر به اخلاص و اخلاص وقتی حاصل شود که ما سوی الله در دل او آرام نگیرد و اگر از اول اخلاص نبود در آخر نیز حاصل نمیشود که عمل او حبط گردد و بدندان توکل بخای تا شفایابی و طریقت نجات اینست زیرا که چون توکل بدو کردی او را دیدی و خود را از میان کشیدی از موضع گناه که آن وجود انانیت تو بود که "وجودک ذنب لایقاس بهاذنب" خلاص یافتی و گفته اند که اتّصاله فی انفصاله و انفصاله فی اتّصاله یعنی اتّصال با خدا در انفصال وجود خود و انفصال خدا در اتّصال وجود خود

(1) سع، فح، مظ - محواللذات -

سع 93

اصطلاحات تصوف

* * * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * *

در سلک سلوک شیخ ابو تراب نخشبی قدس الله سره آورده است که بر اصحاب دقائق و ارباب حقائق مخفی نیست که هر علمی را اصطلاحات است تا کسی را بر اصطلاح آن علم اطلاع کلّی نباشد او ضابط حقائق و مالک دقائق آن علم نتواند شد ـ اکنون بدان که یکی از اصطلاحات این علم طریقت توبه (146) است که التوبة اصل کل مقام و مفتاح کل حال و هی اول المقامات فی مشابهة الارض للبناء فمن لا ارض له لا بناء له و من لا توبة له لا حال له و لا مقام له ـ بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم مقام (147) است بفتح میم و مقام کل واحد موضع اقامة ذلک المقام و یسمّی مقاماً لثبوته و استقراره و قد یکون له مقام ـ بباید دانست که یکی از ایشان

سبع 4

---

(146) توبه :- صوفیه توبه را باین شکل تعریف کرده اند که بیداری روح است از غفلت بطوریکه گناهگار از راه های ناصوابی که می پیماید خبردار می شود و از گذشتۀ بد خود منزجر میگردد ولی فقط تنفر و تنبه کافی نیست که تائب شمرده شود مگر آنکه تائب بکلی آن معصیت یا معاصی را که مرتکب بوده تا یا متذکر شده "رها نماید ـ حضرت جنید بغدادی (رح) گفته است "توبه را سه معنی است اول ندامت، دوم عزم بترک معاودت، سوم خود را پاک کردن از مظالم وخصومت" ذو النّون مصری (رح) گفته "توبۀ عوام ازگناه است وتوبۀ خواص ازغفلت" (تاریخ تصوف دراسلام ج1 ص222)

عامیان از گناه توبه کنند عارفان از عبادت استغفار (سعدی شیرازی)

(147) "مقام عبارت است ازاقامت طالب برادای حقوق مطلوب بشدت اجتهاد و صحت نیت وی و هر یکی را از مریدان حق مقامی است که اندر ابتدای درگاه طلب شان را سبب آن بوده است و هر چند که طالب از هر مقام بهره می یابد و بهر یکی گذری میکند قرارش بر یکی از آنجمله میباشد از آنچه مقام ارادت از ترکیب جبلّت باشد نه معاملت" (کشف المحجوب ص323) ـ مصنف کتاب اللّمع فی التّصوف شیخ ابوالنّصر السّراج (متوفی 378ھ) مقامات را هفت شمرده است باین ترتیب توبه ، ورع ، زهد ، فقر ، صبر ، توکّل ، رضا (تاریخ تصوف ج1 ص210)

* * * * * * * * * * * *

(148)
اصطلاحات این علم حال است والحال ما یرد علی القلب من طرب او حزن او بسط او قبض والحال سموا حالاً لتحوله ـ بدانکه در سلوک یکی را صاحب وقت گویند و دویم را صاحب احوال گویند و سیم را صاحب انفاس گویند ـ صاحب وقت مبتدی باشد و صاحب انفاس منتهی باشد و صاحب احوال بینهما ـ باید دانست که یکی از اصطلاحات این علم وجد است والوجد سر علی القلب بلا تکلف ـ اهل معرفت گویند "الوجد شوق القلب لا یطلع علیه الّا الله تعالی" و بعض گویند "الوجد وارد الحق اذا جآء ترجع القلب الی الحق ـ باید دانست که یکی که از اصطلاحات این علم تواجد است والتّواجد استدعاء الوجد من نفسه لیس لصاحبه کمال الوجد ـ آری تواجد از باب تفاعل است و در فاعل بیشتر اظهار معنی باشد که در صاحب او آن نباشد کالتّظاهر والتّجاهل ـ وجد حالی را گویند که صاحب آن حال را بی تکلف او ظاهر شود و تواجد حالی باشد که صاحب او بتکلف آنرا ظاهر کند و میان این حال و آن حال بسیار فرق است، لیس التّکحّل فی العین کالکحل ـ

عزیز من ! فقیری مذهبی است آنچه در کسی صفات حسنه باشد ، اظهار کردن جایز نیست خاصه در کسی که آن صفات نباشد اظهار کردن آن کی جایز باشد ولهذا بعضی درویشان را طاقی خوانند و طاقی طائفه‌ای باشد که ایشان نه خیر خود پیدا کند و نه شر

(148) حال معنی باشد که از حق بدل پیوندد ـ پس آنکه از خود بکسب دفع نتوان کردن چون بیاید و یا بتکلف جلب نتوان کردن چون برود ـ گروهی از مشائخ دوام حال را روا دارند از آنجمله شیخ حارث محاسبی رحمه الله علیه (متوفی 243 هـ) گفته است "محبت و شوق و قبض و بسط جمله احوال اند واگر دوام آن روا نباشدی نه محب محب باشدی ونه مشتاق مشتاق و تا این حال بنده را صفت نگردد نام آن بر بنده واقع نشود واز آنست که وی رضا را از جمله احوال گوید و گروهی دیگر حال را بقا و دوام روا ندارند چنانکه شیخ جنید بغدادی (رح) گفته است احوال چون برق باشد که بنماید و نپاید و آنچه باقی شود نه حال بود که آن حدیث نفس و هوس طبع باشد الاحوال کلا کالبروق فان بقیت فحدیث النّفس (کشف المحجوب ص 161)ـ صاحب اللّمع ده حال وصف میکند که عبارت اند از مراقبه ، قرب ، محبت ، شوق ، خوف ، رجا ، انس ، اطمینان ، مشاهده ، یقین ـ (رجوع کنید به تاریخ تصوف در اسلام جا ص 212) ـ

خود را پنهان دارد - بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم قبض و بسط است و می حالان پشیمان من الخوف و الرّجاء . امّا بعضی گویند القبض یتولّد من الخوف والبسط یتولّد من الرّجاء . و در کشف المحجوب آورده است که قبض و بسط دو حالت اند از احوال که تکلّف بنده از آن ساقط است چنانکه آمدنش بکسبی نباشد و رفتن نه بجهدی که خداوند گفت عزّوجل (ا) "واللّه یقبض و یبسط" پس چون قبض عبارت است از قبض قلوب اندر حالت حجاب و بسط عبارت (ب) است از بسط قلوب اندر حالت کشف و این هر دو از حق است بی تکلّف بنده و قبض اندر روزگار عارفان چون خوف باشد اندر روزگار مریدان و بسط اندر روزگار عارفان چون رجاء باشد اندر روزگار مریدان - بقول این گروه که قبض و بسط را اندرین معنی حمل کنند و از مشائخ گروهی بر آنند که رتبت قبض رفیع تر است از رتبت بسط بر دو معنی یکی آنکه ذکرش مقدم است اندر کتاب و دیگر آنکه اندر قبض گدازش (ج) و قهر است و اندر بسط نوازش و لطف است و لامحاله گدازش بشریت و قهر نفس فاضل تر است از پرورش آن که آن حجاب اعظم است (د) و گروهی بر آنند که رتبت بسط رفیع تر است از رتبت قبض زآنچه تقدیم ذکر آن در کتاب علامت تقدیم فضل مؤخر است بر آنچه عرف عرب آنست که اندر ذکر مقدم دارند چیزی را که اندر فضل مؤخر بود چنانچه خدای تعالی عزّوجل گفت "فمنهم مقتصد و منهم سابق بالخیرات" (ر) و بعضی بر آنند که قبض و بسط هر دو بیک معنی است که از حق به بنده پیدا اند . چون آن بر دل نشان کند یا سر بدان مسرور شود و نفس مقهور و یا سر مقهور شود و نفس مسرور چنانچه بایزید رحمة اللّه علیه گفت که قبض القلوب فی بسط النّفوس و بسط القلوب فی قبض النّفوس . پس نفس مقبوض از خلل محفوظ - بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم علم الیقین است و عین الیقین وحق الیقین است . فعلم الیقین ما کان من طریق النّظر و الاستدلال و عین الیقین ما کان بطریق الکشوف والنّوال و حق الیقین ما کان بتحقق الانفصال من لوث الصلصال و قیل علم الیقین

سح 96

(ا) سح ، غ - بکسی - (ب) البقره 245 - (ج) ، (د) - گدازش (کشف المحجوب که ماخذ این [illegible] فاطر 32

للاولیا و عین الیقین للخواص و حق الیقین للانبیا (علیهم السلام) (149) و دیگر از اصطلاحات این علم محاضره و مشاهده و مکاشفه است (150) . محاضره حق ارباب تلوین است و هم اهل یقین است و مکاشفه امریست میان ارباب تلوین و اصحاب تمکین و اهل عین الیقین و دیگر از اصطلاحات این علم هیبت و انس است و هما یشبهان القبض والبسط و قال الجنید رحمة الله علیه "الانس ارتفاع الحشمة مع وجود الهیبة" و قال رویم (رح) " الانس یتوحش عن غیره حتی عن نفسه ای انس از دولت هیبت بعضی از انس جای رسانیده اند که ایشان را از خلق چنان وحشت گرفته است که وجود خود را هم مزاحم خود دانسته اند - آری یکی از نعمتهای خالق الجنة والنار تعالی و تقدس دوزخ است بنا بر آنکه از بیم دوزخ چندین خلق بهشتی می شوند و حق الهیبة الغشیی و حق الانس الصحو - بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم

---

(149) یقین در لغت علمی است که شک بآن نباشد "الیقین فی اللغة العلم لا شک معه" و نزد عرفا عبارت است از رویت عیان بقوت ایمان نه بحجت و برهان" و عند الحقیقة رویة العیان بقوة الایمان لا بالحجة والبرهان" (تعریفات ص280) - پس علم الیقین درجهٔ علما است بحکم استقامت شان بر احکام امور و عین الیقین مقام عارفان است بحکم استعداد شان مر مرگ را و حق الیقین فناگاه دوستان است بحکم اعراض شان ازکل موجودات - پس علم الیقین به مجاهدت و عین الیقین بموانست و حق الیقین بمشاهدت شود و این یکی عام است و دیگر خاص و سه دیگر خاص الخاص (کشف المحجوب کشف حجاب دهم) -

(150) محاضره عبارت است از حضور دل در شواهد آیات و لطائف عیان و علامت محاضره دوام تفکر باشد اندر رویت آیت (کشف المحجوب ص325) و مشاهده اطلاق میشود بردیدن اشیا بدلائل توحید و گاهی اطلاق میشود بر رویت حق در اشیا (ابن العربی رح - رجوع کنید به تاریخ تصوف در اسلام ج1 ص655) و مکاشفه عبارت است از حضور دل در شواهد مشاهدات و علامت مکاشفه دوام تحیر در کنه عظمت خداوند است. در محاضره عارف در افعال متفکر بود و در مکاشفه عارف در جلال متحیر بود (کشف المحجوب ص325) -

....

(151)

لوائح و لوامع و طوالع است ، فامّا الوائح کالبرق یظاهر و یستتر سریعاً و اللّوامع اظهر من اللّوائح و لیس زوالهما بتلک السّرعة والطّوالع ابقی وقتاً و اقوی سلطاناً و ادوم مکثاً - بعضی
(152) (153) (154)
گویند الطّوارق والبوارق والبوادی والطّوالع واللّوامع والّوائح الفاظ متقاربة المعنی من الامور البادی الاصول و مقاماتها و دیگر از اصطلاحات این طم حضور و غیبت است ، فالغیبة ان
(ا)
یغیب القلب من احوال الدّنیا و الحضور ان یحضر باحوال العقبی - بعضی گویند غیبت بمنزل سکر است و حضور بمثابهٔ صحو - عزیز من ! در علم ظاهر هرکه در حضور باشد در غیبت نباشد
(ب)
امّا فی ما نحن فیه هرکه در حضور باشد او در غیبت افتاد یعنی هرکه در حضور دوست شد از حضور خویش دور ماند - آری تا کسی از خویش غیبت نکند با دوست حضور نتواند کرد ، غائب غائب حاضر حاضر بسیار یابند ، اگر کار با غائب حاضر دارد و یا حاضر غائب ، اگر از وجود غائب حاضر و یا از نهاد حاضر غائب تا گلدستهٔ باغ فردوس کننده یا هیزم آتش کننده جهنم
(ج)
گردانند نه از رائحهٔ جهنم دور گذاری باشد و نه از رائحهٔ فردوس اهتزازی - چنین گویند وقتی حسین بن علی رضی الله عنهما در سجده بود و چنان از خویش غائب و با حق حضر شده بود که دیوار خانه سراسر بیفتاد او پیش از وقت سر از سجده بر نیاورد و آن شنیده باشی که وقتی درویش حاضر غائب در نماز بود ، شخصی او را آواز میداد و او چون از نماز فارغ شد آن شخص بر سبیل تعجب آغاز کرد که چندین فریاد که من میکردم تو نمی شنیدی ؟ درویش گفت "ای خواجه ! این عجب نیست که کسی در نماز فریاد یکی نشنود ، اما عجب آنست که یکی در نماز فریاد یکی بشنود " - قال الشبلی رحمه الله علیه "طوبی لمن غاب عن حضرته و حضر فی غیبته

(ا) بمنزلهٔ سکر - (ب) سح ، فح ، مظ (ط) ندارد - (ج) سح ، فح ، مظ - دور -

(151) لوائح : اثبات مراد با زودی نفی آن - لوامع : اظهار نور بر دل با بقاء فوائد آن - طوالع : طلوع انوار معارف بر دل (کشف المحجوب ص 333) - این سه کلمات در معنی نزدیک اند بیک دیگر و فرق بزرگی بین آنها نیست و عبارت اند از صفات مبتدیان اهل سلوک که رو بترقی میروند بترتیب اول لوائح است ، بعد لوامع و بعد طوالع - لوامع مانند برقی است که بمحض ظهور پنهان می شود (لهیات)

سح 97

ببايد دانست که یکی از اصطلاحات این علم محو و اثبات است. فالمحو رفع اوصاف العادات والاثبات اقامه العبادات، و محو بر سه طریق میباید محوالذله من الظواهر و محوالغفله من الضمائر و محو العله من السرائر - دیگر از اصطلاحات این علم فنا و بقا است، فاما الفناء سقوط اوصاف المذمومة والبقاء ثبوت اوصاف المحمودة و بعضی میگویند الفناء صفة اللون و ما کان لاجل اللون والبقاء صفة الملون و ما کان لاجل الملون . قال الله تعالی "کل من علیها فان"(1) یعنی الکون و "یبقی وجه ربک" یعنی الملون - فاما المخلصین داخله فی حکم البقاء لانها لاجل الملون و اعمال المرادین داخله فی حکم الفناء لانها داخلة فی حکم الکون - مردمان بر دو نوع اند یک نوع در فناء شهوات و بقاء عبادات باشند و هوالمطلوب والمقصود و نوع دوم در فناء عبادات و بقاء شهوات بود نعوذ بالله منها - و قیل الفناء فناءالجهل بقاء العلم و فناء الغفله بقاء الذکر و فناء المعصیه بقاءالطاعات و فناء الشک بقاء الیقین و فناء الرغبه بقاء الزهد و فناء الحرص بقاء القناعه و فناء البخل بقاء السخاوه و فناء الکفران بقاء الشکر و فناء الخدع بقاء الصبر و فناء السخط بقاء الرضا و فناء الریاء بقاء الاخلاص و فناء الکذب بقاء الصدق و فناء التکبر بقاء التواضع و فناء ما دون الحق بقاء ما بالحق(ب) والله الهدی(ج) بالحق :

هرکه کلی ز خویش فانی گشت   او تعلی بدوست باقی شد

یا ایها البرق الذی یلمع   من ای اکناف السماء تسطع

افترقنا حولا فلما التقینا   کان تسلیمه علی و داعا

لوامع روشن تر از لوائح است و بآن سرعت زوال نمی یابد بلکه اندکی باقی می ماند ، اما طوالع هم از جهت روشنائی قوی تر و هم از جهت دوام باقی تر است (ماخوذ از رسالهٔ قشیریه ص 40)

(152) الطوارق : واردی بدل به بشارت یا به زجر اندر مناجات شب (تاریخ تصوف در اسلام ج1 ص650 بحوالهٔ حضرت علی هجویری رحمه الله علیه).

(153) البوارق : جمع بارقه، روشنائی از جانب خداوند که بسرعت خاموش میشود وآن از اوائل کشف است (تعریفات ص43).

(154) اصلا بواده است و بواده عبارت است از آنچه بطور ناگهانی از غیب بقلب برسد خواه موجب فرح باشد و خواه موجب اندوه (اصطلاحات از ابن العربی رح طبع بیروت 1969 م ضمیمه تعریفات جرجانی ، ص 291) - ....

98 سع

بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم صحو و سکر است فالسّکر استیلاء[(ا)] سلطان الحال والصّحو العود الی ترتیب الافعال والسّکر لارباب القلوب و الصّحو لاز للکاشفین بحقائق الغّو دیگر از اصطلاحات این علم جمع و تفرقه، فالجمع ما اجتمع علیه العلماء والتّفرق ما اختلف فیه ائمه التّفسیر، گویند قوله تعالی "یهدی من یشاء"[(ب)] اشارة الی التّفرق و قوله "یدعو الی دار السّلام"[(ج)] اشاره الی الجمع - خواجه ابوسعید قرشی[(د)] (رح) جمع بن تفرقه داشت میگوید "الجمع الجمع هو انیکون العبد فانیاً عن نفسه و یری الاشیا کلّها به و له و الیه و منه والتّفرق ان ینظار الی الکون و نزدیک بعضی جمع آنست که بنده را از قبل حق باشد و تفرقه آنست که بنده را از کسب خود بود فلا بد للعبد من الجمع والتّفرق ، قال من لا تفرق له لا عبودیة له و من لا جمع له لا معرفة له و خواجه ابوالحسن نوری قدّس اللّه سره گفته است "الجمع بالحق تفرق عما من غیره والتّفرقة من غیره جمع به "- عزیز من ! هر که مشغول کسی است تفرقه نصیب اوست و اما هر که دیگری مشغول اوست جمع نصیب اوست و قیل الجمع جمع المتفرقات والتّفرقه (تفرق) المجموعات - بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم تمکین و تلوین است[(155)]، فانّ التّلوین صفة ارباب الاحوال والتّمکین صفة اصحاب الحقائق سالک تا آنکه در طی مقامات باشد او را صاحب تلوین گویند ، چون طی مقامات عندالعوام قرار گرفت او را صاحب تمکین

(بقیه حاشیه صد 303) - (ا) الرّحمن 26 - (ب) سع ، غع ، مظ - مع - (ج) غع ، هر - المهدی (هدایت یافته ، درست نیست بلکه اصلاً الهادی هدایت کننده درست است) -

* * * * * * * * * * * *

(ا) غع ، هر ، مظ - استیلاء - (ب) البقره 282 - (ج) یونس 25 - (د) غع ، هر ، مظ - قریشی -

(155) تمکین و تلوین: تمکین عبارت است از اقامت محقّقان اندر محل کمال و درجت اعلی و تلوین عبارت است از تنقل بنده در احوال خویش یعنی از حالی بحالی گشتن و تغیریافتن اهل مقام از مبتدیان اند و اهل تمکین از منتهیان ، مقامات منازل راه باشد و تمکین قرار اندر پیشگاه حق - پس ابتداء دوستی طلب کردن بود و انتهای آن قرار گرفتن ، آب تا اندر رود باشد روان بود ، چون بدریا رسد قرار گیرد (کشف المحجوب ص 324) -

* * * * * * * * * * * * * * * * *

سع 299

خوانند و بعضی می گویند بدین بساط کسی تواند بود که او را قلب سلیم باشد - بشنو ابزرگی را پرسیدند که قلب سلیم کرا گویند ؟ گفت که از بیست خصلت پر باشد و از بیست خصلت خالی خصالی که از آن خالی باید بود می الشرک و النفاق والعداوة و الرغبة والحرص والشک والجهل و الطائش والطمع والامل والخدع والعجب والبخل والجور و الکبر والتشوط والامن والحسد و سوء الظن والنسیان و خصالی که از آن پر باید بود می التوحید والاخلاص والنصیحة و والزهد والیقین والعلم والتفویض والایاس[1] من الناس و قصرالامل والصبر و الذکر والمنة والجود والتوبة والتواضع والخوف والرجاء والجوع و حسن الظن و ذکر الله تعالی - بباید دانست که یکی از اصطلاحات این علم لسان الحال است و لسان الحال النطق من لسان المقال ، طائفه ای که نظر ایشان همه عبرت و سخن ایشان همه فکرت است اغلب حال بی زبان سخن گویند - بدانکه بر اصطلاح علم سلوک یکی را سالک خوانند و دویم را راجع ، سالک آنست که او این راه را بر سبیل استمرار طی می کند ، اگر درین کار اندک واقف افتد او را واقف خوانند ، اگر زود آنرا تدارک نکند آن واقف بعنایت مقرون نگردانند بیم آن باشد که راجع گردد و لغزش این را برهفت نوع است ، یکی را اعراض گویند دویم را حجاب ، سیم را تفاصل چهارم را سلب مزید ، پنجم را سلب قدیم ، ششم را تسلی و هفتم را عداوت و صورت این آن چنان باشد که عاشق و معشوق مستغرق محبت یکدیگر شوند ، اگر از عاشق چیزی در وجود آید که ناپسندیدهٔ معشوق باشد معشوق ازو اعراض کند ، اگر عاشق زود بعذرت مشغول شد آن اندک اعراض که از معشوق بوده باشد ناچیز گردد و کار محبت او بر قاعدهٔ اصلی گردد ، اگر عاشق بر آن خطا اصرار کند آن اعراض بحجاب کشد و اگر از آن هم مستغفر نشود آن حجاب را بتفاصل کشد و اگر از آن هم مستغفر نشود آن تفاصل را به سلب مزید کشد یعنی از ذوق طاعات و عبادات باز گردد و اگر ازآن هم مستغفر نشود آن سلب مزید به سلب قدیم کشد یعنی

---

(1) والیاس -

300 سح

راحتی که او را پیش ازین بوده باشد آن هم ازو باز ستاند ، اگر هنوز هم مستقر نشود آن سلب قدیم را به تسلی کشد و تسلی آن باشد که معشوق را بر جدای عاشق دل قرار گیرد . و اگر ازین هم مستقر نشود آن تسلی به عداوت کشد یعنی آن همه محبت به عداوت بدل گردد نعوذ باالله منها ـ

بباید دانست که هر چه از آدمی خرق عادت از قاعدهٔ اصلی ظاهر گردد ائمهٔ علم آنرا چهار مرتبه نهاده اند ، مرتبهٔ اول را معجزه گویند ، مرتبهٔ دوم را کرامت گویند ، مرتبهٔ سوم را معاونت گویند ، مرتبهٔ چهارم را استدراج گویند ـ معجزه حق انبیاءً است علیهم الصّلوٰة والسّلام (است) که ایشان را هم علم کامل باشد و هم عمل و کرامت مر اولیاءً را باشد علیهم الرّحمة والغفران که ایشان را هم علم باشد و هم عمل و معاونت آنست که بعض مجانین را باشد که ایشان را نه علم باشد نه عمل ، گاه گاه از ایشان هم به خرق عادت چیزی در وجود آید و استدراج آنست که طائفه ای باشد که ایشان را ایمان نباشد ، امّا از ایشان هم وقتی چیزی بر خلاف قاعدهٔ اصلی دیده شود چنانچه سحر وغیره و در عقائد سنیه آورده ایست که والجمهور على انّ السّحر له حقيقةً و تاثير بحيث يغيرا لمزاج فيكون نوعا من الامراض و لتاثر فى القلوب كالحب والبغض ولكن لا ينتهى امره الى انّ يصير الجماد حيوان او بالعكس خلاف للبعض و الفرق بين الكرامة و السّحر انّ السّحر لا يصدر الّا عن النّفس شرير و يحتاج الى الالات والاسباب بخلاف الكرامه و فى الشّرح الصّحيح البخارى انّ علاج السّحران يأخذ سبع ورقات من سدر اخضر فيدقه بين الحجرين ثم يضربها بالخلقة بالماءُ و يقرأ آية الكرسى وذوات قل ثم يحسّوا منه ثلث حساه فيغتسل به فانه يذهب عنه كلّما به انشاء اللّه تعالى و هو جيد للرّجال اذا حبس عن اهله و فى آداب المريدين والفرق بين المعجزة و الكرامة ان النّبى يحب عليه اظهار المعجزات والولى يحب عليه ان يكتم الكرامة الّا ان يظهره اللّه تعالى و لا يبلغ ولى الى درجه الانبياءً ومنها الارهاصات و هى ما ظهرت قبل وجود الانبياءً بقرب زمان وجود هم والارهاص بناءً البيت فكانهم بناءً البيت اثبات النّبوة ـ

سح 302

در ذکر صحبت اجنبی

* * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * *

بدانکه صحبت اجنبی موجب فتور نسبت میشود ، و می فرمودند که روزی فتوری به (156)
وقت شیخ ابو یزید بسطامی قدس الله سره راه یافت، فرمود "بجوئید که در مجلس بیگانه ای
پیدا شده است که این فتور بسبب اوست" بعد از جستجوی بلیغ گفتند بیگانه ای نیست، فرمود
که صاخانه طلبید ، طلبیدند ،عصای بیگانه یافتند ،فی الحال واجد وقت خود شدند و آن (ا)
تفرقه به جمعیت مبدل گشت و فرمودند که خواجه احمد یسوی (رح)را نیزروزی در نسبت فتوری
شده ایست، فرمودند که بیگانه ای درین صحبت است که بواسطهٔ وی سررشتهٔ نسبت گم شده است
بعد از تفحص بسیار در صف نعال کفش بیگانه یافتند ، بیرون افگند ، فی الحال جمعیت و صفای
وقت روی نمود و آن تفرقه و کدورات مرتفع شد ـ بعض مخادیم فرمودند که یکی از اصحاب جامهٔ
بیگانه پوشیده بود و در سحر که وقت انعقاد صحبت بود بمجلس حضرت خواجه احرار قدس الله
سره در آمده بود ، بعد از لحظهای آنحضرت فرمودند که درین مجلس بوی بیگانه می یابم ـ
پس آن عزیز را گفتند که این بوی از تو می آید مگر لباس بیگانه پوشیده است؟(ب) آن عزیز برخاست
و از مجلس بیرون رفت و آن جامه را ازو برکشید و دور انداخت و باز آمد ـ در سلک عارفین
آورده است که خواطر آن بود که بر دل میگذرد و آن بر چهار قسم×××× می آید ، رحمانی (ج) و
ملکی و نفسانی و شیطانی و هر یک ازین را علامتی است که بدان معلوم میشود ـ علامت خواطر

سح 303

رحمانی تنبیه غفلت است و علامت خواطر ملکی ترغیب بر طاعت است و علامت خواطر نفسانی آرزوی

(ا)فع ،مر (وقت) ندارد ـ (ج)فع ، مظ ـ روحانی ـ (ب) پوشیده ای ؟ ـ

(156) وقت آن بود که بنده بدان از ماضی و مستقبل فارغ شود چنانکه واردی از حق بدل پیوندد و سر او را مجتمع گرداند چنانکه اندر کشف آن نه از گذشته یادآیدش نه از آمده پس همه خلق را اندر آن دست نرسد و ندانند که سابقت بر چه رفته و عاقبت بر چه خواهد بود (کشف المحجوب ص320) ـ

شهوت است و طاعت خواطر شیطانی آرایش معصیت است و در رشحات آورده است که از شیخ ابوسعید (رح) پرسیدند که خاطریکه بیاید و بازگشت (ا) آنرا نفی کنم و منفی شود بچه دانم که آن خاطر نفسانی بود یا شیطانی ؟ فرموده است که حاضر باشید که اگر در بطن لباس عود کند و مثل خاطر اول بود آن خاطر نفسانی است زیرا که ابرام و الحاح (ب) صفت اوست و یک آرزو را مکرر می طلبد تا وقتیکه کام او برآید ، پس روی بآرزوی دیگر کند ، امّا اگر در لباس دیگر عود کند ومثل خاطر اول نبود آن شیطانی است زیرا که مقصود شیطان اضلال و اغوا است، اگر در یک لباس راه سالک نتواند زدن به لباس دیگر برآید و از روی (ج) دیگر در آید و دررشحات نیز آورده است در باب خواطر شیطانی و نفسانی ، می فرمودند که حضرت شیخ قدس الله سره العزیز در فتوحات آورده اند که شیطان دواند یکی شیطان صوری و دیگر شیطان معنوی ، شیطان صوری ابلیس است، وی گاه امر حقانی القا کند و در خاطر کسی افگند تا شیطان معنوی که نفس است در آن تصرف کند و آن را از امور باطله گرداند و گاه گاه شیطان معنوی کارها کند که شیطان صوری نتواند کرد ، مثلاً شیطان صوری القاء سنت حسنه کرد در دل کسی و این از امور حقه است زیرا که در حدیث واقع است که هر که سنت حسنه پیدا کند هر که تا قیامت بر آن سنت عمل نماید وبرا از ثواب آن بهره باشد ، پس شیطان معنوی در آن ملقی تصرف کرد و وبرا بر آن داشته تا احادیث بنام پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم وضع کرده و آن را سنت حسنه نام نهاد تا مردم بآن عمل کنند ، وبرا در آن اجری بود و از آن حدیث غافل ماند که هر که دروغ بر پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بندد جای او آتش است (د) - مثال دیگر هم حضرت شیخ قدس الله سره فرموده اند که شیطان صوری مثلاً تلاوت قرآن را بآواز بلند در دل القاء کرده و این امر حقانی است، پس شیطان معنوی اسماع غیر را بآن منضم ساخت تا او را تالی گویند و آنرا ریا و سمع باطل گردانید و امثال این امور بسیار است لکن این کار

سح 304

(ا) بهازگشت (رشحات ج1 ص85 کتاب خط این اشتباه است واین درست است) - (ب) لجاج (ایضاً) - (ج) در (ایضاً) - (د) رجوع کنید بابوداود ج2 ص158 ترمذی ج2 ص73 7 مسند احمد ج4 ص13 4

از خوارق ساحت یعنی اطلاع برایت بی تزکیه و بی صفای باطن حاصل نشود بسیار اموراند که از خوارق اهل حال و اهل صفا است و این از آن قبیله است و هر کس را بدین اطلاع نیست۔

در ذکر مشائخ متفرقه
قدس الله ارواحهم

* * * * * * * * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * * * * *

شیخ ابو تراب نخشبی قدس الله سره :- نام ایشان عسکر بن الحصین است و بقولی عسکر بن محمد بن الحصین از کبار مشائخ خراسان بوده اند و با ابوحاتم اصم (رح) (157) صحبت داشته اند بر قدم تجرد بسیار سیاحت نموده اند۔ گفته اند که توکل آنست که خود را در دریای عبودیت افگنی و اگر باز گیرد صبر کنی و گفته اند نیست از عبادات با منفعت تر از اصلاح خاطر دلها و وفات ایشان هفدهم جمادی الاولی در سال دو صد و چهل و پنج هجری بود ، چون در بادیه بصره برحمت حق پیوستند ، بعد ازین چند سال جماعتی بآنجا رسیدند و ایشانرا دیدند به قبله ایستاده و خشک گشته و عصا در دست گرفته و کوزه در پیش نهاده و از درنده با و هیچ ضرر نرسیده۔ (158)

شیخ الاسلام حضرت احمد جام قدس الله سره : کنیت ایشان قدوه انام ابونصر است و نام پدر ایشان ابوالحسن و اصل ایشان از موضع نامق که از توابع جام است و قطب و غوث وقت و مقتدای اهل طریقت و رهنمای سالکان حقیقت و یگانۀ زمان خود بودند ، از فرزندان

سح 305

---

(157) اصلاً اینطور است "با حاتم اصم وابوحاتم (رحمه الله علیهما) صحبت داشته اند (رجوع کنید به رسالۀ قشیریه ص 17 ونفحات الانس ص 52)۔ حضرت حاتم اصم (رح) محتاج تعارف نیست ابوحاتم عطار (رح) یکی از معاصرین حضرت ابوتراب الرملی (متوفی 213 ھ) واستاد شیخ ابوسعید خراز (متوفی 286 ھ) رحمه الله علیهما بود ، ایشان از علامه ابن سیرین (رح) سماعت حدیث کرده بود و از ایشان وکیع (رح) روایت کرده است (طبقات الصوفیه مؤلفه شیخ عبدالله انصاری طبع اول تهران 1342 شمسی ص 80)۔ شیخ جنید بغدادی (رح) در بارۀ ایشان فرموده اند "فکان ابو حاتم العطار ظاهره ظاهر التجار و باطنه باطن الابرار" (نفحات الانس ص 52) ۔

(158) امام ابوالقسم القشیری (رح) گوید که ایشان را در بیشه درنده ها دریده وخورده بود (رسالۀ قشیریه ص 17) ۔

(159)
جریر بن عبدالله البجلی (رضی الله عنه) اند کہ ایشان را حضرت امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه یوسف این امت نام کرده بود و حضرت شیخ امّی بود تند در بیست و دو سالگی توبہ یافته بکوه رفتند و بعد از هژده سال در چهل سالگی ایشان را میان خلق فرستادند و ابواب لدنّی بر ایشان کشاده گشت ، زیاده از سیصد کاغذ در علم توحید و معرفت وعلم سر و حکمت تصنیف کرده اند که هیچ عالم و حکیم بر آن اعتراض نکرده است و این تصانیف همه به آیات و احادیث مؤیّد و موافق است و اشعار عالی در تصوف دارند و چهل و دو فرزند حضرت حق سبحانه بحضرت شیخ کرامت فرموده بود ، سی و نه پسر و سه دختر (۱) مانده اند و این چهارده پسر همه عالم و عامل و کامل صاحب تصانیف و کرامات بوده اند ، در شصت و دو سالگی می فرمودند تا حال صد و هشتاد هزار بدست او توبه کرده اند و شیخ ظهیر الدّین عیسی (رح) که از فرزندان ایشان اند در کتاب رموزالحقائق آورده اند که تا آخر عمر بدست پدرم شش صد هزار کس توبه کرده اند و از حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر (رح) خرقه داشته که از صدیق اکبر رضی الله تعالی عنه بایشان رسیده بود در آن طاعت میکردند و مامور گشتند که آن خرقه را بحضرت شیخ احمد جام (رح) رسانید ، فرزند ابوطاهر را وصیت کردند که بعد از وفات من بچند سال جوانی نوخط و بلند بالا ، ازرق چشم احمد نام بخانقاه تو در آید و

سج 306

---

(۱) "بعد از وفات وی چهارده پسروسه دختر باقی مانده بودند و این چهارده پسر همه عالم...... الخ (نفحات الانس ص 357 واین درست است) ـ

(159) جریر بن عبدالله البجلی رضی الله عنه : ابن عبدالبر نوشته است که جریر (رض) چهل روز قبل از وفات النّبی صلی الله علیه و آله و سلم مشرف باسلام شده (استیعاب ذیل ترجمه احوال جریر بن عبدالله البجلی) ولی حافظ ابن حجر عسقلانی از شعبی (رح) روایت جریر (رض) نقل کرده است "قال قال لنا رسول الله صلی الله علیه و سلم انّ اخاکم النّجاشی قدمات اخرجه الطّبرانی و این دلالت میکند برین که حضرت جریر (رض) قبل از دهم هجری مسلمان شده بود زیرا که وفات نجاشی پیش ازین بود (الاصابه فی تمییزالصّحابه طبع مصر 1323هـ ج1 242) و بروایت ابراهیم بن اسمعیل الکهیلی قد جریر (رض) شش ذراع بود امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه ایشانرا برسالت پیش امیرمعاویه رضی الله عنه فرستاده بود ـ در قرقیسا سکونت ورزیده وهمانجا در سال پنجاه ویک بقولی پنجاه وچهار هجری وفات یافت (ایضاً) ـ

تو درمیان یاران نشسته باش، آن خرقه را باو بده ـ بعد از وفات حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر
ابو طاهرؒ بخواب دیدند که والد ایشان با جمعی از یاران بتعجیل می روند و پرسیدند که
یا شیخ ! چه تعجیل است؟ فرمودند تو نیز برو که قطب اولیاءؒ می رسد ـ چون روز دیگر ابوطاهرؒ
در خانقاه خود نشسته بود جوانی بآن صفت که شیخ فرموده بود درآمد، شیخ ابو طاهرؒ
در حال دریافت، اعزاز و اکرام تمام نمودند، امّا آنچه مقتضای بشریت است متفکر گشتند که
خرقۀ پدر را چون از دست بدهم، حضرت شیخ جام (رح) گفتند "ای خواجه ! در امانت
خیانت روا نباشد" شیخ ابوطاهرؒ را وقت خوش شد، برخاست آن خرقه را بدست خویش بحضرت شیخ
جام (رح) پوشانیدند ـ گویند که آن خرقه را بیست و دو تن پوشیده بودند، آخر بحضرت شیخ
حواله شد و بعد از آن کس ندانست که آن خرقه چه شد ؟ ـ ایشان با شیخ ابوطاهر (رح)
صحبت داشتند و خواجه مودود چشتی (رح) را نسبت ارادت به خدمت شیخ بود ـ از حضرت
شیخ پرسیدند که ما مقامات مشائخ شنیده ایم و کتب ایشان دیده ایم، از هیچ کس مثل این
حالات که در شما ظاهر میشود نشنیده، فرمودند که ما در وقت ریاضت هر ریاضتی که می
دانستم که اولیاءؒ خدا کرده اند بجا آوردم و بر آن مزید نیز کردم، حق سبحانه و تعالی بفضل
و کرم خود هرچه به همۀ ایشان داده بود بیکبار به احمدؒ داد و ولادت ایشان در سال
چهار صد و چهل و یک هجری بود و مدت عمر شریف نود و پنج سال و قبروی درموضع خرجرد جام (160)
حضرت مولانا عبدالرّحمن جامی قدس اللّه سره :ـ لقب ایشان عمادالدّین است و لقب
مشهور نورالدّین است و نام والد ایشان احمد بن محمد دشتی بود و جد ایشان شمس الدّین (1) سح 307
محمد دشتی از مشاهیر اهل علم و تقوی بود و بسبب بعضی حوادث از وطن بولایت جام آمده
اند و بامر قضا و فتوی اشتغال نمود و آباء ایشان در ولایت جام ساکن می بودند ـ در کتاب

---

(1) غع، هر، مظ ـ نام ایشان محمد دشتی بود، وآنکه در متن اختیار کردیم درست است، کذا فی
مقدمۀ نفحات الانس مرتبه مهدی توحیدی پور ص 155 ـ

(160) غع، هر، مظ ـ خرصبرد رجام (درست نیست) ـ خرجرد جا بفتح اول وتسکین ثانیه ثم جیم مکسوره
وراء ساکنه ودال، قصبه ایست نزدیک شیرو هرات واقع است (معجم البلدان، جلد 2، ص 357)

سجلات و قبالات عبارت دشتی می نوشته اند چون رخت اقامت به هرات کشیده اند لفظ جام بجای آن رقم می دیده اند و دشت محله ایست از محلات اصفهان، حنفی المذهب بودند و. آنچه میان خلق علم است که ایشان نقل به مذهب امام شافعی (رح) کرده اند خلاف واقع است - افضل از مریدان سعدالدّین کاشغری (رح) است، فرموده اند که شهبازی بچنگ ما افتاده است - بسه واسطه بخواجهٔ بزرگ (رح) می رسد - هرگز اظهار کرامات و درویشی نمی فرمودند و می گفت که بر کشف و کرامات اعتماد نیست و خود را گاه در لباس علم ظاهری و گاه در صفت شاعری شعر پنهان می داشتند و می فرمودند که ستر حال شرط این طریقه است و در هیچ نفس از شغل باطنی خالی نبود - ولادت ایشان در جام است در بیست و دوم شعبان سال هشت صد و هفت و دو هجری بود و مدت عمر شریف هشتاد و یک سال، وفات ایشان بعد از وفات حضرت خواجه احرار (رح) به سه سال است در هشت صد و نود و هشت هجری هژدهم ماه محرم روز جمعه در وقت آذان و قبر ایشان در هرات است متصل قبر پیر خود -

مولانا عبدالغفور لاری رحمه الله علیه :- لقب ایشان رضی الدّین و اصل ایشان از لار است مرید کامل و شاگرد رشید مولانا عبدالرّحمن جامی (رح) اند و حضرت مولانا جامی درباب ایشان فرمودند ، بیت :

آنجا که فهم دانش موقف بود شکاری بازیست تیز پرواز عبدالغفور لاری

و حضرت مولانا جامی مرید کم گرفته اند و می فرموده اند که یک مرید کامل باشد بس است و این اشاره بمولانا عبدالغفور است که کامل بودند و ایشان را در علوم ظاهری و باطنی قدرت تمام بود و حاشیهٔ شرح ملا و نفحات الانس نوشته اند و حل مشکلات و لغات آنرا نموده اند و کمال محبت و اخلاص در خدمت پیر خود داشته اند و روز وفات حضرت مولانا جامی قدس الله سره در خدمت بودند ، فقیری بعد از وفات مولانا عبدالغفور علیه الرّحمه والغفران بچند روز شبی ایشان را بخواب دیده و بخاطرش آمده که از دنیا رحلت کرده اند پیش رفته و سلام کرده

308 سح

و جواب شنیده، بعد ازان پرسیده که مخدوما ! چون بدار آخرت نقل کردید از سر توحید و نسبت معیت وی با شیاء که حضرت شیخ محی الدین ابن عربی (رح) در آن سخن گفته اند و . (1) غلو کرده شط را چه معلوم شد ؟ فرموده اند که چون باین عالم آمدم مرا با حضرت شیخ ملاقات واقع شد و از ایشان سر این مسئله پرسیدم، فرمودند که سخن همان است که نوشته ام ، باز آن فقیر پرسیده که آیا در عالم آخرت عشق و عاشقی و تعلق خاطر به مظاهر جمیله می باشد فرمودند که چه میگوی ؟ مذاق و عاشقی آنست که اینجا است زیرا که حسن عالم اجسام که از ترکیب اجزای مختلفه حاصل میشود زود زود متغیر و متبدل میگردد بواسطهٔ ضدیت آن اجزا با یکدیگری و بر آن سبب عشق زائل می شود و تعلق خاطر نمی ماند ، امّا حسنهای این عالم از جمیع بسائط حاصل شده قابل فنا و زوال نیست و هرگز تغیر و تبدل نمی پذیرد چه میان اجزای آن هنوز ضدیت و مخالفت نیست، لاجرم اینجا عشق و عاشقی بر قرار است ـ غایتش آن که در ابتدای انقطاع روح از بدن بواسطهٔ علاقه و انسی که روح را به بدن میباشد دو سه روزی تشویشی بجوهر روح راه می یابد ، امّا چون صاف و پاک میشود باز همچنان بر سر مذاق و عاشقی میآید ـ چون ایشان این سخنان فرمودند آن فقیر فرموده آنچه شط فرمودند از جملهٔ اسرار آخرت است و میگویند اموات ماذون نیستند بافشای اسرار آخرت ، این چگونه است؟ گفتند "آن سخنی است واهی که عوام میگویند و اصلی ندارد زیرا کمه مردم در واقعات بسیار پیغمبر را صلی الله علیه و آله و سلم و کبرای این امت را دیده اند و از ایشان غرائب و عجائب عالم آخرت معلوم کرده و اگر افشای اسرار آخرت جائز نبودی قرآن و حدیث بآن ناطق نبودی " ـ بار دیگر در همان ایام آن فقیر در خواب دیده که خدمت مولوی بیمار اند ، بخاطرش گذشته که آیا درین چه سر است که دوستان حق تعالی اکثر اوقات با بلیات مبتلا می باشند ، فرمودند که سرش آنست که امراض و ریاضات ×××× موجب تنقیهٔ دماغ و

سح 309

---

(1) قع ،هر، مظ ـ معتبر ـ

تصفیهٔ قوی دماغ است و چون دماغ تنقیه می یابد هر آینه متعلق این قوت دماغی می شود آن نور مطلق بسیط که محیط جمله موجودات است و مقصود همه ممکنات و ظهور این معنی (۱) مخصوص نیست به بعضی دون بعضی بلکه من و تو و هر فردی از افراد انسانی را که این تنقیه و تصفیه دست دهد آن نور مطلق بقوت دماغی وی متعلق میشود و وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب روز یک شنبه پنجم شعبان سال نه صد و دوازده هجری بود و قبر ایشان متصل قبر حضرت مولانا (ب) در خیابان هرات است، سعادت مریدی که بعد از مردن در خدمت پیر خود باشد ـ

حضرت مولانا پیر علی هجویری رحمه الله علیه :- کنیت ایشان ابوالحسن است و نام پدرش عثمان بن علی الجلابی الغزنوی است و مرید شیخ ابوالفضل بن حسن الختلی (رح) و ایشان مرید حصری (رح) و ایشان مرید شبلی و انذر شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالقاسم القشیری (رحمهم الله) و بسیاری از مشائخ را دیده اند و حنفی مذهب بودند و اصل ایشان از غزنین است و جلاب و هجویر هر دو محلی است از محلات شهر غزنین که انتقال کرده اند از یکی بدیگری و قبر والد بزرگوار ایشان در [illegible] غزنین و حضرت پیر علی هجویری (رح) را تصانیف بسیار است امّا کشف المحجوب مشهور و معروف است و هیچ کس را بر آن جای سخن نیست و خوارق و کرامات ایشان زیاده از حد و نهایت است و بارها بر قدم تجرید و توکّل سفر کرده اند و بعد از سیاحی بسیار در دارالسّلطنت لاهور رسیده اقامت ورزیدند و اهل آن دیار همه مرید و معتقد ایشان شده اند ، وفات ایشان در سال چهار صد و پنجاه و شش و بقولی شصت و چهار هجری بود و قبر ایشان درمیان شهر لاهور مغربی قلعه واقع شده ـ

حضرت مولانا جلال الدّین رومی (رح) : مشهور به مولوی رومی اند ، نام ایشان محمد بن بهاء الدّین ، مولد و اصل ایشان از بلخ است و نشو و نما در روم بود و مرید پدر خود اند

---

(۱) مکتوبات (رشحات ج۱ ص۱ 30) ـ (ب) یعنی مولانا عبدالرّحمن جامی رحمه الله علیه ـ

سح 1

گویند که هر روز چهار صد طالبعلم بدرس ایشان می شدند - اشعار ایشان سراسر معرفت ،
گویند در سن شش سالگی بعد از سه روز یک بار افطار میکردند و در همین سن روزی با کودکی
چند بر بام های خانه سیر میکردند ، یکی از کودکان گفت بیا ازین بام بر آن بام جهیم ، مولانا
فرمودند که این نوع حرکت از سگ و گربه می آید حیف باشد که آدمی باینها مشغول میشود ،(۱)
اگر در جان شما قوت است بیائید تا سوی آسمان برویم - درین اثناء از نظر کودکان غائب
شدند ، کودکان فریاد برآوردند ، بعد از لحظه ای رنگ دگر گون شده و چشم متغیر گشته باز
آمدند و گفتند در زمانی که با شما سخن می کردم دیدم که جماعتی سبز قبایان مرا از میان
شما گرفتند و گرد آسمانها گردانیدند و عجائب ملکوت را بمن نمودند ، چون فریاد و فغان
شما شنیدند باز آوردند - ولادت ایشان در ششم ربیع الاول سال شش صد و چهار دو هجری
واقع شده و وفات ایشان در وقت غروب آفتاب پنجم جمادی الاخری سال شش صد و هفتاد و
دو هجری ، و قبر ایشان در قونیه است -(161)

شیخ محی الدین ابن عربی قدس الله سره : نام ایشان محمد و هو ابن علی ابن عربی الطائی
است و نسبت خرقهٔ ایشان به یک واسطه به حضرت غوث الثقلین (رح) می رسد و این نسبت از

سح 2

شیخ ابو محمد الغفار الهاشمی (رح) است و بعضی گفته اند که بی واسطه مرید حضرت غوث
الثقلین (رح) اند و اما بیک واسطه نیز گفته اند و قول اول اصح است و نسبت دیگر ایشان در
خرقه بحضرت خضر علیه الصلوٰة والسلام می رسد بی واسطه و در اصطلاحات کاشی نوشته اند
که شیخ محی الدین ابن عربی (رح) در کتاب الطایف خود ذکر کرده اند که خرقهٔ تصوف را
از دست ابوالحسن علی بن عبدالله بن جامع (رح) پوشیده ام و او از خضر علیه السلام و در

---

(۱) این نوع حرکت از سگ و گربه و جانوران دیگر می آید (نفحات الانس ص459) -

(161) اگر چه در هر چهار نسخه قونیه نوشته است ولی "قونیه" درست است و قونیه یکی از بزرگترین شهرهای اسلامی است ، بقول ابن الهروی همانجا قبر افلاطون حکیم معروف در کنیسه ای که در جنب جامع واقع است و این موضع شهر قیروان بوده (معجم البلدان ج5 ص415) -

(162)
نفحات الانس مذکور است که تصانیف شیخ از پانصد زیاده است، گفته اند که شیخ محی الدّین (رح) را با شیخ شهاب الدّین سهروردی قدس الله سرهما اتفاق ملاقات و اجتماع افتاد. هر یک از ایشان در دیگری نظر کرد بی آنکه کلام درمیان واقع شود از یکدیگری مفارقت نمودند. ایشان را از حال شیخ شهاب الدّین (رح) پرسیدند، گفتند "مردیست که از سر تا قدم پر از سنت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم است" و شیخ شهاب الدّین (رح) را از حال ایشان پرسیدند، "فرمودند وی دریای حقائق است" - ولادت ایشان در مرسیه از بلاد اندلس شب دوشنبه هفدهم رمضان سال پانصد و شصت و سی و هشت یا پانصد و شصت هجری (ا)
وفات ایشان در شب جمعه بیست و دوم ربیع الاول الاخر سال شش صد و سی و هشت در دمشق بوده و قبر ایشان در جبل قاسیون (163) که الحال به صالحیه شهرت دارد و فی عقائد السّنیه انّ المشهور ان التّوحید عند العامة عبارة من النفی الا لٰهیة عما سوی الله تعالی و اثبات لله

(ا) پانصد و شصت هجری (کذا فی اردو دائره المعارف الاسلامیه ج1 ص 605) -

(162) شیخ فقیرالله (رح) از شیخ ابن العربی (رح) در بارهٔ تصانیف ایشان نقل میکند که تصانیف وی بسیار است که بزرگترین آنها مشتمل بر بیش از صد مجلد است، دوصد و هشتاد و پنج تصانیف خویش را نام برده و گفته که تصانیف من علاوه ازین هم است "انّ تصانیفی کثیرة و اصغرها جزء کراسة و اکبرها ما یزید علی ثلثه مائه مجلد و ما بینهمایعلم ثم ساق اسماء تصانیفه فعدها خمسة و ثمانین و مأتین ثم قال ولی تصانیف غیر ذالک انتهی (قطب الارشاد طبع بمبئی 1335 ص 494) -

(163) جبل قاسیون :- در جوار شهر دمشق کوهی است مشرف که در آن آثار انبیا (علیهم السّلام) و کهوف زیادی و در دامن آن مقبرهٔ اهل صلاح واقع است و این کوهی معظم و مقدس بشمار میرود - در آنجا کهفی است که بنام "مغارة الدّم" شهرت دارد و گویند که آنجا قابیل برادرش هابیل را به قتل رسانیده بود و همانجا نشان آن دم تا حال باقی است و هم در آنجا کهفی است که آنرا "مغارة الجوع" میگویند و گویند آنجا چهل نبی (علیهم الصّلوٰة و السّلام) فوت شده اند - (معجم البلدان ج 4 ص 296) -

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

واحده کما هو مدلول کلمه التوحید و امّا عند الخاصة فهو عبارة عن اضمحلال وجود ما سوی
اللّه تعالی من الکائنات بحیث لا یتشاهد الاّ وجوداللّه واحد کما لا یتشاهد فی النّهار من
الکواکب الاّ الشّمس هوالتّوحید للعارفین الواصلین الی درجة الکمال و ایضاً منه قال بعض
الافاضل و ان انکشف علی اهل الحقیقة اسرار الامور فی حال غلبات السّکر نظروا و تأمّلوا بعد سح 3
الافاقه فان وافق الشّریعة ما شاهدوه و قرروه و ان خالفها اولوه بما لا یطابق الشّرع کالایات
المتشابهات المخالف من حیث الظّاهر من المحکمات مثل قوله تعالی لیس کمثله شیئی و لا
یتبعد (ا) وقوع المتشابهات فی الکشف فانّه ابتلاء قلوب العارفین کما ان وقوع المشابهة (ب) فی الشّرع
ابتلاء قلوب الرّاسخین و لهذا قال احدهم فی حال غلبة السّکر انّاالحق و قال الاخر سبحانی ما اعظم شانی
اعظم شانی و قال الاخر لیس فی جنّتی (ج) الاّ اللّه فلمّا خفف عنهم سکرهم انکروا و مدلول ذلک
المقابل بل انکروا شعورهم بصدور هذه الاحوال عنهم و اعترفوا بان حقیقتها کفر و ضلال و
اعتذروه بان العبارة قاصره من بیان هذه الحال و فی رسالة القشیریة و من شرط الولی ان
یکون محفوظاً کما انّ الشرط النّبی ان یکون معصوماً فلکل من کان علیه للشّرع اعتراض فهو
مغرور مخادع، قصد ابو یزید البسطامی قدس اللّه سره و بعض من وصف بالولایة فلمّا دخل فی
المسجد و قعد ینتظر من خروجه مخرج الرّجل و رمی بذاقه جانب القبله فانصرف ابویزید و لم
یسلم علیه و قال هذا رجل غیر مأمون (د) علیه ادب من آداب الشّریعة فکیف یکون ولی اللّه علی
اسرار الحق و فی التّفسیر بحرالحقائق لیس للطّالب ان یلتفت فی اثناء سلوکه الی اخذ مرتبته
فانّه للطّالب سم قاتل و یعتبر بان له شیخ یقتدی به بل اذا رای له شیخه رتبه الشّیخوخه
ثبتت باشاره الحق عز و جل فی مقام التّنبیه فحینئذ یجوز له ان یکون هادیاً مرشداً للمریدین
باحتیاط وافر فامّا فی زماننا فقد الامر الی ان من لم یکن قط مرید یدعی الشّیخوخة و یخبر سح 4

(ا) غع – یبعد ، قیاساً بعتبر – (ب) سح – المتشابهه – (ج) سح ، مظ – فی الجنّه – اصلاً "فی الجنه" است و این قول شیخ ابوسعید ابوالخیر (رح) است – (د) غع ، مر، مظ – مأمور –

بالشيخوخة للجهال و اهل الضلال حرصاً لانتشار ذكره و شهرته و كثرت مريديه و قد جعلوا

هذ الشان العظيم لعب الصبيان و ضحكه الشيطان حتى يتوارثون كل ما مات واحد منهم

يجلسون ابنه مكانه صغيراً او كبيراً و يلبسون منه خرقة و ينزلون منازل المشائخ فهذا مصيبة قد

عمت و قيل هذا الطريقة قد تمت فاندرست آثارها و انطمست انوارها و كل حقيقة ردتها

الشريعة فهى زندقة انتهى - و فى بعض كتب الصوفية من شرائط الطريقة اهليه الحقائق ان يكون

معمراً الاوقات بالعبادات الظاهرات كالاورادات و الاذكار التى وضعها (1) المشائخ و ان لا يعتقد

شيئاً يخالف باعتقاد اهل السنة و الجماعة و فى العوارف كل حقيقة ردتها الشريعة فهى الزندقة

و فى شرح هداية الاذكياء كان لمشائخ العارفين كانوا على اهل الملة السنة والجماعة موافقين

للعلماء المجتهدين و هل رأيته او سمعت ان مبتدعاً وصل الى مقام من مقامات ارباب الكمال -

قال الشيخ عبدالله بن ابى بكر ما عندنا طريق الى الله كالشريعة و هى الاصل والفرع و قال

ابوالحسن النورى رحمة الله عليه من رأيته يدعى مع الله حالة تخرجه عن حد العلم الشرعى

فلا تقربن منه والحقيقة بلا شريعة ضائعة قاطع الطريق الى و قال قدوة المشائخ شيخ ابوالنجيب سح 5

قدس الله سره فى آداب المريدين و اما شطحيات المحكية المحكية من ابا يزيد (رح) وغير ذلك

عند غلبة السكر و غلبات الوجد فلا نقول لها و لا رد لها انتهى - قال الامام الحجة الاسلام

فى منقذ الضلالة قد تحصل للسالكين المكاشفات والمشاهدات حتى انهم وهم فى يقظتهم

يشاهدون الملائكة و ارواح الانبياء عليهم الصلوة والسلام و يسمعون منهم اصوات و يقتبسون منهم

فوائد ترقى فى الحال من مشاهد الصور و الامثال الى درجات يضيق عنها نطاق النطق فلا

يحاول معبراً ان يعبر عنها الا ان يشتمل لفظ على خطاء صريح لا يمكنه الاحتراز منه و على

الجملة ينتهى الامر الى القرب يكاد يتخيل منه طائفة الحلول و طائفة الاتحاد يدل و طائفة

الاصول و قد بينا وجه الخطاء فى المقصد الاقصى لا ينبغى ان يقول القائل ان العبد صار هو

---

(1) هو - وصفها -

الرّب و ان الرّب حال فی العبد و العبد حال فی الرّب تعالی ربّ الارباب عن قول الظّلمین
و تنزه سبحانه ان یدل مجری اللّسان فی حقه بامثال هذه المحالات ثم قال فیه فاعلم انّ
السّلوک هو تذهیب الاخلاق والاعطال والعارف و ذلک اشتغال العبد بعبارة الظّاهر وتصفیة
الباطن فیستعد للوصول الی ان ینکشف له حلیة الحق و یسیر مستغرقاً به ولا یلتفت الی نفسه
وینسلخ عنها بالکلیة فیکون کانّه هو و ذلک عندالوصول لانّه هو یتحقق و فرق بین قولنا کانّه
(۱)
هو و بین قولنا هو هو لکن قد یعبر عن الاول بالآخر کما ان الشارع تارة یقول کانا من اهوی
و تاره یقول انا من اهوی و هذه منزله قدم فان من لیس له قدم راسخه فی المنقولات و ربما لم
یتمیز له قدم راسخه فی المعقولات و ربما لم یتمیز له احدهما من الآخر فینتظر انه هو غلط النّصاری
فی عیسی علیه الصّلوه والسّلام فقالوا هوالله کل هو غالط غلط من ینظر الی مرآه انطبع فیه
صورة متلونة فینظر ان تلک الصّوره هی صورة المرآة و ان ذلک اللّون لون المرآة و هیهات بعد
بل المرآة فی ذاتها کونها و شانها قبول صور الالوان علی وجه تخائیل الی النّاظرین الی
ظاهر الامر ان ذلک هو صورة المرآة انتهی - فقال عن الشّیخ الاسلام شهاب الدّین احمد
الهرنسی رحمه الله علیه حذّر النّاصحون من تلبیس ابن الجوزی و فتوحات الحاتمی و کتب ابن
سبعین و ابن الفارض و ابن الجلا و ابن دواسین والعنف للمستانی و مواضع من احیاء العلوم
للغزالی و معارج السّالکین له و المنقذ من الضّلال و مواضع من قوة القلوب لابی طالب مکی و
کتاب السّهروردی و نحوهم، فلزم الحذر من موارد الغلط و لایجتنب الجملة و الثّانی هوالّذی
رغب النّاصحون فی مطالعتها و قرأتها و اقرارها بشرط الاهلیة کالکتب العطائیة مثل التنویر فی
(ب)
اسقاط التّدبیر و کتاب الحکم مع شروحه و کتاب منازل السّائرین للشّیخ عبدالله الفارقی رحمه
الله علیه انتهی - قال الشّیخ ابواللّیث رحمة الله علیه نظرت فی الکتب الّتی صنفها المتقدّمین

(۱) مظ (هو) ندارد - (ب) مصنف منازل السّائرین خواجه عبدالله انصاری الهروی (رح)
است (رجوع کنید به دائره معارف شرق مؤلفه عبدالحسین سعیدیان، طبع تهران 1358،
ج ۱ ص 57).

فی علم التوحید توجد بعضها للفلاسفة و ذلک خارج عن الدین المستقیم لایجوز النظر فی تلک الکتب و لایجوز امساکہم من الغرائب و ایضاً قال وجدت تصانیفاً کثیرة فی ہذہ الفن للمعتزلة مثل عبدالجبار الرازی والجبای والکعبی والنظامی وغیرہم لایجوز امساک تلک الکتب والنظر فیہا کیلا یحدث الشکوک و یتمکن الوہن فی العقائد و کذلک الجسمیة صنفوا کتباً فی ہذہ الفن مثل ہیضم و امثالہا لایجوز النظر فی تلک الکتب و امثالہا * امثا لہا فانہم شرار اہل البدع من المطالب و امثال الفلاسفه مثل اسحا ن کندی و اسفرازی و امثاله فانہم مشحونة من الشر و الضلالة من المطالب ۔

شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہ : کنیت ایشان ابو محمد و ابوالبرکات (164) است و نام پدر ایشان وجیه الدین بن کمال الدین علی شاہ و باصل از ملتان اند و در علوم ظاہر و باطن و فقه و حدیث و اصول و فروع عالم و کامل و قطب و غوث ، در عہد خویش شیخ الاسلام و از بی نظیران روزگار و حنفی المذہب بودہ اند ، از اکمل مریدان و اجل خلفا و جانشین شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی (رح) اند و صاحب کشف و کرامات عالیه و خوارق ظاہرہ بودہ اند ۔ گویند که چون از سفر حج مراجعت نمودند به بغداد رسید شیخ الشیوخ را دریافته مرید شدند و طریقه خرقه پوشیدن ایشان چنین است که بعد ازین که بخدمت شیخ الشیوخ در پیش آنحضرت صلی اللہ علیه و آله و سلم بر پای ایستادہ و در آن خانه طناب بسته و خرقه چند بر آن طناب آویخته است و آن سرور صلی اللہ علیه و آله و سلم

---

(164) جد ایشان کمال الدین علی شاہ قریشی از مکه بخوارزم و از آنجا به ملتان آمدہ سکونت ورزیدند ۔ چون پسرش وجیه الدین جوان شد با دختر مولانا حسام الدین ترمذی (رح) عقد نکاح بسته و از بطن وی در سال 578ھ خواجه بہاء الدین زکریا (رح) متولد شد (حدیقه الاولیا ص 148) ۔ فرشته ہمین تاریخ نوشته است (رک به اردو دائرہ المعارف الاسلامیه ج 5 ص 94) ولی در دیگر مصادر مثلاً نزہة الخواطر و تذکرہ بہاء الدین زکریا 566ھ و مولف آئین اکبری 565ھ نوشته است ۔

مرا طلبیدند و شیخ الشیوخ دست مرا گرفته بقدم بوس آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مشرف گردانیدند ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم اشارت به خرقه ای از خرقه ها که آویخته بود فرمودند ، گفتند "مر این خرقه را به بهاء الدین بپوشان" شیخ الشیوخ آنچنان کردند علی الصباح شیخ الشیوخ برخاست، مرا اندرون طلبیدند ، چون در خدمت ایشان رسیدم (۱) در صحن خانه صحن خرقه ها بر طناب آویخته دیدم، شیخ الشیوخ برخاسته و خرقه ای که حضرت صلی الله علیه و آله و سلم اشارت فرموده بودند مرا پوشانیده گفتند "بهاء الدین این خرقه حضرت رسول صلی الله علیه و آله و سلم است، من درمیان بهش نهم و کسی را بی اجازت نتوانم داد" و از حضرت شیخ الشیوخ به ملتان آمده متوطن شده و بارشاد طالبان مشغول گشته اند و خلق بسیار از برکت قدوم ایشان به هدایت رسیدند و اهل آن دیار همه مرید ایشان اند و کرامات و خوارق ایشان ظاهر است ـ ولادت ایشان در سال پانصد و شصت و شش هجری در قلعه کوت کدوری (165) روی داده، وفات ایشان روز پنجشنبه بعد از ادای ظهر هفتم ماه صفر سال ششصد و شصت و شش هجری بوده و مدت عمر یک صد سال و قبر ایشان در شهر ملتان است در حصار قدیم (166) ـ

خواجه حافظ شیرازی قدس الله سره : نام شریف ایشان محمد است و لقب شمس الدین ' حضرت مولانا عبدالرحمن جامی (رح) فرموده اند باوجود آنکه معلوم نیست که بظاهر دست

---

(۱) سح ، هرء مظ. لہ رسیدند ـ

(165) در اذکار ابرار و سیر العارفین و حدیقه الاولیا "کوت کروز" نوشته است و این اولین قلعه جاتی است که سلطان محمود غزنوی قبل از تسخیر هندوستان فتح کرده بود (رجوع کنید به اذکار ابرار ص 55 ـ سیر العارفین ص 144) ـ

(166) مقبرهٔ شیخ بهاء الدین زکریا (رح) در ملتان است در گوشهٔ شمال شرقی قاسم باغ ، در همین مقبره پسر بزرگش شیخ صدرالدین عارف (رح) هم مدفون است ـ این مقبره را شیخ بهاء الدین (رح) با هزینهٔ شخصی خود تعمیر کرده بود (رجوع کنید بهر احوال و آثار بهاء الدین زکریا ملتانی رحمه الله علیه مرتبه دکتر بانو شمیم محمود زیدی ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان 1974 م ص 46 بحوالهٔ تاریخ بخش ملتان ص 64) ـ

ارادت به پیری داده باشد امّا ایشان را "لسان الغیب" گفته اند و آثار حقائق و معارف در دیوان ایشان بسیار است و در تذکرهٔ عبدالقادر بدوانی از خدمت نظام الدّین ابتنمی (۱) نقل کرده است که حافظ مرید خواجه بهاء الدّین نقشبند (رح) است ـ وفات خواجه در سال هفت صد و نود و دو هجری بود و قبر وی در شیراز است، عفیع

شیخ سعدی رحمه اللّه علیه : لقب ایشان مشرف الدّین و نام مصلح الدّین بن عبداللّه است و تخلص سعدی، در علوم ظاهر و باطن و نظم و نثر کامل و مجاور بقعهٔ شریفهٔ شیخ ابو عبداللّه خفیف (رح) بودند قدس اللّه سره و بارها بزیارت حرمین الشّریفین پیاده رفتند و در اکثر اقالیم گشته اند و به هندوستان بتان را شکستند و صحبت شیخ شهاب الدّین سهروردی سع (رح) و بسیار از مشائخ دریافته اند و در بیت المقدس و بلاد شام مدتی سقایه کرده اند ـ وقتی با یکی از اکابر سادات فی الجمله گفتگوی واقع شده آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را بخواب دید که او را عتاب کرد ، چون بیدار شد پیش او آمد و عذر خواست و تصانیف ایشان مشهور و مقبول است ـ وفات ایشان شب جمعه ماه شوال سال شش صد و نود هجری بود و قبرش در بیرون شهر شیراز است ـ

شیخ بدیع الدّین مدار رحمه اللّه علیه : لقب ایشان مدار است ، مرید شیخ محمد طیفوری شامی اند (ب) ـ نسبت ارادت ایشان بسبب کبر سن یا جهت دیگر به پنج یا شش واسطه بحضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم میرسد (ج)، غرائب احوال و عجائب اطوار و مقامات بلند و

---

(۱) ـ درباره تاریخ وفات شیخ اختلافات زیادی وجود دارد ـ اقوال مؤلف خلاصه الطارفین (ص ؟) سفینة الاولیا (ص115) ، نزهه الخواطر (ص234) ، منبع البرکات (ص66) به همین تاریخ موافق اند ـ مؤلف سرزمین هند (ص66) ، انوار الطارفین (ص99) ، آئین اکبری (ص207) و مرقع ملتان (ص212) سال 665هـ نوشته اند ، در حالیکه تذکرهٔ اولیای هند (ص113) ، تذکرة الشعرا (ص28) و فهرست موزه بریتانیه (محل متعلقه) سال وفات او را 661هـ نوشته اند و روی مقبرهٔ شیخ هم همین تاریخ حک شده است ـ در مخبرالواصلین (ب30) "عش شاهباز مقام طیبین" 666هـ "وسرزمین ملتان (ص85) "شه بهاء الدّین سید واصلان =666هـ" مسطور است ـ

(حاشیه صفحه هذا) صفحه 323

و کرامات ارجمند داشته اند و بزرگی شاه مدار زیاده از آن است که در تقریر و تحریر درآید ـ گویند که دوازده سال طعام نخورده اند و لباس که یک بار می پوشیدند دیگر احتیاج شستن نمی شد و همیشه سفید و پاکیزه می ماند ـ شیخ عبدالحق دهلوی (رح) نوشته اند که ایشان در مقام صمدیت بودند و آن مرتبهٔ سالکان است و از جهت جمال و کمال که حق تعالی ایشان را عطا فرموده بود، هر کرا نظر بر روی مبارک ایشان افتادی بی اختیار سجود کردی، ازین جهت همیشه برقعه بر روی داشتی ـ وفات ایشان در ماه جمادی الاولی سال ششصد و چهل هجری بود و قبر ایشان در موضع مکنپور که از توابع قنوج است واقع شد و هر سال در ماه جمادی الاولی که عرس ایشان است قریب پنج یا شش لکه مردم مرد و زن و کبیر و صغیر از اطراف در آن روز بزیارت روضهٔ شریفهٔ ایشان با علمها بسیار جمع میشوند و همه نذر و نیاز می آرند (167) و کرامات عجیب الحال نیز صادر می شود ـ پدر شاه مدار شیخ علی ابن شیخ طیفور ابن شام قطب ابن اسمعیل بن محمد بن حسن بن علی بن طیفوری صغری بن بهاء الدّین بن محمد شاه میر بن بدرالدّین بن طاهرالدّین بن مطهّرالدّین بن عبدالرّحمن ابوهریره رضی الله عنه و مادر ایشان بی بی حاجره بنت حامد بن محمود بن عبدالله بن احمد بن آدم بن محمد بن فخرالدّین

سح 0

(ا) فج، هر، مظ ـ انتهی ـ (ب) فج، هر ـ شافعی، ولی شامی درست است (رک به اذکار ابرار) (ج) شیخ بدیع الدّین مدار از شیخ محمد طیفور شامی و او از شیخ یمین الدّین شامی و او از امام عبدالله علمدار و او از صدیق اکبر رضی الله عنه (اذکار ابرار ص 74) ـ محمد غوثی همین سلسله را قریب ترین قرار داده است ـ

* * * * * * * * * * * *

(167) تذکره نگاران بعضی از حرکات و بدعات غیر شرعی را نیز به سلسله مداریه منسوب کرده اند چنانکه در اذکار ابرار مذکور است که مقلدین مشرب مداریه از محرمات شریعت پرهیز نمی کنند و برهنگی و بیحجابی در مشرب این گروه از نصف آخر قرن دهم هجری ظهور کرده است ...... کلمهٔ توکل "کل یوم جدید و رزق جدید" و کلمهٔ ترک "الدّنیا یوم و لنا فیها صوم" بر لوح افعال خویش ثبت کرده علاوه از قوت لا یموت و پوشاک ما یحتاج که برای ستر عورت کفایت می کرد از جمله انواع طعام و پوشاک دست کش و مرفه الحال میبودند و درین حالت تجرید قدمی چند از حدود شریعت بیرون نهاده بجای ازار بند مشروع به خرقه ای چهار انگشت اکتفا نمودند که فقط برای پوشیدن اندام نهانی کفایت میکرد ـ علاوه ازین در بیان توحید کشفی غلو میکردند (تلخیص از اذکار ابرار ص 74) ـ

بن طیفور بن سراج الدّین بن حو عبدالرّحمن بن تیمور بن عبدالرّشید بن عبدالجلیل بن محمود بن قیام الدّین بن شمس الدّین بن عبدالرّحمن الشّمس بن عبدالمجید بن عبدالرّحمن باقی رحمهم اللّه و قبر مادر و پدر ایشان در موضع خبال است در ولایت حلب(۱) و تولد شاه مدار در شهر مذکور و عمر شاه مدار دویست و پنجاه و دو سال بود ـ

حضرت شاه شجاع کرمانی قدس اللّه سره : کنیت ایشان ابو فارس است و از ابنای ملوک اند و مرید ابوحفص حداد (رح) و بصحبت بسیاری از مشائخ رسیده اند چون ابوتراب نخشبی و ابو درع بصری (رحمهما اللّه) ـ گویند که شاه (رح) چهل سال نه خفتند ، وقتی در خواب شد ، حق تعالی را بخواب دید ، پس از آن پیوسته خواب کردند چنانچه ایشان را خفته یا در طلب خواب می یافتند و شاه (رح) گفته اند که علامت صبر سه چیز است ترک شکایت و صدق رضا و قبول قضا ، وفات ایشان بعد از دو صد و هفت هجری واقع شده ـ

سح 1

حضرت مولانا محمد شیرین(ب) رحمه اللّه علیه : تخلص ایشان مغرب(ج) است ، مرید شیخ اسمعیل شبلی اند و شیخ اسمعیل از اصحاب شیخ نورالدّین عبدالرّحمن کلا(د) اسفرائینی (رح) و از معاصران و مصاحبان شیخ کمال خجندی (رح) بودند ـ وفات ایشان در سال هشت صد و

این غزل از جمله اشعار ایشان است :

از جنبش بحر قدم برخاست موج بی عدد	وز موج دریای ازل برگشت دریای ابد
از موج بحر بیکران صحرا و دریا شد یکی	صحرا یقین دریا شود چون یابد از دریا مدد
اندر جهان بی عدد واحد احد نبود ولی	در خطبهٔ ملکی حمد احمد بود عین احد
لکن جهان جسم حیان گرچه شد از دریا عیان	بر روی بحر بیکران باشد چو مرد ریا زند
اندر سرای لم یزل باشد ابد عین ازل	سر در هم آرد دائره از پیش برخیزد عدد
اندر یکی بین صد نهان در صد یکی را بین عیان	از صد یکی گفتم بدان صد را ز یک یک(ر) را ز صد

(۱) فح ، عر ، مظ ـ حبل ـ (ب) فح ، عر ـ شریف ، ولی شیرین درست است ، کذا فی نفحات الانس ص 619 (ج) مغربی (نفحات الانس ص 619) ـ (د) سیمی (ایضاً) ـ (ر) سح ، فح ، مظ (صد) ندارد

من برمثال ماهیم افتاد از دریا برون | باشد که موجی دررسد بازم بدریا درکند
وقتیکه آن خورشید ملو آن ماه وآن ناهید ما | ازبرج دل طالع شودوز اندرون سوبر زند
آن آفتاب مشرقی پیدا شود از مغربی | گر مغربی زآئینهٔ پنهان نباشد در نمد

حضرت مولانا شمس الدّین تبریزی روح الله روحه : نام شریف ایشان محمد بن علی بن ملک است (ا) - گفته اند "هنوز در مکتب بودم پیش از بلوغ اگر چهل روز بر من می گذشت از عشق سیرت محمدی (ص) مرا آرزوی طعام نمی شد و اگر سخن طعام می گفتند بدست و سر منع آن میکردم" (ب) - مرید شیخ ابوبکر شال باف تبریزی (رح) اند و بعضی گفته اند مرید شیخ رکن الدّین سنجاسی اندکه پیر اوحدالدّین کرمانی (رح) اند و بعضی گویند مرید باباکمال خجندی (رح) بودند - حضرت مولانا عبدالرّحمن جامی فرموده انداحتمال دارد که بصحبت همه رسیده اند واز همه تربیت یافته باشد - مولانا جلال الدّین رومی (رح) را کذلک× کمال یگانگی بایشان بود و همیشه باهم صحبت میداشتند و در اشعار خود همه ستایش ایشان کرده اند و اکثر در روز و شب بصوم و حال می نشسته اند - وفات ایشان درسال ششصد و چهل و پنج هجری -

حضرت مخدوم جهانیان قدس الله سره : نام ایشان سید جلال است موافق نام جد ایشان ، اول بارکسی که ازین قبیله از بخارا به هندوستان آمده جد ایشان سید جلال بخاری (رح) میگفتند - چون اینجا آمدند مرید شیخ بهاءالدّین زکریا ملتانی (رح) شدند ، ازبزرگان و سادات صحیح النّسب وجلیل القدر و جامع علوم ظاهری و باطنی بودند و ایشان را سه فرزند بوده اندیکی سید احمد و دوم سید بهاءالدّین ، سیم سید محمد و سید کبیر را دو فرزند رشید قابل و سعادتمند بوده یکی قطب و غوث وقت شیخ المشائخ و مشرف اهل زمانه و در روزگار یگانه مفرد اند ، از بیان و عیان مخدوم جهانیان دوم سید راجو قتال (رح) که ایشان هم از اولیای کبار بوده اند - اگرچه مخدوم جهانیان را تربیت ظاهر و باطن پدر ایشان نموده

(ا) ملک داد (رک به نفحات الانس و سفینة الاولیا) - (ب) نفحات الانس ص464 -

اند اما مرید شیخ رکن الدّین (168) بن صدرالدّین بن بهاء الدّین زکریا ملتانی (رحمهم الله) اند و در هرواری از برکت تربیت ایشان بکمال رسیده اند و یگانهٔ روزگار گشته اند و مخدوم جهانیان ازین جهت گویند که روز عید بروضهٔ شیخ بهاء الدّین و شیخ صدرالدّین رفته التماس عیدی کرده اند ، آواز آمد که حق سبحانه و تعالی ترا مخدوم جهانیان کرد و عیدی تو اینست ، چون بروضهٔ شیخ رکن الدّین (رح) رفتند ازین جا نیز همین آواز آمد که ـ چون بیرون آمدند همه کس مخدوم جهانیان میگفتند ـ خوارق و کرامات زیاده از حد از ایشان بظهور رسیده و در مکه معظمه که رفتند با امام عبدالله یافعی (169) (رح) ملاقات کردند و میان این عزیز اتحاد و محبت به مرتبه ای رسید که بالاتر از آن نباشد و از مکه معظمه به هندوستان باز آمدند و در دهلی بحضرت شیخ نصیرالدّین چراغ دهلوی (رح) ملاقات نموده و خرقهٔ متبرکهٔ سلسلهٔ چشت را از ایشان پوشیدند ولادت ایشان اول شب جمعه برات (؟) هفت صد و هفت هجری و وفات ایشان وقت غروب آفتاب روز چهار شنبه عیدالاضحی سال هفتصد و هشتاد وپنج واقع شد و مدت عمر شریف هفتاد و هشت سال و سه ماه و بیست و شش روز و قبر ایشان در اوچ ملتان است ـ

حضرت شیخ فریدالدّین عطار قدس الله سره : اصل ایشان از قریهٔ کوکن (1) است که (از) مضافات نیشاپور است و هشتاد و پنج سال در نیشاپور بوده اند و مرید شیخ مجدالدّین (170)

---

(1) کدکن (تذکرهٔ دولتشاه سمرقندی ، طبع تهران 1338 شمسی ص 143 ـ تاریخ ادبیات ایران مؤلفه ذبیح الله صفا ، طبع تهران 1339 ج2 ص858) ـ

(168) شیخ رکن الدّین (رح) درسال 637 هـ تولد یافت ودرسال 734 هـ در گذشت و درمقبره ای که سلطان غیاث الدّین (متوفی 1325 م) برای خودش ساخته بود مدفون گشت (احوال و آثار بهاء الدّین زکریا ملتانی ص55) ـ

(169) امام عبدالله یافعی :ـ اسمش عبدالله بن اسعد یافعی و ابوسعادت عفیف الدّین لقب بود ، در مکه معظمه و مدینه منوره بطور مجاور سکونت می ورزیدند ، مصنف کتب بسیار بوده از قبیل "مرآة الجنان" که مربوط بتاریخ امام یافعی یاد میشود و در نسخهٔ زیر نظر حواله جات ازان یافته میشود و "مرهم العلل المعضله" ، "نشر المحاسن الغالیه" ، "روضة الریاحین فی حکایات الصالحین" ، "الدر النظیم فی فضائل قرآن العظیم" وغیره ـ اشعار هم گفته است (نفحات الانس ص585) ـ

(170) اگر چه شیخ فریدالدّین عطار (رح) خرقهٔ تبرک از دست شیخ مجدالدّین بغدادی

و ابتدا توبه بردست شیخ رکن الدین اکاف کرده اند و صحبت بسیاری از مشایخ کبار دریافته اند .

بغدادی (رح) اند و بعض گفته اند که اویسی اند ، صاحب وجد و سماع و از بزرگان صوفیه اند و حضرت مولانا عبدالرّحمن جامی گفته اند که آن قدر اسرار توحید و حقائق وذوق که در مثنویات و غزلیات عطار (رح) است در سخن هیچ یک ازین طائفه یافته نمی شود و تذکرة الاولیاءٔ و الٰهی نامه و پسرنامه و منطق الطّیر وغیره از تصانیف ایشان است ـ ولادت ایشان در شعبان سال پانصد و سیزده و وفات ایشان در سال ششصد و بیست و هفت هجری بود و بر دست کفار در یکصد و چهارده سالگی بدرجهٔ شهادت رسیدند ـ

حضرت حکیم سنای غزنوی قدس الله سره : کنیت و نام ایشان ابوالمجد مجدود ابن آدم است ، از کبار شعراء صوفیه و مرید خواجه یوسف همدانی (رح) اند ، چون در حدیقهٔ حکیم بعض ابیات نامعقول بود الحاقی است و بیان مبتدع است ـ در عشقیه آورده است که حضرت سنای قدس الله سره در گورستان سکونت داشت ناگاه بادشاه شهر بطاقات خواجه رسید و نشست ، ساعتی متکلم شد و گفت " ای خواجه ا شما را درین مزار گورستان چند سال است که در آبادانی با خلق غنی باشید و در طاعت ظاهر متابعت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم در نماز جمعه و جماعت حاضر نمیشوید " فرمودند " عافاک مدتی است سی سال که نفس سرکش بی راه خود را در گورستان بند کرده ام و پاسبانی میکنم ، اگر اندک ازین دائره پای بیرون نهم تفرقه از جمله اعضاءٔ در مناهی می افتد و در خطرات افتد و چشم و زبان و گوش در حرکت آیند و کل اعضای رحمانی بحیوانی روی نماید " ـ خواجه گفت قال النّبی صلی الله

یافته بود ولی دولتشاه سمرقندی اشارتی کرده به بزرگی دیگر شیخ قطب الدّین حیدر که مرشد پدر شیخ عطار بود ـ شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب الدّین حیدر یافته و شیخ عطار حیدر نامه بجهت قطب عالم در ایام شباب بنظم آورده است ـ قطب الدّین حیدر (رح) ازابدال بوده و مجذوب مطلق است ، یکصد و چهل سال عمر یافته از نژاد خانان ترکستان است ، پدر او را شاهور نام بوده و در سال 579هـ رحلت کرد (تذکره دولتشاه سمرقندی ص 144) روی همرفته ابتدای توبهٔ عطار (رح) بدست شیخ رکن الدّین آکاف معروف و متفق علیه است و هیچ تذکره نگار در آن اختلاف نکرده است ـ

علیه و آله و سلم "من ذاق حلاوة العزلة و الخلوة قد استغنی عن کل حلاوة" ـ وفات ایشان
(171)
در سال پانصد و بیست و پنج هجری و همین تاریخ بر سر قبر ایشان نوشته اند ـ

شیخ نصیرالدّین چراغ دهلوی رحمه اللّه علیه : نام ایشان محمود و اصل ایشان (از) اوده است و از کمال خلف و مریدان سلطان المشائخ نظام الدّین اولیا (رح) اند و در سن بیست و پنج سالگی ترک و تجرید اختیار نموده اند ، ریاضتهای عظیم میکشیدند و در چهل سالگی بخدمت شیخ سلطان المشائخ رسیدند و حضرت شیخ را کمال محبت و اتحاد بایشان بوده و آن قدر خوارق و کراماتی که از ایشان بظهور رسیده از هیچ یکی از مریدان سلطان المشائخ ظاهر نشده و باوجود آنکه در سلسلهٔ سماع سماع و وجد متعارف است و پیر ایشان بسیار سماع و وجد میکردند ، امّا شیخ نصیرالدّین سماع نفرمودند و میگفتند که خلاف سنت است و حضرت شیخ نظام الدّین اولیا (رح) را این سخن بد نمی آمد و میفرمودند که راست میگوید ـ نقل است که قلندری یازده زخم بوجود مبارک ایشان زد و در استغراقی که بودند باز نیامدند و خون مبارک ایشان از وجود روان شد ـ چون مریدان را ازین حال خبر شد آمده قلندر را گرفتند و خواستند که ایذا کنند ، شیخ فرمودند که هیچ کس مزاحم او نگردد و ملغی باو انعام دادند که مبادا در وقت کارد زدن آزاری بدست او رسیده باشد و بعد ازین قضیه به سه سال وفات ایشان در هژدهم رمضان وقت چاشت سال هفتصد و پنجاه هجری روی داده و قبر ایشان در بیرون دهلی است ـ

حجة الاسلام حضرت امام محمد بن غزالی الطّوسی رحمه اللّه علیه : کنیت ایشان ابوحامد
(172)

---

(171) تاریخ مذکورهٔ متن مطابق روایت نفحات الانس (ص598) است ولی هیچ دیگر از محققین آنرا تائید نکرده است چنانکه رضا قلی هدایت در مجمع الفصحا ج1 ص254 سال 590هـ و تقی الدّین کاشی 545هـ نوشته است و همین سال را مرزا محمدخان قزوینی مستند قرارداده است (رجوع کنید به حواشی چهار مقاله طبع کتابفروشی زوار تهران 1331هـ ص128) ولی مظاهر مصفا در مقدمهٔ دیوان سنائی طبع امیر کبیر تهران 1336 ، کلیه اقوال مختلفه را رد کرده سال 535هـ را ارجح دانسته است ـ

است و لقب زین الدّین، اصل ایشان از طوس است و انتساب ایشان در تصوف بشیخ ابو علی فارمدی (رح) است، جامع بودند در علوم ظاهری و باطنی در وقت خود امام العلما و مجتهد بودند و در مذهب امام شافعی (رح)بود و صاحب تصانیف بسیار بود مثل تفسیر یاقوت التأویل که چهل مجلد است و احیاء العلوم و جواهر القرآن و کیمیای سعادت و غیرهم و برادر امام احمد غزالی، چون کتاب منحول تصنیف کرد پیش امام الحرمین (رح) که (استاد) ایشان بودند بردند، امام الحرمین گفت "تو مرا زنده در گور کردی یعنی این کتاب تو مصنفات مرا پوشید" - ولادت ایشان در سال چهار صد و پنجاه و پنجاه و وفات در چهاردهم جمادی الاخری پانصد و پنج هجری بود و مدت عمر شریف ایشان پنجاه و چهار سال و قبر در بغداد است - شیخ علی بن هیتی رحمه الله علیه : از کبار مشائخ اند و مرید تاج العارفین ابوالوفا و ایشان مرید شیخ ابومحمد شنبکی و ایشان مرید شیخ ابوبکر بن هزار و ایشان مرید اویسی صدیق اکبر رضی الله عنه ، پیوسته در خدمت حضرت شیخ غوث الاعظم قدس الله سره می بودند و فواید می گرفتند - وقتیکه آنحضرت (رح) فرمودند قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله، اولی کسیکه بالای منبر رفت و قدم آنحضرت بر گردن خود نهادند و بزیر دامن آنحضرت در آمد و باین سعادت مشرف شد، این بودند - گویند روزی حضرت غوث الاعظم (رح) (وعظ) می فرمودند، شیخ علی بن در برابر آنحضرت نشسته بودند، شیخ را خواب گرفت، غوث الاعظم (رح) اهل مجلس را گفتند خاموش باشید و از منبر فرود آمده در پیش شیخ با ادب ایستاده و جانب وی می نگریستند - چون علی بیدار شد آنحضرت گفتند که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را در خواب دیدی گفت آری، غوث الاعظم (رح) فرمودند من برای این با ادب ایستاده بودم، بچه چیز وصیت کردند ترا ؟ گفت بر ملازمت تو، بعد ازان از شیخ علی (رح) پرسیدند ازین معنی آنچه غوث الاعظم قدس الله سره فرموده بودند که من برای آن با ادب ایستاده بودم، شیخ گفت آنچه من در خواب میدیدم آنحضرت به بیداری میداند و حضرت غوث الاعظم (رح) ایشان را بسیار

سح 7

ستائش میکردند و می فرمودند که هر کس که از اولیای الهی از علم غیب و شهادت داخل بغداد می شود او مهمان من است و من مهمان شیخ علی بن هیتی (رح) ام و چون شیخ از زریران که محل اقامت ایشان بود به ملازمت حضرت غوث الاعظم (رح) می رفتند به مریدان خود می گفتند خبردار باشید و خاطر های خود جمع دارید که پیش سلطان می روم و چون بخدمت حضرت غوث الاعظم (رح) می رسیدند آنحضرت می فرمودند برای چه ملاحظه می کنید شما از اکابران عراق اید، شیخ می گفتند که بادشاه عراق توی، از تو ملاحظه می کنم و هر گاه که امان دهی ایمن می شود، حضرت غوث الاعظم قدس الله سره می فرمودند "لاخوف علیکم" - نقل است که روزی شیخ به نهر ملک (ب) می رفتند و دیدند که میان اهل دو دیده (ا) بر سر مرده ای نزاع است، ایشان برسر آن مرده ایستادند، گفتند ای بندهٔ خدا! (ج) آن مرده برخاست و چشم کشاده بشیخ گفت چنانچه حاضران شنیدند که مرا فلان بن فلان کشته است و بیفتاد و بمرد و از کرامات شیخ (علی) بن هیتی (رح) نقل کرده اند که اگر شیر بروی کسی بیاید و او نام ایشان را بگوید بگریزد - وفات ایشان در سال پانصد و شصت و چهار (د) هجری بود و مدت عمر صد و بیست سال و قبر در زریران است -

<u>شیخ بقا بن بطو (ر) رحمه الله علیه :</u> صاحب کرامات و مقامات عالیه و در زهد و ورع کامل بودند و مرید شیخ تاج العارفین ابوالوفا اند رحمه الله علیه و دایم در مجلس حضرت غوث الاعظم (رح) حاضر می شدند و فیض می بردند - ایشان گفتند که روزی در مجلس حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر قدس الله سره بودم، در اثنا آنکه بر اول پای منبر وعظ می فرمودند، ناگاه سخن قطع کردند و ساعتی خاموش بوده بر زمین فرود آمدند و بعد ازان بر منبر بالا رفتند و بر پای دویم نشستند، پس من مشاهده کردم که پای اول کشاده شد چند گاه چشم کار میکند و

(ا) اهل دو ده - (ب) فخ، مر - مریدی - (ج) "ای بندهٔ خدا! تو چرا خود نمی گوی که ترا که کشته است؟ (کذا فی سفینة الاولیا، خزینة الاصفیا ج 1 ص 154) - (د) مؤلف طبقات الکبری و سفینة الاولیا 560 ه و در خزینة الاصفیا 564 ه نوشته است - (ر) بطو (نفحات الانس) -

فرشی از سندس اخضر انداختند و رسول صلی الله علیه و آله و سلم با اصحاب (رضی الله عنهم) آنجا نشستند و حضرت حق سبحانه و تعالی به دل شیخ تجلی کرد چنانچه شیخ مائل گردید که بیفتند. رسول صلی الله علیه و آله و سلم ایشان را بگرفتند و نگاه داشتند. بعد ازان خرد و لاغر شد چون کنجشکی. بعد ازان ببالیدند و بزرگ شدند بصورت هائل و سهمگین. بعد ازان آن همه از من پوشیده شد - حاضران از شیخ بقلی کیفیت رویت حضرت رسول صلی الله علیه و آله و سلم و اصحاب (رضی الله عنهم) پرسیدند. گفت[(ا)] "خدای تعالی ایشان را تائید کرده است بقوتی که ارواح مطهرهٔ ایشان متمثل می شوند بصورت اجساد و صفات اعیان. می بینند ایشان را کسانی که خدای تعالی آنها را قوت رویت آن ارواح در صورت اجساد و صفات اعیان داده است." بعد ازان از سبب میل کردن و خورد شدن حضرت پرسیدند. گفتند "تجلی اول بصفات بود که بشر را قوت آن نیست مگر بتائید نبوی و لهذا نزدیک بود که شیخ بیفتند. اگر رسول صلی الله علیه و آله و سلم ایشان را نمی گرفتند و تجلّی ثانی بصفات جلال بود و ازین جهت بود که بگداختند و خورد شدند و تجلی ثالث بصفت جمال بود و ازین جهت بود که شیخ ببالیدند و بزرگ شدند - وفات ایشان در سال پانصد و پنجاه و سه هجری بود و قبر وی در باب طوس که از دروازهای ده های شهر ملک است -

سع 29

حضرت ابوسعید ابوالخیر قدس الله سره : نام ایشان فضل الله است و اصل از مهنه خراسان. سلطان وقت و سرور اهل طریقت و پیشوای زمرهٔ حقیقت بودند و صاحب علوم ظاهری و باطنی و مشرف القلوب و همه اهل آن زمانه مسخر ایشان بوده اند - در بدایت ابتدای حال وی بطلب علم از مهنه به سرخس آمد و با ابوزاهد[(ب)] تعلق کرد و یک روز سه‌ سه روز بگرفتی و آن سه روز بعبادت الله تعالی بگزاشتی تا آن امام رسیده اندر وی بدید. در تعظیم وی زیادت کرد و اندر آن وقت والی سرخس شیخ ابوالفضل بن حسن بود. روزی بر جوئبار سرخس می رفت. ابوالفضل

(ا) سع، قع، مظ (گفت) ندارد - (ب) ابو علی زاهد (تذکرة الاولیا، ج2 ص272) -

(بن) حسن او را پیش آمد و(گفت) یا ابا سعید ! راه تو نه (اینست) که می روی ، براه خویش رو، شیخ بدو تعلق کرد و از آنجا باز بجای خویش رفت و بریاضات و مجاهدات مشغول شد تا حق تعالی در هدایت بوی بکشاد - نسبت ارادت ایشان بشیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی است و ایشان مرید ابونصر سراج و ایشان مرید ابومحمد مرتعش و ایشان مرید لا ابو حفص حداد و شیخ جنید (رحمهم الله) را دیده اند و بعضی گویند که مرید شیخ جنید بغدادی (رح) اند و بعد از فوت پیر خود ابوالفضل خرقه از شیخ عبدالرّحمن سلمی (رح) پوشیده اند و بجهت حل بعضی از مشکلات یک سال با شیخ ابو العباس قصاب آملی (رح) بودند و از حضرت شیخ پرسیدند که تصوف چیست؟ فرمودند "آنچه در سرداری بنهی و آنچه در کف داری بدهی و آنچه بر تو آید بجهی (۱)" بایشان گفتند فلان کس بر روی آب می رود ، فرمودند سهل است برغی (ب) و صعوه (ج) نیز بر آب می رود ، گفتند فلان کس در یک لحظه از شهر بشهر می رود ، فرمودند شیطان نیز در یک نفس از مشرق تا مغرب می رود ، این چنین چیزها را قیمتی نیست ، مرد آنست که درمیان خلق نشیند و داد و ستد کند و زن خواهد و با مردم در آمیزد و یک لحظه از خدا غافل نباشد و ایشان نیز فرموده است " التّصوف قیام القلب مع الله" - وفات ایشان درشب چهارم شعبان سال چهار صد و چهل هجری و مدت عمر شریف ایشان هزار ماه - حضرت شیخ وصیت کرده بودند که این ابیات بر را پیش جنازهٔ ما بخوانند :-

خوب تر اندر جهان زین چه بود کار — دوست بردوست رفت یار بر یار

آن همه اندوه بود (و)این همه شادی — آن همه گفتار بود (و)این همه کردار

و قبر ایشان در میهنه است -

حضرت سید احمد بن ابوالحسن رفاعی قدس الله سره : از اولاد امام موسی کاظم (رح) اند رضی الله عنه و نسبت خرقهٔ ایشان به پنج واسطه به شیخ شبلی (رح) می رسد ، حضرت

(۱) تجهی (کذا فی نفحات الانس ص 305) - (ب) بزغی (ایضاً) - (ج)غم ، مر ، مظ - صعوه -

(172) (ا)

غوث الاعظم قدس الله سره را دیده اند و در ام عبیده بطائح سکونت داشتند و شافعی مذهب بودند ـ شیخ ابوالحسن علی که خواهرزادهٔ ایشان اند گفتند روزی بر در خلوت ایشان نشسته بودم آواز کسی شنیدم، چون نظر کردم پیش خال من شخصی نشسته بود که آن را هرگز ندیده بودم، ساعتی باهم سخن گفتند، پس آن شخص از روزنی که در دیوار حجرهٔ شیخ بود بیرون آمد و چون برق در هوا بگذشت ـ پیش سیدی در آمدم و پرسیدم (ب) که این مرد که بود ؟ فرمودند تو او را دیدی ؟ گفتم دیدم، گفتند او کسی است که خدای تعالی بحر محیط را بوی محافظت میکند و یکی از رجال اربعه است، سه روز است که مهجور (ج) شده است اما خبر ندارد، گفتم یا سیدی سبب مهجوری او چیست؟ گفتند در یکی از جزائر بحر محیط مقیم است، آنجا سه شبانروز باران متصل بارید و بخاطر او گذشت که کاش این باران در آبادانی می بارید، بعد ازان استغفار کرد، بسبب این اعتراض مهجور شد ـ من گفتم یا سیدی ! او را از مهجوری خبردار ساختی ؟ گفتند شرم داشتم، گفتم اگر فرمای من خبردار کنم، گفتند می کنی ؟ گفتم آری، گفتند سر بگریبان خود فرو کش، چنان کردم، آوازی بگوشم رسید که یا علی سر برآر، برآوردم، خود را در یکی از جزائر بحر محیط دیدم، حیران شدم، برخاستم و اندکی برفتم، آن مرد را دیدم و برو سلام کردم و آن قصه را گفتم، سوگند بمن داد که هرچه ترا گفتم (د) چنان کن، قبول کردم، گفت خرقهٔ مرا در گردن من کن و مرا بر روی زمین می کش و منادی کن که این است سزای کسی که بر خدای تعالی اعتراض کند، خرقه در گردن او کردم و خواستم که بکشم، هاتفی آواز داد که ای علی ! بگذار ملائکهٔ آسمان برای او بزاری در آمده اند و گریان شده اند، حق تعالی ازو خوشنود گشت، بعد از شنیدن آن آواز بی خود شدم و چون بخود باز آمدم خود را پیش خال خود دیدم، والله ! ندانستم که چون رفتم و چون آمدم ـ روزی در مجلس شیخ احمد رفاعی (رح)

سخ 1

سخ 2

(ا) سخ، قح، مظ ـ ام عبیده، ولی ام عبیده درست است (کذا فی نفحات الانس و طبقات الکبری) ـ
(ب) مر (و چون برق در هوا بگذشت پیش سیدی آمدم) ندارد ـ (ج) سخ ـ رخیال، قح، مظ ـ خال ـ
(172) بطیحه یا بطحا، که جمع آن بطائح است و مادهٔ آن بطح است "ای تبطح السیل علی الارض (یعنی آب سیل که برسطح زمین انتشار و وسعت یابد) واین ارض وسیع درمیان واسط وبصره است که در زمانهٔ قدیم خیلی آباد بود (معجم البلدان ۲ م ص ۴۵۰م) ـ

مناقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه مذکور میشد ، شخصی بطریق انکار گفت بس کن ، سیدی بجانب او بغضب نگاه کردند ، فی الحال آن شخص بمرد ، سیدی فرمودند که اگر قدرت است که مناقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رح) بیان تواند کرد که بمرتبهٔ او تواند رسید ، او شخصی است که در یک جانب او دریای شریعت است و در جانب دیگر دریای حقیقت است ، هر جا که می خواهد غوطه می زند و برادران و مریدان خود را وصیت میکردند که چون به بغداد روید پیش از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رح) کسی را نه بینید چه در ایام حیات و چه بعد از وفات که ایشان از حق تعالی عهد گرفته اند هر که به بغداد در آید و مرا زیارت نکند احوال او مسلوب گردد و می فرمودند که حسرت است بر آن کسی که شیخ عبدالقادر (رح) را ندیده ـ وفات ایشان روز پنجشنبه دوازدهم جمادی الاولی سال پانصد و هفتاد و هشت هجری بود و بعضی گفته اند که در سطح (ا) از دنیا رفته اند و مدت عمر از هشتاد سال متجاوز بود و قبر در قریهٔ ام عبیده بطائح است ـ

حضرت شیخ ابو محمد مرتعش قدس الله سره : نام ایشان عبدالله بن محمد نیشاپوری است و متوطن بودند در بغداد ، مرید شیخ ابوالحفص حداد (رح) اند و سید طائفه شیخ جنید بغدادی (رح) را دیده اند و شیخ ابوحفص (رح) ایشان را سیاحت فرمودند ، هر سال هزار فرسنگ سفر می کردند امّا پای برهنه و سر برهنه و به هیچ شهر زیادی از ده روز توقف نمی کردند ، گاه بودی که سه روز می بودند و ایشان گفته اند هرگز خویشتن را بباطن خاص ندیدم تا خود را بظاهر طام ندیدم ـ شخصی بایشان گفت فلان کس بر روی آب میرود ، فرمودند نزد من شخصی که مخالفت هوی نفس کند بزرگ تر است از آنکه بر روی آب می رود ـ وفات ایشان در سال سیصد و بیست (ب) هجری بود ـ

سع 3

(ا) رجوع کنید به نفحات الانس ص 534 ـ (ب) سیصد و بیست و هشت (ثمان وعشرین وثلثمائه) رجوع کنید به نفحات الانس ـ سفینة الاولیا ـ طبقات الکبری ـ

حضرت ابو عمر زجاجی قدس اللّٰہ سرہ: نام ایشان ابراھیم و بقولی محمد بن ابراھیم و اصل ایشان از نیشاپور است، با سید الطّائفه و رویم و ابو عثمان حیری و ابراهیم الخواص (رحمهم اللّٰه) صحبت داشته اند و چهل سال مجاور مکه معظمه بودند و درین مدت در حرم بول نکرده اند بجهت تعظیم کعبه و شصت حج گذارده اند و پیوسته می فرمودند که من سی سال خلای جنید (رح) بدست خود پاک کردم و باین فخر می کردند - چون مشائخ وقت حلقه می زدند صدر همه ایشان بودند - گویند در موسم حج عجمی بیامد که براءت من بده که حج گذارده ام بدوزخ نخواهم رفت، یاران تو مرا بتو نشان داده اند که براءت بستانم، شیخ به سادگی او را دیده دانستند که یاران باو مطائبه کرده اند ، به ملتزم که موضع اجابت است اشارت کردند و گفتند آنجا رفته بگو یا رب ! اعطنی البراءت ، ساعتی نگذشته بود که باز گشت و بر دست او کاغذ بخط سبز برآن نوشته بسم اللّٰه الرّحمن الرّحیم هذا براءت فلان بن فلان من النّار - وفات ایشان در سال سه صد و چهل و هشت هجری بود -

حضرت سهل بن عبداللّٰه تستری قدس اللّٰه سرہ: کنیت ایشان ابو محمد است وحنفی مذهب بود و مرید ذوالنّون مصری (رح) بود و از کبار طبقه این طائفه و اوتاد عراق اند و جامع بودند میان حقیقت و شریعت و طریقهٔ سهیلیه منسوب بایشان است و بنای طریقهٔ ایشان بر اجتهاد و مجاهده نفس است و صاحب کشف المحجوب نوشته اند سهل بن عبداللّٰه آن روز که از مادر بزاد صائم بود و آن روز که از دنیا رحلت وفات یافت هم صائم بود - از ایشان پرسیدند که نشان بدبختی چیست؟ گفتند که او را علم دهد و توفیق عمل ندهد و اخلاص ندهد که عمل کنی و انکار کنی و دیدار و صحبت نیکان را قبول ندهد ، و گفته اند که هر که گرسنگی کشد شیطان گرد او نگردد بحکم خدای تعالی و گفته اند سر همه آفتها سیر خوردن است و گفته اند هر وجدی که کتاب و سنت گواه آن نبود باطل باشد و گفته اند هیچ معصیت بزرگتر از جهل نیست و گفته اند بزرگترین کرامات آنست که خوی بدخو را بخوی نیک بدل کنی و گفته

اند هیچ معصیت بزرگتر نیست از فراموشی حق سبحانه ، وگفته اند خداوند تعالی را هر روز و هر ساعت و هر شب عطاها است و بزرگترین عطاها آنست که ترا ذکر خود الهام کند و گفته اند هیچ یاری دهنده نیست الا خدا و هیچ دلیل نیست الا رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم و هیچ زادی نیست الا تقوی و هیچ عمل نیست الا صبر و گفته اند هرگز دل زنده نشود تا نفس نمیرد و گفته اند خدای تعالی خلق را بیافرید و فرمود بمن راز گوئید و اگر راز نمی گوئید بمن نه گرئید و اگر این نکنید حاجت از من نخواهید و گفته اند تصوف اندک خوردن است و با خدای تعالی مشغول شدن و از خلق گریختن و گفته اند توکل آنست که اگر چیزی بود یا نبود در هر حال شاکر باشی و گفته اند عبودیت بر رضا و او آنست بفضل خدا (؟) وگفته اند که نفس از سه صفت خالی نیست یا کافر یا منافق یا مرای است ـ میفرمودند که سهل قدس الله سره مدت مدید ریاضات شاقه کشید و بدوام ذکر اشتغال نمود به مرتبه ای که خون از دماغ وی روان شد ، هر قطره که بزمین چکید نقش الله برآمد ، بعد از آنکه این چنین مشغولیها کرده بود پیروی را بیاد داشت فرمود ـ و در ذخیرة الملوک آورده است که شیخ سهل بن عبدالله تستری قدس الله سره گفت سه سال بودم و خال من محمد (173) شبها عبادت کردی و من برخاستمی و او را می دیدمی که چه میکند ، روزی مرا گفت "ای سهل ! آن خدا را که ترا آفریده است یاد کن " گفتم چگونه یاد کنم ؟ گفت "هرگاه که از خواب بیدار شوی در شب سه بار بگو در دل خود که خدای با من است و مرا بیند چنانکه زبان تو حرکت نکند " چند شب بکردم ، او را خبر کردم ، گفت "بعد ازین هر شب هفت بار بگو " بعد از چند روز حلاوتی در دل من پیدا شد و خاطر من از صحبت خلق متنفر شد و پیوسته جای خلوت جستمی تا مرا بمکتب فرستادند ، ترسیدم که از سبب صحبت کودکان خاطر من پریشان گردد ، پدر را گفتم معلم را بگو تا هر روز یک ساعت تعلیم من بکند و بگذارد ـ چون تعلیم گرفتمی باز گشتمی و جای خلوت

---

(173) "یعنی محمد بن سوار البصری (رح) ، ایشان از ابن عینیه روایت کرده است و سهل بن عبدالله از ایشان " (تهذیب التهذیب ج۹ ص۲۰۹) ـ

جستنی و بذکر مشغول شدمی - چون شش ساله شدم قرآن را یاد گرفتمی و روزه داشتمی وچون (ا) سیزده ساله شدم مرا مشکل (ب) افتاد و از مادر و پدر درخواست کردم تا مرا به بصره فرستادند آنجا از همه علماء پرسیدم، جواب شافی نیافتم، به عبادان رفتم و از حمزه (ج) عبادانی پرسیدم جواب شافی داد، مدتی در صحبت او بماندم و آئینهٔ دل را بسخنان او جلا می دادم و آداب طریقت از و کسب می کردم، پس به تستر باز آمدم و هر سال بیک درم جو می خریدم و آس میکردم تا سال دیگر او قوت خود می ساختم سال (د) بدین نوع بسر بردم - وفات ایشان در ماه محرم سال دو صد و هشتاد و سه هجری بود و این قول اصح است و مدت عمر شریف هشتاد و سه سال بود و این قول نیز اصح است روز یک شنبه جنازهٔ ایشان را برداشتند جهودی هفتاد ساله که مشغله را شنید بیرون آمد و چون بجنازه رسید آواز برآورد که ای مردمان ! آنچه من می بینم شما هم می بینید ؟ گفتند چه می بینی ؟ گفت فرشتهای از آسمان می آیند و سر خود را بر جنازه می مالند و جهودی همین حال دید و مسلمان شد -

حضرت سفیان ثوری قدس الله سره : کنیت ایشان ابو عبدالله است و نام پدر ایشان سعید بود وخلق و ثوری از آن گویند که روزی در پلوان دیگر می رفت، ناگاه پایش لغزید در زراعت غیری رسید، هاتف بر او آواز داد که ای ثور ! نعلین در پای ! چگونه در پلوان دیگران می رفتی ؟ و نیز در مسجد پای چپ اول نهاد برای دخول، باز آواز شنید که یا ثور، از آن سبب لقب او ثور شد و پیش از آن سفیان زاهد ایشان را می نامیدند و کوفی الاصل بود و مقتدای اهل زمانهٔ خود و در علوم ظاهری و باطنی یگانه و از مجتهدان پنجگانه و شاگرد امام اعظم (رح) بود و بسیاری از مشائخ را دیده اند و بیست سال متصل در شب نه خفته بودند و فرمودند که هرگز حدیث نشنیده ام از پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم که بر آن عمل

(ا) در رسالهٔ قشیریه ص15 و تذکرة الاولیاء ج 1 ص228 دوازده سال نوشته است -(ب) مشکلی -
(ج) ابو حبیب حمزه بن عبادالله العبادانی (رسالهٔ قشیریه ص15) - (د) بیست سال (ایضاً) -

نکرده ام ـ روزی بیمار شد ، خلیفه طبیب ترسا داشت حاذق ، پیش ایشان فرستاد ، چون طبیب قارورهٔ وی بدید گفت "از خوف الٰهی جگر این مرد خون شده و پاره پاره گشته از مثانه بیرون آمده ، در دینی که چنین مرد بود آن دین بر باطل نباشد " این بگفت فی الحال مسلمان شد ـ خلیفه گفت پنداشتم که طبیب بر بالین بیماری فرستادم ، خود بیمار پیش طبیب فرستاده

سع 8

شیخ عبداللّٰه بن مبارک (رح) فرموده اند "از هزار و صد بزرگ شنیده ام که می گفتند فاضل تر از سفیان ثوری (رح) ندیده ایم " ـ جوانی را حج فوت شده بود ، آهی کشید ، ایشان گفتند "چهار حج کرده ام (ا) ، بتو داده ام این آه بمن ده " گفت داده ام ، آن شب بخواب دید که ایشان را می گویند سود کردی اگر همه اهل عرصات قسمت کنی توان گردد (ب) و نیز فرموده اند "زهد نه پلاس پوشیدن و نه نان جوین خوردن است لکن دل در دنیا نه بستن و امل کوتاه کردن است و نیز فرموده اند که اگر نزدیک خدای شوی با گناه بسیاری که میان تو و خدا بود، آسان تر از آن یک گناه که میان تو و بنده است ـ وفات ایشان در بصره ماه شعبان سال یکصد و شصت و یک هجری بود و بقولی شصت و دو و مدت عمر شریف ایشان شصت و سه سال ـ چون ایشان را غسل دادند در پیشانی ایشان نوشته دید "فسیکفیکهم اللّٰه" (ج) ـ

حضرت ابراهیم خواص قدس اللّٰه سره : کنیت ایشان ابو اسحق و اصل ایشان از بغداد است ، صاحب صحو و در طریقهٔ توکّل و تجرید یگانه بود و از اقران سید الطّائفه جنید و نوری (رحمهما اللّٰه) و صحبت دار خضر علیه السّلام اند ـ شیخ الاسلام گفته اند که شیخ ابوالحسن خرقانی (رح) گفت "درمیان سخنانی که ابراهیم خواص (رح) بمن گفت این بود که اگر خضر (ع) صحبت یابی توبه کن و اگراز (د) شب بمکه روی از آن توبه کن و در ارشاد الطّالبین اخوند درویزه علیه الرّحمه آورده اند که ابراهیم بن خواص (رح) دوازده سال در بیابان فاقه (ر) کشیده

سع 9

(ا) در تذکرة الاولیا (جـ1 صـ176) چهل حج نوشته است ـ (ب) فح ، مر ـ توان نگردد ، جملهٔ صحیح اینطور است : اگر به همه اهل عرفات قسمت کنی توانگر شوند (کذا فی تذکرة الاولیا صـ176 جـ1) (ج) البقره 137 ـ (د) اگر از هری درشبی بمکه روی (نفحات الانس صـ137) ـ (ر) سع ، مظ (فاقه) ندارند ـ

بود که برگ درختان قوت خود می ساخت، روزی در بیابان درخت انار یافت، بخود اندیشه
کرد که ازین انار میخورم امّا نباید که ملک غیری باشد - از آنجا گذشت که خضر علیه السّلام با
او ملاقات کرد، گفت "بیا تا دوستان حق را بتو بنمایم" دستش گرفت، در غاری رسید که ژنده
پوش را خفته دید سر پوشیده و مار و کژدم برو جمع و میخوردند - خضر علیه السّلام گفت "برو
پایش بگیر" چون ابراهیم (رح) رفت پایش گرفت، گفت ای ابراهیم! چه می طلبی؟ گفت از کجا
میدانی که من ابراهیم ام؟ گفتند که هر که خود را بتصرفات حق سپرده است از جمله ذرات
مخلوقات خبراند و نه آنکه [illegible] انار را از ترس کسی نخوردی که ملک کسی باشد و الّا برای
چه؟ گفت توکّل ترا درست میکنم، خضر علیه السّلام گفت "توکّل این نیست" که شما میگوئید، توکّل
خود سپردن است نه حظ نفس طلب کردن، بیا تا متوکّلان را بتو نمایم - چون رفتند دیدند
که کسی افتاده است سر را بژنده پوشیده و تمام وجود او را زنبوران سوراخ گرفتند و به نیش می
راندند، گفت اینست متوکّلان و مردان خدای، ابراهیم (رح) را پیش کرد وخودش پس ایستاد
چون ابراهیم بطرف سر میرفت خضر علیه السّلام پای مبارک بدو راستند (؟) گفت ای خضر!
چه می طلبی؟ ابراهیم (رح) التفات بوی کرد که همراه من خضر (ع) بود و من نمی دانم، آن
ولی ازو غائب شد، چون باز بدو دید خضر علیه السّلام نیز غائب شد - ابراهیم (رح) بعد از آن
از مجاهدهٔ مجاهدت خود پشیمان شد - وفات ایشان در سال دو صد و نود و یکهجری بود
و یوسف بن حسین (رح) ایشان را شسته و دفن کرده، بعلت شکم برحمت حق پیوسته اند -
گویند هر بار که فارغ می گشتند غسل میکردند و آن روز که از دنیا برفتند هفتاد بار غسل کرده
بودند اگر چه سرمای عظیم بود، بار آخر در آب برفتند و قبر ایشان درزیر حصار طبرک اصفهان است

(حضرت) عمر بن عثمان قدس الله سره: کنیت ایشان ابو عبدالله است و مرید سید
الطّائفه (رح) و استاد حسین بن منصور حلاج (رح) اند و صحبت داشته اند با ابو سعید
خراز (رح) و عالم بودند بعلوم حقائق، چون سخن ایشان باریک شد بکلام منسوب داشتند و

مهجور ساختند و از مکه بیرون کردند، به جده رفتند، اهل آن دیار ایشان را قاضی مقرر نمودند و اصل ایشان از یمن است، از بزرگان و سادات این قوم بوده اند و بزرگان این طائفه میگویند هر چه بر حسین آمد بسبب دعای عمر بن عثمان (رح) است که وی را از خود برنجانید. وفات ایشان در بغداد در سال دو صد و نود و شش هجری بود و بقولی دو صد و نود و یک و بقولی دو صد و نود و هفت که در آن سال وفات سید الطائفه (رح) واقع است و قول آخر اصح است.

حضرت حسین بن منصور حلاج قدس الله سره : کنیت ایشان ابوالمغیث و اصل ایشان از بیضا (174) فارس است و صاحب سکر بودند و حلاج از آنجهت گویند که روزی بدکان حلاجی که دوست ایشان بود رفتند و او را فرستاده بود بجای و بانگشت اشارت کردند پنبه یکسو شد و پنبه دان یکسو و در باب ایشان مشائخ را رحمهم الله اختلاف است، بعضی مثل شیخ عمر بن عثمان مکی (رح) که پیر ایشان اند و ابو یعقوب نهرجوری و علی بن سهل اصفهانی (رحمهم الله) وغیرهم از مشائخ متقدمین انکار کرده اند و مهجور ساخته اند و نسبت به سحر کرده اند و جمعی چون شیخ ابوبکر شبلی و ابوالعباس بن عطا و شیخ عبدالله خفیف و شیخ ابوالقاسم گرگانی و پیر علی هجویری صاحب کشف المحجوب (رحمهم الله) وغیرهم ایشان را از متأخرین معتقد اند که و بزرگ داشته اند و گویند مهجور معامله مهجور اصلی نبود - صاحب کشف المحجوب فرموده اند "من معتقد اویم اما سخن او اقتدا را نشاید" و در کشف المحجوب و تذکرة الاولیا آورده است که چون حسین بن منصور حلاج (رح) اندر غلبهٔ خود شد عمرو بن عثمان (رح) تبرا کرد، بنزدیک جنید (رح) آمد و جنید او را گفت بچه آمدی؟ گفت تا با شیخ صحبت کنم. گفت مرا با مجانین صحبت نیست که صحبت را صحت بباید که چون یافت صحبت کنی چنان باشد که با سهل تستری (رح) کردی. گفت ایها الشیخ ! الصحو والسکر صفتان للعبد

(174) بیضا شهریست در ناحیهٔ اصطخر و از شیراز هشت فرسخ دور است، بقول اصطخری بیضا معسکر سلطانان بوده که برای فتح اصطخر بکار برده اند، در ایام قدیم آنرا "دراسفید" میگفتند و بعد آمعرب کرده بیضا نام یافت (معجم البلدان ج1 ص 529)

و ما دام العبد محجوباً عن ربه حتی فی اوصافه" صحو و سکر دو صفت اند مر بنده را وپیوسته بنده از خدا محجوب است تا اوصاف او فانی شود و جنید (رح) گفت "یا ابن منصور! اخطأت فی الصّحو والسّکر زانچه خلاف نیست که صحو عبارت از صحت حال است با حق و این اندر تحت صفت و اکتساب خلق نیاید و من یا پسر منصور! اندر کلام تو فضولی می بینم وعبارت بی معنی" و در کشف المحجوب آورده است که حسین بن منصور (رح) اول مرید سهل بن عبدالله (رح) و بی دستوری از نزد وی برفت و به عمرو بن عثمان (رح) پیوسته و از نزد وی بی دستوری رفت و تعلق به جنید (رح) کرد و جنید ویرا قبول نکرد بدین سبب جمله مهجور کردند او را پس مهجور معامله بود نه مهجور اصل، تدیدی که شبلی (رح) گفت "من و حلاج شیئی واحد"(1) حضرت خواجه محمد پارسا (رح) در فصل الخطاب آورده است که آنچه در بعض کتب نوشته اند که سید الطّائفه شیخ جنید (رح) فتوی بقتل حسین بن منصور (رح) نوشته اند این افترای محض است بر سید الطّائفه چه ایشان پیش از قضیهٔ حسین بن منصور (رح) پانزده یا دوازده سال بود وفات چنانچه از تاریخ وفات این دو عزیزان ظاهر میشود - قضیهٔ قتل ایشان در باب الطّاق بغداد سه شنبه بیست و پنجم ذی قعده سال سیصد و نه هجری واقع شده -

حضرت ابوالحسن نوری قدس الله سره : نام ایشان احمد بن محمد و بقولی محمد بن محمد و مشهور اند باین، پدر ایشان از آب شور است که مابین هرات و مرو واقع شده، مولد و منشأ ایشان به بغداد است و مرید سری سقطی (رح) اند و ذوالنّون مصری (رح) را دیده اند و با محمد علی قصاب و احمد بن الجواری (رحمهما الله) صحبت داشته اند و از اقران سید الطّائفه اند و در طریق مجتهد و صاحب مذهب بودند - ایشان را مشائخ وقت امیرالقلوب گفته اند و طریق ایشان را نوریه گویند و معاملت ایشان موافق جنیدیان است - ایشان فرموده است "ایاکم والعزلة فانّ العزلة مقارنة الشّیطن و علیکم بالصّحبة فانّ فیها رضاء الرّحمن" پرهیزید از عزلت که آن مقارن شیطان است و بر شما باد صحبت که اندر صحبت خوشنودی خدا است

(1) "انا والحلاج شیئی واحد فخلصنی جنونی واهلکه عقله" (کشف المحجوب ص...)

عزّ و جل و ویرا نوری بدان خواندی که اندر خانهٔ تاریک چون سخن گفتی بنور باطنش خانه
بدو منوّر شدی و بنور حق اسرار میدان بدانستی تا جنید (رح) گفت ویرا که ابوالحسن (رح)
(ا)
جاسوس القلوب است کشف المحجوب - و ابوالحسن کنیت ایشان است و بعضی گویند که نام
ایشان حسن است و نام پدر ایشان نوراست چنانچه در ارشاد آورده است که دو جوانان عمداً
قصد زیارت امام حسن نوری (رح) کردند یکی از آن دو کس که عالم بود بجمیع السنهٔ حیوانات،
چون ایشان به نزدیک شهر او رسیدند دو گربه باهم سخن میکردند که امروز حسن نوری (رح)
دیر عالم نماند ، یکی از آن دو کس که عالم بجمیع السنهٔ حیوانات بود آن دیگر را خبر کرد که
واقعه چنین است ، هر دو نیک متحیّر شدند ، بعد ازان گفتند که تا لازیارت قبرش بکنیم ، چون
(ب)
به نزدیک خانهٔ امام رسیدند امام زنده بود و از خانه بیرون برآمد تا که هر دو متحیّر شدند -
امام پرسید که حیرانی چرا است؟ گفتند که واقعه چنین است ، امام فریاد برآورد و گفتند که
(ج)
آری پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرموده "کلّ نفس ان اخرجه بغیر ذکرالله فهو میت" من
امروز ساعتی غافل بودم تا آوازهٔ وفات من در عالم ملکوت پراگنده شد و راه صحرا در پیش گرفت
چون در بیابان رسید بغایت تشنه شد ، بر سر چاه رسید و گفت اگر رسن و دلوه بودی آب می
کشیدم - اندرین بود که آهوان در رسیدند ، امام از سرچاه دور شد تا آهوان چه کنند - چون
آهوان بکنارهٔ چاه رسیدند آب چاه بیک بارگی بالا شد ، همه ایشان خوردند ، بعد
(د)
ازآن چون امام رسید که تا آب خورم آب بیک بارگی فرو رفت ، گفت "یارب! بآهوان آب میدهی
به بندهٔ خود نمی دهی ؟ " هاتفی بر او آواز داد که تو امید بدلوه و رسن کردی وایشان امید
(ر)
بمن کرده بودند - از هول آن خطاب تشنگی فراموش شد و سر در بیابان نهاد و جوانی را دید
و آن جوان به نزدیکش رسید و گفت "السّلام علیک یا حسن نوری ! " امام بعد از جواب گفت "تو

(ا) کشف المحجوب ص 175 - (ب) سح ، مظ - ماند - (ج) برای روایت بالمعنی رجوع کنید به "تبلیغی نصاب" مؤلفه مولانا محمد زکریا (رح) طبع عثمانی اکادمی ملتان ، ص 504 بحوالهٔ مشکوٰة - (د) خورد - (ر) کرد -

سح 5 چه دانی که من حسن لا نامم و نام پدرم نور است؟ " وی گفت "آنها که خود را بتصرف حق سپرده اند از همه خبر اند و نه چون تو که توکل بوسن و دلوه کردی " بعد ازآن آن جوان گفت که طریقهٔ ملازمت با شط هیچ میدانید که غرض چیست ؟گفت من خواهم مرد ، مرا دفن باید کرد وگفت از غیب نمی توان گفت - جوان طهارت کرد و سر بزمین نهاد و وفات شد - چون او را دفن کرد بر سر گورش نشست و دعا خواندن گرفت ، جوان خنده کرد (و)گفت زنده در گور نشود و مرده آواز نکند ، جوان گفت "ای امام ! نشنیدی که اولیاء الله لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار "و وفات ایشان در سال دو صد و نود و پنج هجری بود و بقولی دو صد و هشتاد وشش و قول اول اصح است - چون شیخ ابوالحسن نوری (رح) برحمت حق پیوستند سید الطائفه فرمودند "هیچ کس در حقیقت صدق سخن تا نوری بمرد نگفت تا صدق زمانه اوست" -

ذکر سلسلهٔ کبرویه که منسوب به حضرت شیخ نجم الدین کبری است قدس الله سره

کنیت ایشان را پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم در واقعه بایشان عنایت فرمودند و نام احمد بن عمر الجنوقی و لقب نجم الدین و کبری است و کبری ازآنجهت گویند که در اوایل جوانی که بتحصیل علوم مشغول بودند با هر که مناظره میکردند برو غالب می آمدند ، بدین سبب طامة (1) الکبری می گفتند و لفظ طامه بجهت کثرت استعمال حذف شده و ایشان را ولی تراش نیز می گفتند بسبب آنکه نظر مبارک ایشان در وجد بهر که افتادی به مرتبهٔ ولایت می رسیدی چنانچه سح 6 روزی سوداگری به خانقاه ایشان در آمد ، حضرت شیخ حالتی قوی داشتند ، نظر مبارک تمام اثر برو افتاد ، در حال به مرتبهٔ ولایت رسید ، پرسیدند که از کدام مملکتی ؟ گفت از فلان ، او را اجازت ارشاد نوشتند تا در ولایت خود خلق را بحق ارشاد کند و حضرت شیخ در طریقت یگانه بودند و خوارق و کرامات ایشان در عالم مشهور است و نسبت ارادت ایشان بدو طرف است یکی از شیخ اسمعیل قصری (رح) بمحمد مانکیل و ایشان به محمد بن داود و لا از ایشان

(1) غم ، عر ، مظ - کبیر -

بابوالعباس ادریس و ازایشان بابوالقاسم بن رمضان و از ایشان بابو یعقوب تهرنجوری طبری و از ایشان بابو عبدالله بن عثمان و از ایشان بابو یعقوب نهرجوری و از ایشان بابو یعقوب . سوس و از ایشان بشیخ به عبدالواحد بن زید و از ایشان به کمیل بن زیاد و از ایشان به حضرت امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه و از ایشان بحضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم و جانب دیگر از شیخ عمار یاسر ، از شیخ ابونجیب سهروردی (رحمهما الله) - نسبت ارادت ایشان نیز بدو جانب است یکی از شیخ غزالی (رح) (۱) که برادر حجة الاسلام است وایشان از ابوبکر نساج و ایشان از ابوالقاسم گرگانی (رحمهما الله) و ابوالقاسم گرگانی (رح) را انتساب در علم باطن بدو جانب است، یکی به شیخ ابوالحسن خرقانی (رح) و ویرا بشیخ ابویزید بسطامی (رح) - ولادت شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابویزید است بمدتی و تربیت شیخ ابویزید ویرا بحسب باطن روحانیت بوده است نه بظاهر صورت و نسبت ارادت شیخ ابویزید نیز بحضرت امام جعفر صادق است رضی الله عنه و به نقل صحیح ثابت شده است که ولادت شیخ ابویزید نیز بعد از وفات حضرت امام است و تربیت حضرت ویرا بحسب روحانیت بوده است نه بحسب ظاهر صورت و حضرت امام جعفر را رضی الله عنه چنانچه شیخ ابوطالب مکی قدس الله سره در قوة القلوب آورده است نسبت ثابت شده است بدو جانب یکی بوالد بزرگوار خود (امام محمد باقر رح) و ایشان را از والد بزرگوار خود)امام زین العابدین (رح) و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام حسین (رض) و ایشان را بوالد بزرگوار خود امیرالمؤمنین علی کرم الله وجهه و ایشان را بحضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم و نسبت دیگر بقول شیخ ابوطالب مکی قدس الله سره به قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی الله عنهم که پدر مادر حضرت امام است و از فقهای سبعه بوده است و در علوم ظاهر و باطن در زمانهٔ خود بی نظیر بود - ویرا نسبت ارادت باطن به سلطان فارسی رضی الله عنه، ویرا باوجود دریافت شرف صحبت حضرت رسول الله ﷺ

---

(۱) یعنی امام احمد غزالی رحمه الله علیه -

صلی اللّٰه علیه و آله و سلم نسبت باطن از حضرت امیرالمؤمنین ابوبکر رضی اللّٰه عنه نیز بوده است بعد از انتساب بحضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم - باز شیخ ابوالقاسم گرگانی (رح) را نسبت ارادت باطن بشیخ ابوعثمان مغربی (رح) بوده است و وی را بابوعلی کاتب (رح) و ویرا بابوعلی رودباری (رح) و ویرا بجنید بغدادی (رح) و ویرا به سری سقطی (رح) و ویرا به معروف کرخی (رح) و شیخ معروف را نیز دو نسبت واقع است یکی بداوٗد طای (رح) و ویرا به حبیب عجمی (رح) و ویرا به حسن بصری (رح) و حسن بصری را بامیرالمؤمنین علی رضی اللّٰه عنه و ایشان را بحضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت بحضرت امام علی موسی رضا (۱) رضی اللّٰه (عنه) و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام موسی کاظم (رح) و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام جعفر صادق رضی اللّٰه عنهم الی آخر النّسبت کما مرّ ، واللّٰه اعلم - و شیخ ابوالنّجیب سهروردی (رح) را نسبت ارادت ایشان بدو جانب است یکی بشیخ احمد غزالی (رح) چنانچه مذکور شد و دیگر بشیخ وجیه الدّین (رح) و ویرا نسبت ارادت نیز بدو طرف است هر دو طرف بسید الطّائفه میرسد ، یکی از شیخ محمد عمویه رحمه اللّٰه علیه ، نام پدر ایشان عبداللّٰه است ، از جمله مشائخ زمان خویش بودند و مرید شیخ احمد اسود دینوری (رح) اند ، از ممشاد دینوری (رح) ، از سیدالطّائفه حضرت شیخ جنید بغدادی و از اقران رویم و نوری اند رحمهما اللّٰه - وفات ایشان در سال دو صد و نود و نه هجری بود و دیگر از شیخ اخی فرج (ب) زنجانی رحمه اللّٰه علیه - وفات ایشان روز چهار شنبه سال چهار صد و پنجاه و هفت هجری بود -

<u>از شیخ ابوالعباس نهاوندی رحمه اللّٰه علیه :</u> نام پدر ایشان احمد بن محمد بن الفضل است و اصل ایشان از نهاوند است ، شاگرد جعفر خلدی (رح) اند ، وفات ایشان در سال سیصد و هفتاد هجری بود -

---

(۱) قح ، مر ، مظ (رضا) ندارد - (ب) مر ، مظ - فرح ، ولی درنفحات الانس فرج (باجیم) نوشته است -

از شیخ ابو عبدالله خفیف رحمه الله علیه : نام ایشان محمد است و (از) ابنا ملوک بودند

قطب وقت و مقتدای اهل طریقت بود و منصور حلاج را دریافته اند و با ابوالحسن مالکی و مزین (175) ابوالحسن دراج (رحمهما الله) صحبت داشته اند و در علوم ظاهر و باطن کامل و شافعی مذهب (176) بود و در تصوف تصانیف ایشان بسیار است - وفات ایشان در سال ششصد و هفتاد ویک هجری بود و قبر ایشان در شیراز است و مدت عمر شریف ایشان نود و پنج سال و بقولی یکصد و چهار سال است

از شیخ رویم قدس الله سره : کنیت ایشان ابومحمد و ابوبکر و ابوالحسن است و نام پدر ایشان احمد بن یزید بن رویم است و اصل ایشان از بغداد بود ، عالم ، فقیه و بسیار بزرگ و

---

(175) اینجا سهو قلم واقع شده ابوالحسن مزین و دراج را یکجا نوشته است حالانکه این هر دو نامهای مختلف اند ، یکی ابوالحسن بن محمد المزین که نام وی علی است و از مشائخ کبار بغداد بوده و صحبت حضرت جنید و حضرت سهل تستری (رحمهما الله) را دریافته بود ، در سال 327هـ یا 328هـ درگذشته است (نفحات الانس ص 161) و دارا شکوه گوید که مزین دو بوده اند یکی مزین صغیر و علاوه دیگر مزین کبیر ، موصوف مزین صغیر بودند ، مزار ایشان در مکه معظمه است (سفینه الاولیا ص189) - دیگر ابوالحسین دراج (رح) است ، مولد ایشان بغداد است و از خادمان ابراهیم خواص (رح) بوده ، وفات ایشان در حالت سماع در سال 320 هجری روی داده است (نفحات الانس ص174) -

(176) شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری (رح) رقمطراز است "در هر چهل روزی تصنیفی از غوامض حقائق می ساخت و در علم ظاهر بسی تصنیف نفیس دارد همه مقبول و مشهور" (تذکره الاولیا ج2 ص105) منجمله آنها "الفصول فی التصول" و "التحقق و التثبت فی الوصول" مشهور است (حلیه الاولیا ج10 ص385) - تاریخ وفات ایشان ششصد و هفتاد و یک چنانکه در متن زیر نظر مسطور است درست نیست زیرا که اکثر مشائخ که وی صحبت ایشان را دریافته بود چون رویم و جریری (قشیریه) و ابوالحسین دراج و ابوالحسن مزین رحمهم الله (نفحات الانس) و ابو عمرو دمشقی و طاهر مقدسی رحمهما الله (حلیه الاولیا) و منصور حلاج همه ایشان قبل از 330هـ درگذشته اند - صاحب رشحه رساله وفات شیخ ابو عبدالله خفیف در 391هـ و ابو نعیم اصفهانی 371هـ نوشته است و همین قرین قیاس است -

(رجوع کنید به حلیه الاولیا ج10 ص385 - رساله قشیریه ص29)

. . . .

علوم ظاهر و باطن را کسب نموده بودند و آنرا پوشیده می داشتند - خواجه عبدالله انصاری (رح) گفته اند "اگر چه رویم (رح) را شاگرد جنیدؒ می گویند امّا او بهتر است از جنید ، من موی ویرا دوست تر میدارم از صد جنید (رح)" - شیخ ابو عبدالله خفیف فرموده اند که هرگز دیده من کس ندیده است همچو رویم (رح) که در توحید سخن گفتی - گویند در اواخر عمر در میان دنیاداران خود را پنهان کردند امّا به آن شغل محجوب نمی گشتند - سیدالطّائفه (رح) فرمودند که ما فارغ مشغولیم و رویم (رح) مشغول فارغ - وفات ایشان در سال سیصد و سه هجری روی داده و قبر وی در شونیز به بغداد است - از سیدالطّائفه قدس الله سره و مناقب ایشان ذکر شده ، وفات شیخ نجم الدّین کبری (رح) دهم جمادی الاولی در سال ششصد و هژده هجری واقع شد -

در ذکر سلسلهٔ سهروردیه که منسوب به شیخ شهاب الدّین سهروردی قدس الله سره است

****

****

کنیت ایشان ابوحفص است و لقب شیخ الشّیوخ و نام عمر بن محمد البکری سهروردی ، از اولاد ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه و مذهب امام شافعی (رح) داشتند و مرید عم خود شیخ ابو النّجیب سهروردی (رح) اند که ذکر نسبت وی در سلسلهٔ کبرویه مذکور شده است و حضرت غوث الاعظم (رح) را دریافته اند و از وی فوائد عظیمه و بهرهٔ تمام حاصل نمودند - خواص و عوام بغداد را روی ارادت بشیخ شیوخ بود - نقل است که شیخ شهاب الدّین (رح) فرموده اند "در جوانی به علم کلام مشغول بودم و کتابی چند در آن یاد گرفتم و عم من مرا از آن منع میکرد - روزی عم من بزیارت غوث الاعظم (رح) درآمد و من باوی بودم ، مرا گفت حاضر باش که بر مردی در می آئیم که دل وی از خدای تعالی خبر می دهد و منتظر باش برکات دیدار وی را ، چون بنشستم شیخ ابوالنّجیب (رح) گفت یا سیدی ! این برادرزادهٔ من به علم کلام مشغول است ، هرچند منع میکنم از آن باز نمی ایستد - غوث الاعظم (رح) فرمودند ای عمر ! کدام کتاب حفظ کرده ای ؟ گفتم فلان

دست مبارک خود را بسینهٔ من فرود آوردند ، واللّٰه که یک لفظ از آن کتاب بر حفظ من نمانده بلکه بود و از علم لدنّی مملو ساخت و مرا فرمودند "یا عمر انت آخر المشهورین بالعراق"(۱) - همیشه می‌فرمودند که آنچه یافته ایم از برکت حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (رح) است - ولادت شیخ شیخ در رجب سال پانصد و سی و نه هجری بود و وفات ایشان در سال ششصد و سی و دو هجری روی داده و قبر ایشان در درون شهر بغداد است - شیخ شیخ را مریدان بسیار بودند و مشهور ترین همه بهاء الدّین زکریا ملتانی و شیخ نجیب الدّین علی برغش(ب) و شیخ حمیدالدّین ناگوری (رحمهم اللّٰه) و حضرت شیخ الشّیوخ راتصانیف بسیار است(177) -

ذکر ازواج طاهرات حضرت رسالت پناه صلی اللّٰه علیه و آله و سلم
امّهات المؤمنین رضی اللّٰه عنهنّ

مرویست که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم فرمودند که من هیچ زنی نخواستم و هیچ یک از دختران خود را بکسی ندادم مگر آنکه جبرئیل(ع) از نزد پروردگار فرود آمد و مرا بآن امر نموده - ازواج مطهرات دوازده اند که آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بدیشان زناف فرموده اند ، از آنجمله یازده متفق علیه اند و یکی مختلف فیه که زوجه بود

---

(۱) سح ، فح ، مظ - مملو ساـ (ب) علی بن برغش چنانکه مؤلف نفحات الانس (ص473) نوشته است

(177) منجمله از آن "جذب القلوب الی مواصلة المحبوب" حسب صراحت معجم المطبوعات العربیه مرتبه یوسف الیان سرکیس طبع مصر 1928 م) ، این کتاب در حلب شائع شده است - "اعلام الهدی "یا اعلام التّقی" در رد فلاسفهٔ قدیم نوشته است - "رشف النّصائح" در موضوع علم کلام است - "عوارف المعارف" مشهور ترین تصانیف شیخ موصوف است ، موضوع تصوف است - علاوه ازین کتابی بنام "بهجة الاسرار" منسوب بایشان است که سوانح غوث الاعظم (رح) است ولی این کتاب مختلف فیه است ، صاحب طبقات الشّافعیه علامه سبکی (رح) و مؤلف نفحات الانس که قریب بعهد شیخ شهاب الدّین سهروردی (رح) بوده اند ذکر این کتاب نکرده اند - مترجم عوارف المعارف شمس بریلوی گوید که این کتاب را نورالدّین ابی الحسن علی بن یوسف جریر اللّخمی الشّافعی (متوفی 703 هـ) تصنیف کرده است و علامه ذهبی (رح) در طبقات المقرئین تصریح این کرده است (مقدمهٔ عوارف المعارف مترجم شمس بریلوی طبع کراچی 1977 م صـ

(178)
یا سریه -

(1)
خدیجه الکبری رضی الله عنها : کنیت ایشان ام هند است و نام پدر ایشان خولید .

بن اسد عبدالعزی بن قصی بن کلاب و نسبت ایشان در قصی به نسبت آنسرور صلی الله علیه و

آله و سلم رسد و نام والدهٔ ایشان فاطمه بنت زید بن الاصم که از بنی عامر بن لوی بوده و اول

زنی که پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم خواسته اند حضرت خدیجه (رض) بودند و پیش از

خواستگاری آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم خوابی دیده بودند که آفتاب آسمان در خانهٔ ایشان

فرود آمد و نور آن از خانهٔ ایشان منتشر شد چنانچه در مکه معظمه هیچ خانه نماند الا که بآن 2 صبح

نور منوّر گشته و در آنزمان که در عقد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در آمدند سن مبارک

---

(1) خویلد ، چنانکه در روض الانف ج2 ص366 والکامل فی التاریخ ج2 ص307 نوشته است -

(178) علماء سلف و مؤرخین اسلام را در عدد ازواج مطهرات و ترتیب نکاح آنان اختلاف بوده است، نیز عدد آنانکه آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بآنان دخول کرده اند و آنانکه دخول نکرده مختلف فیه افتت وجماعتی از زنان هستند که آنانرا خواستگاری کرده ولی در نکاح نیاورده و بعضی از زنان خود را برآنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم عرض کردند -
مؤرخ معروف علامه ابن الاثیر (رح) رقمطراز است "قال ابن الکلبی انّ النبی صلی الله علیه و آله و سلم تزوج خمس عشره امرأه ودخل بثلاث عشره و جمع بین احدی عشر و توفی عن تسع " (الکامل فی التاریخ ج2 ص307) - علامه احمد بن محمد القسطلانی گوید "علماء برین متفق اند که تعداد ازواج یازده بود ، شش از قبیلهٔ قریش بودند ، حضرت خدیجه بنت خویلد ، حضرت عائشه بنت ابی بکر ، حضرت حفصه بنت عمربن الخطاب ، حضرت ام حبیبه بنت ابوسفیان ، حضرت ام سلمه بنت ابی امیه بن مغیره ، حضرت سوده بنت زمعه بن قیس (رضی الله عنهنّ) و چهار عربی الاصل بودند (یعنی غیرقریش) حضرت زینب بنت حجش ، حضرت میمونه بنت الحارث ، حضرت زینب بنت حزیمه حضرت جویریه بنت الحارث (رضی الله عنهنّ) ویک غیر عربیه که از بنی اسرائیل بوده و از اولاد اسحق بن ابراهیم علیهما السلام بوده و آن حضرت صفیه بنت حیی از بنو النّضیر است - ازین همه دو در حیات آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم فوت شدند و نه بعد از وفات آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم ، بقول حافظ ابوالحسن بن الفضل المقدسی :

توفی رسول الله من تسع نسوه	الیهن تعزی المکرمات و تنسب
فعائشه ، میمونه و صفیه	و حفصه تتلوهنّ هند وزینب
جویریه مع رمله ثم سوده	ثلاث و ست ذکرهن مهذب

هند نام ام سلمه رضی الله عنها بود - * رمله نام ام حبیبه (رض) بود (شرح مواهب الدّنیه ج3 ص219)

ایشان چهل سال بود و سن آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بیست و پنج سال بود و مهر ایشان بیست شتر معین بود و سید عالم صلی اللّٰه علیه و آله و سلم جهت رعایت خاطر ایشان تا ایشان در حیات بودند هیچ زن نخواستند و اول کسی که از زنان باتفاق به شرف اسلام مشرف گشتند حضرت خدیجه (رض) بودند و روزی جبرئیل (ع) به سید عالم صلی اللّٰه علیه و آله و سلم گفت "یا رسول اللّٰه ! این خدیجهؓ که می آید برای تو ظرفی پر از ادام و طعام (ا) می آرد و چون بتو رسد او را از پروردگار و از من سلام رسان و بشارت ده او را بخانه در بهشت از یک مروارید مجوّف که در آن خانه هیچ خصومت و رنجی نبود "۔ گویند چون آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم از پروردگار و از جبرئیل (ع) سلام رسانید حضرت خدیجه (رض) جواب سلام فرمودند۔ بی بی خدیجه رضی اللّٰه عنها پیش از حضرت در نکاح عتیق ابن عاید (ب) بود ، یک دختر ازو پیدا شد که نام آن هنده (ج) بود ، پس از عتیق در نکاح ابوهاله می شد و از آن یک پسر بزاد که نام آن هند بود ۔ وفات ایشان اصح آنست که در دهم رمضان سال دهم از بعث آنسرور صلی اللّٰه علیه و آله و سلم واقع شد و مدت عمر شریف ایشان شصت و پنج سال و قبر ایشان در مقبرهٔ حجون است، پیغمبر صلی اللّٰه علیه و آله و سلم خود به مقبرهٔ ایشان رفته دعای خیر کردند و بعد از رحلت ایشان آنسرور صلی اللّٰه علیه و آله و سلم بسیار یاد می کردند ۔

حضرت عائشه رضی اللّٰه عنها : کنیت ایشان ام عبداللّٰه است، ایشان از فقهاءٌ و فصحاءٌ و بلغای صحابه (رضی اللّٰه عنهم) بودند چنانچه آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم در شان ایشان فرموده اند "خذوا ثلثی دینکم من هذه الحمیر" (د) یعنی بگیرید دو حصه از سه حصه دین خود را ازین سرخ پوش و از حضرت عائشه رضی اللّٰه عنها (ر) مرویست که گفته اند که مرا فضیلت و

(ا) ادام یا طعام چنانکه در حدیث الفاظ "اناء فیه ادام او طعام او شرب" مسطور است (تیسیر الباری ج3 ص613) ۔ (ب) عابد (ابن هشام ج2 ص366) یا عاید (الکامل فی التاریخ ج2 ص307) (ج) ابن هشام و ابن الاثیر در تالیفات خویش ذکر هنده نکرده اند ولی در مواهب الدّنیه ذکر وی موجود است ۔ (د) "خذوا ثلث دینکم من بیت الحمیرا." (تذکرة الموضوعات مؤلفه محمد طاهر بن علی الهندی ص100) ۔ (ر) رجوع کنید به مجمع الزوائد ج9 ص124 ۔

سع 6

مرتبه داده‌اند بر سائر ازواج پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بده چیز اول آنکه باکره‌ای غیر من سید انام (ص) نخواسته‌اند ، دویم آنکه هیچ زن نخواسته آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم که پدر و مادر او هجرت کرده باشند در راه خدا غیر از من، سیم آنکه در پاکی من آیات کریمه از آسمان نازل شده ، چهارم آنکه پیش از آنکه مرا رسول الله صلی الله علیه وآله و سلم بخواهد جبرائیل علیه السّلام صورت من بر پارهٔ کاغذ حریری بآنسرور صلی الله علیه وآله و سلم نموده و گفت این را زن کن ، پنجم آنکه من و پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم از یک ظرف غسل می کردیم با هیچ زن این امر بجا نمی آوردند ، ششم آنکه آنسرور صلی الله علیه وآله و سلم نماز می گذاردند و من پیش نماز آنحضرت (صلی الله علیه و آله و سلم) به پهلو خوابیده بودم و این امر مخصوص من بود ، هفتم آنکه در خانهٔ خواب هیچ زن وحی نازل نمی شد مگر در خانهٔ من ، هشتم آنکه در خانه ایکه روح مطهر آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم قبض کردند سر مبارک آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم درمیان سینه و دست من بود ، نهم آنکه آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم روز نوبت من رحلت فرمودند ، دهم آنکه آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در خانهٔ من مدفون گشتند و بصحت رسیده که از رسول صلی الله علیه و آله و سلم پرسیدند که دوست ترین از زنان نزدیک تو کیست؟ فرمودند عائشه (رضی الله عنها) ، گفتند از مردان؟ فرمودند پدر او و از انس بن مالک (رض) مرویست که اول دوستی که در اسلام پیدا شده دوستی پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم با عائشه صدیقه (رض) - حضرت عائشه رضی الله عنها شش ساله بودند که سید انام (صلی الله علیه و آله و سلم) بعقد خویش در آوردند و مهر ایشان متاعی بود که پنجاه درم می ارزید و بروایتی پانصد درم بود و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آنرا قرض نموده تسلیم ایشان کردند - وفات ایشان شب سه شنبه هفدهم رمضان سال پنجاه و هفت هجری بود و مدت عمر شریف شصت و شش سال و قبر در بقیع است و ابوهریره رضی الله عنه نماز جنازه گذاردند -

سح ۴

(حضرت) **زینب رضی‌الله عنها** [1] : نام پدر ایشان خزیمه بن حارث بن عبدالله بن عمر بن عبدالمناف است - در رمضان سال سیم از هجرت پیغمبر صلی‌الله علیه و آله و سلم ایشان را در عقد خویش در آوردند و هشت ماه در خانهٔ آنسرور صلی‌الله علیه و آله و سلم بودند و بعض بر آنند که سه ماه و ایشان را ام المساکین می گفتند بجهت رحم و شفقت و کثرت طعام و احسان بمساکین داشته اند - وفات ایشان در غره ربیع الاول سال چهارم از هجرت بود و قبر وی در بقیع است

سح 55 (حضرت) **زینب رضی‌الله عنها** : نام پدر ایشان جحش بود ، کنیت ایشان ام الحکم است و نام والدهٔ ایشان امیمه بنت عبدالمطلب [ب] که جد رسول الله صلی‌الله علیه و آله و سلم بودند و نام اول ایشان بره بود و حضرت سید انام صلی‌الله علیه و آله و سلم ایشان را تغییر داده زینب (رض) گذاشتند و در ماه ذی قعده سال پنجم از هجرت ایشان را در عقد خود آورده و در باب خواستگاری ایشان بر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم آیات کریمه نیز وارد شده - مرویست که رسول الله صلی‌الله علیه و آله و سلم بی رخصت بخانهٔ زینب (رض) رفتند در حالیکه ایشان سر برهنه بودند ، گفتند یا رسول الله! بی گواه و بی خطبه ، فرمودند "ان الله المزوج و جبریل الشاهد" و از زینب (رض) مرویست که روزی بحضرت سید المرسلین صلی‌الله علیه و آله و سلم گفتم که مرا چند فضیلت است که هیچ زنی را نیست ، یک آنکه جد من و جد تو یک است، دیگر آنکه نکاح من در آسمان واقع شده ، دیگر آنکه جبرائیل (ع) گواه بوده و اول زنی که از ازواج مطهرات بعد از پیغمبر صلی‌الله علیه و آله و سلم فوت کرد ایشان بودند - وفات ایشان در سال بیستم از هجرت و بقولی بیست و یکم بودند و مدت عمر شریف ایشان پنجاه و سه سال بود و حضرت فاروق اعظم رضی‌الله عنه اهل مدینه را حاضر ساخته برای نماز جنازه گذاردن و قبر ایشان در بقیع است -

---

(1) قبل از تزویج با رسول الله صلی‌الله علیه و آله و سلم در عقد طفیل بن الحارث بن عبدالمطلب بود (الکامل فی التاریخ ج3 ص308) و بعد از آنکه برادرش عبده بن الحارث واو در غزوه بدر شهید شدند آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم درنکاح خویش آورد (الوفا ص647) - (ب) سح ، غح ا مهیمه

(حضرت) سوده رضی الله تعالی عنها : نام پدر ایشان زمعه بن قیس بن عبدالشمس بن
(ا)
عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب القریشی العامری است و نسبت ایشان با نسبت سرور کائنات صلی الله علیه و آله و سلم در لوی متصل میشود و نام مادر ایشان (ب)
(شموس) بنت قیس عمرو بوده و در مکه معظمه در اوائل بعث مسلمان شده اند در سال دهم از نبوت بعد از وفات حضرت خدیجه الکبری رضی الله عنها و پیش از تزویج حضرت عائشه رضی الله عنها حضرت سید انام صلی الله علیه و آله و سلم ایشان را در نکاح خود در آوردند ومهر ایشان چهار صد درهم بود ، چون کبرسن ایشان را دریافته آنحضرت (صلی الله علیه و آله و سلم) ارادهٔ طلاق ایشان کردند - شبی بر سر راه آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم می نشستند وقتیکه بخانهٔ عائشه صدیقه رضی الله عنها می رفتند گفتند یا رسول الله ! مرا طلاق مده و من هیچ طمع ندارم لکن می خواهم که فردای قیامت با ازواج تو محشور شوم و من نوبت خود را به عائشه رضی الله عنها بخشیدم ، حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم خوش شدند و
(ج)
در امر خلافت عمر فاروق رضی الله عنه بوده و بقولی در زمانهٔ حکومت معاویه (رضی الله عنه) رحلت نموده و قول اول اشهر است و قبر وی در بقیع است -

(د)
حضرت صفیه رضی الله عنها : نام پدر ایشان اخطب بن حی بن سعیه بن ثعلبه است و نام
(ر)
مادر ایشان ضره بنت سموال و صفیه رضی الله عنها از سبایای خیبر بودند - چون سید انام
(س)
صلی الله علیه و آله و سلم مخیر ساختند که آزاد کنند و بقوم ایشان ملحق سازند یا آنکه اسلام بیاورند و حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم خواستگاری نمایند ، گفتند یا رسول الله ! بتحقیق که آرزوی اسلام دارم و تصدیق تو کرده ام پیش از آنکه دعوت کنی و اکنون که

(ا) حسل (سیره ابن هشام ج2ص366) - (ب) رجوع کنید به شرح مواهب اللدنیه ج3ص227 -
(ج) رجوع کنید به تاریخ امام بخاری (رح) طبع اول دائره معارف عثمانیه حیدرآباد دکن 1363هـ ذیل ترجمهٔ احوال سوده رضی الله عنها - شرح مواهب اللدنیه ج3ص231 - (د) صفیه بنت حیی بن اخطب ابن اسعیه ابن ثعلبه بن عبید (سیره ابن هشام ج2ص368 - الکامل فی التاریخ -

بمنزل تو رسیده ام مرا در یهودیت هیچ حاجت نیست و نه پدری و مادری درمیان یهود دارم

یا رسول الله ! مرا درمیان کفر و اسلام [illegible] مخیر می گردانی ، والله که خدا و رسول

وی (صلی الله علیه و آله و سلم) احب اند نزد من از آزادی و لحوق به قوم خود - پس حضرت

صلی الله علیه و آله و سلم را خوش آمد و ایشان را برای خود نگاه داشتند ، ایشان را مهر

ساختند - وفات ایشان در سال سی و شش و بقولی در سال پنجاه و دوازده هجری (؟) و

بقولی در ایام خلافت عمر رضی الله عنه بوده و ایشان بر وی نماز گذارده و قبر وی در بقیع است

حضرت ام حبیبه رضی الله عنها : نام پدر ایشان ابوسفیان است و نام والدهٔ ایشان صفیه

بنت ابوالعاص بن امیه بن عبدالشمس که عم حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی الله عنه بوده ،

ام حبیبه (رضی الله عنها) فرمودند که در واقعه دیدم که شخصی با من خطاب میکند که یا ام [(ا)]

المؤمنین ! بیدار شدم و تعبیر واقعهٔ خویش با آن نمودم که پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم مرا

خواهد خواست - حضرت عثمان رضی الله عنه ایشان را در مدینه سال هفتم از هجرت به سرور

عالم صلی الله علیه و آله و سلم دادند و در آن وقت ایشان سی و پنج ساله بودند - مهر ایشان

چهار صد دینار زر سرخ و بروایتی چهار هزار درهم نقره بوده ، وفات ایشان در سال چهل

و چهار از هجرت واقع شده و قبر وی در بقیع است -

حضرت حفصه رضی الله عنها : ایشان دختر حضرت امیرالمؤمنین عمر ابن خطاب اند رضی

الله عنه و نام مادر ایشان زینب بنت مظعون بن حبیب بن وهب است - در سال دوم یا سوم از

هجرت سید الانبیاء علیه الصلوٰة والسلام ایشانرا در عقد خویش درآورده اند - ولادت ایشان پنج

سال پیش از بعث بود ، وفات ایشان در سال چهل و یک و یا چهل و هفت هجری واقع شده [(ب)]

و قبر ایشان در بقیع است -

جـ2 ص309) - (د) عر - سریای ، قیاساً سراریه بمعنی کنیزکان درست است - (ر) غع ، مظ سمطاق)

....

(ا) غع ، عر - میکرد - (ب) در مواهب اللدنیه نوشته است که در ماه شعبان سال 45 هـ در زمانهٔ امیرمعاویه (رض) درگذشته و مروان بن الحکم نماز جنازه بر او گذارده بود -

حضرت جویریه رضی الله تعالی عنها (ا): نام پدر ایشان حارث بن ابی ضرار بن عائذ بن مالک است و آنسرور صلی الله علیه و آله و سلم ایشان را در ماه شعبان سال پنجم یا ششم از هجرت در عقد خویش در آورده اند ـ وفات ایشان در مدینه سال پنجاه و شش هجری واقع شده و مدت عمر شریف وی شصت و پنج سال بود و قبر ایشان در بقیع است ـ

حضرت میمونه رضی الله عنها: نام پدر ایشان حارث بن حزن بن بحر بن الهزم است و نام مادرش هند بنت عوف بن زهیر بن الحارث (ب) الحرب است ، در سال هفتم از هجرت سید الانام علیه الصلوة والسلام در حین مراجعت از عمرهٔ قضا ایشان را در عقد خویش در آوردند (ج) ـ از ایشان مرویست که فرمودند شب نوبت من بود ، رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم از پیش من بیرون رفتند ، برخاستم و در را بستم ، بعد از لحظه ای آمده در را بزدند ، نگشودم ، سوگند دادند که در بگشای ، گفتم یا رسول الله ! در شب نوبت من در خانهٔ زنان دیگر می روی ، فرمودند "چنین نکرده ام لکن بقضای حاجت رفته بودم" ـ وفات ایشان بقول اصح سال پنجاه و یک و بقولی شصت و یک یا سه و شش (د) هجری بود و قبر ایشان در بقیع است ـ

حضرت ام سلمه رضی الله عنها: نام ایشان هنده بنت ابی امیه است و رسول صلی الله علیه و آله و سلم در ماه شوال چهارم از هجرت در عقد خود آوردند و مهرش متاعی بود که قیمت آن ده درم بوده و آخر زنی که از ازواج مطهرات برحمت حق پیوستند ایشان بودند ـ وفات ایشان در سیم ربیع الاول سال شصت و یک یا پنجاه و نه هجری واقع شده و ابوهریره رضی الله عنه بر ایشان نماز گذاردند و مدت عمر شریف ایشان هشتاد و چهار سال بود و قبر وی در بقیع است

در ذکر اولاد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

چهار دختر و سه پسر ، یک فاطمة الزهری رضی الله عنها در خانهٔ امیرالمؤمنین علی کرم الله

(ا) ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک (مواهب الدنیه) ـ (ب) حرث یا حارث (ایضاً) ـ
(ج) رک به سیرة النبویه ج4 ص585 ـ (د) شصت و سه یا شصت و شش (رک به مدارج النبوه ص484 ج2

وجیهه بود - دویم زینبه (رض) در خانهٔ ابوالعاص بود بن ربیع بن عبدالشمس (ا) و ابوالعاص خواهرزادهٔ خدیجه (رض) بود اسم نام بنت خولید (ب)، خدیجه (رض) جهت آنکه خواهر زاده بود باو داد و حضرت صلی الله علیه و آله و سلم باوی مخالفت نفرموده، چون نبوت حضرت صلی الله علیه و آله و سلم ظاهر شد قریش ابو العاص را گفتند دختر محمد صلی الله علیه و آله و سلم را طلاق ده هر دختری که خواهی بدهیم، او راضی نشد، آخر ابوالعاص در بدر اسیر شد و پیش زینب (رض) کسی فرستاد که مرا خلاص کن، بی بی (زینب رضی الله عنها) سر از دریچه بیرون آورد و گفت من زینب دختر رسول خدایم، ابوالعاص (رض) را امان دادم و حضرت صلی الله علیه و آله و سلم با جماعت صحابه (رضی الله عنهم) در نماز بودند - چون از نماز فارغ شدند فرمود بدانید که مرا خبر نبود که ابوالعاص اسیر شده الا درین حین وچون یکی از مسلمین امان دهد باید که همه قبول کنند - پس زینبه (رض) را بابوالعاص بنکاح قدیم یا بنکاح جدید داد و رقیه (رض الله عنها)، نکاح وی با امیرالمؤمنین عثمان رضی الله عنه قبل البعث شده و عثمان (رض) که بطرف حبشه هجرت کرده بود رقیه (رض) همراه بود، در جنگ بدر مریضه بود، عثمان (رض) را فرموده بر سر او باش ثواب غزا بتو می رسد، همان روز فتح رسید، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم او را حصهٔ غنیمت داد، چون خبر رقیه (رض) شنید می فرمود "دفن البنات من المکرمات" (ج) (179) و رقیه (رض) را از وی دو فرزند شده بود یکی پسر علی نام کرد و در صغرش بمرد (د) و یکی دختر امامه (رض) نام و این آن دختر است که حضرت صلی الله علیه و آله و سلم در نماز او را برداشت و بردوش خود نشانید و امیرالمؤمنین علی رضی الله عنه

سع 1

(ا) ربیع بن عبدالعزی بن عبدالشمس (مدارج النبوه ج2 ص455) - (ب) خویلد (الکامل فی التاریخ و روض الانف) - (ج) فح، مر، مظ کرامات ولی آنکه در متن اختیار کردیم درست است (رک به شرح مواهب الدنیه ج3 ص199) - (د) در مدارج النبوه ج2 ص457 نوشته است که علی نزدیک بحد بلوغ رسیده از دنیا رفت، آنحضرت (ص) او را ردیف خود ساخته بود برناقهٔ خود روز فتح مکه -

(179) حضرت عثمان رضی الله عنه را از هر دو دختران پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم فرزندی نماند، از رقیه (رض) را یک بار در هجرت اول بحبشه حمل ساقط شده و بعد ازان پسری

بعد از وفات فاطمة رضی‌الله عنها امامه (رض) را نکاح کرد - ام کلثوم (رضی‌الله عنها) در نکاح عتبه بن ابی لهب بود ، چون "تبت یدا" نازل شد زن ابی لهب که "حمالة الحطب" است عتبه را گفت که از تو خوشنود آن دم شوم که دختر محمد صلی‌الله علیه و آله و سلم را طلاق دهی ، آن ملعون پیش آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم آمد و گفت از دین تو بیزارم و دختر تو را طلاق دادم و جست و پیراهن مبارک را پاره کرد و حضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم می فرمود "از خدای میخواهم که سگی از سگان خود بر تو مسلط کند" - در آن اثنا به سفر شام رفتند ، در ده زرقا از زمین شام فرود آمدند ، گفتند درین زمین شیری باشد ، عتبه گفت "والله! آن شیری قاتل من است و محمد صلی‌الله علیه و آله و سلم در مکه است و آنجا شیر فرستاده است" - آخر جمال و بغال جمع کردند و او را بالای آن همه نشاندند و همه گرد وی نشستند و قضا را شیر جستی کرد و بالا رفت و عتبه را گرفت و سر از تن آن خبیث جدا کرد و بعد او ام کلثوم (رض) را به عثمان (رض) داد و از عثمان فرزند آورد (1) و (در) سنه تسع وفات یافت - فرمود که اگر دختر ثلثه بودی بتو دادمی - نکاح فاطمه رضی‌الله عنها با میرالمؤمنین علی رضی‌الله عنه بعد بعث شد ، سه پسر و سه دختر آورد ، حسن و حسین و محسن (رضی‌الله عنهم)

(180) ویرا متولد شد و چون دوساله شد خروسی برچشم او منقار زد و بمرد - (مدارج النبوه ص459 ج2) و آن دو فرزند (علی و امامه رضی‌الله عنهما) ابوالعاص رضی‌الله عنه را از بطن زینبه رضی‌الله عنها متولد شدند نه که عثمان (رض) را از رقیه (رض) چنانکه علامه ابن کثیر از عبدالرزاق نقل کرده است که ابوالعاص حضرت زینب را در نکاح آورده و وی علی و امامه (رضی‌الله عنهما) را بزاد و وی (امامة) آن بود که چون رسول الله صلی‌الله علیه و آله و سلم در نماز بودی ویرا بدوش خود سوار میکردی وچون بسجده میرفتی فرود میآوردی (سیره النبویه ج4 ص209-210) -

....

(180)(1) "و از عثمان (رض) فرزند آورد" نام نوشته نیست ، این قول محل نظر است زیرا که چنانکه در حاشیهٔ ماقبل عرض کردیم که حضرت عثمان رضی‌الله عنه را از هر دو دختران پیغمبر صلی‌الله علیه و آله و سلم هیچ فرزندی نماند - اگرچه در بعض روایات وارد شده که از ام کلثوم (رض) فرزندان شدند اما باقی نماند ولی اکثر محققین برآنند که ام کلثوم (رض) سالی چند در عقد عثمان (رض) بوده ولی هیچ فرزند یا دختر از وی متولد نشد (رجوع کنید به سیره النبویه ج4 ص611 - مدارج النبوه ج2 ص459 - شرح مواهب اللدنیه ج3) -

و محسن صغیر وفات یافت ـ رقیه و ام کلثوم و زینب (رضی اللّه عنهن) ، رقیه را با عبداللّه بن جعفر بن ابی طالب (رض) دادند و ام کلثوم را با امیرالمؤمنین عمر (رضی اللّه عنه) دادند و زینب نابالغ متوفی شد (181) ـ گویند امیرالمؤمنین عمر (رض) پیش امیرالمؤمنین علی رضی اللّه عنه کسی فرستاد و التماس وصلت کرد ، امیرالمؤمنین علی کرم اللّه وجهه دختر از غیر فاطمه قبول کرد ، امیرالمؤمنین عمر رضی اللّه عنه گفت غرض من آنست که در اهل بیت رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم در آیم ، دختر فاطمه (رض) بدهید ، قبول کردند ـ چون نکاح بستند و عمر (رض) پای ام کلثوم (رض) را بوسه داد ام کلثوم (رض) پیش پدر دویده آمد و گفت این پیر مرد است و پای مردم میکشد ـ

پسران آنحضرت
صلی اللّه علیه و آله وسلم

اول قاسم قبل البعث متولد شد ، آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را کنیت ابوالقاسم بسبب وی بود ، دوساله وفات یافت ـ دویم عبداللّه بعد البعث متولد شد ، وی را طیب و طاهر از آن گویند ـ این هر دو پسران از خدیجه الکبری (رض) اند و ابراهیم از ماریه قبطیه بود و هر سه پسران در وقت رضاع وفات یافتند ـ

در ذکر اعمام آنحضرت
صلی اللّه علیه و آله وسلم

یازده نفر بودند حارث ، عبدالمطلب را ابوالحارث بسبب آن گویند و پسران او بشرف اسلام

---

(181) رقیه بنت فاطمه (رض) در زمان طفولیت وفات یافت (رک به مدارج النبوه ج2 ص460) تزویج وی با عبداللّه بن جعفر (رض) و وفات زینب (رض) قبل از بلوغ درست نیست بلکه تزویج زینب (رض) با عبداللّه بن جعفر (رض) شده و از وی او را چهار فرزند علی وعون و عباس ومحمد رضی اللّه عنهم ویک دختر ام کلثوم (رض) تولد یافتند (شرح مواهب الدنیه ج3 ص208 ـ نیز رجوع کنید به مدارج النبوه ج2 ص460) ـ

رسیدند ، ابوسفیان (رض) که در حق او فرمودند "ابوسفیان سید فتیان الجنة"(ا) و نوفل (رض) (182)

از مهاجرین است و عبدالشمس و حضرت نام او عبدالله کرد در نماز عصر متوفی شد و او وحارث

از یک مادر اند - زبیر (رض) از اشراف قریش بود و پسر او عبدالله در اجنادین(183) شهید شد -

گویند هفت نفر را کشت و او میان ایشان خود هم افتاد چنانچه هفت بر هم افتاده بودند -

حمزه (رض) اسدالله و اسد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم در اوائل بعث ایمان آورده

و هجرت کرد و در احد شهید شد و عقب او یک دختر مانده و حمزه (رض) برادر رضاعی

آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بود و عباس (رض) از حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله

و سلم سه سال بزرگ بود و پسران او فضیل و عبدالله هم صحابه اند و در جاهلیت عباس (رض)

سقایهٔ زمزم داشت و در خلافت امیرالمؤمنین عثمان رضی الله عنه در مدینه وفات یافت - ابوطالب

را پسری بود طالب نام ، در جاهلیت مرد ، فرزندان دیگر عقیل و جعفر و علی و ام هانی (رضی

الله عنهم) همه بشرف اسلام ~~مشرف گشتند~~ و بصحبت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم

مشرف گشتند - ابولهب اسمه عبدالعزی ، عبدالکعبه ، پدر او را ابولهب از آن گفتی که روی از

غایت حسن و روشنی چون شعله می زدخزد(ب) (؟) - پسر او عتبه که داماد حضرت صلی الله علیه

(ا) مستدرک حاکم طبع بیروت 1978 م ج3 ص255 - (ب) در مواهب اللدنیه ج3 ص199 نام وی عتیبه مسطور است که ام کلثوم (رض) را طلاق داده و عتبه برادرش بود که حضرت رقیه (رض) در نکاح وی بود ولی در روضة الاحباب برعکس نوشته است و در بعضی از روایات آورده که عتبه مسلمان شده وآنچه دعای آنحضرت (ص) در شان وی مستجاب گشته و شیری او را بقتل آورده برادر وی عتیبه بود (رجوع کنید به مدارج النبوه ج2 ص458) -

(182) پسران حارث ابوسفیان و نوفل وربیعه و مغیره و عبدالله (رضی الله عنهم) همهٔ ایشان صحابه بودند (شرح مواهب اللدنیه ج3 ص274) -

(183) اگرچه در هر چهار نسخهٔ (سع ، غع ، عر ، مظ) اجنادین نوشته است ولی اصلاً اجنادین است و آن موضعی معروف از نواحی فلسطین است ، آنجا درمیان مسلمانان ورومیان (درسال 13 هجری) غزوهٔ سخت واقع شده (شرح مواهب ج3 ص275) وتعداد رومیان در آن غزوه صدهزار بود و هرقل بادشاه روم در آن روز در حمص بود عطاوه بر عبدالله بن زبیر بن عبدالمطلب رضی الله عنه دیگر صحابهٔ کبار چون حضرت عکرمه بن ابی جهل وحارث بن هشام وخالد بن ولید رضی الله عنهم نیز شرکت نمودند ومسلمانان غالب شدند (معجم البلدان ج1 ص103) -

وآله و سلم بود ، دختر حضرت صلی الله علیه و آله و سلم را طلاق داد ، بی ادبی کرد ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم برو دعای بد کرد و گفت "اللهم سلط علیه کلباً من کلابک" در مقام زرقا از زمین شام او را شیر بدرید و باقی فرزندان او ایمان آوردند - مغیره (184) او را حجل می گفتند - ضرار و عباس (رض) از یک مادر اند - غیداق سخی ترین قریش بود و معنی غیداق فراخ نگار در لغت برآمده و در سنن ابن ماجه بروایت صحیح آمده که عبدالمطلب ده پسر داشت که هر یکی یک یک گوسفند می خوردند -

ذکر عمات آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

****

****

صفیه بنت عبدالمطلب مادر زبیر (رض) است و در مکه اسلام آورده و به مدینه هجرت کرده و در خلافت امیرالمؤمنین عمر رضی الله عنه وفات یافت و او خواهر حمزه رضی الله عنه بود از یک مادر - عاتکه در نکاح امیه بن مغیره بود ، سه فرزند داشت عبدالله و زهیره و قریبه الکبری و عبدالله (رض) از جملهٔ صحابه است و بعضی گویند عاتکه بشرف اسلام رسیده - (185) اروی (در نکاح) عمیر بن وهب بن عبدالدار بود و طلیبت (ا) بن عمیر (رض) از مهاجرین اولین بود و در اجنادین شهید شد ، او را نسل نماند - امیمه در نکاح حجر (ب) بن زیات (ج) بود و دو پسر داشت

(ا) طلیب (شرح مواهب اللدنیه ج3ص287) - (ب) جحش ، (ج) رباب (ایضاً) -

(184) اگرچه درنسخ ، نسخ حجد نوشته است ولی حجل بتقدیم الحاء درست است وآن دراصل قید یا خلخال است (شرح مواهب ج3ص275) بحوالهٔ دارقطنی ومعنی خلخال پا ابرنجن است (فرهنگ نوین عربی - فارسی) ولی در روایت ابن اسحاق جحل بتقدیم الجیم علی الحاءالمهمله است (شرح مواهب ج3ص275) - درتعداد اعمام آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم قدری اختلاف است وآنان ده یا یازده یا نه یا سیزده بیان کرده میشوند (شرح مواهب الدنیه ج3ص275) مؤلف مرحوم ابتداً یازده نفر گفته است ولی نهی در متن نه ذکر کرده است ، علاوه برین کم که حرث و او از یک مادر اندو مقوم که حمزه (رض) و او نیز از یک مادر بودند (ایضاً) -

(185) ابن سعد گوید که عاتکه بشرف اسلام مشرف شده بود ولی یعمری اختلاف کرده است - ابن فتحون در ذیل استیعاب دربارهٔ مسلمان شدن وی دلائل آورده است زیرا که از وی اشعاری چند در مدح آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نقل کرده است (شرح مواهب الدنیه ج3 ص287)

عبدالله و ابواحمد و سه دختر داشت زینب و رجیه و حمنه (رضی الله عنهن) ، همه بشرف اسلام رسیدند و عبدالله (رض) بجنگ احد شهید شد و زینب (رض) با ازواج آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آمده - بره در نکاح اسد بن هلال بود و ابوسلمه عبدالله پسر اوست، به شرف اسلام رسیده او اول زوج ام سلمه (رض) بود - ام حکیم اسما بیضا در نکاح کریز بن ربیعه بود و دختر او اروی بنت کریز مادر امیرالمؤمنین عثمان رضی الله عنه است -

ذکر موالی آنحضرت

صلی الله علیه وآله وسلم

****

****

از رجال زید بن حارث (رض) ابن شراحیل کلبی سابق غلام خدیجه (رض) بود ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم از خدیجه (رض) به هبه طلب کرد و آزاد فرمود (186) - اسامه بن زید و ثوبان ابن بجدد الیمانی (رضی الله عنهم) (187) و وی در یمن صاحب نسب است - ابو کبشه ، نام او سلیم است از مولد مکه ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم او را خرید کرد و آزاد فرمود - روزی که امیرالمؤمنین عمر رضی الله تعالی عنه خلیفه شد او وفات یافت - انسه از مولد سراة بود ،

(ا) زینب ام المؤمنین (رض) - (ب) ام حبیب که در نکاح عبدالرحمن بن عوف (رضی الله عنهما) بوده (شرح مواهب الدنیه) - (ج) حمنه در نکاح مصعب بن عمیر (رض) که در احد شهید شد ، بوده و در احد به تشنگان آب می آشامیدی و مجروحان را تداوی میکردی (ایضاً) - (د) عبدالاسد بن هلال (ایضاً) - (ر) ام سلمه ام المؤمنین (رض) - (س) ، (ط) سح ، فح - کرز - (ص) ایضاً - ازی -

(186) حضرت اسامه و پدرش حضرت زید بن حارث رضی الله عنهما هر دو محبوبان آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بودند چنانکه شعبی (رح) از حضرت عائشه (رض) روایت میکند که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم گفت "من احب الله و رسوله فلیحب اسامه بن زید" (سیرة النبویه ج 6 ص 617) آنحضرت (ص) مولاة خویش ام ایمن را در نکاح زید بن حارثه داد که از ان اسامه بن زید (رض) متولد شد -

(187) ثوبان بن بجدد و نزد بعضی ابن جحدر ابوعبدالله (ابن کثیر) از حمیر که اهل یمن بودند بود و بقولی مکان وی درمیان مکه و یمن بود (ایضاً) رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم او را خرید کرد و آزاد فرمود و مختار ساخت که بقوم خویش رجوع کند یا نه، وی در خدمت رسالت پناه صلی الله علیه و آله و سلم بماند و در سفر و حضر از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم جدا نمی بود تا وفات آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم (ایضاً) و بعد از وفات آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در حمص در سال 57 هـ (الکامل ج 2 ص 311) یا 54 هـ (شرح مواهب ج 3 ص 307) فوت کرد

او را هم خرید کرد و آزاد فرمود ـ شقران ، نام او صالح است ، بروایتی از پدر میراث یافت و بروایتی از عبدالرحمن بن عوف خرید کرد و آزاد فرمود ـ رباح حبشی (ا) ، از نوبی خرید کرد و آزاد فرمود ـ سیار (188) ، در بعضی غزوات بدست آمده (ب) و این آنکس است که جماعت عرنیین (189) بزحمت چوب مبتلا شدند و حضرت (صلی الله علیه و آله و سلم) ایشانرا فرمودند "در فلان وادی شتران زکوه است و بسیار آنجا بود ، شیر شتران و بول شتران بنوشید که شفا خواهد شد" ـ ایشان

(ا) رباح (ابن کثیر) ـ (ب) ابن حجر عسقلانی مؤلف الاصابه گمان میکند که شاید در غزوهٔ بنی ثعلبه بدست رسیده (شرح مواهب الدنیه ج3 ص307) ـ

(188) اگر چه در هر چهار نسخهٔ خطی مرآة الاولیاء (سج ، فج ، هر ، مظ) "سیار" نوشته است ولی اصلاً "یسار" است (رجوع کنید به سیره النبویه ج4 ص633 و شرح مواهب ج3 ص307) ـ هر چند که در روایت صحیحین که از انس بن مالک (رض) مرویست (رک به بخاری کتاب الحدود، مسلم کتاب القسامة والمحاربة) نام راعی شتران که غلام آزاد کردهٔ آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم بود ، مذکور نیست ولی علامه زرقانی در شرح مواهب الدنیه (ج3 ص307) وعلامه قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری نوشته اند "انه یسار النوبی" (ارشاد الساری طبع مصر ج10 ص3-4) نیز طبرانی در روایتی از مسلمة بن الاکوع همین طور نقل کرده است (شرح مواهب ج3 ص307)

(189) اگرچه در سج ، فج "غزنیین و عرنیهن" نوشته است ولی "عرنیین یا عرنیون" درست است عرینه بضم العین المهملة و فتح الراء و آخرها نون ثم هاء ، و آن قبیله ایست معروف و در روایتی که بطریق دیگر از حضرت انس (رض) مرویست بجای عرینه "عکل" مسطور است و عکل بضم العین المهملة وسکون الکاف ، قبیله ای معروف است و اینکه مؤلف "جماعت عرنیین بزحمت چوب مبتلا شدند" نوشته است اصلاً زحمت جوف است (یعنی مرض شکم) چنانکه در متن حدیث نوشته است "فاجتووها" ای اصابهم الجوی و هو داء الجوف اذا تطاول (ارشاد الساری ج10 ص3) یعنی مرض شکم که طول گیرد ـ

اینجا اشکال وارد میشود که از طرف آنانیکه فقط به تراجم کتب احادیث اکتفا کرده و کتب سنن وسیر و اصول را بتفصیل مطالعه نکرده و سیاق و سباق احادیث را ندانند چنانکه بسمع راقم الحروف نیز رسیده است که در متن حدیث محض قتل راعی مذکور است و مثله کردن وی بدست عرنیون ظاهر نیست ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم چگونه جماعت خویش را حکم به مثله کردن قاتلان غلام دادند ؟ شارحین حدیث جواب داده اند که "کان هذا قبل نزول الحدود و آیة المحاربة والنهی عن المثلة" یعنی این واقعه قبل از نزول احکام حدود و نهی از مثله صورت گرفت ، نیز بعضی گویند که خود عرنیون با راعی شتران همین سلوک کرده بودند "و انما فعل النبی صلی الله علیه و آله و سلم بهم ما فعل قصاصاً لانهم فعلوا بالرعاة ذلک" (شرح مسلم از امام نووی طبع کراچی ج2 ص57) "وقد مثلوا به" (شرح مواهب ج3 ص307 سیره النبویه ج4 ص633)

بعد از چند روز یافتند ، قوی شدند ، دست و پای او بریدند و خار در چشمهای او خلانیدند و شتران را بردند و سیار را باین حال در مدینه آوردند - حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم در عقب ایشان جماعت را دوانیدند تا ایشان را گرفته آوردند - آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم فرمودند که همچنان دست و پای برید و در چشمهای ایشان میل کشید و در آفتاب اندازید کما قال اللّه تعالی "جزاء سيئة سيئة مثلها" (ا) - ابو رافع ، اسمه اسلم وقولی ابراهیم ، غلام عباس رضی اللّه عنه بود ، بحضرت علیه السّلام هبه کرد ، حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم او را آزاد فرمودند - چون کسی بشارت کرد که عباس (رض) مسلمان شد ، بعده سلمی را در نکاح داد و از وی عبیداللّه متولد شد و عبیداللّه (رض) در زمان خلافت علی کرم اللّه وجهه کاتب بود (ب) - مویهبه (ج) از مولد مزینه (د) است ، او را خرید کرده آزاد فرمودند - (190)

فضاله رافع مولی سعد (ر) بن عباس بود ، بعد سعد بعضی ورثه حصهٔ خود آزاد کردند و بعضی نه رافع بآنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم استعانت نمود ، آخرآن بعضی (س) حصهٔ (خود) را بآن حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بخشیدند و حضرت علیه السّلام آزاد فرمودند - مدعم (ص) حبشی حبشی بود که روفاسه (ط) بن زید الخدامی بحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم هبه کرد - کسره (ع) حبشی نوبی ، هوده بن علی الحنفی هدیه آورده ، آزاد فرمود و ابطال و اجمال در سفر حوالهٔ او بوده

(ا) الشوری 40 - (ب) در سیره النبویه ج4 ص618 و شرح مواهب ج3 ص308 نوشته است که خود ابورافع کاتب علی (رض) بود - (ج) ابو مویهبه و نام او معلوم نیست (سیره النبویه) - (د) سع عر ، فح - مریسه ولی مزینه درست است ، کذا فی سیره النبویه - (ر) (ابی احیحه) سعید بن العاص (سیره النبویه) - (س) یعنی خالد بن سعید بن العاص (ایضاً) - (ص) سع ، فح ، مظ - فم ، ولی مدعم درست است (سیره النبویه و شرح مواهب) - (ط) رفاعه بن زید الجذامی (سیره النبویه) (ع) کرکره (ایضاً) -

(190) محمد بن سعد بروایت واقدی گوید که عمر بن عبدالعزیز (رح) به ابو بکر محمد بن عمرو بن حزم نوشت که برای من در بارهٔ خدم رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم تفحص کنید ، او در جواب نوشت " وكان فضاله مولى له يمانى نزل بعد الشام وكان ابومويهبة من مولد مزينة" ابن عساکر گوید که سوای این روایت در بارهٔ فضاله (رض) هیچ روایتی در موالی نیافته شد - (سیره النبویة ج4 ص629 - 630) -

است - زید هلال بن رساقه بن زید است - عبید (ا) و طهمان (ب) و مابور (ج) القبطی بود ند ، ملک مقوقس هدیه فرستاده بود - واقده ، ابو واحد (د) ، هشام ، ابوضمیرانی (ر) بود ند ، حضرت صلی اللّه علیه و آله وسلم آزاد فرمود ند - جنین (س) ، ابوطیب (ش) ، ابوعبیده ، سفینه ، غلام ام المؤمنین ام سلمه (رض) بود ند ، آزاد فرمود و شرط کرد که خد مت آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم نگذارم (ط) و او گفت اگر شرط نکنی نمی گذارم - رباح نام و بقولی مهم آنحضرت صلی اللّه علیه وآله و سلم نام او را سفینه کرد و جهت تسمیه آنست در سفر هر که کوفتناک شدی متاع خود بدوش سفینه انداختی ، کسی تیغ ، کسی سپر و کسی جامه ، حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بدید ، فرمود "این سفینه " - مولد حبشی بود (ظ) ، ابومند (ع) در زمان بازگشت از حدیبیه او را خرید کرد و آزاد فرمود - بحشته ، هادی شتران بود - انیسه (غ) حبشی ، فصیح و در بدر حاضر و در مدینه آزاد فرمود - ابولبابه غلام یکی از عمات آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بود - آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را بخشیده و آزاد فرمود ند - امام رازی رحمه اللّه علیه گ میگویند که این وبقع از اتاخت بود ، آزاد فرمود ند - موالی در یک زمانه نبود ند بلکه در ازمنه موجود بود ند - سلمی ام رافع ، برکه ام ایمن ام عبیداللّه (ف) میراث آمد و وی بشرف اسلام مشرف شده بخد مت و خضانت آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم مشرف شد و او را بازید (رض) تزویج فرموده ، اسامه بن زید رضی اللّه عنهما پسر اوست - ماریه مادر ابراهیم بن رسول اللّه صلی اللّه علیه و آله و سلم و رضی اللّه عنه - ریحانه ، رضوی ، میمونه بنت اسعد (ک) ، حضره (ل) -

در ذکر خادمان آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم از احرار

و ایشان یازده نفر اند بدین تفصیل ، انس بن مالک بن النضیر (م) الانصاری (رض) ، هند واسط

(ا) عبید ، (ب) طهمان (سیره النبویه) - (ج) سع ، غع - نانور ، ولی مابور درست است - (سیره النبویه و شرح مواهب) - (د) واقد یا ابو واقد (شرح مواهب) - (ر) ابوضمیر (سیره النبویه) - (س) حنین - (ش) ابوعسیب - (ط) نگذارد - (ظ) انت سفینه (این روایت در مسند احمد، سیره النبویه

هر دو برادران پسران حارث اسلمی اند ، ربیع بن کعب اسلمی بودند ، عبدالله بن مسعود (ا) او را صاحب النّعلین والطّهوره گویند ، عقبه بن عامر الجهنی اشتربان حضرت صلی الله علیه (ب) و آله و سلم بود در وقت سواری عنان وی گرفته روان شدی ، بلال بن رباح (ج) المؤذن بود ، سعد مولای ابوبکر صدیق رضی الله عنه ، در حرمین برادر (د) نجاشی بود (ر) و بروایتی خواهرزاده بکسیر (ز) ابن شرح الکبیر (ژ) ، ابوذر غفاری (رضی الله عنهم اجمعین) ـ والله اعلم ـ (191)

ذکر حارسان و پاسبانان آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم

* *
* * * * * * * * * * * * *

که در غزوات بیوت را پاس میداشتند ، هشت نفر بودند و چون آیت "والله یعصمک من النّاس" (س) نازل گشت نگاه بانی و پاسداری منع فرموده سعد بن معاذ (رض) روز بدر در عریش خواب فرموده بود و وی نگاه بانی فرموده ـ ذکران (ش) بن عبدالله بن قیس (رض) ، محمد (ط)

از ابن کثیر و شرح مواهب الدّنیه موجود است) ـ (ع) بقولی از فارس و بقولی از عرب بود (سیره النّبویه ـ شرح مواهب) ـ (غ) آنسه (سیره النّبویه) ـ (ف) قیاساً ـ ازجدالله (پدرآنحضرت صلی الله علیه وسلم) بمیراث آمده ـ (ک) سعد (سیره النّبویه) ـ (ل) برای احوال ریحانه ورضوی میمونه و حضره رضی الله عنهن رجوع کنید به سیره النّبویه ج4ص646 تا ص650 ـ (م) نضرـ

* * * * * * * * * * * * *

(ا) ربیعه (شرح مواهب الدّنیه) ـ (ب) سع ، غع ، عر (بن) ندارد ـ (ج) رباح (سیره النّبویه ـ شرح مواهب) ـ (د) ذومخمر یا ذومخبر (سیره النّبویه) ـ (ر) برادر زاده (وهو ابن اخی النّجاشی بسیره النّبویه ج4ص658) ـ (ز) بکیر ، (ژ) شداخ اللّیثی (سیره النّبویه) ـ (س) المائده 67ـ (ش ط) عرـ (ذکران ، محمد) ندارد ـ

(191) علاوه بر خدام مزبور اسلع بن شریک ، عبدالله بن رواحه ، قیس بن سعد بن عباده ، مغیره بن شعبه الثّقفی ، مقداد الاسود الکندی ، مهاجر مولی ام سلمه و ابوالسّمح (رضی الله عنهم اجمعین) هم از خادمان آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بودند (سیره النّبویه ج4ص654 تا ص667 ـ شرح مواهب الدّنیه ج3 ص297 تا ص301) ـ

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

بن مسلم الانصاری (رض) در احد حارس بود ، زبیربن العوام (رض) یوم الخندق حارس بود ، عباد ابن بشیر و سعد بن (ابی) وقاص و ابو ایوب انصاری (رضی الله عنهم) در خیبر شبی که [1] با صفیه (رض) نکاح فرمود (و) بلال (رض) اندر وادی القری حارس بودند ـ (192)

در ذکر رسولان آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم

****

****

که در اطراف فرستادی یازده نفر بودند بدین تفصیل عمر بن امیه زمری (ب) پیش نجاشی (ج) فرستاده فرمان آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر چشم خود نهاد و از تخت فرود آمد و بر زمین نشست ، مسلمان کامل شد و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر وی (بروی) نماز جنازه کرد ، همان روز رحلت کرد ـ دحیه کلبی (رض) را پیش قیصر روم فرستاده و او اسلام قبول کرد امّا از ترس لشکر اظهار کردن نتوانست ـ عبدالله (رض) را پیش کسری بادشاه فارس فرستاد ، او اسلام قبول نکرد و فرمان را پاره کرد ، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم دعای بد کرد و گفت "مزق الله ملکه کما مزق کتابی "الله تعالی پسر وی شیرویه نام بر وی گماشت تا شکم او را پاره کرد ـ حاطب (رض) از کبار مهاجرین بود ، پیش مقوقس (د) بادشاه مصر فرستاد ، او ملاطفت کرد و شیرین لکنت کرد امّا اسلام نیاورد و ماریه قبطیه (رض) و خواهر او شیرین و استر سفید دلدل و چند تیزه به هدیه فرستاد ـ عمرو بن ابی العاص (رض) را پیش جیفره (ر) و عبدالله (س) ازدی فرستاد که هر

(ا) ابشر (شرح مواهب الدّنیه) ـ (ب) عمرو بن امیه الضّمری ، نسبت وی به جد خویش ضمره است (ایضاً) ـ (ج) نام وی اصحمه یا اصحه بود (مواهب الدّنیه ـ الوفا) ـ (د) سع ، فح ، عر ـ بنوقش ـ (ر) فح ، عر صفره ـ اصلاً جیفر است ـ (س) جیفر و جد ابنی الجلندی ـ

(192) علاوه برحارسان و پاسبانان مذکور خود ابوبکر صدیق (رض) روز بدر وقتی که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در عریش محو استراحت بود ، حراست می فرمود و مغیره بن شعبه (رض) یوم حدیبیه این وظیفه انجام نمود (شرح مواهب الدّنیه ج3 ص 130) ـ

****

دو برادران حاکمان عمان بودند و هر دو مسلمان شدند ـ سلیط بن عمرو العامری (رض) (ا) را پیش هوذه بن علی الحنفی (193) فرستاد و او مسلمان شد و جواب نیک نوشت ـ شجاع ابن واهب (ب) (رض) را پیش حارث بن الاسدی (ج) شمر غسانی فرستاده که حاکم بصره (د) بود از ممالک شام، فرمان را زد و گفت آنکه می آیم از برای جنگ، اما هرقل او را منع کرد و گفت که مصلحت این نیست، آخر قیصر منع او کرد ـ مهاجر ابن امیه (ر) المخزومی (رض) را پیش حارث خیبری (س) فرستاد او یکی از حکام یمن بود ـ علاء بن الحضرمی (رض) را پیش منذر بن ساوی فرستاد، او مسلمان شد و بعد از ارسال حضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم فرمود که بنویسید که مملکت بر تو مسلم است با موافقت تو در اسلام اما از مخالفان جزیه بستانید ـ ابو موسی اشعری (رض) را به یمن فرستاد ـ معاذ ابن جبل (رض) را بصحبت ابوموسی (رض) بجهت دعوت اهل یمن فرستاد اکثر خلق یمن از دعوت ایشان مسلمان شدند ـ

در ذکر کاتبان آنحضرت صلی اللّٰه علیه و آله و سلم

(194)

سیزده نفر بودند خلفاء الراشدین[رض]، عامر بن فهیرة[رض]، عبداللّٰه ارقم[رض]، ابی ابن کعب[رض]، ثابت[رض] بن قیس (بن) شماس، خالد بن سعید بن العاص[رض]، حنظله بن ربیع الاسدی[رض]، زید بن ثابت[رض]، معاویه بن ابوسفیان[رض]، شرحبیل ابن منه (ص)[رض] ـ

(ا) سبع، فح، عر ـ عامر ـ (ب) وهب ـ (ج) حارث بن ابی شمر الغسانی، (د) غوطه (شرح مواهب) (ر) ابی امیه، (س) حمیری (الوفا ـ شرح مواهب) ـ (ص) شرجیل ابن حسنه (رض) ـ

(193) علامه زرقانی در شرح مواهب اللدنیه (ج3ص366) نوشته است که هوذه مسلمان نشده بود همچنین ابن اسحق گفته است (ایضاً) ـ ابن الجوزی گوید که چون آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله و سلم سلیط بن عمرو عامری را مکتوب مبارک داده بطرف هوزه بن علی الحنفی فرستاد، علی حضرت سلیط (رض) را اعزاز واکرام نمود و درجواب نامهٔ مبارک آنحضرت (ص) مکتوب نوشت که مضمون آن چنین بود "امری که شما بآن دعوت میکنی خیلی حسین وجمیل است، من شاعر وخطیب قوم خود ام، اگر و همهٔ اهل عرب از من هیبت زده و خائف اند، اگر شما بعض از اختیارات خود را بمن تفویض کنی من اتباع تو خواهم کرد، وحضرت سلیط را با خلعت ـــــ

در ذکر نقباء و نجباء آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم

سیزده نفر اند خلفاء الرّاشدین و حمزه و جعفر و ابوذر و مقداد و سلمان و حذیفه و ابن مسعود و عمار و بلال (رضی الله تعالی عنهم) ـ

در ذکر دواب آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم

از اسپ و استر و شتر و گوسفند و معلوم نشده که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را جنس گاو چیزی بود یا نه ، امّا اسپ ده سر بودند ـ لکیت (195) اول اسپ است که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مالک شده اند و غزا بروی فرموده و در احد بروی بود ـ اغر محجل (196) ، بروی سابقت فرمود و خلک سابق آمد ـ مرتجز (197) از اعرابی خرید و اعرابی منکر شد و گفت گواه کیست؟ خزیمه بن ثابت (رض) گفت من گواهی میدهم ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود چیزی که ندیدی چگونه گواهی می دهی ؟ گفت" ما ترا در خبر آسمان صادق می دانیم در زمین بطریق اولی "

= و تحائف رخصت کرد ـ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مکتوب وی را ملاحظه فرمود وگفت "اگر یک قطعهٔ زمین بلکه یک خرما هم خواستی من آماده نیستم که بوی داده شود ، او خود هلاک شد و هر چه در دست اوست همه هلاک شد ـ چون آنحضرت (ص) از فتح مکه واپس شد تد جبرائیل (ع) از هلاکت وی خبر داد " (الوفا باحوال المصطفی ص738)

* * * * * * * * * *

(194) عبدالله بن ارقم بن ابی الارقم (رض) در سال فتح مسلمان شد و برای آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم کتابت میکرد و در خلافت ابوبکر (رض) هم کتابت و بیت المال باو تفویض نمود ند و عمر (رض) ایشانرا بر همین منصب برقرار نمود و در خلافت عثمان (رض) معزول گردید (سیرة النبویة ص 87 ج4)

(195) اصلاً سکب است "امّا خیله علیه الصّلوٰة والسّلام فالسّکب و اصله من سکب الماء سکب و هو اول فرس ملکه اشتراه علیه الصّلوٰة والسّلام بعشر اواق" (شرح مواهب ج3 ص385) یعنی رفتار آن چون روانی آب بود و اول اسپی که آنحضرت (ص) بعوض ده اوقیه خریده بود ـ

(196) سکب اغر بود یعنی بر ناصیهٔ وی داغی سفید بود بزرگتر از مقدار درهم و محجل یعنی از زانو تا گامچی سفید بود ـ

(197) مرتجز : وجه تسمیه آنست که آواز آن خوش بود بطور رجز که قسمی از شعر است ، "صوته قل فی العیون کانّه ینشد رجزاً " (شرح مواهب الّدنیه)

او را "ذوشهادتین" نام فرمود ، قال النبی صلی الله علیه و آله و سلم "من شهد له الخزیمة فهو حسبه" مقوقس ملک روم هدیه فرستاده بود - لحیف (198) هدیه ربیعه (او) ظرب (199) فتوره (200) خزانی (ب) هدیه فرستاده بود و الورد تمیم داری (رض) هدیه فرستاده بود ، بامیرالمؤمنین عمر (رض) (ج) بخشید - خرنو (؟) ملاوح (و) بحر (201) از تجار یمن خریده بود ، سه بار بر وی سابقت فرموده و سابق شد ، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم دست مبارک خویش بر روی او فرود آورد و گفت "ما انت الا تجری" (ر) - اما استر سه و دراز گوش یک بود - دلدل مقوقس ملک روم فرستاده بود ، بعض گویند بادشاهی مثل هدیه فرستاده بود ، در مدینه در سفرها بر وی سواری کردی و آن اول استر بود و بعض گویند که اسپ بود که در اسلام بشرف رکوب آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم مشرف گردیده بوده و بعد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بسیار زنده بود تا بعد از زمان خلفا اربعه زنده بود و در مقام شیعه بمرد - فضه (س) استر دوم ، امیرالمؤمنین ابوبکر صدیق (س) رضی الله عنه بخشیده بود - ایلیسه ، استر سیم بادشاه ایله فرستاده بود - یعفور و عفیر هم گویند و در حجة الوداع ساقط شد ، دراز گوشی بود مقوقس همراه ماریه قبطیه و دلدل فرستاده

(ا) "من شهد له خزیمه او شهد علیه فحسبه" (اخرجه ابوداود کتاب الشهاده والنسای کتاب البیوع)

(ب) فروه بن عمرو الجذامی - (ج) سح ، فح - دروند - (د) بضم میم و کسر واو ، این را ابن خالویه ذکر کرده است (شرح مواهب اللدنیه) - (ر) ما انت الا بحر (شرح مواهب ج3 ص387) -

(س) ینبع (شرح مواهب) - (س) فضه که فروه بن عمرو الجذامی فرستاده بود با میرالمؤمنین ابوبکر صدیق رضی الله عنه بخشید (شرح مواهب اللدنیه ج3 ص389) -

(198) واسپی که مقوقس هدیه فرستاده بود نام آن لزاز بود که در متن مذکور نیست -

(199) لحیف : ربیعه بن ابی البراء هدیه فرستاده بود ، مروی گفته است که نام آن لحیف از آن بود که دم وی طویل بود و بسبب طوالت دم گویا زمین را چون لحاف میپوشیدی ، فصل بعض قائل است (شرح مواهب اللدنیه ج3 ص386) -

(200) سح ، فح - ظرف ، ولی ظرب که جمع آن ظراب است درست است - ظرب کوه کوچک را گویند و این را بسبب فربه بودن و بزرگ بودن ظرب می گفتند - "ظرب واحد الظراب وهی جبال الصغار سمی لکبره و سمنه و قیل لقوته و صلابة حافره" (شرح مواهب اللدنیه ج3 ص385) -

(201) و بحر از آن گفتی که رفتار آن منقطع نشدی و چون آب روان بحر می دویدی - (شرح مواهب اللدنیه ج3 ص387) -

اما اشتر آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم بیست ناقه شیردار (۱) در وادی بود و هر روز دو مشک بزرگ از آنجا شیر می آوردند و بعضی ناقه ها را نام نهاده بود - غزر ، حنّا (ب) ، سمرء (ج) ، عریس (د) ، سعدیه (ر) ، بغوم (س) ، یسیره ، زیا (ی) ، برده ، مهریه (ط) ، قصواء ، عضباء ، جدعاء ، اما گوسفندان آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم صد داشت و هفت منائح (202) و منح آنرا گویند که کسی را شتر و گوسفند بدهند تا شیر و پشم آن بگیرند - عجوره (ع) ، زمزم ، سقیا ، برکه ، ورشه (ف) ، اطلال ، اطراف ، غشیه (ق) ، حضرت بود (؟) شیر وی آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم تناول فرمودی و در روایة آمده که آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را یک خروس سفید بود ، واللّه اعلم -

در ذکر سلاح آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم

چهار عنزه نیزه بود (ک) ، یکی را نیزه می گفتند و یکی غزه بود که حربه می گفتند ، از نیزه خوردتر بود و این را روز عید پیش آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم می بردند ، آنرا در جای نمازگاه ستره می ساخت چه آنزمان دیوار و محراب نبوده و یکی محجن (203) بود که منبر بوی بر میداشت و

---

(۱) در شرح مواهب اللّدنیه (ج3ص392) نوشته است که چهل و پنج سرناقه شیر دار که سعد بن عباده (رض) فرستاده بود -(ب) حنّا بفتح المهمله و شد النّون ومد ، و این آن بود که مرتبون؟ بح کرده بودند (شرح مواهب ج3ص392) -(ج) سمراء که ناقه حضرت عائشه (رض) بود (ایضاً) - (د) العریس -(ر) السّعدیه (س) بغوم و آن در اصل ناقه ای باشد که آواز آن فصیح نباشد - (شرح مواهب ج3ص392) -(ی) الریّا -(ط) مهره بضم المیم ، آنرا سعد بن عباده (رض) فرستاده بود (ایضاً) -(ع) عجره بفتح العین وسکون الجیم (ایضاً) -(ف) ورشه بشین معجمه -(ق) غشه یا غوشه - (ک) عنزه عنزه بفتح المهمله والنّون -

(202) "منائح جمع منیحه وهی فی الاصل شاة او بقرة یعطیها صاحبها لمن یشرب لبنها ثم یرد ها اذا انقطع اللّبن " (شرح مواهب ج3ص393 - ودرین معنی ذکر شتر نشده است) -

(203) محجن بکسرالمیم و اسکان المهمله و فتح الجیم و نون ، و آن عصای کج بود بقدر یک ذراع یا بیش از آن ، در وقت رفتن و سواری بودن همراه داشتی و پیش خود بر شتر آویزان کردی (شرح مواهب اللّدنیه ج3 ص382)

و یکی محضره داشت یعنی عصا و آنرا عرجون می خواندند (۱) و چهار کمان بود یکی را روحاء می گفتند و یکی را بیضاء و یکی را صفراء و یکی را کتوم و یکی ترکش بود او را (کافور) می گفتند، (204) کسی هدیه آورده بود و بر وی تمثال عقارب بود (ب)، حضرت صلی الله علیه و آله و سلم بر آن تمثالها مسح فرمود، حتی محو کردند و نه شمشیر، ذوالفقار از غنیمت بدر بود (205) و سه شمشیر از غنائم بنی قینقاع بود و یک شمشیر از آن قلعی بود و آن مقامی است در بادیه و یک بتار نام داشت و یک را صیف (ج) نام و یک شمشیر از عبدالله میراث آمده بود، او را عضب (د) میگفتند و یکی دیگر قضیب نام داشت، این اول شمشیریست که حضرت صلی الله علیه و آله و سلم حمائل کرد و شمشیر را دنباله غلاف و دهن غلاف بود و درمیان چند حلقه نقره بود - و دو زره بود یکی را سعدیه نام و دیگر را فضه (ر) میگفتند و گویند زره داود علیه السلام که بقتل جالوت پوشیده بود در خدمت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آمده بود/ ویک خود بود ویرا سبوغ میگفتند و یک کمربند بود و در وی سه عدد حلقه نقره بود و آنرا بم وی هم نقره بود یعنی آن حلقه خورد و نصف حلقه کج که بر راه بدین برشکم محکم کند و بروایتی علم بیرق سیاه و لوای سفید بود -

---

(۱) عرجون (شرح مواهب الدنیه)- (ب) عقاب (ایضاً) - (ج) حتف (ایضاً) -
(د) العضب را سعد بن عباده (رض) هدیه فرستاده بود (ایضاً)- (ر) فضه - سعدیه و فضه هر دو از بنی قینقاع بدست آمده بود -

(204) تمثال عقاب بر ترس یعنی سپر بود نه که بر ترکش که کافور نام داشت، علامه بیهقی (رح) از حضرت عائشه (رض) روایت میکند "انها قالت اهدی لرسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ترس فیه تمثال عقاب او کبش فکرهه فاصبح و قد اذ هبه الله" - (شرح مواهب ج2 ص381)

(205) ذوالفقار مشهور ترین شمشیرهای آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بوده و در غزوهٔ بدر بطور غنیمت یافته بود - قبلاً از آن عاص بن منبه بود که در بدر بقتل رسیده و بقول کسی منبه بن وهب و بقولی نبیه بن الحجاج، و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آنرا بحضرت علی رضی الله تعالی عنه عطا فرمود چنانکه یوم بدر ملکی که رضوان نام داشت، از آسمان ندا کرد " لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی " (شرح مواهب الدنیه ج3 ص378) -

* * * * * * * * * * * * *

سح 3

در ذکر اشیاء آنحضرت
صلی اللّه علیه و آله و سلم

صندوقچه ای بود که در وی آئینه و شانه بود از عاج و سرمه دان و مقراض و مسواک بود و فراش آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم از پوست بود و حشو لیف خرما و یک قدح داشت که سه پیوند محکم کرده بود و حلقه داشت که بآن می آویختند از مد خورد و از نصف مد بزرگ و قدحی دیگر بود ، او را ریّان می گفتند (206) و یک دیگر سنگین ، او را مخضب می گفتند و یک از برنج بود ، حنا و کتم در وی داشتی تا در وقت حرارت بر سر نهادی و یک قدح از شیشه بود و یک کاسهٔ روئین بود و یک صاع و یک مدّ (207) بود و یک سریر بود و یک چادر بود که شب پوشیدی و یک کساء سیاه داشت ، بکسی داد ۔ ام سلمه رضی اللّه عنها پرسید که کسای سیاه چه کردی ؟ فرمود "بکسی بخشیدم" گفت واللّه که هرگز در چشم من از آن خوبتر هیچ چیز نیامد که روی سفید نورانی تو از آن کساء شب رنگ طلوع کردی و حسن کمال باجمال یک هزار نمودی ، و یک دستار سیاه داشت ، ویرا سحاب میگفتند ، بامیرالمؤمنین علی رضی اللّه عنه بخشید چون امیرالمؤمنین علی رضی اللّه عنه با آن دستار پدیدار شدی (فرمودی) "اتاکم علیّ فی السّحاب" و آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را دو جامهٔ خاص برای جمعه بود ورای جامه های دیگر که هر روز پوشیدی و مندیلی بود که دست و پای و روی مبارک بآن مسح فرمودی و باین مقدار اختصار نمودم ۔

---

(206) اصلاً ریّان بمعنی سیراب است ، چون در قدح آب و شیر نوشیده میشود تسمیه بریّان مناسب باشد

(207) مدّ بضم المیم (فرهنگ نوین) مکیال ، پیمانهٔ غله و آن نزد اهل عراق دو رطل عراقی و نزد مردم حجاز معادل $1\frac{1}{3}$ (یک و ثلث) رطل یا مقدار پری دو دست مرد میانه چون هر دو کف را پر کند (منتهی الارب ، طبع لاهور 1325 هـ ج 4 ص 174) ۔ سید محمد مؤمن در رسالهٔ مقادیر گوید در کتب فقه مدّ که پیمانه ایست برابر یک من یا نزدیک بآن بتقریب تحقیق زکوٰة مال و زکوٰة فطر و بتقریب بعضی از کفارات و غیر آن مذکور سازند و مدّ بنا برآنچه در قاموس و صحاح مذکور است دو رطل عراقی و ربع عراقی بیان نموده اند (فرهنگ فارسی ازمعین)

در ذکر وفات آنحضرت
صلی الله علیه و آله و سلم

متولد شده وروز دوشنبه

در حدیث آمده است که آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم روز دوشنبه پیغمبر شده و روز دو شنبه از مکه شریف هجرت کرده و روز دو شنبه بمدینه منوره آمده و روز دو شنبه وفات یافته و آن روز که حلیمه سعدیه (رض) برای ارضاع آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم آمده بود و در مکه شریف داخل شده ، آنروز دو شنبه بود و علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه غسل داده و فضل (ا) و قثم (ب) پسران عباس (رض) مدد کردند و اسامه بن زید و صالح (رضی الله عنهم) آب می ریختند و آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را کفن کردند و در سه جامهٔ سحولی (208) وآن نسبت به مکانی است و در هٔ آن سه جامه پیراهن و عمامه نبود و در صحیحین چنین ثابت شده و بیقین پیوسته که چون آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم را در کفن پیچیدند و بر سر گور نهادند بر کنار مردمان گروه گروه در آمدند و جماعت جماعت بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نماز میگذاردند و کسی امامت ایشان نمی کردند و اول کسی که بر او نماز می گذارد عباس (رض) بود و دیگر بنو هاشم و دیگر مهاجر و دیگر انصار و دیگر سائر مردمان و چون مردمان از نماز فارغ شدند اطفال در آمدند و دیگر زنان نماز گذاردند و این معامله بنا بر وصیت آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بود و آنچنان بود که عبد الله ابن مسعود (رض) فرمود که من از آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم پرسیدم که یا رسول الله ! بتو نماز که گذارد ؟ فرمود "چون مرا بشوئید ، در کفن نو بپیچید مرا تنها بگذارید ، اول کسی که بر من نماز گذارد دوست من جبرائیل (ع) خواهد بود ، پس میکائیل (ع) واسرافیل (ع) و ملک الموت (ع) با گروه گروه انبوه از ملائک ـ بعد ازآن شما فوج فوج در آئید و بر من نماز گذارید و بگریه و نوحه

(ا) فضل ، (ب) قثم (همچنین علامه ابن الاثیر ، حافظ ابن کثیر و مؤرخ ابن هشام نوشته است)
(208) سحولی منسوب به سحول ، قریه ای ازقریه های یمن که آنجا پارچه از پنبهٔ سفید میبافتند ـ (معجم البلدان ج3ص195)

سح 5 مرا متأذی مسازید و باید که ابتدای نماز بر من اهل بیت من باشند و بعد از آن زنان اینها، آنگاه سائر اصحاب (رض) و سلام من بر یاران من که غائب اند برسانید و بهر کس که پیروی من کند و طاعت من نماید تا روز قیامت سلام من رسانید . بیت :

روزی که ز تو سلام باشد ما را　　　و از حضرت تو پیام باشد ما را

از تو نکنم توقع پرسیدن　　　اندیشهٔ تو تمام باشد ما را

و روایتی فرموده "اوّل من یّصلّی علیّ ربّی" و از امیرالمؤمنین ابوبکر رضی‌الله عنه منقولست که فرمود در نماز جنازهٔ رسول صلی‌الله علیه و آله و سلم هیچ کس امامت نکند و بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم خشتها نهادند و عدد آن خشتها نه بودند و بعد ازآن خاک بر او ریختند و صورت قبر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم مسطح یا مسمن ساختند و مقدار یک شبر از زمین بلند کردند و آب بر آن پاشیدند و گویند مغیره بن شعبه (رض) دعوی کرد که آخر کسیکه از قبر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم بیرون آمد من بودم و گفتی من انگشترین خود را در قبر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم افگندم و به بهانهٔ انگشترین خود در قبر او رفتم و علی کرم‌الله وجهه او را تکذیب کردی که این سخن غیر واقعه است و قثم بن عباس (رضی‌الله عنهما) گفت آخرین که از قبر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم بیرون آمد من بودم - نظر کردم که لبهای مبارک خود را می جنبانید و گوش در دهان او داشتم میگفت "امّتی امّتی

بمهد اندر لحد با ذکر امّت　　　زبانش امّتی گو تا قیامت

و صالح (رض) میگویند آن قطیفه که از فتح خیبر بآنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم رسیده بود که گاه بر خود میپوشید و گاه بر دوش میکشید در تحت قبر آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم سح 6 انداختم و این نیز از مخصوصات آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم بود و گویند که اینوصیت آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم بود و گویند دفن آنحضرت صلی‌الله علیه و آله و سلم در شب چهار شنبه بود و بعضی گویند سه شنبه بود و در وفات آنحضرت صلی‌الله علیه و آله وسلم

مرثیه ها بسیار گفتند و ما بر مرثیهٔ فاطمة الظّهری (رضی اللّه عنها) ختم کنیم و چنین گویند بعد از آن که حضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم را دفن کردند فاطمة الظّهری یک کف خاک از قبر مبارک آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم برداشت و بوی کرد و این فرمود . مرثیه :

ماذا علی من شم تربت احمدا — ان لا یشم مدالزّمان غوالیا

صبت علی مصایب لو انها — علی الایام صرن لیا لیا

کسی که تربت احمد ببوید — ز بوی غالیا دیگر نگوید

اللّهم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراهیم و علی آل ابراهیم انک حمید مّجید اللّهم ارزقنی زیارة کعبة الاسلام و قبر نبیک محمّد المصطفی صلی اللّه علیه و آله و سلم و اسعدنی بشفاعته یوم القیمة یا ذوالجلال والاکرام :

کی بود یا رب که روی در یثرب و بطحا کنم — گه به مکه منزلی گه در مدینه جا کنم

بر کنار زمزم از دل میکشم یک زمزمه — واز دو چشم خون فشان آن چشمه را دریا کنم

یا رسول اللّه مرا با سوی خود راهی نمای — تا زفرق سر قدم و از دیدهٔ خود پا کنم

صد سلامت می فرستم ای در دریای جود — در جوابم لب کشای ای غنچهٔ باغ وجود

السّلام ای آنکه تا از جبههٔ آدم تتافت — نور پاکت کس نکرد از قدسیان او را سجود

السّلام ای آنکه ابواب شفاعت روز حشر — جز کلید لطف تو بر خلق نتواند کشود

در ذکر مراقبه و تفکّر

در جواهر آورده است چون سالک در مجاهده و ریاضت نفس و تصفیهٔ (باطن) دل (را) بذکر منوّر گرداند او را باید که به مراقبه مشغول شود و تفکّر در صفات حسنی الهی نا متناهی در مراقبه شود تا بدین واسطه او را بر ملک و ملکوت عبور و سلوک پدید آید و در هر مقام مناسب حال او وقائع کشف شود ـ قال اهل التحقیق "التفکّر سراج القلب یری به القلب

خیره و شره و نفعه و ضرره و کل قلب لا تفکر فیه فهو فی ظلمات یتخبّطه الشیطن "- و قال حکیم "التفکر مصباح الاعتبار و مفتاح الاختیار "- قال النبی علیه السّلام "التفکر ساعة خیر من قیام اللیلة" و قال الشافعی (رح) "استعینوا علی الکلام بالصمت و علی استنباط بالفکر" - قال النبی علیه السّلام "تفکروا فی خلق الله و لا تفکروا فی ذات الله"(۱) و عن ابی سلیمان الدارانی (رض) انه قال عوّدوا اعینکم بالبکاء و قلوبکم بالتفکر" تا برای نفس سالک طالب حق را بواسطهٔ تفکر صفات حسنی و مصباح اعتبار و مفتاح اختیار در خزانهٔ جواهر عزیزالغفار کشاده کند و از مقام خویش به تربیت پیر و مصاحبت و مراقبت ترقی بیابد و بمقام دیگر رساند :

صوفیان در دمی دو عید کنند　　عنکبوتان مگس قدید کنند

هردم از تفکر صفات و مراقبهٔ حضور صوفی فانی را وجودی نو می زاید و به تفکر تصرف جذبه محو می شود و ازآن محو قدم دیگر سیر می افتد و در عالم الوهیت بتصرف جذبه ~~محو~~ ~~که~~ که "یمحوالله ما یشآء و یثبت"(ب) در هر دم محوی و اثباتی حاصل میشود که صوفی درآن دو عید میکند ، یک عید از محو و دوم عید از اثبات و این آن مقام است که وجود سالک مثل وجود کلمة الله شود و در عین نفی و اثبات اگر روح الله و کلمه الله خوانند رواست چون سالک در کمال تفکر بصفات حسنی پرورش یافت و به حسن استعداد تفکر و صفای مراقبه حاصل گردد و مسافر مقامات عالیه شد :

بنشین و سفر کن بغایت خوب است　　بی زحمت پا گرد جهان گردیدن

از معاونت و برکت پیر و تربیت او ثمرهٔ مراقبه صفات الٰهیه در زمرهٔ "اولٓئک الذین انعم الله علیهم"(ج) در آید و کار او برآید بمرتبهٔ دیگر بر وی زیادت کرامت کند اشاره بدین "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیاده" ثمرهٔ تفکر و مراقبه تخم "احسنوا" آمد و آنچه از دولت مصاحبت و روحانیت پیر و تدبیر ارشاد او رویت و مشاهده و صفات خداوندی یابد زیادت فضل و کرم است - پس از ثمرهٔ تفکر

(۱) ملا علی قاری این روایت را موضوع قرار داده است (موضوعات کبیر ص56) - (ب) الرعد 29 - (ج) النساء: 69 -

و مراقبه تشخص انسانی مجموعه دو عالم روحانی و جسمانی آمد ، هر چه در دو عالم بود در وی نمودار گردد و از مراتب نفس امّاره و لوّامه و ملهمه بگذرد و در مرتبهٔ یک نفس مطمئنّه قرار گیرد ، باید در مراقبه ادب تمام رعایت کند . قال اهل الاشارة " المراقبة ان تعلم وکان اللّه علی کلّ شیئی رّقیب " (ا) و قال المتکلّم " المراقبة ان تعبد اللّه کانّک تراه " و قال بعضهم " المراقبة محافظة السّر عن الملاحظات الی غیرالمعبود " وقال الجنید (رح) "من راقب سرّ یری به حرمت جوارحه " و حقیقة المراقبة هی ملاحظة الرّقیب و انصرافه الیه نعنی بالمراقبة حاله یثمرها نوع من المعرفة و یثمر تلک الحاله اعمالاً فی الجوارح و فی القلب امّا الحاله فهی مراعات القلب بالرّقیب و اشتغاله به و التفاته الیه و ملاحظة ایّاه و انصرافه الیه و امّا المعرفة الّتی تثمرها هذه الحاله فهو العلم بان اللّه مطلع علی الضّمائر عالم بالسّرائر رقیب علی اعمال العباد قائم علی کلّ نفس بما کسبت - با همچنین مراقبه دریچه ای از عالم ملکوت می کشایند و هر روز به سرائری واقف می گردانندو بدرجاتی می رساند که قابل تحریر و تقریر نیست و صورت مراقبه آنست که با طهارت کامل در خلوت در بسته بر سر مصلی سر فرو کرده چنانکه زنخدان با سینه سخت شود و هر دو چشم پوشیده و هر دو دست بر ران یا زیر ناف یا بر سینه چنانچه در نماز نهد بنهد و در صفات حسنیٰ تفکّر و در صنع صانع و خلقت خالق و عظمت او و هدایت و نعمت حق کند "وان تعدّوا نعمت اللّه لا تحصوها" (ب) و بجز حق بر کسی التفات نکند و حق را حاضر و قائم و قادر و دائم داند و مستغرق حال شود و از خود فانی گردد بلکه خود را محو گرداند تا بقا یابد و از خلق بکلّی غافل شود و باحق حضور نماید چندانکه هر که نزدیک اوست گویا نیست غیر حق نیستند و هر چه نزدیک او مردمان میگویند نشنود یا آنکه گوش ندارد ، فامّا خود را کر و کور سازد و از غیر کسی را التفات نکند چنانچه گربه چون خواهد که موش را صید کند بر در سوراخ موشچنان حضور مراقبه نماید که هیچ موشی در روی او تفرقه نمی

(ا) "وکان اللّه علی کلّ شیئی رّقیباً " (احزاب 52) - (ب) ابراهیم 34 -

شود ، درجهٔ مراقبهٔ حق نیز از گریه نیاید تا جلال و عظمت بر وجود او چنان غالب شود که حق را حاضر بیند و حاضر داند و دل او مستغرق بملاحظهٔ عظمت (و) جلال شود و حق را مطلع ظاهر و باطن خود بیند و حاضر داند و مراقب ، و جمیع حرکات و سکنات و خطرات و لحظات و اختیارات خود حق تعالی را داند و اهل سعادت ابدی و دولت سرمدی گردد ـ چون بدین مرتبه رسد از دنیا بکلّی اعراض کند و بعقبی اقبال نماید و در ملک و ملکوت تصرف یابد و این راه بی نهایت است و مقامات نا محصور و لکن از هر مقام آنچه در وقائع عرضه افتد نمود آری و رمزی بگویم تا راهروان را در شناخت راه و امارات و علامات آن دلیل محکم و انمود چه باشد ابتداءً که بر مقام صفات خاکی عبور افتد در وقائع چنان بیند که از تشیبها وکوچهها سح 2 و جائها و مواضع ظلمانی بیرون می آید و بر کوه ها و تله ها میگذرد و ثقل و کثافت از وی بر خیزد و دقت و لطافت در وی پدید آید و در دوم مرتبه بر صفات آبی گذرد و سبزه ها (۱) و مرغزارها و درختان و کشتزار ها و آب های روان و چشمه و حوض و دریا و مانند این بیند که بر همه میگذرد و در سیم مرتبه بر صفات هوا گذر کند و هوا رفتن و پریدن ها و طیران کردن و امثال این بیند و در چهارم مرتبه بر صفات آتشی گذر کند چراغها و شمعها و مشعلها و خرمن های آتش و وادی های آتش و سوختنهای آتش و جنس این بیند و در پنجم مرتبه چون بر صفات افلاک و اجرام سماوی گذر کند خود را بآسمانها رفتن و پریدن بیند و در ششم مرتبه چون بر ملکوت کواکب و انجم عبور افتد ستاره و ماه و (ب) خورشید و انوار و آنچه ازین قبیل است بیند و در هفتم مرتبه چون بر صفات حیوانی عبور افتد هر صفتی که از وی عبور خواهد کرد از بهیمی و سبعی بدان نوع حیوانی بیند از حیوانات مختلف و این هر مرتبه عالم بود از عالمهای مختلف که بیان افتاد ـ باقی چندین هزار عالم دیگری سالک را عبرت می باید کرد و در هر عالم مناسب آن مشاهدات واقع پدید آید و چون سالک وقائع شناس نبود در وقائع

---

(۱) سح ، غم ، مظد ـ ضفت ـ (ب) سح ، غر ، مظ ـ ستاره بر ماه ـ

سح 3 بند شود و راه نتواند رفت - یکی از ضروریات احتیاج بشیخ اینست مثلاً آتش‌را در چند مقام

بیند و در هر مقام آن را معنی دیگر باشد ، گاه بسان غلبه صفت ، گاه بسان غضب ، گاه غلبهٔ

شیطانیت ، گاه نور ، گاه آتش قهر ، گاه آتش هیبت ، گاه آتش شوق ، گاه آتش هدایت ،

"انی من جانب الطّور ناراً"(ا) گاه آتش محبت تا ماسوی الله حق بسوزد ، گاه آتش معرفت "ولو لم

تمسسه نار ، نور علی نور"(ب) گاه آتش مشاهده "انبورک من فی النّار و من حولها"(ج) و جز این آتشها

بود که فرق میان هر یک جز شیخ صاحب تجربه نتوان کرد و باقی دیگر وقائع بر اینجمله قیاس

کند امّا نفوس انسانی چون بدین مقامات گذر کنند هر نفسی بحسب استعداد و تائید ربّانی در

حق او بمقامی رسد بعونه و فضله و در رشحات آورده است که مولانا سعدالدّین کاشغری رحمه الله

علیه می فرمودند که حق تعالی پیغمبر خود را صلی الله علیه و آله و سلم طریقهٔ مراقبه تعلیم کرده

است آنجا فرموده "ما تکون فی شأن و ما تتلوا منه من قران و لا تعملون من عمل الّا کنّا علیکم

شهیداً اذ تفیضون فیه"(د) اصل مسئله اینست که حق سبحانه فرموده است و حضرت رسالت صلی

الله علیه و آله و سلم (تعلیم)(ر) کرده است ، خلاصهٔ کار اینست که بجناب حق سبحانه مشغول باشد

حق سبحانه و تعالی به بنده از همه چیزها نزدیک تر است و از نزدیک تر گفتن هم نزدیک تر

است چرا که در حال قرب عبارت نمی گنجد ، وقتیکه قرب را در عبارت درآورند(س) بعد میشود ، قرب

سح 4 نه آنست که گوئی با او نزدیک شدیم یا ازو توانی عبارت کرد ، قرب آنست که در وی گم شوی

خود را و غیر خود را گم کنی و هیچ ندانی که کجا بودی و از کجا آمدی و مطلقاً ازو عبارت

نتوانی کرد - یکی پیش بزرگی خبر آورد که فلان شیخ از قرب سخن گوید ، آن بزرگ وی را گفت

"چون بشیخ رسی بگو اینجا که مائیم قرب قرب و بعد بعد است ، قرب تان عبارت از نابودن

تو است ، آنجا عبارت کجا گنجد -

رشحه : می فرمودند که در نفس گنجی میگذرد واقف می باید بود حق سبحانه حاضر

(ا) القصص 29 - (ب) النور 35 - (ج) النمل 8 - (د) یونس 61 - (ر) رک به رشحات ج 1 ص 213 -
(س) سح ، غیر ، مظ - درآورند -

و ناظر است باید که از حق سبحانه شرم دارد و ازو غفلت نورزد ، حق سبحانه تشنیع وسرزنش کرده ایست که "ما جعل الله لرجل مّن قلبین فی جوفه" (۱) در درون آدمی دو دل نیست که یکی را بدنیا مشغول دارد و یکی را بحق سبحانه ، در درون آدمی یک دل است اگر بدنیا مشغول سازد از حق سبحانه بی بهره ماند و اگر متوجه بحق سبحانه گردد از دل او روزنه بسوی حق سبحانه کشاده شود و از آن روزنه آفتاب فیض الٰهی تافتن گیرد ، آفتاب که طلوع کرد از مشرق تا مغرب به هر ذره که هست از نور او بهره می یابد و نور او بر همه می تابد ، اگر خانه ای بود که آنرا روزنه نباشد هر آینه از آن نور بی بهره ماند ، پس اگر دل حاضر است حضور او مشابهٔ آن روزنه است ، از آن راه گذر نور فیض وجود بوی خواهد رسید و اگر غافل است آن نور از وی در خواهد گذشت :

دوست بهر لحظه ای در تو نظر میکند   چون تو ازو غافلی از تو حذر میکند

رشحه : می فرمودند که طاعت موجب وصول بجنت است و ادب در طاعت سبب قرب حق سبحانه است ، کاملان مشائخ بر آنند که در ابتداء می باید که باطن خود را صافی گرداند بتصفیه و تزکیه مشغول گردد تا دوام مراقبه دست دهد والّا هرچه از اعمال صالحه بجا آرد ادب درجای زیاده کند (ب) ع

هر چه گیرد علتی علت شود

کم از شاگرد جولاهی نمی باید بود مدتی باید که تا رشته پیوند کردن بیاموزد کارهای دیگر خود هنوز کجا است ، طالب را می باید که بجدو جهد تمام سعی کند تا در نفی خواطر استاد شود و داند که چگونه نفی می باید کردن و در آینده به هیچ چیز مشغول نشود مگر به نفی خواطر ، آنها که رسائل مطالعه میکنند و سخنان از آنجا می چینند از آنها ایشان را هیچ

---

(۱) احزاب 4 - (ب) "آب درخای زیاده کند" (درحفرات مغاکی که آب باران وغیره درو جمع شود و متعفن گردد خای گویند (حاشیه رشحات عین الحیاه ج۱ ص215) -

نفی نیست، اینها همه بی کاریها است راه حق سبحانه و کار او کردنی است نه گفتنی و رفتنی است و شنیدنی . اگر کسی پیش بادشاه در بغداد نشسته باشد و در حضور بادشاه دائم تواند بود و بادشاه مکتوبی بشام فرستاده باشد از آن مکتوب غائبان حظی می گیرند بغایت کسی جاهل بی عقل غافل باید که از حضور بادشاه باختیار خود دور شود و از برای خواندن آن مکتوب از بغداد روی بشام نهد" ـ

رشحه : "می فرمودند که هر که یک جا ، همه جا و هر که همه جا ، هیچ جا (نه) ـ میفرمود که پرهیز به از دارو ، هر که پر خورد انواع بیماری ها در وی پیدا آید برای دفع (ا) دارو خورد تا صحت یابد ، چون صحت یافت باز پرخوردن گرفت ، باز دارو خورد و صحت یافت ، همچنین چند کرت اعاده کرد ، عاقبت آن دارو او را ضرری کلی رساند ـ همچنین کسی که گناه کرد و انابت نمود ، باز گناه کرد ، باز انابت نمود ، باز گناه کرد ، این انابت که بتمامی از گناه بازنیاورد و در وی اثر عظیم نکند مثل گناه دیگر است ، ازین جهت است که اهل الله پرهیز کلی بر خود گرفته اند و ترک همه کرده و بحق سبحانه مشغول گشته تا ناگاه در مرض (ب) نمیرند " ـ

رشحه : "می فرمودند که جنید قدس الله سره گفته است که استاد من در مراقبه گربه بود ، وقتی گربه ای را دیدم بر سر سوراخ موشی نشسته و چنان متوجه وی گشته که موی بر اعضای وی حرکت نمی کرد ، بتعجب در وی نگریستم ، ناگاه بسرم ندا کردند که ای دون همت! من در مقصود تو کمتر از موشی نیستم ، تو در طلب من کمتر از گربه مباش ، از آن روز باز در مراقبه افتادم

داني که مرا يار چه گفته ايست امروز　　جز ما بکسی در منگر دیده بدوز

رشحه : می فرمودند که دایم بیاد حق سبحانه باشید تا غایتی که از خود غائب شوید حق سبحانه از همه لطیف تر است ، هر که را لطافت بیش بود مشغولی او بحق سبحانه بیشتر بود ، جولاه و موزه دوز از آنکس که خس حمام میکشد لطیف تر اند ، از ایشان خس کشی نمی

(ا) دفع بیماری (رشحات عین الحیات ج1 ص216) ـ (ب) مرض غفلت (ایضاً) ـ

آید -باز بزاز از ایشان لطیف تر است تحمل آن ندارد که جولاهگی کند و موزه دوزی کند و طایان از بزازان لطیف تر اند بزازی نمی توانند کرد -باز جماعتی که بجناب حق سبحانه مشغول اند از همه لطیف تر اند ، ایشان را سر و دل آن نیست که بغیر حق سبحانه مشغول شوند ،اگر به رکوع روند خوش نمی آید که از آن باز آیند و اگر بسجود روند خوش نمی آید که سر از سجده باز دارند ، این طائفه از همه لطیف تر اند ،تحمل آن ندارند که یک چشم زدن بغیر حق سبحانه مشغول باشند -انبیاء (ع) بر حال ایشان غبطه می برند نه از آنجهت که درجات و کمالات ایشان از درجات و کمالات انبیاء علیهم السّلام زیاده است لکن ایشان را شرف حالی است که دایم در قرب حضرت اند و حضرت حق سبحانه ایشان را از نظر خلق پوشیده داشته است و بر سبیل دوام ایشان را بخود مشغول گردانیده -باد شاهی جمیع امور ممالک را یکی از مقربان خود تفویض می نماید و او بامر باد شاه در ممالک تصرف کند و دیگری آفتابه دار است و آب وضو باد شاه ترتیب میکند و دایم پیش باد شاه است البته آنکه متصرف در ممالک است نزد باد شاه مقرب تر است و برگزیده تر است و مرتبه و درجهٔ وی عالی تر است و هر آینه اگر قابلیت وی بیشتر نبودی متصرف در ممالک نشدی ،لیکن آفتابه دار این شرف دارد که دایم در قرب باد شاه است و خدمت خاصهٔ او میکند و بغیر او مشغول نیست و اگر نه وی کجا و متصرف در ممالک کجا ؟ آنکه متصرف در ممالک است از جهت قرب و دوام و خدمت باد شاه است که بر آفتابه دار غبطه (ا) میبرد و رشک دارد :

درست دیوان درحمان زار تر دے غزل شه چه بیان ئے کڑو کردار د درویشانو (ب)

می فرمودند که خواجه محمد پارسا قدس الله سره فرموده اند که حجاب میان بنده و حق سبحانه انتقاش صور کونیه است در دل و این انتقاش بسبب صحبت های پراگنده و سیرها و دیدن الوان و اشکال گوناگون زیاده میشود و در دل خانه میکند و بمحنت و مشقت تمام نفی می باید کرد

(ا) غم -غبطت - (ب) غ ، عز ، مفا (مثنو) ندارد -

و دیگر از مطالعهٔ کتب و گفتن و شنیدن سخنان رسمی کلمات شتی آن نقوش می افزاید و از مشاهدهٔ صور جمیله و استماع نغمات و سازهای طرب انگیز آن نقوش در حرکت و تموّج می آید و این جمله موجبات بعد و غفلت است از حق سبحانه و طالب را نفی آن کردن واجب است پس باید که هر چه خیالات می افزاید بواجبی اجتناب نماید، با دل صفا توجه بجناب حق سبحانه و تعالی کند . سنت الٰهی بر آن جاری شده که بی محنت و مشقت و ترک لذات و شهوات این معنی دست نمی دهد، راحتی که می جویند در آخرت است دو سه روزی در سراب فانی رنج کشیدن، دیگر ابد الابدین آسودگی، این عالم را هیچ نسبتی بآن عالم نیست، گویا در میان بیابان بی نهایت خشخاش دانه افتاده است - رشحات عین الحیات - (ب)

می فرمودند "در مبادی حال وقتی در سقایهٔ (ج) مسجد جامع بودم و کتاب مثنوی در دست داشتم، ناگاه مولانا بسقایه در آمدند، فرمودند که این چه کتاب است که در دست داری ؟ گفتم مثنوی است ، فرمودند "از خواندن مثنوی کاری نمی کشاید، سعی کنید که معانی آن از دل شما جوشد" می فرمودند که وقتی ایشان بحجرهٔ من در آمدند، بر کنارهٔ طاق دیدند ، فرمودند که این چه کتاب است؟ گفتم مصحف است، فرمودند که انتهای طاعت بیکاری است (د) یعنی مبتدی را باید که در بدایت سلوک بطریق نفی و اثبات مشغول شود، تلاوت قرآن کار متوسطان است و نماز گذاردن کار منتهیان است، اهل بدایت را همه مهمات (ر) نفی و اثبات است" - رشحات عین الحیات - (س)

می فرمودند "نهایتی که اولیاء بآن می رسند آنست که مشاهده از ایشان غائب نشود یا آنکه مشاهده از ایشان غائب شود از غایت استغراق در شاهد حقیقی" -

می فرمودند که فنای مطلق را معنی نه آنست که صاحب فنا را باوصاف و افعال خود شعور نباشد بلکه معنی او آنست که نفی اسناد اوصاف و افعال کند از خود بطریق ذوق واثبات

(ا) سبح ، فح ، مظ - آفریده - (ب) رشحات ج ا ص ا 2 1 1 تا ص 17 2 - (ج) سقایه بمعنی جای آب دادن - (کذا فی رشحات ج ا ص 333) - (د) اینجا (ایضاً) - (ر) اهم (ایضاً) - (س) رشحات ج ا ص 333

کنند مر فاعل حقیقی را جلّ ذکره - آنکه صوفیه قدس سرهم گفته اند نفی با اثبات جنگ ندارد باین معنی است و می فرمودند مثلاً این جامه که من پوشیده ام عاریتی (است) و مرا علم نیست بآنکه این عاریتی است و ازین سبب که من آن را ملک خود میدانم بآن تعلق دارم، ناگاه مرا علم باین که این جامه عاریتی است فی الحال تعلق من از آن منقطع شود و حال آنکه تلبس من بآن جامه فی الفعل واقع است جمله صفات را بر این قیاس باید کرد همه عاریتی است تا دل از ما دون حق سبحانه منقطع شود، پاک و مطهّر گردد"-(ا)

می فرمودند که وصل پیش ما آنست که دل را بجناب حق سبحانه نسبت آگاهی حاصل شود بر سبیل ذوق و از غیروی ذهولی دست دهد و چون این نسبت متصل گردد بدوام وصل مشرف شده است، آنچه از خردی باز معتقد ما است اینست - می فرمودند وصل بحقیقت آنست که دل بحق سبحانه جمع شود بر سبیل ذوق ، چون این معنی دایم شود آنرا دوام وصل گویند نهایت آنست و آنکه حضرت بهاء الدّین قدس الله سره فرموده اند که ما نهایت را در بدایت درج میکنیم مراد همین است و آنکه فرموده اند ما واسطهٔ وصول بیش نیستیم، از ما منقطع میاید شد و بمقصود پیوست همین وصل است و فرموده اند که اگر این نسبت را نزد شما قدری بودی بایستی که سنگها را بر خود(ب) برداشتی و فرموده اند هرگاه شما در صحبت(ج) واصل شدید مرا چه و حق سبحانه را از آن چه - خدمت مولانا عبدالرّحمن جامی قدس الله سره در نفحات الانس آورده اند که مولانای ما(د) میگفتند که بعد از چند سال که بصحبت حضرت مولانا نظام الدّین علیه الرّحمه مشرف شدم مرا داعیهٔ زیارت حرمین شریفین زادهما الله تعالی شرفاً و تکریماً قوی شد ، از ایشان اجازت خواستم، فرمودند که هر چند می نگرم امسال ترا درمیان قافلهٔ حاجیان نمی بینم و پیش از آن واقعه ها دیده بودم که از آن متوهم می بودم و ایشان گفته بودند که

(ا) رشحات عین الحیات ج2 ص506 -(ب) بر سر خود (ایضاً ص507) -(ج) صحبت من (ایضاً)

(د) یعنی مولانا سعد الدّین کاشغری رحمه الله علیه -

مترس چون میروی آن واقعه هارا بشیخ زین الدّین عرض کن که مردی متشرع است و بر جادهٔ سنت ثابت(ا) و مراد ایشان شیخ زین الدّین خوافی بود رحمه الله علیه که آنروز در خراسان در مقام ارشاد و شیخوخت متعین بودند ، چون بخراسان رسیدم رفتن بحج همچنانکه مولانا نظام الدّین (رح) گفته بودند در توقف افتاد و بعد ازان بسالهای بسیار میسر شو و چون بخدمت شیخ زین الدّین رسیدم و آن واقعه ها عرض کردم ایشان گفتند که با ما بیعت کن و در قید ارادت در آی ،گفتم عزیزی که این طریقه از ایشان گرفته ام هنوز در قید حیات اند شما اگر میدانی که در طریقهٔ این طائفه جائز است چنان کنم ، ایشان فرمودند که استخاره کن ، گفتم مرا بر استخارهٔ خود اعتماد نیست شما استخاره کنید ، گفتند شما استخاره کن که ما هم استخاره کنیم - چون شب رسید استخاره کردم دیدم که طبقهٔ خواجگان بر زیارت گاه عزیزی که خدمت شیخ زین الدّین (رح) آن وقت آنجا بودند در آمدند و درختها را می کندند و دیوار ها را می افگندند و آثار قهر و غضب بر ایشان ظاهر بود ، دانستم که این اشاره بمنع است از آنکه به طریقهٔ دیگر در آیم ، خاطر من فارغ شد ، پای دراز کردم و بآسودگی درخواب شدم - چون بامداد به مجلس شیخ در آمدم بی آنکه من واقعه خود بایشان بگویم ایشان گفتند که طریقه یک است و باز بیکی می گردد ، بهمان طریقهٔ خود مشغول باش اگر مشکلی پیش آید با ما بگو آنقدر که توانم مدد کنم - خدمت مخدوم در نفحات الانس(ب) بیش ازین نیاورده اند و اشارتی به استخارهٔ حضرت شیخ نکرده اند لکن از بعض مخادیم چنین استماع افتاد که حضرت شیخ نیز بنا بر وعدهٔ خود استخارهٔ آن شب کرده اند که درختی بغایت بلند و بزرگ دیده اند که شاخهای بسیار دارد ،حضرت شیخ داعیه کردند که یک شاخ بزرگ از آن درخت بشکنند و جدا سازند ، هرچه سعی کردند و زور آورده میسر نشده است - چون صباح بحضرت مولانا ملاقات کرد فرمودند که طریقه یک هست شما بهمان طریقهٔ خود مشغول باشید ،ابیات:

(ا) غ ،ه - مستقیم و ثابت - (ب) رجوع کنید به نفحات الانس ص404 -

از مطلع دل زد علم یک لمعه از رخساراو — شد ذره ذره هستیم ، در پرتو انوار او

باآنکه ذرات تنم هر یک هزاران دیده شد — یک ذره هم دیده نشد از پرتو رخساراو

حسنش چوآید جلوه گر ، طاقت ندارد چشم سر — از دیدهٔ دل کن نظر ، تا بنگری دیداراو

بگذرزکوی آب وگل در رو بقصرجان (ودل) — یا سر خود بین متصل ، سر همه اسراراو

اظهارحسن دلبری می بین زهرمه پیکری — پنداسیت در هرمظهری ازحسن ازاظهاراو

خواهد کند درخود نظر ، آئینه سازد ازبشر — بازش کند زیروزبر ، حیرانم اندر کار او

پرشد جهان یکسر ازوشد نیک وبد مضطرازو — مؤمن ازو ، کافر ازو ، دررقص نور و نار او

درپرده آتش زد تمر ، حسنش بیامد جلوه گر — پیرمغان کردآن نظر ، کرچون کند انکار او

ترساسویت بشتافته ، بوی ازگلستان یافته — زلف توهرهم تافته ، زان حلقهٔ زنار او

مسکین معین دریک غزل ، بنمود اسرارازل — بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

ما سوز عشق را بدو عالم نمی دهیم — ....؟ (۱)

تا محرمان ز صحبت ما دور فارغ اند — این تحفه را به مرد تا محرم نمی دهیم

افتادگان عشق فقیران سوخته اند — این جامه را بمرد مکرم نمی دهیم

این جام جان نواز که صد حوض کوثراست — یک کاسه را بکعبه و زمزم نمی دهیم

رطلی که کرده اند مهیا برای ما — این رطل را به عیسی و مریم نمی دهیم

قاسم چونکتها بتو دارد میان جان — این نکته را بشیخ معظم نمی دهیم

راه سلامت بجوی ، کوی ملامت مرو — (ب) کبر ز سر دور کن ، محرم رندان مباش

ترک هوی(را)بگیرراحت خودگوشه گیر — خدمت سبحان بکن ، پیرو شیطان مباش

آنچه گناه کرده ای ، بهر خدا توبه کن — بیش گناهی مکن ، غافل پیمان مباش

---

(۱) هرچهار نسخه های دردست (سج ، فج ، هر ، مظ) مصراع دیگرندارد ـ (ب) سج ، فج ، مظ ، رندان ـ

آنچه ترا هست رزق ، بیش نباشد نه کم — خاطر خود جمع دار ، هیچ پریشان مباش

چونکه ترا ای عزیز (زیر) زمین خفتن است — ماتم خود خود بساز ، خرسند وخندان مباش (ا)

ای دلا گر عاشقی دیوانه باش — وازخیال غیرحق بیگانه باش

سر بده وانگه سخن مردان بگو — جان بده مردانه و جانانه باش

تا نگردی در محبت سوخته — از قطار عاشقان بیگانه باش

بر جمال شمع تابان جهان — دم بدم می رقص وچون پروانه باش

در تماشای گل رخسار او — همچو بلبل مستوخوش الحانه باش

هر زمان عشقت بهارد بازجان — در ره جان باختن مردانه باش

کی بود یارب که رو در یثرب وبطحاکنم — گه بمکه منزلی گه در مدینه جا کنم (ا)

بر کنار زمزم از دل بر کشم یک زمزمه — وز دو چشم خون فشان آن چشمه را دریاکنم (ب)

یا رسول الله مرا با سوی خود راهی نمای — تا زفرق سر قدم وز دیدهٔ خود پا کنم (ج)

خرابم از دل بی رحم گه گه یاد کن ما را — سگ کوی تو ام آخر بستگی شاد کن ما را

ای وای ما ز کرده پشیمان نمی شویم — درویش می شویم مسلمان نمی شویم (د)

ای دل ترا که گفت بدنیا قرار گیر — ای جان نازنین خود اندر حصار گیر

جای مقام نیست جهان ، دل برومنه — خود رو مسافری کن (و) این ره گذار گیر

تا کی روی بکام هوس در قفای حرص — آهسته شو زمانی و بر جا قرار گیر

بنگر که تا تو آمده ای چند کس برفت — آخر یکی ز رفتن شان اعتبار گیر

بر ابلق زمانه سواری بهوش باش — که اسپ تو کهنه لنگ به تندآن سوار گیر (ر)

غره مشو که کام بکام تو می رود — زیرا که تو ضعیفی و او تند مست بارگیر (س)

(ا ، ب ، ج) هر سه شعر درفح ، مر ، مظ موجود نیست ، باز هم همین اشعار درفح ص 347 مر ص 243 مظ ص 352 درج است - (بد) فح ، مر - میشویم - (ر) ایضاً - گراسپی - قیاساً کاسپ تو - (س) مصرع ازوزن افتاده است

در جان چو کرد منزل، جانان ما محمد — صد در کشاده در دل، از جان ما محمد

ما بلبلیم نالان، در گلستان احمد — ما لولویم (و) مرجان، عمان ما محمد

مستغرق گناهیم، هر چند عذر خواهیم — پژمرده چون گیاهیم، باران ما محمد

* از درد زخم عصیان، ما را چه غم که سازد — از مرهم شفاعت، درمان ما محمد

ما طالب خدائیم، در دین مصطفی ایم — بر(ا) درگهش گدائیم، سلطان ما محمد

از(ج) آستان دیگر، ما آمدیم(د) بر سر — آنرا(ب) که نیست باور، برهان ما محمد

ای آب و گل سرودی، وی جان و دل درودی — تا بشنود به یثرب(ر)، افغان ما محمد

در باغ (و) بوستانم، دیگر مخوان معنی(س) — باغم بس است قرآن، بستان ما محمد

راهی که سالک با درد یک روز(ش) قطع کند بی درد(ص) یک ماه قطع نکندودر هر عصری که یک اندوهگین باشد که همه عالم در پناه درد او بگذ(ط) رانند - قال علیه السّلام "اقرب النّاس الی اللّه تعالی یوم القیمه من طال حزنه(ظ)" و یکی از صفات رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم آنست که متواصل الحزن و دایم الفکر بود و بزرگی(ع) فرمود "لمّا مات فضیل ذهب الحزن عن الارض" - وقتی دو کس منازعت میکردند، یکی گفت "من عرف اللّه زالت حزنه" و دیگر گفت "من عرف اللّه طالت حزنه"

سع 5

گر شام غم عشق صباحت باشد — خون جگر و دیده مباحت باشد

با هر دو جهان غمش مقابل نکنم — که اندوه و بلا دوست را راحت باشد

غع 3 ال

در رد البدع آورده است که رابعه بصری رضی اللّه عنها هفت روز چیزی نخورده بود و چون شب

(**) * (امروز خون عاشق درعشق گرهدر شد فردا ز دوست خواهد، تاوان ما محمد) (رجوع کنید به "نهج البلاغه مصنفه سید محمد عبداللّه ابن عبده الحسینی، طبع مجلس مرکز عبودیه دارالسّلام گلبرکه شریف - 19 گز لائن - پشاور صدر، اشاعت اول 1986 م - مصنف موصوف این غزل را تبرکاً در ابتدای کتاب نقل کرده است - این شعر که درحاشیه درج کردیم هم از آنجا نقل شده و تصحیحات دیگر این غزل هم ازآنجا صورت گرفت) - (ا) بر (ایضاً) - (ب) وانرا (ایضاً) (ج) از (ایضاً) - (د) واز (ایضاً) - (ر) طیبه (ایضاً) - (س) معینی (یعنی خواجه معین الدّین چشتی اجمیری رحمه اللّه علیه - این غزل از اوست - رجوع کنید به سرور ق ترجمه مواهب الدنیه از مولانا عبدالجبار خان، طبع محمدعلی کارخانه کتب اسلامی کراچی ج 2 ص 12)

(ش) راهی که سالک بادرد یک روز قطع کند سالکی بی درد بی یک ماه قطع کند (کذا فی تذکره الابرار والاشرار مؤلفه اخوند درویزه ننگرهاری، طبع اداره اشاعت سرحد پشاور ص 64) - (ص) سع، فع، مظ - علم - (ط) بگذ ارند (کذا فی تذکره الابرار والاشرار ص 64) -

پس از صفحه 394 (سع) ______ (بقیه بر حاشیه صفحه 389)

مشتهرسید نفس با وی در معارضه آمد و گفت" ای رابعه! مرا هلاک می کنی ، "رابعه (رح)گفت "صبر کن هر چه امشب رسید از تو باز ندارم" ـ نماز شام شخصی آمد و کاسهٔ طعام بیاورد ، رابعه (رح) کاسهٔ بنهاد ،خواست تا چراغ بیارد ، چون چراغ آورد گربه طعام (را)ریخته و کاسه (را)شکسته بود ، چراغ بنهاد ،خواست تا کوزهٔ آبی بیارد ، چون آب آورد چراغ مرده بود ، خواست تا در تاریکی آب خورد ،کوزه بیفتاد و شکست ،* رابعه (رح)فریاد بر آورد و گفت" ای خداوندا ! این ضعیفه را هلاک میکنی " هاتف آواز داد که ای رابعه! اگر خواهی که خزائن روی زمین را در جیب تو نهم امّا اندوه خود را از تو بر گیرم زیرا که اندوه ما و مراد دنیا در یک دل جمع نشود ،رابعه (رح) فریاد برآورد و گفت "خداوندا ! اگر خزائن روی زمین را بمن دهی و کلید هشت بهشت را بمن دهی ، بیک اندوه تو که فریاد شوق تو برآرم بدان برابر نکنم" ـ هاتف آواز داد که ای رابعه! چون اندوه مرا قبول کردی ،در بلا صبر کن ـ در تذکره الابرار آورده است که رابعه بصری (رح) در تمام عمر روز و شب در دو وقت از عبادت فارغ نه نشستی ،یکی از وقت صبحدم تا طلوع آفتاب،دویم بعد از نماز عصر تا غروب آفتاب و درین وقتها مناجات کردی و میگفتی "خداوندا ! بعبادت خود ترا توانگر نمی گردانم و خود رابدان از دوزخ نمی رهانم بلکه تا جای تأسف و پشیمانی نمانده باشم" (ب) و در ارشاد الطّالبین شیخ جلال الدّین تانیسری (رح) آورده است که عشاق (شطار ازز هد بپرهیزند) (ج) واز ریاضت بگریزند و کشف و کرامات را بخود نخرند (د) و مقید بچیزی نگردند و بریده و دریده از همه جانها اند نه آنکه ایشان ازعبادت و زهد و تقوی و ریاضت احتراز کنند و نه همه دانند بلکه جان کنند (ر)

(1) after نکنم" marker

صفحاتی چند غیرمرتب در صورتیکه تسلسل متن برجا مانده متسلک "سح " کرده شده نیز برابرچهار صفحات "غح و مظ" آخرین متن از "سح " ساقط شده است ـ ازین رو تا آخر متن باصفحات "سح "صفحات "غح "را مظ نشان داده ایم ـ

(ر) ابن الجوزی این حدیث را موضوع قرارداده است (کتاب الموضوعات طبع مدینه منوره 1388 هـ جزء ثالث ص149)ـ(س) یعنی شیخ عبدالله بن مبارک رحمه الله علیه (تذکره الاولیاج1 ص87 (ا)تذکره الابرار ص60 ـ(ب) ایضاً ص66 ـ(ج)ایضاً ص65 ـ(د)بجوی نخرند (ایضاً ص65)ـ(ر)کنند

خوف (ا) (ب) (ج) (د)
و خوردن و گم شدن و پیش از موگ بمیرند و بحق رسیدن آنجا اکثر مدعیان سلوک و جهال ـ

صوفیه راه خطا کرده اند و گمراه ابد شده اند ، نعوذ با الله منها ـ و در تذکرة الابرار سمع

اخوند درویزه علیه الرّحمه والغفران آورده است" کسانی باشند که آواز دیو و پری شنوند و

یا خوابی بینند دعوای پیری و مریدی کنند که ما مامور ایم بدین کار من عند الله تعالی یا مارا

(ذ)
پیغمبر علیه السّلام بدین امر کرده یا فلان کس که از دار فنا بدار البقا رحلت نموده، حاضر

آمده ما را اذن و ارشاد داده، بدان و آگاه باش که این جمله از القاء نفسانی و اغوای شیطانی

است که این ضعیف را کافر ساخت و بسبب کفر عوام النّاس را گمراه ساخته ، نعوذ بالله منها و

(ر)
ایضاً در تذکرة الابرار آورده است قال بعضهم انّ الذّنب یوجب نزول الولایة و قال بعضهم لا

(س) (ش) (ط)
یوجب نزول الولایة بالکبیرة و لا نزول بالصّغیرة والاصح ان نقول ان کل ذنب یوجب سقوط

(ع)
العدالة یوجب زوال الولایة لانّ الفاسق لایجوز انّ یکون الولیّ لانّه لمّا لم یکن اهل سرائر

(ف)
النّاس و هوالشّهادة فلا یکون اهل سرائر الله تعالی و هوالولایة ثم الولایة علی ضربین ولایة صح

(ک)
الایمان وذلک لا یزول بالکبیرة و ولایة الاحسان والامتنان و ذلک لا ینبغی مع الکبیرة ـ لاصح

بعضی از روافض آنکه ظاهر حال خود بل بعض اتباع حاضران مجلس خویش نیز به

صلاح ظاهر شریعت آرایند چنانکه در طهارت آب چندان جهد کنند که از میان دریا بردارند

و خادم را فرمایند تا دست خود را بدان نرساند و بیک دست بیارند و برجای بلند نه نهد

و تخصیص آن آوند برای خود کنند و در زمان وضو و غسل هر عضوی را بتمام تبلیغ و مبالغه

(ل)
ما لاکلام شویند بل از برای هر عضوی بحقیقت تجفیف علیحده سازند تا خشک تمام نسازند

پای در کفش نه نهند و بر زمین غیر قابل صلوة نروند بل اکثر پای برهنه بر آن زمین نه نهند

اگر چه خشک باشد در بدیهه بشویند و بر مصلی مخصوص تنها باشند ، قیام و قعود ناموجه و

(ا) خورند ـ (ب) شوند ـ (ج) هر بمردن ـ (د) رسند ـ (ذ) فلان شیخ (تذکرة الابرار ص54) ـ
(ر) (س، ش) نزول (کذا فی تذکره الابرار ص47) ـ (ط) انا (ایضاً) ـ (ع ، ف) اهلاً لسرائر (ایضاً) ـ
(ک) یبقی (ایضاً ص48) ـ (ل) بل از برای تجفیف هر عضوی خرقه علیحده سازند (ایضاً ص49) ـ

هبوط و صعود نامرخصه بر جای آرند - بعد از ادای رکعتی چند دعای زبانی بر زبان رانند و طی هذ القیاس - ترتیبات طبعی بیحد و عد میکنند و از آن خبر ندارند که این جمله از ممنوعات(ا) بل از طاعات روافض اند - در تذکرة الابرار و الاشرار آورده است که روایت معتبره از حضرت سید جلال جهانیان (رح) بدین جمله مشیر است که واعلم انّ البیعة من سنن الانبیاء علیهم السّلام و من خلفاء الرّاشدین الی یوم القیمة باق بلا انکار(ب) و لکن لایجوز لاحد من العلماء و الصلحاء والسّادات (فی الخلافة)(ج) بان انواع الخلافة والبیعة باختیاره الّا ان یکون له رخصة من الشّیخ الّذی هو ماذون و مرخص بالتّحقیق(د) اکابر عن اکابر الی نبیّنا علیه السّلام ومن لم یبلغ الرّخصة عن مثل هذ الشّیخ ذکرنا(و) فهو ضال و مضل وکان عاقبة امره بالکفر لانّه مدعی کذّاب مفتری علی صاحب الشّریعة بالحقیقة والافتراء علی من اللّه محض الکفر(ر) - ایضاً عن تذکرة الابرار (تیز روان شطار که برگزیدگان حضرت غفار اندبرین) مضمون فتوی داده اند(س) هرکه بی اذن مرشد حقانی که اذن و ارشاد دست بدست از حضرت خیرالبشر علیه الصّلوة والسّلام آورده باشد اگر یک بار دست ارادت مرید را در دست خود نهد از روی وبال هفتاد اولیای کامل و یک نبی مرسل را کشته باشد ، نعوذ باللّه منها - و فی الرّسالة المکیة "الشّیخ هوالّذی یقرّر الشّرع والدّین فی قلوب المریدین وشرطه انّ یکون عالماً بکتاب اللّه و سنة نبیّه علیه السّلام (ولیس کلّ)(ص) عالم اهل للمشیخة بل ان یکون الشّیخ موصوفاً بصفات الکمال ومعرضاً عن الدّنیا والجاه والطل وظهرت فی شمائله مکارم الاخلاق کالصّبر والشّکر والقناعة والسّکوت والاخلاص-

سوال :- اینجا اشکال وارد میشود که در ردالبدع فرموده که کسی باختیار و اخلاص دینداری اختیار کند و علم را با عمل(ط) امام خود سازد او را بمرشد حاجت نیفتد و در ذکر اویس قرنی (رض) می آرند که قوی باشند که ایشان را اویسی گویند و ایشان را به پیر حاجت

(ا) مبتدعات (تذکرة الابرار ص49) - (ب) نکیر (ایضاً ص58) - (ج) ایضاً - (د) به للتحقیق (ایضاً) - (و) الّذی ذکرنا (ایضاً) - (ر) علی اللّه من محض الکفر (ایضاً) - (س) ایضاً ص58 - (ص) ایضاً - (ط) علم با عمل را -

نباشد از آنکه ایشان را نور نبوت در حجرهٔ خود پیوسته بی پرورش شیخ مید هند (۱) - پس ازاینجا معلوم می گردد که اذن شرط نباشد بل هر که زاهد و عالم و صالح باشد بآن مستحب گردد -

جواب آنکه این وهم سخط فاسد آمده است چون از ادراک اشارت این عبارت قاصرآمدید چه اشارت درین آن است که پیر گرفتن فرض و واجب نیست بل از نوافل است ، پس هر که زهد و ریاضت اختیار کند ابتغاء لوجه الله تا هر چه در کتب اسلامیه مطالعه کند بر وفق آن عمل نماید پیر و هادی او الله تعالی گشت چه راه خود نمود - درین باب کلام مشهور است که "لا یزال العبد یتقرب الی الله بالنّوافل" (ب) کرامت و قربت او گردد نه آنکه دیگری را بحد قربت رساند ، اگر مردم قصد خدمت او کنند و استماع اقوالش نمایند بر ایشان نیز تاثیر پیدا خواهد آمد و لکن این کس شایان آن نگشته که دعوت خواهی نماید و ذکر و فکر از القاء نفس خود تعلیم کند و مرید گیرد و از خطرات مخالف و موافق آگاه سازد و از مهلکات خلوت بهاگاهد چه ذکر را و خلوت راو ارادت را اکثر من ان یحصی وارد میگردانند (ج) تا هر که بحضرت شیخ کامل ازآن واردات نگذشته باشد خود نتواند گذشت و نه مرید را تواند گذرانید چه فرق نتواند کرد میان واردات نفسی و جنّی و شیطانی و ملکی و رحمانی و کتب اهل سلوک ازین نوع کلمات مملو و مشحون اند اما بی طول صحبت مرشدی که او نیز بحضور شیخ خود تجربه کرده باشد ، هکذا الی عهد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ، مکشوف نگردند چه تمام احوالات از خیر و شر در تحریر نیاید تا معاینه کرده نشود ، اما اگر این عالم زاهد طالب مولی نماید (د) این برو فرض گردد که خدمت پیری موصوف بصفات کمال کند و اگر در رساله های تصوف نظر کنی هیچ جای نفرموده اند که فلان کس و فلان شیخ از زهد و ریاضت و علم و عمل بی اذن مرشد کامل بکمال (ر) برسید بل خواهی دید که فلان کس را از فلان و فلان را از فلان اذن آمده است وآنچه

---

(۱) قیاساً "بی واسطهٔ شیخ پرورش مید هد" - (ب) مسند احمد ج6 ص256 - (ج) میگردند (کذا فی تذکرة الابرار ص59 -) - (د) فح ، هر ، مظ - اگر این عالمی را هر طالب مولی نماید - (ر) سح ، فم ، مظ (بکمال) ندارند

در بعض رساله ها تحریر نموده که فلان کس حق زیارت قبر فلان شیخ بجای آورده است، برکت آن یافته. آن محمول برآنست که شیخ زمان را دریافته باشد و از ایشان شوق و دعا و اذن بدو رسیده باشد. بعد ازآن ازدیاد برکت از قبر یافته باشد نه آنکه بسبب زیارت قبر طاذون و موخوش گردد. والله اعلم بالصواب ـ والفرق بین الواردات الرحمانیة والملکیة والشیطانیة یتطلب بمیزان الکاشف (ا) و مع ذلک یؤدی الی شیئی یسیر منها و هو ان یکون سهماً للخیر مامون القائلة (ب) فی العاقبة و لا یکون سریع الانتقال الی غیره و تحصیل بعده توجه (ج) تام الی الحق و لذة عظیمة موفرة فی العبادة فهو ملکی او رحمانی و بالعکس شیطانی او ما یقال انما یظهر من الیمین اولقدام اکثره ملکی ومن الیسار والخلف اکثر شیطانی لیس من ضوابط اذ الشیطن یأتی من الجهات کلها والوارد اما ان یتطق بالامور الدنیویة مثل احضار الشیئی الخارجی الغائب عن الکاشف (د) فی الحال کالاحضار الفواکهة الصیفیة فی الشتاء مثلاً والاخبار عن قدوم زید غداً و امثال ذلک مما هو (ر) غیر معتبر عند اهل الله وهو جتی وطی المکان و الزمان والنفوذ من الجدار (س) من غیر الاستئلام و الانشقاق ایضاً من خواصهم و خواص الطائفة التی هی اطی مرتبة فان کان من الکامل (ص) فطاونة منهم و ان لم یتطق بالاخرة او کان من قبل الاطلاع (ط) بالضمائر والخواطر فهو ملکی لان الجن لا یقدر طی ذلک و ان کان بحیث یعطی الکاشف قوة التصرف فی الملک والملکوت کالاحیاء والاماتة والاخراج لمن (ع) فی البرازخ محبوس و ادخال من یرید فی العوالم الملکوتیة من المریدین الطالبین فهو رحمانیة لان امثال هذه التصرفات من خواص المرتبة الالٰهیة القائم فیها الاکمل والاقطاب فاذا عرفت مالک بیناً (ف) و اشتهرت حالک و مقامک علمت کمال الاستعداد ک و مرتبة کشفک و نقصانها انتهی کلامه ـ پس کمال راکمتر از واردات که تعلق بدنیاوی دارد

(ا) السالک الکاشف (تذکرة الابرار ص66) ـ (ب) القائلة (ایضاً) ـ (ج) یحصل بعد توجه تام (ایضاً) (د) المکاشف (ایضاً) ـ (ر) فهو (ایضاً ص67) ـ (س) الجدران (ایضاً) ـ (ص) المکمل (ایضاً) ـ (ط) قبیل الاطلاع (ایضاً) ـ (ع) المن هو (ایضاً) ـ (ف) ما بینا لک (ایضاً) ـ

حاصل آید و گاهی بحند الضّرورة بدان مشغول گردد آن از جن نباشد چه جن را در مرتبهٔ او
دخل نیست بل انعام و اکرام الٰهی باشد چه ایشان را قوت تصرف در ملک و ملکوت حاصل شد
امّا شخصی که بحد کمال نرسیده باشد البته شاید و باید که از امثال واردات جنیه (ا) باشد که
تعلق بدنیای دنی دارد و احتراز تام ورزد و مغرور نگردد چه پیروی جن کفر باشد و در رسالهٔ
پیر علی همدانی (رح) است "ای بسا مردم که بمرتبهٔ کشف جن رسیده و در ضلالت افتاده اند
ای عزیز! شیخان و مشائخ را اگر مرتبهٔ جن بکمال کشف گردد عوام زمانه او را به پیغمبری گیرند
بل خداوند ، نعوذ بالله منها و این روشن است که مردم زمانهٔ ما تابع این مردم جنّی و
غیب گوی اند ـ اکثر افغانان این زمانه ایمان بباد داده اند و عوام را معتقدان ساخته کافر
شده اند و دعوی کنند که بر ما الهام وارد شده اند و تهمت الهام می نمائیم و ندانند که
الهام بعد از انبیاءٔ (علیهم السّلام) و اولیاءٔ اکمل (رحمهم اللّٰه) نه آمده است کذا فی التّمهید (ب)
و فی القشیریه "فالخواطر (خطاب) (ج) ما یرد علی الضّمائر فقد یکون بالقاء ملک و قد یکون بالقاء
الشّیطن و قد یکون احدیث النّفس و قد یکون من قبل اللّٰه تعالی (د) فاذا کان من قبل الملک فهو
الالهام و ان (ر) کان من قبل النّفس فهو هواجس (س) و ان (ص) کان من قبل الشّیطن فهو الوساوس (ط) و ان کان
من قبل الحق سبحانه و تعالی والقاء (ظ) فی القلب فهو خاطر حق و جملهٔ ذلک من قبل (ع) الکلام الی
قوله و اتفق المشائخ علی ان من کان اکله من الحرام محض لم یعرف (غ) بین الوساوس والالهام
بآنکه خوردن شیوخ زمانهٔ ما حرام محض (است) که حلال در آن چون نمک در طعام گاهی یافته
شود و گاهی نشود ، از دنیا خزینه ها و انبار (ف) ... جمع کرده چگونه تعریف تواند کرد و فی (ک)
التّمهید (ل) یه لان کل عجوز و کافر و عاصی یری الرّؤیا. الصّالحه فی المنام ـ و در عقیدهٔ امام ابومعین (م)

(ا) غ ـ جنسیه ـ (ب) کما ذکر فی التّمهید (تذکرة الابرار ص) ـ (ج) رجوع کنید به رسالهٔ قشیریه ص 43 ـ
(د) قبل الحق سبحانه (ایضاً) ـ (ر) واذا (ایضاً) ـ (س) هواجس (ایضاً) ـ (ص) واذا (ایضاً) ـ
(ط) الوسواس (ایضاً) ـ (ظ) والقائه (ایضاً) ـ (غ) یفرق (کذا فی تذکرة الابرار ص 68) ـ
(ف) تعریف (ایضاً) ـ (ع) قبیل (رسالهٔ قشیریه ص 43) ـ (ک) وفی التّمهید (تذکرة الابرار ص 68) ـ
(ل) عاص (ایضاً) ـ (م) یعنی ابو معین نسفی ـ

آورده است "الکافر یری بعینه فی المنام انه فی السمآء" - پس چون رویای صالحه کفار را هم باشد

درین باب همین فضیلت شیخ را بر کافر ثابت نشود بسبب رویای صالحه، او نیز از جانب جن

باشد و فی المهید "الاخبار من الجن جائز" - پس چون به بسیاری مریدان نیست چه معلوم

کافه انام است که اتباع شیطان لعین هرآینه بیشتر از اتباع محمد علیه الصّلوه والسّلام است،

پس بر نسب نیست چه همه مردم از کافر و مسلم همه از فرزندان پیغمبر (ع) اند، پسر نوح

علیه الصّلوة و السّلام و علی نبینا را شنیده باشی که کافر شده بدوزخ رفت - پس به بسیاری مال

نیست، این مشیر بر اعتقاد و اعتماد شیوخ زمانهٔ ما[(۱)] است چه شوف دارین خود را در مال

دانند بل لافها زنند که اگر ما را شوف و ولایت نبودی مردم بما رجوع نشدی و مالهای ما

بسیار نبودی و از آن خبر ندارند که مقبول حق مردود خلق و مردود حق مقبول خلق

باشد و اگر فضیلت در مال بودی اولیای متقدمین چون بایزید بسطامی و ابراهیم بن ادهم

و فضیل ابن عیاض (رحمهم اللّه) و غیر ذلک دنیا و اهل دنیا را ترک ندادی -

ای عزیز! شیخی و پیشوای و پیری و مریدی زمانهٔ ما را قدما مثالی واضح نهاده و

نصیحتی فائق نموده اند چنانچه در ردالبدع آورده است که پیری و مریدی اهل زمانه

بی شرائط چون نماز بی وضو و ادا نماز بغیر وقت و روزه بی امساک و زن بی نکاح و زراعت

بی تخم و درخت بی بر و مرغ بی پر و خانه بی در و تن بی سر و سر بی بصر و چشم بی نظر

باشد - این مکتوب را بتدبیر مطالعه کنید تا شیخی و درویشی و پیری و مریدی جهال که

درین زمانه پیدا شده است و بواسطهٔ فتنهٔ ایشان جهان بفساد پر شده در نظر آید امروز

دیگر چه مانده است - قال النبی علیه الصّلوه و السّلام "اذا رأیت اللّه انعم علی عبده و هو

مقیم علی معصیة فاعلم انه مستدرج" صدق رسول اللّه علیه الصّلوه والسّلام، یعنی چون بنده

گناه کند و حق تعالی مستدرج بروی نیکی کند و نگیرد ویرا، بدانکه استدراج است و جزای مکر

---

(۱) قح، هر، مظ (ما است) ندارد -

اوست و اگر بگیرد ویرا بعذاب تا توبه کند عنایت اوست "و یعفوا املیلهم انّ کیدی متین" و مهلت دهم ایشان را و عمر دراز تا گناه کنند و سزاوار عذاب گردند - الاملاء فرصت دادن ، "انّ کیدی متین" بدرستیکه کید من استوار یعنی عذاب من در صورت نعمت بر دشمنان سخت است ، چهار سال فرعون را ملک و مال دادیم و هیچ درد سرش ندادیم - نصیحت عارفان اینست که هر چند کرامات ازوی ظهور کند ترس وی بیشتر باشد - قال سید الطّائفه جنید (رح "لمّا طاب عیش علی الاولیاء و مکراللّه تطیّر(۱) فی السّماء و تمشی علی المآء» در صورت فقر می باشد در وی ترس کمتر است و اگر در صورت غنا میباشد آنجا ترس بیشتر است - در مشارح و شرح آورده است که خضر علیه السّلام فرموده است " من عمل لیس علیه امرنا فهو رد(ب) " نقل است که روزی یکی از اصحاب اولواالالباب بخدمت پیغمبر علیه الصّلوٰة والسّلام آمد و پرسید که یا رسول اللّه! هر آن مومن که در شب هزار رکعت نماز بگذارد مژدهٔ ثواب او چه باشد ؟ حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم فرمود " از ثواب چه پرسی ، از عذاب پرس ، گفت چرا یا رسول اللّه!؟ گفت "جبرائیل امین (ع) بفرمان رب العلمین بمن نیاورده و من نیز بشما اظهار نکردم ، چگونه از هوی بجا آورده ؟ " - این شیخان افغانان بیشتر این قسم را بجای می آرند که شب و روز به نمازهای نوافل بطور خود مشغول میباشند بی آنکه در کتاب دیده باشد بعده آنانی که قدم بر هوای نفسانی نهند تا صفای باطن یابند ایشان را چاره نباشد از اذن شیخ اگر چه آن نوافل اعمال از کردار خیرالبشر علیه الصّلوٰة والسّلام منقول باشد چه شیوخ حقانی اسرار مودعه اعمال را دریافته اند بحسب هر کلامی از مریدان فرمایند تا در صفای آن غلط نخورند و به ضلالت نروند و در انیس العاشقین آورده است درویشی را این قدر معرفت می باید که احوال مرید دریابد که بر حسب آن تربیت کند تا بمقام رسد ، اگر مقام مرید عزلت دارد عزلت فرمایند و اگر مقام مرید سکوت دارد سکوت فرمایند و اگر اهلیت این مقام ندارد پس تلقین دیگر آن

---

(۱) نسخ ،ع ، ط (تطیر) ندارد - (ب) ابوداوٗد ج2 ص279 - مسند احمد ج6 ص256 -

کند که ادای خمس اوقات بجماعت و صوم کند و اگر پیر عارف باحوال مرید نهاشد قطاع الطریق ایست ـ حضرت شیخ علی ترمذی قدس اللّٰه سره بن قنبرعلی بن سید احمد بن سید یوسف نور بن سید محمد نور بخش ترمذی بن سید احمد بیغم بن سید برا ق بن سید احمد مشرف (۱) بن سید شاه ابوتراب (ب) بن سید حامد (ج) بن سید محمود بن سید عثمان (د) بن جعفر بن سید عمر بن سید محمد بن حسام الدّین بن اسحاق (ر) شاه بن ناصر خسرو بن سید جلال گنج علم بن سید امیر علی (س) بن سید عبدالرحیم بن سید محمد مکی بن سید محمد مهدی بن حسن عسکری بن سید علی تقی بن علی نقی بن سید علی رضا بن سید موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن علی (ص) اصغر بن حسین شهید کربلا ابن بی بی فاطمه زهری رضی اللّٰه عنها منکوحهٔ علی مرتضی رضوان اللّٰه تعالی عنهم اجمعین و بنت رسول مصطفی صلی اللّٰه علیه و آله و سلم و علی سائر الانبیاء والمرسلین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ـ وفات شیخ علی ترمذی در سال نه صد و نود و یک هجری ـ لفظ (ط) پنج تن پاک و دوازده امام از علامات رفض است، امّا ایشان (را) دوست می دارم از چشم سر چه ایشان اهل بیت رسول خدا اند علیه السّلام لکن فضل ابوبکر بر عمر و فضل عمر بر عثمان و فضل عثمان بر علی و فضل علی بر سائر اصحاب رضوان اللّٰه تعالی عنهم اجمعین برحمتک یا ارحم الرّاحمین ـ

بدانکه ای عزیز! باعتقاد تام و زیادت اهتمام هر وردی که باشد تاثیر دارد و روافض غیرالدّین گویند که تاثیر وظائف و تصدقات بارواح اموات و حوائج دیگرد نیوی باشد یا دینی نیست و این قول ایشان محض کفر است و مخالف اعتقاد باشد که در قصیدهٔ مبارکه معظمه

(۱) مشتاق (روحانی رابطه ص 423) ـ (ب) شاه ایوب ابوتراب (ایضاً) ـ (ج) غم ، عمر ـ حامل ـ (د) محمد بن اسحق بن عثمان (روحانی رابطه ص 423) ـ (ر) حسام بن شاه ناصر خسرو (ایضاً) (س) امیر علی بن محمد مکی (ایضاً) ـ (ص) زین علی بن امام حسین رضی اللّٰه عنه (ایضاً) ـ (ط) شجرهٔ نسب شیخ علی ترمذی که معروف به پیربابا است و مرشد اخوند درویزه مصنف تذکرة الابرار و الاشرار است، اینجا نقل کردن با مطالب نسخهٔ زیر نظر (مرآة الاولیا) غیر مربوط است ـ

مشرفه چنان است :

و للدّعوات تأثیر بلیغ　　　و قد ینفیه اصحاب الضّلال

پس در وظائف منقول اولیاء کبار و اتقیاء ابرار تأثیرات بسیار مشاهده شد، پس زیادت و نقصان از قدر مروی در مذهب امام اعظم رحمة الله علیه موجب حرمان است از تأثیر چنانچه یک شخص بتو نشانهٔ خزانه دهد که فلان جای وفلان سنگ در زیر آن باشد، پس شط اگر زیر آن سنگ میجوی بیابی و اگر نه محروم مانی، پس در هر ورد شروط واهب (۱) نگذار تا فائده یابی - پس در ختم خواجگان شروط است و آداب، اگر رعایت شروط و آداب نکند بهره نیابد و بی فائده رنج کشد - شروط طهارت و رعایت اعداد ادعیه که فاتحه و درود والم نشرح از یک کم هشتاد و اخلاص از هزار بار زیاده و کم نکند و آداب آنست که مقتدا ختم را باید که رو به مشرق دارد و دیگر شش کس باخود حلقه کند و اذن از ماذون آورده باشد و داخل طریق بهتر است اگر اذن دارد، و خنده نکند در ختم و متقیان باشد و کینه و بغضها کس نکنند در آن وقت و نامهای خواجها یاد دارند و ثواب بارواح ایشان ببخشند و تضرع و خشوع نمایند و ایشان بخدای روئیدار کنند و در روز یک ختم کافی است، اگر اثر آن ظاهر نشد پس در شب دیگر کند، پس اگر نیز ظاهر نشد دیگر خواهد کرد تا سه روز یا پنج روز یا هفت روز، البته تأثیر خواهد کرد و اگر این شروط و آداب را بجا نیاورد بی فائده رنج کشد و اسماء خواجها اینست که درین دعا مذکور است "الٰهی بحرمت خواجه عبدالخالق غجدوانی و خواجه بهاء الدّین نقشبند و خواجه بایزید بسطامی و خواجه شیخ ابومنصور ماتریدی و خواجه ابوالحسن خرقانی و خواجه یوسف همدانی و خواجه سید پارساو امیر کلال (رحمهم الله) حاجت من برآر و فلان کس را شفا بخش و شیرینی در مائده حاضر خواهد کرد - نقل ارشاد الطّالبین، ایضاً در تذکرة الابرار آورده است کسی که دعوی تصرف کند و برآن باشد که بینه و بین الله بدان مقام

(۱) غح، عر، مظ (واهب) ندارد -

رسیده است که نماز ازو ساقط شده و خمر خوردن و معصیت کردن و مال سلطان خوردن او را حلال شده، هیچ شک نیست که کشتن او فاضل تر باشد از کشتن صد کافر زیرا که ضرر او در دین عظیم تر و قوی تر بود از ضرر صد کافران چه بسبب او در اباحت و الحاد کشاده گردد که آن در را نتواند بست و ضرر اباحتیان بیشتر است زیرا که شرع را هم بدعوی شرع خراب میکند، اگر آن شیطان صفت را سیاست کند شیطان مفسد کشتنده آن ملحد را در وهم اندازد که اگر او را سیاست کنی و برنجانی او ترا زخم زند ، این تهدید از کید شیطان و وسوسهٔ او باشد و از جمله مکر و تلبیس ابلیس ، پس در اجرای امور دینی و اوامر شرعی به تخویفات و تهدیدات شیطان التفات نباید کرد و فرمان خدای را امتثال باید کرد و حدود و تعزیرات بروجه شرع براند و به ثواب از حضرت ربّ العلمین واثق باشد ⊞ – در خانی آورده که اگر شخص بشنود نام از نامهای خدایتعالی واجب است بر شنوده که تعظیم دهد نام باریتعالی را و گوید سبحان الله و مانند این ، کذا فی خزانة الرّوایات اگر شخص "الله" گفت شنوده را واجب است گفتن جلّ جلاله ، جواب گفتن فرض است در هر مرتبه که نام خدای تعالی بشنود و اگر نام پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بشنود در تمام عمر یک بار صلی الله علیه و آله و سلم گفتن واجب است و تکرار کردن سنت است کذا فی سراجی – مسئلة : ~~هرکه در یک مجلس~~ اگر کسی نام خدای تعالی تکرار کند هر شنوده را سه بار جلّ جلاله گفتن بسنده است کذا فی تحفة الفقه –

مسئلة : هر که در یک مجلس چند بار نام پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم بشنود یک بار صلوٰة گفتن کفایت بود و نیز اگر نام خدای تعالی را در یک مجلس تکرار شنود یک بار جواب گوید کفایت بود کذا فی صلوٰة مسعودی – این همه مسائل از خلاصة الفقه است – مسئله : مردی نام پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم گفت پیش کسی که قرآن میخواند واجب نیست بر آن قاری صلوٰة فرستادن بر پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم ، چون فارغ شود از قرأت قرآن قاری اگر درود گوید نیک

⊞ ازین بعد صفحاتی چند معادل چهار صفحات "فح" از نسخ "ساقط شده است –

است و نگوید بد نیست چیزی بروی ، کذا فی سراجی - مسئلة : اگر نام باران پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم شنود بر شنوده واجب نیست رضی الله عنه گفتن کذا فی القنیه - وقت گفتن و شنیدن نام آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم اختلاف است ، بعضی بر آنند که هر نوبت درود گفتن واجب بود و جمعی گوید که در یک مجلس هر چند تکرار یابد یک نوبت درود واجب است و باقی سنت تفسیر حسینی - قوله تعالی "انّ الله و ملئکته یصلّون علی النّبی یایّها الّذین آمنوا صلّوا علیه و سلّموا تسلیماً "- بدانکه حق تعالی درین آیت کریمه امر می فرمایند بر صلوة بآنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم و علما میفرمایند که امر دلالت بر وجوب میکند ، امّا اختلاف علما است بمقدار واجب و اکثر ائمه برآنند که در مدت عمر یک بار واجب است و تکرار آن مستحب و مندوب بر مثال کلمهٔ توحید و دلیل آنست که امر برای وجوب دلالت میکند بر اتیان واجب نه تکرار آن و بعضی برآنند که در وقت استماع نام آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم هر وقت که باشد صلوة واجب است بدلیل آنکه حق تعالی "یصلّون" بصیغهٔ مضارع ادا فرمود آن دلالت بر دوام استمرار میکند یعنی حق تعالی با ملائکه کرام همیشه صلوة بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم ابلاغ میفرمایند ، پس سزاوار آنست که بندهٔ مؤمن نیز همواره باین امر پسندیده اشتغال نماید و زبان بدرود محمد صلی الله علیه و آله و سلم بکشاید اما روایات فقه که فقها قدس الله ارواحهم برآن رفته اند در کتب متداوله ایراد کرده اند تفصیل ذکرآنها مناسب نیست و بالجمله آنچه در زاد الفقها آورده است که صلوة بر رسول صلی الله علیه وآله وسلم بمذهب حنفیه نزد امام کرخی رحمة الله علیه واجب است در همه عمر یک بار و نزد امام طحاوی (209) رحمه الله علیه هر بار که نام آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم بشنود واجب

---

(209) ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامه بن عبد الملک الازدی (و ازد قبیله ای مشهور از قبائل یمن است) الطّحاوی (و آن قریه ای در بالای مصر است) در سال دو صد و بیست و نه هجری تولد یافت (رجوع کنید به البدایه والنّهایه ج 11 ص 174) و در سال سیصد و

است بنا بر آن حدیث که حضرت صلی الله علیه و آله و سلم فرمود "من ذکرت عنده و لم یصلّ علیّ فقد جفانی" یعنی هر کسی که نام من بشنود و بر من درود نفرستد بر من جفا کرده باشد و هم در زاد الفقها می گوید که قول امام طحاوی (رح) اصح اقوال است و بمذهب امام شافعی (رح) در قاعدهٔ آخر بعد التشهد فرض است و نزد ما سنت است، والله اعلم -

در بیان مواضعی که استحباب صلوٰة
در آن بیشتر تاکید یافته است

و آن ده موضع است، اول در نماز بعد از تشهد آخر و بمذهب امام شافعی (رح) بعد از تشهد اول مستحب است و بعد از تشهد آخر واجب، دوم در حین دعا چه پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرموده است که دعا محجوب است از صعود بر آسمان تا مادام که بر ما صلوٰة فرستد (210) آنگاه دعا به بدرقهٔ صلوٰة من از آسمان در گذرد، بموقف اجابت رسد و از امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه مرویست که فرمود نماز و دعا میان زمین و آسمان معلق است تا آن وقت که صلوٰة بر پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فرستاده شود (211)، سوم در وقت دخول در مسجد، چهارم

بیست و یک هجری وفات یافت ود ر قرافه (مصر) مدفون گشت - ابتداءً از خال خود ابوابراهیم اسمعیل بن یحیی المزنی در مذهب شافعیه درس میخواند، بعد آن در فقهٔ حنفیه ازابی جعفر ابن ابی عمران الحنفی تحصیلات خود را بتکمیل رسانید - معانی الآثار، اختلاف العلما (مخطوطه قاهره) احکام القرآن، الشروط (الکبیر، الاوسط، الصغیر) تاریخ الکبیر (رجوع کنید به وفیات الاعیان ج1 ص1 7) و المختصر فی الفقه، مناقب ابی حنیفه (رح)، الرساله فی اصول الدین، النوادر والحکایات، صحیح الآثار (مخطوطه خدابخش لائبریری) معالم الآثار (مخطوطه قاهره) ازمصنفات وی خیلی مشهورومعروف بوده است (رجوع کنید به اردو دائره المعارف الاسلامیه ج2 ص428)

(210) این حدیث را حضرت علی کرم الله وجهه روایت کرده است (رجوع کنید به "الترغیب والترهیب" طبع قطر، ج2 ص505) علامه ابن الجوزی این حدیث را موضوع قرار داده است (رک به "العلل المتناهیه فی الاحادیث المتناهیه" طبع دارنشر الکتب الاسلامیه لاهور ج2 ص358) -

(211) رجوع کنید به "الترمذی ج1 باب الوتر 21" - از متن حدیث ظاهر میشود که این قول عمر رضی الله عنه است، باز هم ابن کثیر (رح) از رزین ابن معاویه مرفوعاً با تغیر الفاظ نقل کرده است (رک به تفسیر ابن کثیر سوره احزاب 56) -

در حین فراغ مؤذن از اذان، پنجم شنیدن یا گفتن نام آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم چنانچه بیان شد. ششم در وقت نوشتن نام آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم که ابوهریره رضی اللّه عنه روایت میکند از حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم که فرموده که هرکه صلوٰة بر من در کتاب بنویسد فرشتگان برای وی استغفار میکنند تا آن صلوٰة که در آن کتاب مثبت باشد و آنچه اختیار علما است آنست که هم صلوٰة و هم سلام هر دو مثبت سازد و مکروه است که بیکی قناعت کند و روایتیست که به رموز ننویسد بلکه به صریح صلی اللّه علیه و آله وسلم یا علیه الصّلوٰة و السّلام یا صلوٰة اللّه تعالی والسّلام علیه بنویسد. هفتم در روز یا در شب جمعه که حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم فرمود "هر که در روز جمعه بر من صلوٰة فرستد حق (تعالی) دویست ساله گناهان او را بیامرزد و هر که هزار بار بر من صلوٰة بفرستد نمیرد تا جای خود را در بهشت نبیند و نیز می فرماید که هر که هشتاد بار بفرستد بیامرزد حق تعالی دویست ساله گناهان ما تقدم و ما تأخر. هشتم در وقت مصافحه که سبب مغفرت گناهان است. نهم در ماه مبارکهٔ شعبان. دهم چون یاد گناهان خود کند و از ارتکاب آن معاصی پشیمان گردد فی الحال کلمهٔ لا اله الّا اللّه محمّد رسول اللّه بر زبان راند و از عقب آن صلوه بر روح مبارک مصطفی صلی اللّه علیه و آله و سلم بفرستد تا آن گناهان از برکت کلمهٔ توحید و درود مغفور گردد. پس بنا بر این مقدمات هیچ معامله مر بنده را بهتر از متابعت حضرت رسالت پناه صلی اللّه علیه و آله و سلم و محبت او نیست و چون آنحضرت صلی اللّه علیه و آله و سلم شب و روز در اندیشهٔ احوال و فکر مرجع و مآل ما می بود اولی آنکه ما نیز بوصف کمال و نعت جلال او پردازیم و هر که نظر بدین سواد کند محمّد شعیب (رح) بن رفیع القدر حافظ گل (رح) بن محمّد رفیق (رح) بدعا نیک یاد کند که او را اللّه تعالی بدیدار خود شاد کند۔

تمّت هذه الرّسالة المبارکة الشّریفة المسمّی بالرّسالة العنبریّة مرآة الاولیا فی مسجد[1] مولانا فاضل محقق حافظ گل جی قدس اللّه (سره) فی تاریخ یوم خامس شهر رجب سنه 1226 (هجری)۔

---

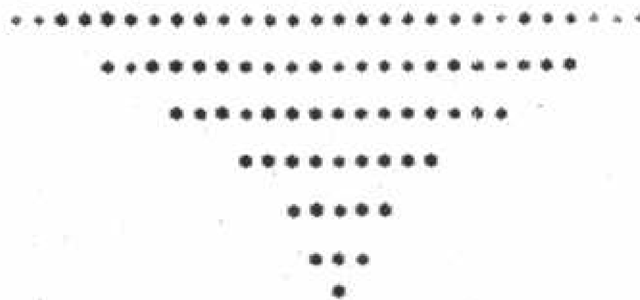
[1] مف ـ "فی مسجد مولانا صدرالدّین صاحب زادهٔ تورو میری بدستخط فقیر حقیر خاکپای کبیر و صغیر وعاصی وجانی عفی اللّه تعالی عنه میر احمد برحمتک یا ارحم الرّاحمین (تاریخ درج نیست)۔

فح ش "تمت کتاب مرآة الاولیاء دستخط فقیر حقیر خاکپای عباد اللّه رحیم اللّه سنه 1130 هجری "۔

مر :- "تمام شد کتاب مرآه الاولیا دستخط فقیر حقیر خاکپای (نام کاتب محکوک شده است)

باز هم در گوشهٔ چپ زیرین صفحهٔ آخرین همین نسخه مسطور است :

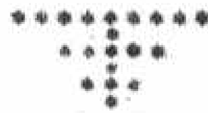
" این کتاب تقدس انتساب تصنیف حضرت مخدوم الملک و فخرالزمان قطب دوران حضرت شیخ صاحب محمد شعیب رحمه الله علیه المعروف بشیخ صاحب تورد هیری (من مضافات تومان یوسف زای الگای پشاور) پیر صاحب صوات (که غلطاً سوات نوشته میشود) که در فن سلوک بی نظیر و بغایت کثیرالمنفعت است از کثرت تحریف نساخین ومغالطه‌های خطاطین مغیر و محرف شده بود در اکثر جاها مطلب مفهوم مطالعه کنندگان نمی افتد لهذا باستدعای محبی مولوی تاج محمد خان ساکن بغداده و بتحریک بالواسطهٔ صاحبزاده صاحب عبدالقدیر جزاهما الله خیراً بنده معترف بنادانی قاضی میراحمد شاه رضوانی اکبرپوری بسیاری از مقامات را تصحیح و تنقیح کرده ـ والسلام در شهر ذیقعده سنه 1317 (هجری) مقام اکبرپوره ـ"




فهارس

فہرست نامہا ——————— مقدمہ

فہرست اعلام جغرافیائی
(مقدمہ)



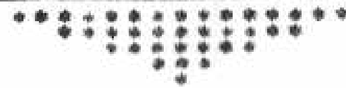
فہرست اعلام الرجال

(الف) (متن)

ابن اسحٰق - 37ـ90

(ن)

فہرست اعلام جغرافیائی



(الف)

(ب)

(پ)

(ت)

کتابیات

(الف)

آب کوثر مؤلفہ شیخ محمد اکرام ، طبع فیروز سنز لاہور 1952ع

آثار جاویدان مؤلفہ ڈاکٹر غلام سرور ، طبع مکتبہ خورشید درخشان کراچی 1966ع

آئین اکبری مصنفہ ابوالفضل ، طبع نولکشور پریس لکھنؤ

الاصابہ فی تمییز الصحابہ مؤلفہ حافظ ابن حجر عسقلانی ، طبع کلکتہ 1853ع ۔ مصر 1322ھ

الاکتفا فی مغازی المصطفی (ص) مؤلفہ حافظ ابی الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی (متوفی 634ھ)

(6) الام (مقدمہ) مصنفہ محمد بن ادریس الشافعی (رح) طبع اول کلیات الازہر 1381ھ/1961ع

(7) البدایہ والنہایہ مؤلفہ حافظ ابن کثیر طبع دوم مکتبہ معارف بیروت 1977ع

(8) ابو حنیفہ مؤلفہ پروفیسر ابوزہرہ ، طبع ثانیہ قاہرہ 1366ھ/1947ع

(9) ابوداؤد (سنن) مؤلفہ ابوداؤد سجستانیؒ ، طبع سعید ایچ۔ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی 1967ء

(10) الترغیب والترہیب مؤلفہ علامہ المنذری طبع قطر (بدون تاریخ)۔

(11) التشرف مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ، طبع چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

(12) التعرف لمذہب اہل التصوف مصنفہ امام ابوبکر الکلاباذی ، طبع قاہرہ 1380ھ ۔

(13) التکشف مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ، طبع سجاد پبلشرز لاہور 1960ع

(14) "الحق" (ماہنامہ) دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ، شمارہ جون 1980ع

(15) "الحق" (ماہنامہ) دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ، شمارہ مارچ 1977ع

(16) احکام القرآن مؤلفہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی ، طبع مصر (بدون تاریخ)

(17) احوال و آثار بہاء الدین زکریا ملتانی مؤلفہ دکتر بانو شمیم زیدی ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان 1974ع

(18) احوال العارفین مؤلفہ حافظ غلام فرید ، طبع نذیر سنز پبلشرز لاہور اشاعت اول 1979ع

(19) احیاء العلوم فی الدین مصنفہ امام محمد غزالی ، طبع دارالمعرفہ بیروت (بدون تاریخ)

(20) اخبار الاخیار مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، طبع فاروق اکیڈمی گمبٹ ، ضلع خیرپور

(21) اخبار الحکماء مصنفہ جمال الدین القفطی ، طبع لائپزگ 1320ھ/1903ع

(22) الخیرات الحسان مؤلفہ ابن حجر مکی ، طبع بمبئی 1324ھ

(23) الدارمی مؤلفہ ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی ، طبع نشر السنہ ملتان (بدون تاریخ)

(24) اذکار ابرار (ترجمہ گلزار ابرار) مترجمہ فضل احمد جیوری، طبع اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور 1395ھ
(25) ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ ننگرہاری، طبع پشاور 1278ھ
(26) ارشاد الساری شرح بخاری مؤلفہ احمد بن محمد قسطلانی، طبع مطبعہ المیمنہ مصر۔
(27) ارواح ثلثہ (مجموعہ رسائل امیر الروایات از امیر شاہ خان، روایات الطیب از قاری محمد طیب، اشرف التنبیہہ از مولانا اشرف علی تھانوی) طبع اسلامی اکادمی لاہور 1976ع
(28) ازالہ الخفا عن خلافہ الخلفا مصنفہ شاہ ولی اللہ، طبع سہیل اکیڈمی لاہور 1396ھ
(29) استیعاب مؤلفہ حافظ ابن عبد البر، طبع حیدرآباد دکن 1326ھ
(30) اسد الغابہ مؤلفہ علامہ ابن الاثیر، طبع تہران (بدون تاریخ)
(31) اسلام کا نظام مساجد مصنفہ مولانا محمد ظفر الدین، طبع ندوہ المصنفین دہلی 1381ھ
(32) اشعہ اللمعات شرح مشکوہ مؤلفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، طبع مکتبہ نوریہ سکھر 1976ع
(33) اشعہ اللمعات مؤلفہ عبد الرحمن جامی، طبع تہران (بدون تاریخ)
(34) اصطلاحات (تصوف) مصنفہ شیخ ابن العربی، طبع مکتبہ لبنان بیروت 1969ع (منسلکہ تعریفات شریف جرجانی)۔
(35) العلل المتناھیہ فی احادیث المتناھیہ مؤلفہ عبد الرحمن بن علی بن الجوزی، طبع دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور (بدون تاریخ)
(36) الغزالی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی، طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی (بدون تاریخ)
(37) الفائق مؤلفہ جار اللہ زمخشری، طبع حیدرآباد دکن (بدون تاریخ)
(38) الفج العیون (قلمی) مصنفہ شیر محمد گلیانی، کتابخانہ ریکارڈ آفس شمال مغربی سرحدی صوبہ پشاور۔
(39) الفرق بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطن مصنفہ حافظ ابن تیمیہ، طبع بیروت 1390ھ
(40) افغانستان در مسیر تاریخ مصنفہ میر غلام محمد غبار، چاپ دوم ایران۔ قم، اسد 1359ھ
(41) الفہرست مؤلفہ ابن ندیم، مترجمہ م۔ رضا تجدد، چاپ اول تہران 1343 شمسی
(42) اقتباس الانوار مؤلفہ شیخ محمد اکرم براسوی طبع لاہور 1895ع
(43) الکامل فی التاریخ مؤلفہ ابن الاثیر، طبع بیروت 1965ع
(44) اکمال الدین مؤلفہ ابو جعفر ابن بابویہ قمی الصدوق، چاپ تہران 1390ھ
(45) المحبر مؤلفہ ابوجعفر محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی، طبع حیدرآباد دکن 1361ھ
(46) المعمرون والوصایا مؤلفہ ابی حاتم سجستانی، تحقیق عبد المنعم عامر طبع دار احیاء الکتب العربیہ
(47) الملل والنحل مصنفہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی طبع کیورٹن لندن 1842ع

(48) المصنوع فی احادیث الموضوع مؤلفہ ملا علی قاری ، مطبع محمدی لاہور (بدون تاریخ)

(49) المنتظم مؤلفہ عبد الرحمن ابن الجوزی ، طبع دائرہ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن اشاعت اول

(50) المنجد (عربی ۔ اردو) طبع دار الاشاعت کراچی 1960ع

(51) المنقذ من الضلال مؤلفہ امام محمد غزالی ، طبع مصر ، مطبع محمودیہ (بدون تاریخ)

(52) المیزان مصنفہ امام عبد الوہاب شعرانی ، طبع مصر 1279ھ

(53) المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث مؤلفہ اے ۔ جے ۔ وینسنک ، طبع بریل ۔ لیدن 1967ع

(54) انسائکلوپیڈیا تاریخ عالم مصنفہ ولیم ایل ۔ لینگر ، ترجمہ و تہذیب غلام رسول مہر طبع لاہور 1958

(55) انوار العارفین مصنفہ محمد حسین ، طبع لکھنؤ 1879ع

(56) اورینٹل کالج میگزین ، لاہور ، شمارہ فروری 1955ع (مقالہ ڈاکٹر محمد جہانگیر)

(57) الوفا باحوال المصطفی (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) مؤلفہ ابن الجوزی طبع لائلپور (فیصل آباد) 1397ھ

(ب)

(58) بحر الانوار مؤلفہ پروفیسر عبد الرؤف نوشہروی ، طبع عظیم پبلشنگ ہاؤس پشاور 1384ھ

(59) بحر محیط (تفسیر القرآن) مؤلفہ اثیر الدین ابی عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن حیان الاندلسی ، طبع اول مطبع السعادہ مصر 1328ھ

(60) بخاری شریف الصحیح (عربی ۔ اردو) مؤلفہ محمد بن اسمعیل بخاری طبع امجد اکیڈمی لاہور

(61) بزم صوفیہ مؤلفہ صباح الدین عبد الرحمن ، طبع دار المصنفین اعظم گڑھ 1949ع

(62) بیان واقع مصنفہ خواجہ عبد الکریم کشمیری ، مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر کے ۔ بی ۔ نسیم ، طبع پنجاب یونیورسٹی لاہور ، اشاعت اول 1970ع

(63) پشتو (ماہنامہ) پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی ~~xxx~~ع (سوات باباجی نمبر فروری / مارچ 1982

(64) پشتون کون ہیں ؟ مصنفہ پروفیسر پریشان خٹک ، طبع پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی 1984

(ت)

(65) تاریخ ابن خلدون مترجمہ حکیم احمد حسین آبادی ، طبع نفیس اکیڈمی کراچی 1981ع

(66) تاریخ ایران مؤلفہ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی ، طبع مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور 1967

(67) تاریخ ادبیات ایران مصنفہ ذبیح اللہ صفا ، طبع تہران ، چاپ سوم 1339

(68) تاریخ اسلام مؤلفہ شاہ معین الدین ندوی طبع اعظم گڑھ 1370ھ / 1952ع

(69) تاریخ بغداد مؤلفہ ابوبکر احمد بن علی المعروف بہ خطیب بغدادی ، طبع دار الکتب عربی بیروت

(70) تاریخ تصوف در اسلام مصنفہ دکتر قاسم غنی ، طبع دوم تہران 1340ھ

(71) تاریخ الخلفاء مؤلفہ جلال الدّین سیوطی مترجمہ اقبال الدّین احمد طبع نفیس اکیڈیمی کراچی 1963ع

(72) تاریخ پاکستان و بھارت مؤلفہ ہاشمی فرید آبادی، طبع انجمن ترقی اردو کراچی 1953ع

(73) تاریخ پشاور مصنفہ گوپال داس، طبع لاہور۔

(74) تاریخ دعوت و عزیمت مصنفہ سید ابوالحسن علی ندوی (ج 1) طبع اعظم گڑھ 1375ھ، (ج 3) کراچی 1399ھ، (ج 4) کراچی 1400ھ، (ج 5) کراچی 1404ھ (ج2) اعظم گڑھ 1377

(75) تاریخ دولت فاطمیہ مؤلفہ رئیس احمد جعفری، طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1965ع

(76) تاریخ عرب قبل از اسلام مؤلفہ جواد علی، بیروت 1968ع

(77) تاریخ فیروز شاہی مؤلفہ ضیاء الدّین برنی، طبع کلکتہ 1862ع باہتمام کپتان ولیم ناسولیس

(78) تاریخ طبری مترجمہ سید محمد ابراہیم ندوی، طبع نفیس اکیڈیمی کراچی اشاعت پنجم

(79) تاریخ کبیر مؤلفہ محمد بن اسمعیل بخاری، طبع دائرہ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن 1363ھ

(80) تاریخ مخزن افغانی مؤلفہ نعمت اللّٰہ ہروی، مترجمہ ڈاکٹر شیر حسین مرحوم طبع لاہور 1968ع

(81) تاریخ مشائخ چشت مؤلفہ محمد زکریا، طبع اول مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی 1397ھ

(82) تاریخ معتزلہ مترجمہ رئیس احمد جعفری، طبع اول سعید ایچ۔ ایم کمپنی کراچی 1969ع

(83) تاریخ ہندوستان مؤلفہ مولوی ذکاء اللّٰہ دہلوی، طبع مطبع انسٹیٹیوٹ اعظم گڑھ 1919ع

(84) تاریخی و ادبی مطالعے مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد، طبع مسلم یونیورسٹی علیگڑھ 1961ع

(85) تبییض الصّحیفہ مؤلفہ جلال الدّین سیوطی، طبع حیدرآباد دکن 1334ھ

(86) تبلیغی نصاب مؤلفہ شیخ الحدیث محمد زکریا، طبع عثمانی اکیڈیمی ملتان (بدون تاریخ)۔

(87) تذکرہ الابرار والاشرار مؤلفہ اخوند درویزہ، طبع دارالاشاعت سرحد پشاور (بدون تاریخ)

(88) تذکرہ الاولیاء مؤلفہ فرید الدّین عطار، تحقیق مرزا محمد خان قزوینی چاپ پنجم تہران۔

(89) تذکرہ اولیای ہند مؤلفہ مولوی عبدالرّحمن چشتی، طبع لکھنؤ 1914

(90) تذکرہ الشّعراء مؤلفہ دولتشاہ سمرقندی، طبع تہران 1338 شمسی۔

(91) تذکرہ الشّعراء مؤلفہ عبدالغنی، علیگڑھ 1916ع۔

(92) تذکرہ الحفاظ مؤلفہ حافظ شمس الدّین ذہبی (متوفی 748ھ) طبع حیدرآباد (بدون تاریخ)

(93) تذکرہ صوفیای سرحد مؤلفہ اعجاز الحق قدوسی، طبع مرکزی اردو بورڈ لاہور 1966ع

(94) تذکرہ علمای ہند ملّفہ رحمان علی، طبع کراچی 1961ع

(95) تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مؤلفہ امیر شاہ قادری، طبع عظیم پبلشنگ ہاوس پشاور 1972ع

(96) تذکرہ الموضوعات مؤلفہ محمد طاہر بن علی الہندی، طبع بیروت 1399ھ

(97) تذکرۃ الموضوعات مؤلفہ محمد طاہر بن علی المعروف بہ قیسرانی الشیبانی ، طبع نور محمد اصح المطابع کراچی (بدون تاریخ)۔

(98) ترجمان السنہ مؤلفہ مولانا بدر عالم ، طبع دوم ندوۃ المصنفین دہلی 1377ھ / 1958ع

(99) ترجمہ مواہب الدنیہ مؤلفہ مولانا عبد الجبار خان ، طبع کراچی (بدون تاریخ)۔

(100) ترمذی (عربی ۔ اردو) الموسومہ جائزہ الشعوذی مترجمہ وحید الزمان ، طبع محمد علی کارخانہ کتب کراچی (بدون تاریخ)

(101) تصوف کیا ہے ؟ مرتبہ مولانا منظور نعمانی ، طبع ادارہ اسلامیات لاہور 1401ھ / 1981ع

(102) تعریفات مصنفہ علی بن محمد الشریف جرجانی ، طبع مکتبہ لبنان بیروت 1969ع

(103) تعلیم الدین مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی ، طبع دارالاشاعت کراچی 1977ع

(104) تعلیم غوثیہ مؤلفہ شاہ گل حسن قادری ، طبع نفیس اکیڈیمی کراچی 1967ع

(105) تفہیمات الٰہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی ، طبع شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد سندھ 1390ھ

(106) تقریب التہذیب مؤلفہ ابن حجر عسقلانی ، تحقیق عبد الوہاب عبد اللطیف (بدون مقام و تاریخ)

(107) تلبیس ابلیس مؤلفہ ابن الجوزی مترجمہ ابو محمد عبد الحق طبع مرکز طبع ادب آرام باغ کراچی

(108) تمدن ہند پر اسلامی اثرات مؤلفہ ڈاکٹر تارا چند ، مترجمہ محمد مسعود احمد ، طبع مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور 1964ع

(109) تواریخ حافظ رحمت خان مترجمہ روشن خان ، طبع پشتو اکیڈیمی پشاور اشاعت اول 1976

(110) تواریخ خورشید جہان مصنفہ شیر محمد خان گنڈاپور ، طبع لاہور 1311ھ / 1894ع

(111) تہذیب الاسماء مؤلفہ امام نووی ، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت (بدون تاریخ)

(112) تہذیب التہذیب مؤلفہ ابن حجر عسقلانی ، طبع حیدرآباد دکن 1325ھ

(113) تیسیر الباری ترجمہ و شرح بخاری از علامہ بدیع الزمان ، طبع امجد اکیڈیمی لاہور۔

(ج ۔ چ)

(114) جدید دنیائے اسلام (مؤلفہ ڈاکٹر لوتھراپ استاڈرڈ) مترجمہ جمیل الدین بدایونی طبع

(115) جذب القلوب مؤلفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مترجمہ سید حکیم عرفان علی پیلی بھیت طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی ۔

(116) جمع الفوائد مؤلفہ امام محمد بن محمد بن سلیمان ، طبع مدینہ منورہ 1381ھ / 1961ع

(117) جمہرہ انساب العرب مؤلفہ ابی محمد بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی ، طبع مصر 1382ھ

(118) چار باغ پنجاب مؤلفہ گلشن داس وڈیرہ مرتبہ کرپال سنگھ ، طبع خالصہ کالج امرتسر 1965ع

(119) چہار مقالہ مصنفہ نظامی عروضی سمرقندی ، تحقیق و تعلیق مرزا محمد خان قزوینی چاپ سوم کتابفروشی زوار تہران 1331 ۔

(ح)

(120) حالنامه مصنفه بایزید انصاری (قلمی)مائیکروفلم پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی ۔

(121) حدیقه الاولیاء مصنفه مفتی غلام سرور ، مترجمه محمد اقبال مجددی ، طبع اسلامک بک فاونڈیشن لاہور 1397ھ/1976ع

(122) حدیقه الحقیقت مصنفه حکیم سنائی مرتبه مدرس رضوی ، چاپخانه سپهر تهران 1329ھ

(123) حصن حصین مؤلفه محمدبن محمدبن الجزری ، مترجمه مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری طبع دارالاشاعت کراچی 1401ھ/1980ع

(124) رساله "حضرت حافظ جی مبارک" شائع کرده عرس کمیٹی عمرزیؒ ، طبع سرحد پریس پشاور۔

(125) حلیه الاولیاء مؤلفه ابی نعیم اصفہانی ، طبع قاہره 1933ع

(126) حیات و آثار میاں محمد عمرچمکنی مؤلفه ڈاکٹر محمد حنیف ، مقاله برائے پی ۔ ایچ ۔ ڈی پشاور یونیورسٹی 1979ع

(127) حیات القلوب مؤلفه باقر مجلسی ، طبع کتابفروشی اسلامیه تهران (بدون تاریخ)۔

(128) خزینه الاصفیاء مترجمه مفتی محمود عالم ہاشمی ، اقبال احمد فاروقی ، طبع لاہور 1392ھ

(129) خصائص الکبری مؤلفه جلال الدین سیوطی مترجمه راجه رشید محمود ، سید حامد لطیف ، طبع گنجشکر اکیڈیمی لاہور (بدون تاریخ)۔

(129ب) خلاصة الانساب مؤلفه حافظ رحمت خان با ترجمه پښتو از [illegible] و مولوی فضل ودود طبع پښتو اکیډیمی پشاور یونیورسٹی سنه 1983

(130) خلاصه العارفین مرتبه دکتربانو شمیم محمود زیدی ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد 1974ع

(د)

(131) دائره المعارف الاسلامیه اردو ، طبع دانشگاه پنجاب لاہور ۔

(132) دائره المعارف شرق مؤلفه عبدالحسین سعیدیان ، چاپ انتشارات شرق تهران 1358 ۔

(133) دبستان مذاہب ملا محسن فانی کشمیری ، طبع نولکشور کانپور 1904ع

(134) د پشتنو تاریخ مصنفه قاضی عطاء الله ، طبع کابل 1977ع جلد اول ۔

(135) دره نادره مصنفه مرزا مہدی خان استرآبادی ، طبع تهران یونیورسٹی 1341ھ ۔

(136) دریائے لطافت مصنفه سید انشاء ، طبع آفتاب عالم تاب مرشد آباد 1850ع ۔

(137) دیوان غلیات حافظ شیرازی ، چاپ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد 1399ھ

(138) دیوان حکیم سنائی غزنوی مرتبه مظاہر مصفا ، طبع امیر کبیر تهران 1336ھ

(139) دیوان شمس تبریزی مرتبه بدیع الزمان ، حسن عمید چاپ دوم انتشارات جاویدان علمی تهران

(140) دیوان ظهیر فاریابی مرتبه تقی بینش ، طبع طوس مشهد ۔ اسفند 1337 ۔

(141) دیوان عبدالرّحمن جامی ، طبع تہران ۔

(142) دیوان غزلیات فریدالدّین عطار نیشاپوری ، چاپ تہران 1341ھ

(ر)

(143) ردالمختار مصنفہ محمد امین المعروف بہ ابن عابدین الشّامی ، طبع کوئٹہ 1399ھ

(144) رسالہ شطاریہ (قلمی) مملوکہ کتبخانہ ندوہ العلماء فن تصوف نمبر 48 ۔

(145) رسالہ قشیریہ مصنفہ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری ، طبع مصر 1330ھ

(146) رسالہ وحدۃ الوجود مؤلفہ علامہ عبدالعلی بحرالعلوم مترجمہ شاہ زید ابوالحسن فاروقی ۔

(147) رشحات عین الحیات مؤلفہ فخرالدّین علی بن حسین واعظ کاشفی طبع ایران شہریور ماہ 2536 ۔

(148) روحانی رابطہ مصنفہ عبدالحلیم اثرافغانی ، طبع دارالاشاعت باجوڑ (مالاکنڈ ایجنسی) 1965

(149) رود کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام ، طبع فیروز سنز لاہور 1958ع

(150) روض الالف مؤلفہ علامہ سہیلی طبع ملتان 1398ھ

(151) روضات الجنات مترجمہ محمد باقرساعدی خراسانی ، طبع تہران (بدون تاریخ) ۔

(152) روضہ الصّفا مؤلفہ میرمحمدبن سیدبرہان الدّین المعروف بہ میرخواند ، طبع تہران 1338 شمسی ۔

(153) رنجیت سنگھ مصنفہ سرلیپل گریفن مترجمہ مولوی نصیرحسین فاروقی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ۔

(154) ریاض العارفین مؤلفہ رضاقلی ہدایت ، طبع کتابفروشی محمودی تہران 1316 ۔

(س)

(155) سرزمین ملتان مؤلفہ نور احمدخان فریدی ، طبع قصرالادب ملتان (بدون تاریخ) ۔

(156) سروش (ماہنامہ) اسلام آباد ، شمارہ دسمبر 1981ع

(157) سلسلۂ اولیای سرحد نمبر 32 "شیخ محمد شعیب تورڈھیری " مؤلفہ نصراللہ خان نصر ، طبع تہکال بالا پشاور 1953

(158) سلسلۂ خیریہ مؤلفہ مخفی الخیری ، طبع ابوالخیر اکیڈیمی لاہور 1401ھ/ 1981ع

(159) سفینۃ الاولیاء مؤلفہ داراشکوہ ، طبع نولکشور لکھنؤ 1872ع

(160) سوات نامہ مصنفہ خوشحال خان خٹک مرتبہ عبدالحی حبیبی ، طبع افغانستان سائنس اکیڈیمی کابل 1358ھ

(161) سیراعلام النبلاء مؤلفہ حافظ ذہبی تحقیق صلاح الدّین المنجد ، طبع بیروت (بدون تاریخ)

(162) سیرالاقطاب مؤلفہ الہدیہ چشتی ، طبع نولکشور لکھنؤ 1913ع

(163) سیرالاولیاء مؤلفہ میرخورد ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد 1398

(164) سیرت سلمان فارسی مؤلفہ فضل احمد عارف ، طبع تذ یرسنز پبلشرز اردو بازار لاہور - 1975

(165) سیرت سید احمد شہید مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی ، طبع سعید ایچ - ایم کمپنی کراچی 1976

(166) سیرالعارفین مؤلفہ فضل اللہ جمالی مترجمہ محمد ایوب قادری ، طبع مرکزی اردو بورڈ لاہور

(167) سیرالمتأخرین مصنفہ غلام حسین طباطبائی ، طبع کلکتہ 1836ع

(168) سیرہ المصطفیٰ مؤلفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی ، طبع مکہ پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور -

(169) سیرہ النبویہ مؤلفہ حافظ ابن کثیر ، طبع بیروت 1396ھ

(170) سیرہ النبویہ مؤلفہ ابن ھشام ، طبع ملتان 1398ھ

(171) سیرہ النبی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی ، طبع اعظم گڑھ اشاعت ششم

(172) سیرہ النعمان مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی ، طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی -

(ش)

(173) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی طبع ادارہ اسلامیات لاہور 1978ع

(174) شجرہ نسب صاحبزادگان مرتبہ صاحبزادہ احمد جان ، طبع منظور عام پریس پشاور -

(175) شذرات الذہب مؤلفہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (متوفی 1089ھ) طبع بیروت (بدون تاریخ)

(176) شرح سفرالسعادہ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، طبع مکتبہ نوریہ سکھر 1398ھ

(177) شرح مشکل الآثار مؤلفہ حافظ ابی جعفر طحاوی ، طبع دارصادر بیروت اشاعت اول 1333ھ

(178) شرح مواہب الدنیہ مصنفہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی طبع مصر اشاعت اول 1326ھ

(179) شریعت و طریقت کا تلازم مصنفہ مولانا محمد زکریا سہارنپوری ، طبع دارالاشاعت کراچی 1399ھ

(180) شمس الہدیٰ (قلمی) مصنفہ میاں محمد عمر چمکنی مملوکہ کتبخانہ اسلامیہ کالج پشاور -

(ص - ض)

(181) صواعق محرقہ (قلمی) مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی (متوفی 973ھ) مملوکہ کتبخانہ اسلامیہ کالج پشاور نمبر 737 -

(182) صوفیای نقشبند مؤلفہ سید امین الدین ، طبع مقبول اکیڈیمی لاہور 1973ع

(183) ضرب کلیم مصنفہ علامہ محمد اقبال ، طبع غلام علی اینڈ سنز لاہور 1973ع

(ط)

(184) طبقات ابن سعد (عربی) ، طبع بیروت 1960ع -

(185) طبقات ابن سعد مترجمہ عبد اللہ العمادی ، طبع کراچی 1944ع

(186) طبقات الشافعیہ مؤلفہ تاج الدین سبکی ، طبع اول مصر مطبع حسینیہ (بدون تاریخ)

(187) طبقات الصوفیہ مؤلفہ خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی تصحیح وتحشیہ عبد الحی حبیبی ، طبع کتابفروشی فروغی تہران 1342ھ شمسی ۔

(188) طریق الہجرتین مصنفہ حافظ ابن قیم الجوزیہ ، طبع قاہرہ 1376ھ

(ع)

(189) عوارف المعارف (عربی) مصنفہ شہاب الدین سہروردی طبع دار الکتاب عربی بیروت 1966ع

(190) عوارف المعارف مترجمہ شمس بریلوی (مقدمہ) ، طبع مدینہ پبلشنگ کراچی 1977ع

(191) عینی شرح بخاری مصنفہ علامہ بدر الدین عینی (متوفی 855ھ) طبع قسطنطنیہ ۔

(192) عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر مؤلفہ فتح الدین ابن سید الناس الاندلسی ۔

(ف)

(193) فتاوی ابن تیمیہ ، طبع الرباط ۔ المغرب (بدون تاریخ) ۔

(194) فتاوی برہنہ مؤلفہ شیخ نصیر الدین بیناٹی ، طبع نولکشور لکھنؤ 1874ع

(195) فتح الباری مصنفہ حافظ ابن حجر عسقلانی ، طبع مصر 1388ھ/1959ع

(196) فتح الربانی دیباچہ از مولانا عاشق الہی میرٹھی ، طبع کراچی 1965ع

(197) فرہنگ فارسی مصنفہ حسن عمید ، طبع تہران ۔

(198) فرہنگ فارسی مصنفہ دکتر معین ، طبع تہران 1345ھ

(199) فرہنگ نوین مصنفہ مصطفی طباطبائی کتابفروشی وچاپخانہ اسلامیہ تہران 1358 شمسی ۔

(200) فقہای سبعہ مؤلفہ حافظ محمد اسحٰق ، طبع لاہور 1979ع

(201) فوائد الفواد مرتبہ امیر حسن سنجری ، طبع نولکشور لکھنؤ 1908ع

(202) فیض الباری مصنفہ انور شاہ کشمیری ، طبع قاہرہ 1357ھ

(ق ۔ ک)

(203) قصص القرآن مؤلفہ حفظ الرحمن سیوہاروی ، طبع ادارہ نشریات اسلام اردو بازار لاہور ۔

(204) قطب الارشاد مصنفہ فقیر اللہ شکارپوری ، طبع بمبئی 1335ھ

(205) قلائد عقود العقیان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان مؤلفہ ابی القاسم بن عبد العلیم الیمنی الحنفی

(206) کتاب المعارف مصنفہ ابن قتیبہ ، طبع مصر ۔

(207) كتاب الموضوعات مؤلفه ابن الجوزی طبع مدینه منوره 1388ھ

(208) کشف الظّنون مؤلفه حاجی خلیفه چاپ ترکی ۔

(209) کشف المحجوب مصنفه شیخ علی بن عثمان ہجویری مولوی شفیع ایڈیشن لاہور ۔

(210) کشف المحجوب ، طبع مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد 1398ھ

(211) کنزالعمال مؤلفه علاء الدّین علی المتقی الهندی طبع حیدرآباد دکن 1364ھ

(212) گلستان مصنفه سعدی شیرازی ، طبع سعید ایچ ۔ایم کمپنی کراچی 1971ع

(ل)

(213) لباب الالباب مؤلفه محمد عوفی طبع کیمبرج یونیورسٹی لندن 1324ھ/1906ع

(214) لسان العرب مؤلفه جمال الدّین محمدبن مکرم ، طبع بیروت 1373ھ

(م)

(215) مآثر الامراء مصنفه شاهنوازخان مترجمه محمد ایوب قادری ، طبع مرکزی اردو بورڈ لاہور 1969ع

(216) مبلغ الرّجال (قلمی)مصنفه خواجه عبدالله ، آزاد کلیکشن مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

(217) مثنوی معنوی مصنفه مولانا جلال الدّین رومی ، طبع لیدن باهتمام پروفیسر نکلسن 1933ع

(218) مثنوی معنوی مصنفه مولانا جلال الدّین رومی ، طبع نولکشور 1905ع

(219) مجمع الانساب (قلمی)مصنفه میاں محمد نور متوفی 1150ھ

(220) مجمل التّواریخ مصنفه ابوالحسن بن محمد امین گلستانی طبع لیدن 1896ع

(221) مجموعه نظم های افغانی (قلمی)مرتبه مولوی عبدالرّحیم ، مملوکه پشتو اکیڈیمی پشاور ۔

(222) مجمع الزّوائد ومنبع الفوائد مؤلفه حافظ نورالدّین علی بن ابی بکرالهیثمی طبع قاهره 1353ھ

(223) مجمع الفصحاء مؤلفه رضاعلی هدایت ، طبع تهران ۔

(224) مخبرالواصلین (قلمی)مصنفه فاضل اکبرآبادی مملوکه کتابخانه دانشگاه پنجاب شماره نمبر 32261

(225) مخزن الاسلام افغانی مصنفه اخوند درویزه طبع پشتو اکیڈیمی پشاور 1969ع

(226) مدارج النّبوه مؤلفه شیخ عبدالحق محدث دهلوی ، طبع مکتبه نوریه رضویه سکهر 1397ھ

(227) مرآه الاولیاء (قلمی)مصنفه شیخ محمد شعیب ، مملوکه سلطان العارفین ساکن قاضی آباد (مردان)

(228) مرصاد العباد مصنفه نجم الدّین رازی المعروف بنجم الدّین دایه (قلمی)مملوکه پنجاب یونیورسٹی شیرانی کلیکشن نمبر 305

(229) موقع ملتان مصنفه اولادعلی گیلانی ، طبع فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور 1357ھ

(230) مروج الذہب مؤلفہ ابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی، طبع بیروت 1385ھ

(231) مسالک السالکین مؤلفہ مرزا عبد الستار بیگ سہسرامی، طبع اول آگرہ (بدون تاریخ)

(232) مستدرک حاکم، طبع بیروت 1978ع

(233) مسلم شریف الصحیح مؤلفہ مسلم بن الحجاج، طبع احسان پبلشرز لاہور 1981ع

(234) مشکوہ المصابیح

(235) مسند احمد مؤلفہ امام احمد بن حنبل، طبع مکتب اسلامی بیروت 1398ھ/1978ع

(236) مصارع العشاق مؤلفہ ابی محمد جعفر بن احمد بن الحسن السراج، طبع قسطنطنیہ 1301ع

(237) معارج النبوہ مؤلفہ معین الدین واعظ کاشفی، طبع مکتبہ نوریہ سکھر 1398ھ/1978ع

(238) معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع، طبع کراچی نمبر 14_1980ع

(239) معجم البلدان مؤلفہ یاقوت حموی، طبع بیروت 1399ھ

(240) معجم الکبیر مؤلفہ علامہ طبرانی، طبع بغداد 1979ع

(241) معجم المطبوعات العربیہ مرتبہ یوسف الیان سرکیس، طبع مصر 1928ع

(242) معین الارواح مؤلفہ خادم حسن، طبع اجمیر 1956ع

(243) مقدمہ ابن خلدون، طبع مؤسسہ الاعلمی بیروت (بدون تاریخ)

(244) مقصود المؤمنین مصنفہ بایزید انصاری انگریزی ترجمہ از ڈاکٹر میرولی خان، طبع پشاور 1980

(245) مکتوبات امام ربانی مرتبہ محمد ہاشم کشمی طبع ایجوکیشنل پریس کراچی 1972ع

(246) مکتوبات صدی مترجمہ شاہ نجم الدین و شاہ الیاس فردوسی طبع سعید ایچ ـ ایم کمپنی کراچی 1396ھ

(247) ملفوظات شاہ عبد العزیز دہلوی مطبع مجتبائی میرٹھ 1314ھ

(248) مناقب امام شافعی مؤلفہ امام بیہقی، طبع احمد صقر قاہرہ 1970ع ـ 1971ع

(249) مناقب میاں محمد عمر چمکنی مؤلفہ مولانا مسعود گل، طبع دہلی 1299ھ

(250) منتخب التواریخ مؤلفہ عبد القادر بدایونی، طبع نولکشور لکھنؤ ـ

(251) منتہی الارب، طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور 1325ھ

(252) منبع البرکات مترجمہ مخدوم عبد الرشید، مطبع صادق الانوار بہاولپور 1915ع

(253) موج کوثر مصنفہ شیخ محمد اکرام، طبع ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور 1975ع

(254) موضوعات الکبیر مؤلفہ ملا علی قاری، طبع نور محمد اصح المطابع کراچی (بدون تاریخ)ـ

(255) مواہب اللدنیہ مؤلفہ احمد بن محمد القسطلانی، طبع مصر 1326ھ (مع شرح زرقانی)ـ

(256) میزان الاعتدال مؤلفہ علامہ ذہبی، طبع اول بیروت 1382ھ/1963ع

(ن - و - ی)

(257) نزھۃ الخواطر مؤلفہ سید عبدالحی حسنی ، طبع حیدرآباد 1942 — 1970ع

(258) نفحات الانس مؤلفہ مولانا عبدالرحمن جامی ، تصحیح و تحقیق مہدی توحیدی پور ، تہران

(259) نقوش سیرت مؤلفہ طہ حسین مترجمہ رشید احمد ارشد ، طبع نفیس اکیڈیمی کراچی 1978ع

(260) نوای معارک مؤلفہ عطا محمد شکارپوری ترتیب و تعلیق عبدالحی حبیبی ، طبع سندھی ادبی اردو بورڈ کراچی 1959ع

(261) نووی شرح مسلم ، طبع نورمحمد اصح المطابع کراچی (بدون تاریخ)

(262) وفیات الاعیان مؤلفہ ابن خلکان ، طبع بیروت 1978ع

(263) یعقوبی (تاریخ) ، طبع دار صادر بیروت (بدون تاریخ)

(264) یوسفزئی پٹھان مؤلفہ اللہ بخش یوسفی ، طبع محمد علی ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی 1960ع

(ضمیمہ ——— بقیہ ردیف ت)

(265) تفسیر القرآن مؤلفہ حافظ ابن کثیر (اردو ترجمہ) طبع اصح المطابع آرام باغ کراچی -

(266) تفسیر حسینی مؤلفہ مولانا کمال الدین واعظ کاشفی ، طبع تاج کمپنی کراچی -

(267) تفسیر احکام القرآن مؤلفہ محی الدین ابن العربی ، طبع مصر -

(268) تفسیر عثمانی مؤلفہ علامہ شبیر احمد عثمانی ، طبع تاج کمپنی کراچی -

(269) تفسیر روح المعانی مؤلفہ امام محمود آلوسی البغدادی ، طبع مکتبہ رشیدیہ لاہور -

(270) تفسیر قرطبی مؤلفہ ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی طبع دارالکتب قاہرہ 1384

(271) تفسیر کبیر مؤلفہ امام فخرالدین الرازی ، طبع دارالطباعہ العامرہ -

(272) تفسیر فتح العزیز مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی -

(273) تفسیر کشاف مؤلفہ جاراللہ زمخشری ، طبع اولی قاہرہ 1365ھ/1946ع

(274) تفسیر ماجدی مؤلفہ مولانا عبدالماجد دریاآبادی ، طبع تاج کمپنی کراچی (اردو)

(275) تفسیر مظہری مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مترجمہ سید عبدالدائم الجلالی ، طبع سعید ایچ - ایم - کمپنی کراچی -

276) Ahmad Shah Durrani by Ganda Sing, Bombay 1959.

277) Afghanistan and its inhabitants by Henry Priestly, Sang-i-Meel Publications Lahore 1981.

278) A general report on Yusafzais by W.H. Bellew, Sang-i-Meel Publications , Lahore 1977.

279) A Journey to the North of India by Lieut Arthur Conolly, London 1838.

280) An account of the Kingdom of Caubul by Elphinstone, London 1839.

281) Cambridge History of India by Lt. Col. Sir Wololey Haig, editedby Sir Richard Burn, New Dehli 1957 Vol. IV.

282) History of Afghanistan by Malleson G.B; London 1979.

283) Literary History of Persia by E.G.Brown, Cambrige University Press 1955.

284) Nadir Shah by Lock Hart, London 1938.

285) Parties and politics in the Mughal Court by Dr. Stash Chandar, Aligarh 1959.

286) Sources of Indian traditions by Dr. Peter Hardy, New York 1959.

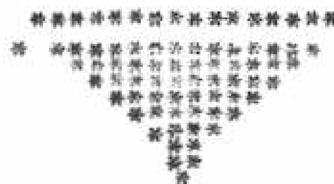
287) The back ground of Islam by Philby, Alexandaria 1949.

288) The Life and times of Farid-ud-Din Ganj Shakar by Khaliq Ahmad Nizami, Aligarh 1955.

289) The Mystics of Islam by Prof. R.A. Nichalson, London 1966.

290) The Pathans by Olf Caroe, London 1958.

291) The preching of Islam by T.W. Arnold, published by Shirkat-i-Qualam Lahore.



Scarborough, Norman M. *"Effective Small Business Management"* Columbnus, Charles E.Meril Publishing Company, 1984.

Schmitz, H. and Humphrey,J.(1996) ' The Triple C approach to local industrial policy', *World Devolopment*,24(12): 1959-77

Scholl hammer , Hans. *"Entrepreneurship and Small Business Management"* .New York. John Wiley & sons ,1979.

Sexton ,Donald L. "*Experience in Entrepreneurship and Small Business Management"*. New Jersy Princeton Hall-Inc, 1982.

Singer, M.ed. *"Entrepreneurship and Modernisation of Occupational Cultures in south Asia* ". Durham,N.C., Duke University Press , 1973.

Siropolis , Nicholas C. *"Small Business Management"* . Bostan Houghton Mifflin Co, 1986.

SME_Financing, www.habibbankltd.com/html/downloads.htm (Dec 2004)

Sohal, A., D'Netto, B. and Noori, H. 'The roles and responsibilities of production/operations manager in SMEs: evidence from Canada' , *Technovation*, 21(7): 437-48, 2001

Stegall, Donald P *"Managing The Small Business*". Illinois; Richard Darwin , Inc 1982.

SUCC"Successful Small Business Management". Dallas Texas. Business Publication, Inc, 1978.

Sullivan, Daniel J,and Joseph F.lane. *"Small Business Management A Practical Approach"*. Dubuque, lowa: Wm.C. Brown Company Publishers,1983.

603—